قومی اور ملّی تقریبات میں شاہ جی کی ایمان افروز باتیں

جمالِ تقریبات



ابو محی الدین

قومی اور ملی تقریبات میں شاہ جی کی ایمان افروز باتیں

جمالِ تقریبات

ابومحی الدین

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید سیکٹر تھری راولپنڈی

فہرست

1	حرف نیاز		07
2	دورہ یورپ و مشرق	سید کبیر حسین شاہ ہمدانی	09
3	ذات حق کے روبرو خودی کی نفی	رانا خالد محمود قادری	15
4	کل پاکستان سنی کانفرنس	محمد نواز کھرل	21
5	اے رب کائنات مجھے معاف کر دے	سید انور قدوائی	39
6	یارسول اللہ ریلی	قاضی مصطفیٰ کامل	43
7	یارسول اللہ پرچم مارچ	محمد نواز کھرل	49
8	جگمگاتے لمحوں کی دلآویز کہانی	محمد نواز کھرل	59
9	شاہ جی کا داتا دربار پر بڑے اجتماع سے خطاب		71
10	آہ۔۔۔۔عبدالستار خان نیازی	علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ	75
11	یارسول اللہ ریلی	قاضی مصطفیٰ کامل	81
12	فکر اولیاء کانفرنس۔۔۔۔۔ایک فکر	قاضی مصطفیٰ کامل	87
13	فکر اولیاء کانفرنس	انجینئر سرفراز ضیغم	91
14	شبینۂ نعت	محمد امین خان قادری	99
15	غیر ملکی دورہ	محمد نواز کھرل	105
16	دورہ سندھ	محمد نواز کھرل	109
17	یارسول اللہ لانگ مارچ	تنویر قیصر شاہد	117
18	یارسول اللہ لانگ مارچ	انجینئر سرفراز ضیغم	123
19	یارسول اللہ لانگ مارچ	محمد نواز کھرل	133
20	فکر رضا کانفرنس	ڈاکٹر منظور حسین اختر	137
21	شاہ جی کا دورہ یورپ	عبدالرزاق ساجد	141
22	شہ زوروں کے شہر سے	اعجاز میر	147
23	تعلیم و تربیت کی تین روزہ بستی	انجینئر سرفراز ضیغم	151
24	مرکزی ناظم اعلیٰ کے دورۂ ہزارہ ڈویژن کی ولولہ انگیز روئیداد	انجینئر سرفراز ضیغم	161
25	جامعہ ہجویریہ میں درس نظامی کا آغاز	علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ	167
26	قومی تعلیمی کانفرنس	احمد مرتضیٰ	171
27	اتفاق مسجد لاہور میں ختم بخاری شریف	ڈاکٹر منظور حسین اختر	177
28	داتا دربار ہال میں ''شعور زندہ'' کی تقریب رونمائی	چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ	183
29	ایک روحانی محفل میں شاہ جی کا درس حکمت	ڈاکٹر منظور حسین اختر	189
30	ہری پور ہزارہ کا عظیم ورثہ اور ہماری ناقدریاں	حافظ محمد زبیر اعوان	197
31	شاہ جی کا درس حکمت	ڈاکٹر منظور حسین اختر	203
32	جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب کی تقریب حلف برداری	ڈاکٹر منظور حسین اختر	213
33	شاہ جی کے ساتھ ایک شام	ڈاکٹر منظور حسین اختر	219
34	راولپنڈی میں سنی امن کنونشن	صاحبزادہ عثمان غنی	229
35	بس جائے کہیں اجڑا نگر دیکھتے جانا	ڈاکٹر منظور حسین اختر	237

36	جماعت کے مرکزی قائدین کی شفقتیں	حافظ محمد زبیر اعوان	245
37	جماعت اہل سنت کی مرکزی شوریٰ کا اہم اجلاس	حافظ محمد زبیر اعوان	253
38	جماعت اہل سنت ملتان ڈویژن کا تربیتی کنونشن	قاری فیض بخش رضوی	261
39	فیصل آباد کے داغ دھل گئے	حافظ محمد زبیر اعوان	269
40	تحفظ ناموس رسالت ریلی کراچی	عبدالحفیظ معارفی	277
41	وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی (دورہ امریکہ)	ڈاکٹر ظفر اقبال نوری	285
42	لبیک یارسول اللہ سیمینار	علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ	297
43	لبیک یارسول اللہ سیمینار	امجد ارباب عباسی	303
44	لبیک یارسول اللہ سیمینار	ڈاکٹر محمد منظور حسین اختر	309
45	لبیک یارسول اللہ کانفرنس سیالکوٹ	حافظ محمد رضوان یوسف	319
46	پاکستان بچاؤ کانفرنس	ڈاکٹر محمد منظور حسین اختر	325
47	جامعہ ہجویریہ میں دورہ حدیث کی تقریب	علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ	333
48	حکمرانوں کے لئے قابل تقلید نمونہ	حافظ محمد زبیر اعوان	337
49	علوم اور فنون کی بارانِ رحمت	ڈاکٹر منظور حسین اختر	351
50	سالانہ جلسہ تقسیم اسناد ادارہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی	ڈاکٹر منظور حسین اختر	359
51	سنی سیکرٹریٹ میں 15 یوم	ڈاکٹر منظور حسین اختر	379
52	تھیاں سرسبز فریدیاں جھوکاں (دورہ امریکہ)	ڈاکٹر ظفر اقبال نوری	389
53	تحفظ پاکستان علماء و مشائخ کنونشن	محمد احمد صدیقی	403
54	نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا طریقہ تبلیغ	حافظ محمد زبیر اعوان	411
55	قصہ ایک محفل ختم القرآن کی روداد کا	حافظ محمد زبیر اعوان	419
56	فروغ فکر قرآن کانفرنس	عبدالقادر مصطفائی	429
57	سالانہ عرس مبارک خواجہ خان عالم	عبدالقادر مصطفائی	435
58	سالانہ درس حدیث راولپنڈی	ڈاکٹر منظور حسین اختر	441
59	پیر بخاری ہاؤس میں محفل میلاد	علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ	453
60	سالانہ محفل میلاد راولپنڈی	ڈاکٹر منظور حسین اختر	457
61	پیر سید بشیر احمد بخاری کا ختم چہلم	عبدالقادر مصطفائی	465
62	عرس آستانہ عالیہ چھالے شریف	عبدالقادر مصطفائی	469
63	درس حدیث لاہور	ڈاکٹر منظور حسین اختر	473
64	محبت اور پیار کا آب حیات	ماسٹر احسان الٰہی قصوری	487
65	سنی کانفرنس ٹکسنگ	حافظ محمد زبیر اعوان	495
66	محبت میں ہے منزل سے بھی خوشتر جادہ پیمائی	ڈاکٹر منظور حسین اختر	503
67	دست گیر و بندۂ خاص الٰہ	صاحبزادہ حسنات احمد مرتضیٰ	511
68	چہلم شہدائے داتا کے موقع پر سنی اتحاد کونسل کی معرکہ آراء کانفرنس	علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ	531
69	عظمت داتا گنج بخش ریلی	ڈاکٹر منظور حسین اختر	535
70	ہے میرے باغِ سخن کے لئے تو	ناعمہ منظور	541
71	گزر گیا ہے کوئی گل بدن اس آنگن سے	لیاقت علی مفتی	555
72	اتفاق خاندان کے آخری بزرگ بھی رخصت	سید انور قدوائی	571

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''جمال تقریبات'' خیال ہے میرے سلسلہ گفتگو کو محفوظ کرنے کے لحاظ سے اتنی اہمیت کی حامل کتاب نہیں البتہ جن تقریبات کو عزیزی القدر ابومحی الدین نے آئینہ حروف میں اتارنے والے قلمکاروں کے جذبات کا احترام کیا ہے لائق صد تحسین ہے۔ میری باتوں کے حذف ریزے تو ممکن ہے پھینک دینے کے قابل ہوں لیکن کچھ دوسری اہم ضروری اور تاریخی باتیں دامن قرطاس میں محفوظ کرنے کی جو مشقت ابومحی الدین نے اٹھائی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس پر ضرور جزا عطا فرمائے گا۔

محمد بہاؤالدین اور ابومحی الدین ایک ہی شخصیت کی شناخت ہیں۔ عزیزم نے علامہ سید عبدالرحمٰن بخاری، علامہ محمد رشید نقشبندی اور مجھ خاکسار سے تلمذ کے مراحل طے کرنے کے بعد اپنی زندگی کی تمام مصروفیتوں اور خدمات کا مرکز اللہ کی رضا کے لئے مجھے بنالیا۔ روحانی اصطلاحات کا اگر کوئی حوالہ قیامت میں معتبر ہوا تو ابومحی الدین میرا مطلق خلیفہ مجاز ہے۔ میری گرفت کے لئے اگر محمد بہاؤالدین نے اپنا حق خدمت معاف نہ کیا تو شاید ایک صبح اور ایک شام بھی کافی ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پر اُمید حاضری دیتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے مشائخ کے تصدق ابومحی الدین کو ضرور جزا عطا فرمائے گا اور اس کی اور اس کی صحبت میں بیٹھنے والوں کی دعائیں میرے لئے سرمایہ ثابت ہوں گی۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائے۔

دعا گوئے و دعا جوئے

سید ریاض حسین شاہ

حرف نیاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی ومرشدی حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ تعالیٰ نے ہمہ جہت شخصیت بنایا ہے۔ آپ بیک وقت صوفی، عالم، مدرس، فقیہ، مفسر، محدث، ادیب اور اعلیٰ پائے کے خطیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وعظِ حسنہ میں وہ تاثیر رکھی ہے کہ سنگ دلوں کی آنکھوں میں بھی سیلِ اشک رواں اور جذبہ دین جواں ہوتے دیکھا گیا۔ آپ کی للّٰہیت اور خلوص کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے پیر ومرشد حضرت لالہ جی علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں میرے بیانات دینی مقاصد کو پورا کرتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو میں خطابت ترک کر دیتا ہوں، تو لالہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ساتھ جمعہ پڑھا اور بعد از فراغت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تقریر میں نور کی نعمت بدرجہ اتم رکھی ہے۔

دراصل جس کی زندگی کا لمحہ لمحہ اللہ ورسول کی رضا کے لئے ہو اس کے ہر کام میں اللہ نور رکھ دیتا ہے۔ شاہ جی جب جمعہ کی تقریر کے لئے کمرہ سے نکلنے لگتے ہیں تو چند لمحوں کے لئے رک جاتے ہیں، کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ "تقریر کے لئے قدم اٹھانے سے قبل سوچتا ہوں کہ یہ قدم اللہ کے لئے اٹھ رہے ہیں یا کہ میری ذات کے لئے"۔

یہی وہ سوچ ہے جس سے الفاظ میں نور، لہجہ میں اثر اور زبان میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ شاید اسی لئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خطیب کو دورانِ خطابت ہی فرمایا تھا کہ اس کی تقریر کا مقصد صرف نمود ونمائش ہے۔

دراصل تقریر تعلیماتِ اسلامیہ کو دوسروں تک پہنچانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے لیکن یہ مؤثر اسی صورت میں ہے جب تقریر کرنے والے کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مضبوط ہو، ورنہ تقریر محض ایک فن کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے اور سامعین کے دلوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی۔ حقیقت میں منزل تقویٰ حاصل کرنا ہے اور تقریر تقویٰ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، یہ نشانِ منزل اور سنگِ میل ضرور ہے لیکن منزل ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ تقریر کو منزل سمجھ بیٹھے وہ عمر بھر منزل کو نہ پا سکے اور جنہوں نے اس کے ذریعے تقویٰ حاصل کرنے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں منزل آشنا کر دیا۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ:

خدا سے تم دل ملاؤ اپنا زبان کو پھر ملاؤ دل سے

تو دیکھ لینا کہ پُر اثر ہے زبان سے جو نکل رہا ہے

''جمال تقریبات'' شاہ جی کے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر صادر کیے گئے چند مواعظِ حسنہ کا مجموعہ ہے۔ شاہ جی کے ان نورانی اور وجدانی خطابات کو آپ کے چند احباب و محبین نے قرطاس و قلم کے حوالے کر دیا آپ کے مواعظ کی یہ رپورٹیں پاکستان کے مشہور جرائد و رسائل اور ماہنامہ دلیل راہ میں شائع ہوتی رہیں۔ قارئین نے یہ سلسلہ کافی پسند کیا تو فقیر نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان رشحاتِ فکر کو محفوظ کرنے کے ارادے سے ان گوہر ہائے تابدار کو جمع کر دیا۔ المختصر یہ کتاب شاہ جی کی زبان مبارک سے نکلی ہوئیں اللہ اور اس کے رسول کی باتوں پر مشتمل ایک گنجینہ ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ''جمال تقریبات'' میں شاہ جی کے مواعظِ حسنہ پر عمل میں آسانی پیدا فرما دے۔ آمین بجاہ نبی الکریم

ابو محی الدین

علامہ سید ریاض حسین شاہ
کا غیر ملکی تبلیغی دورہ

سید کبیر حسین شاہ ہمدانی

ماہنامہ دلیل راہ اکتوبر 1992

5۔ستمبر 1992 کی صبح سید ریاض حسین شاہ صاحب کے دورہ یورپ کا آغاز ہوا۔آپ صبح 7۔ بجے پی آئی اے کی پرواز سے کوپن ہیگن ڈنمارک کے لئے روانہ ہوئے جہاں آپ نے صرف دو گھنٹے قیام کرنا تھا۔ڈنمارک کے دوست احباب کثیر تعداد میں آپ سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے چونکہ شاہ صاحب کا قیام مختصر تھا اس لئے آپ نے مناسب سمجھا کہ ائیر پورٹ پر ہی ملاقات کی جائے۔آپ نے احباب سے تنظیمی اور تحریکی امور پر تبادلہ خیال کیا اور انہیں محنت، لگن اور حوصلوں کو بلند رکھنے کی تلقین کی۔ ائیر پورٹ پر ہی آپ کی ملاقات خالد منیر بٹ سے بھی ہوئی۔

سید ریاض حسین شاہ ڈنمارک سے برسلز بیلجئیم کے لئے روانہ ہوئے۔جب آپ بیلجئیم میں اترے تو سورج غروب ہو رہا تھا اور سائے ڈھل رہے تھے۔رسمی کاروائی سے فراغت کے بعد جب آپ باہر تشریف لائے تو ادارہ تعلیمات اسلامیہ بیلجئیم کے آصف محمود پراچہ، علامہ مولانا محمد فاروق سلطان، جناب غلام دستگیر، حاجی ملک محمد اشرف، حضرت علامہ مولانا محمد عبدالوہاب صدیقی اور دیگر بہت سے احباب اور مختلف تنظیموں کے نمائندگان آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔بیلجئیم میں شاہ جی نے ادارہ تعلیمات اسلامیہ بیلجئیم کے امیر آصف محمود پراچہ کے گھر قیام فرمایا اور مختلف وفود سے ملاقاتیں کیں اور ان سے مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔

6۔ستمبر کو آپ جامعہ اسلامیہ برسلز میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں منعقدہ تاریخی اجتماع سے خطاب فرمانا تھا۔خطاب سے پہلے آپ نے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مسلم وفود سے ملاقات کی اور امت مسلمہ کو درپیش حالات اور مسائل کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ بعدازاں عظیم الشان میلاد النبی ﷺ کانفرنس میں شرکت فرمائی۔جس کی صدارت علامہ عبدالوہاب صدیقی نے فرمائی۔نقیب محفل علامہ عمر فاروق سلطان تھے۔جناب شاہ جی نے اپنے خطاب میں مسلمانوں سے کہا کہ تم یہاں تاجر، ملازم اور بزنس مین نہیں، بلکہ اسلام کے سفیر ہو اور تمہیں اپنی اس حیثیت کو کسی بھی صورت

میں فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ دنیائے مغرب سے کفر کا خاتمہ اور اسلام کی ترویج واشاعت ہی تمہاری زندگی کا مقصد ہونا چاہئے۔

7۔ ستمبر کو شاہ صاحب کی برسلز میں عیسائیوں کے سب سے بڑے چرچ کے پادریوں سے ملاقات ہوئی جس کا اہتمام حاجی محمد اشرف نے کیا تھا۔ دوران گفتگو مادیت کے خلاف مذاہب کی مشترکہ جدوجہد کا مسئلہ زیر بحث آیا اور اسلام کے آفاقی پیغام پر شاہ صاحب نے نہایت بلیغ انداز میں گفتگو کی جس کو تمام پادریوں نے سراہا اور آئندہ سال مذاہب کا مشترکہ اجتماع منعقد کروانے پر اتفاق ہوا۔

8۔ ستمبر کو شاہ صاحب ایک بڑے قافلے کے ساتھ دینا روانہ ہوئے۔ وہاں کا معروف قلعہ دیکھا۔ اسی جگہ آپ نے شرکاءِ کاروان کو مسلمانوں کی عظیم تاریخ پر وقیع نصیحتیں کیں اور انہیں ان کا ماضی اور شاندار عہد رفتہ یاد کروانے کی کوشش کی اور ترویج اسلام کے لئے مسلسل محنت، انتھک کوشش اور اخلاص کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ کی آمد سے کچھ ہی دیر پہلے ابر رحمت برسی تھی۔ جس کی وجہ سے زمین گیلی تھی۔ ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو گیلی زمین کی وجہ سے نماز کے لئے جگہ نہ مل رہی تھی۔ جگہ کا بندوبست خدا نے یوں فرمایا کہ ایک عیسائی نے نماز ادا کرنے کے لئے اپنا گھر پیش کیا۔ وہ مسلمانوں کے طریقہ عبادت سے بہت متاثر ہوا اور اسلام میں دلچسپی ظاہر کی۔

بیلجئیم میں قیام کے دوران بیلجئیم کے شاہ سے بھی رابطہ کیا گیا اور اسلام کی دعوت پہنچانے کی خواہش ظاہر کی گئی لیکن امسال ملاقات نہ ہو سکی۔ بیلجئیم میں قیام کے دوران ہی شاہ صاحب کی پاکستان کے سفیر سے بھی ملاقات ہوئی اور پاکستانیوں کے مسائل زیر بحث آئے جس پر شاہ صاحب نے انہیں مفید مشورے دیئے۔

11۔ ستمبر بروز جمعہ شاہ صاحب ہالینڈ کے لئے روانہ ہوئے۔ ہالینڈ میں حاجی میں رشید، محمد سلیم اور دوسرے کئی احباب شاہ صاحب کے میزبان تھے۔ دوپہر کے کھانے میں ہالینڈ کی مختلف تنظیموں کے اراکین شریک ہوئے جنہوں نے شاہ صاحب کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا اور ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔ ہالینڈ میں سید ریاض حسین شاہ نے وہاں کی سب سے بڑی مسجد میں ہزاروں مسلمانوں کو نماز جمعہ کا خطبہ دیا اور ''کفار میں مسلمانوں کے کام کرنے کا طریقہ کار'' کے موضوع پر خطاب فرمایا اور نماز پڑھائی۔ بعد نماز جمعہ سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں نے آپ سے

رہنمائی چاہی۔ آپ نے انگریزی، عربی، اردو اور فارسی میں ان کے سوالوں کے مبسوط جوابات دیئے اور انہیں مطمئن کیا۔

عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد غوثیہ ہالینڈ میں ایک عظیم الشان جلسہ میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جب شاہ صاحب وہاں پہنچے تو علامہ سید عبدالقادر شاہ صاحب کے تلامذہ اور دیگر بہت سے لوگوں نے آپ کا فقید المثال استقبال کیا۔ مولانا محمد معروف نے اپنے سپاس نامے میں شاہ صاحب کی بے پناہ مصروفیت کے باوجود ہالینڈ آمد پر اپنے اور ہالینڈ کے مسلمانوں کی طرف سے شکریہ ادا کیا اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ سید ریاض حسین شاہ نے اپنے خطاب میں حضور سرور عالم ﷺ کے سرمایۂ انسانیت ہونے اور باقی مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی حقانیت پر تقابلی گفتگو کی۔ جمعہ ہی کی شام شاہ صاحب ہالینڈ سے واپس بیلجیئم پہنچے اور 12۔ ستمبر ہفتے کی صبح راجہ محمد بشیر کی میزبانی میں فرینکفرٹ جرمنی روانہ ہوئے۔ جہاں آپ سے مولانا محمد فاروق سلطان اور دیگر کئی علماء کرام نے ملاقاتیں کیں۔ بعد نماز ظہر آپ نے دارالسلام میں ایک عظیم الشان جلسۂ عام سے خطاب کیا۔ وہاں کے مقامی لوگوں نے بھی آپ سے ملاقات کی۔ بعد ازاں علماء دیوبند کا ایک وفد شاہ صاحب سے ملا اور ایک جلسے میں شرکت کی درخواست کی جسے آپ نے قبول کر لیا۔ اگلے روز 13۔ ستمبر کو آپ نے ایک بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب کیا۔ خطاب میں آپ نے ''امت مسلمہ کی فلاح کا قرآنی ضابطہ'' پیش کیا اور فرمایا کہ مسلمانوں کی فلاح، نجات اور کامیابی کا راز قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے ہی میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کی تعلیمات پر جی جان سے عمل کرو جس دن مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا وہی دن مسلمانوں کی تباہی کا دن ہوگا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ قرآن حکیم ہی ضابطۂ حیات اور راہنما کتاب ہے۔

قیام جرمنی کے دوران شاہ صاحب سے ملاقات میں سید امجد حسین شاہ، ملک محمد ارشد، میاں عتیق، بھٹی صاحب اور دیگر کئی تنظیموں کے نمائندگان نے ادارہ تعلیمات اسلامیہ کا کام شروع کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ شاہ صاحب نے ان سے کہا کہ میں مسلمانوں کو تقسیم در تقسیم کرنے کے جرم کا ارتکاب نہیں کرنا چاہتا، بلکہ مسلمانوں کے دلوں کو جوڑنا اور ان کے آپس میں تعلق کو مضبوط دیکھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ جس بھی تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں بس آپ سب ایک ہو جائیں، نیک ہو جائیں اور مل کر کفار کے خلاف جہاد کریں یہی میرے مشن اور میری تحریک کے ساتھ آپ کا تعاون ہوگا۔

سید ریاض حسین شاہ صاحب نے 14۔ستمبر کو ہائیڈل برگ یونیورسٹی برلن اور مختلف اوقات میں دیگر کئی ایک سائنسی حساس اداروں کو وزٹ (Visit) کیا۔ بعدازاں حسب پروگرام آپ فرینکفرٹ سے 15۔ستمبر کو مدینہ شریف تشریف لے گئے۔

سعودی عرب میں قیام کے دوران آپ نے چاردیواریوں کے اندر دس اجتماعات سے خطاب کیا۔مختلف وفود سے ملاقاتیں ہوئیں۔عمرہ ادا کیا اور یہیں سے آپ نے دنیا کے تمام غیر مسلم بادشاہوں کو دعوتی خطوط ارسال کئے۔

مدینہ شریف سے 28۔ستمبر کو آپ دوبئی تشریف لے گئے۔ایئرپورٹ پر باقی احباب کے علاوہ محمد اسلم سیال، حاجی منظور، حاجی محمد اسحاق، حاجی محمد عبدالرحمٰن، حاجی محمد نذر، حاجی غلام سرور اور بہت سے احباب نے آپ کا استقبال کیا۔

29۔ستمبر کو سوناپور میں ایک عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں رأس الخیمہ، شارجہ، ابوظہبی، العین، ام الکوین اور عجمان سے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی، آپ کا خطاب سماعت فرمایا اور جلسے کے بعد شاہ صاحب سے پروگرام لینے چاہے لیکن چونکہ دوبئ میں حضرت کا قیام صرف دوروزہ تھا اس لئے آپ نے معذرت چاہ لی۔دوبئ میں قیام ہی کے دوران ابوظہبی ٹیلی ویژن نے آپ سے رابطہ قائم کیا اور ٹیلی ویژن پر پروگرام لینے کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ نے فرمایا کہ میں پاکستان ٹیلی ویژن کو ٹائم نہیں دیتا تو کسی دوسری جگہ کیونکر پابند ہوسکتا ہوں۔

30۔ستمبر کو دوبئ کے قیام کے دوران دوسرا بڑا جلسہ دوبئ کے وسط میں مسجد زہلانی میں ہوا جس میں لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ یہاں شاہ صاحب نے رسالت مآب ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنے پر زور دیا۔

ذات حق کے روبرو۔۔۔خود کی نفی

رانا خالد محمود قادری

روزنامہ اٹ لائن 16۔مارچ 1994

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی روحانی تسکین، گناہوں کے کفارہ، زنگ آلود ذہنوں کی صفائی اور غریب مسلمانوں سے ہمدردی کے احساس کے لئے رمضان المبارک کی اہمیت کو اجاگر کیا کہ اس مہینے میں خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے خصوصی عنایات برکات شفقات نازل ہوتی ہیں۔ اس ماہ کے آخری عشرے میں طاق راتوں میں لیلۃ القدر کا ذکر نمایاں ہوتا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ کوئی ہے مانگنے والا کوئی معافی کا طلب گار جو اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہے۔ آج مانگنے والے کو عطا کیا جائے گا۔ ان طاق راتوں میں سب سے اہم ستائیسویں کی رات ہے کیونکہ اس رات قرآن کا نزول ہوا تھا۔ اس لئے اکثر علماء و مشائخ اس بات پر متفق ہیں کہ رمضان کی ستائیسویں شب ہی لیلۃ القدر ہے۔

گزشتہ رمضان میں راقم الحروف کو اپنے گھر کے نزدیک اتفاق مسجد میں شب گزاری کا اتفاق ہوا۔ نماز تراویح کے بعد پر کیف محفل ہوئی۔ جس میں نامور نعت خواں حضرات نے خدا کے پیارے رسول ﷺ کی مدحت کے ترانے گائے اور گل ہائے عقیدت نچھاور کئے جس میں علامہ سید ریاض حسین شاہ نے اہمیت قرآن پر خصوصی خطاب کے بعد نماز صلوٰۃ تسبیح اور ذکر خداوندی ہوا۔ آخر میں شاہ صاحب نے خصوصی دعا فرمائی جس میں بڑے دل سوز مناظر دیکھنے میں آئے۔ ہر کوئی اپنے گناہوں کی معافی کے لئے اللہ کے حضور گڑگڑاتا ہوا نظر آیا۔ دعا کے بعد علامہ سید ریاض حسین شاہ اپنے دار المطالعہ میں تشریف لے گئے۔

راقم الحروف، گلزار فیصل، سجاد صدیقی اور حامد شیخ، ڈاکٹر ظفر اقبال نوری کی قیادت میں شاہ صاحب کے دار المطالعہ میں داخل ہوئے۔ حال احوال دریافت کرنے کے بعد خاموشی سے سبھی لوگ بیٹھ گئے۔ قبلہ نوری صاحب نے کہا کہ شاہ صاحب کوئی نصیحت فرمائیں تو شاہ صاحب نے بڑی عجز و انکساری کے ساتھ کہا کہ بھلا میں کیا نصیحت کر سکتا ہوں۔ لمبی لمبی تقریریں کرتے عمر بیت چلی ہے، لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ جب خدا کسی پر مہربان ہوتا ہے تو خود ہی بندے کو راہ راست پر لگا لیتا ہے۔ شاہ صاحب نے کافی دیر

الفت سے بھری، شہد میں ڈوبی، اپنے آپ کی نفی کرتی، اللہ کے نیک بندوں کے حوالوں سے معمور نصیحت آموز گفتگو کرتے کرتے یک دم موقوف فرمادی۔ اس خاموشی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نوری صاحب نے محفل کو مزید پر سوز کرنے کے لیے عرض کیا کہ شاہ صاحب قلب کی زندگی کیا ہے۔ قلب زندہ کیسے ہوتا ہے؟

شاہ صاحب نے کہا کہ انسان کو ڈسنے والا سب سے بڑا خبیث سانپ اس کا نفس ہے۔ انسان اپنے اندر چھپے ہوئے اس شیطان کو ختم کرے تو پھر بات بن سکتی ہے۔ شاہ صاحب نے آہ بھرتے ہوئے کہا کہ اس نفس کو مارنے کے لئے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، تلاوت قرآن اتنے موثر نہیں، بے شک یہ انسانی طہارت کے لئے عرق گلاب کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن نفس کی پاکیزگی کے لئے اپنے آپ کی نفی کرے، اپنے وجود کو حقیر، کم زاد، گنہگار سمجھے اور ایسے کام کرے کہ اس کے اندر کا انسان کہے کہ تو مر چکا ہے، نہ تیرا کوئی نام ہے نہ تیرا کوئی وجود ہے، نہ تیری شان ہے نہ آن ہے، نہ تو عالم ہے نہ بلا کا خطیب ہے، نہ مفسر ہے نہ محدث ہے، نہ محقق ہے نہ مفکر ہے۔ تیری اس دنیا میں کوئی حیثیت نہیں۔ تب تمہاری دنیا روشن ہو سکتی ہے۔

اسی دوران شاہ صاحب مولانا فضل حق خیر آبادی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ مولانا صاحب اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم تھے اور کہتے تھے کہ میرے پائے کا عالم اس زمانے میں نہیں ہے، تو حضرت ایک دن ایک سید زادے کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور میں کچھ حاصل کرنا چاہتا ہوں تو نواسہ رسول ﷺ نے کہا کہ آپ تو بہت بڑے عالم ہیں۔ آپ کیا حاصل کریں گے ویسے بھی ہمارے پاس کیا ہے جو آپ کو دیں۔ مولانا فضل حق نے کہا کہ حضرت بے شک مجھے دین کا علم ہے لیکن میرا اندر روشن نہیں ہے۔ تو حضرت فرمانے لگے کہ میری بات ماننی پڑے گی تو مولانا نے کہا ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ شاہ صاحب نے کہا تو بیٹھ جاؤ۔ مریدین کی محفل برخاست ہوئی تو قبلہ شاہ صاحب نے مولانا سے کہا کہ ہمارے دربار کا بھنگی آج نہیں آیا۔ شاید وہ بیمار ہو گیا ہے تو صبح جلدی دربار پر موجود لیٹرینیں صاف کرنی ہیں، یہ سنتے ہی مولانا پر سکتہ طاری ہو گیا کہ کہاں زمانے کا بڑا عالم و خطیب اور کہاں لیٹرین کی صفائی۔ بہر حال کچھ حاصل کرنا تھا اور بات ماننے کا اقرار بھی کر چکے تھے تو صبح ہوئی تو مولانا نے اپنی ڈیوٹی سرانجام دینی شروع کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ دوسری جانب سید زادے اپنے غلاموں کی غلاظت خود صاف کر رہے ہیں۔ مولانا دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت کہنے لگے کہ مولوی صاحب اس طرح نفس کی نفی ہو سکتی ہے۔ اندر کا مکار، ریاکار اور متکبر انسان مر سکتا ہے۔

جب شاہ صاحب یہ واقعہ سنا رہے تھے تو دار المطالعے میں موجود لوگوں پر بڑا رقت انگیز منظر تھا۔

شاہ صاحب نے اپنے والد گرامی کا ذکر فرمایا کہ میں نے ان سے نصیحت چاہی تو انہوں نے فرمایا: تم خود بڑے عالم ہو بھلا میں تجھے کیا بتاؤں۔ میں نے کہا کہ آپ میرے والد ہیں بڑے ہیں آپ کے تجربات مشاہدات زیادہ ہیں تو آپ بتائیں تو کہنے لگے سنو کہ میں اپنے پیر و مرشد کے ہاں حاضر ہوا تو میں نے کہا کہ حضرت ایسا کام بتائیں کہ خدا مجھے روشن دماغی اور حقیقی قلب اور دیدار یار عطا فرمائے۔ تو حضرت کہنے لگے کہ جاؤ اور اپنے تمام مریدوں کو اکٹھا کرو اور ان سب سے کہہ دو کہ میرے پاس کچھ نہیں یہ جو تھوڑا بہت ہے یہ صرف ہمارے آباؤ اجداد کا ہے۔ ان کے یہ مزار ہیں جاؤ تم بھی وہاں سے حاصل کرو اور میں بھی رضائے الٰہی تلاش کرتا ہوں۔ یہ کام انتہائی مشکل ہے کہ اپنے ہی مریدوں کو یہ کہا جائے کہ میرے پاس کچھ نہیں، میں کسی کے دکھوں کے لئے دعا نہیں کر سکتا، میں حاجت مندوں کی حاجتیں پوری نہیں کر سکتا، یہ اپنا گدی نشینی کا مستقبل تباہ کرنے کے مترادف تھا۔ بہر حال میں نے اپنے اندر کے انسان کو سمجھایا کہ اب تیرے سنبھلنے کا وقت ہے۔ اب تمہیں موت کی نیند سلانے کا ٹائم ہے۔ میں نے ایک بہت بڑی دعوت کی جس پر سب مریدین کو بلایا انہیں کھانا کھلانے کے بعد اکٹھا کر کے وہ الفاظ دہرائے جو حضرت صاحب نے نفس کو مارنے کا ایک طریقہ ہے۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب اس چاشنی بھری گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمانے لگے کہ میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے گیا تو خانہ کعبہ کے نزدیک ایک بندہ خدا ہائے ہائے پکارتا ہوا نظر آیا تو میں اس حیران کن اور پر کشش وظیفے کو سن کر اس کے پاس بیٹھ گیا کچھ دیر بعد میں نے اس کا بازو پکڑ کر کہا کہ یہ کیا ہائے، ہائے کر رہے ہو۔

وہ آدمی یک دم رکا اور بڑی جلدی سے مجھ سے پوچھنے لگا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ اسم اعظم کیا ہے؟ میں نے جواب دیا مجھے تو پتہ نہیں تو پھر تمہیں کیا لگے، میں نے اصرار کیا تو کہنے لگا ویسے تو خدا کو کوئی رب کہتا ہے کوئی اللہ بھگوان رحمان جبار کوئی کچھ کوئی کچھ کہتا ہے لیکن اس بات پہ سارے متفق ہیں کہ خدا ہر جگہ ہر چیز اور ہر لفظ میں موجود ہے۔ ہائے ہائے ایسا لفظ ہے یہ ہر انسان چاہے وہ برطانیہ، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، عرب ممالک چاہے دنیا کے کسی ملک میں ہو جب اسے کوئی تکلیف ہوتی ہے چاہے معمولی کانٹا ہی کیوں نہ چبھے وہ ہائے ہائے کہتا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ تکلیف میں دنیا کے ہر خطے میں پکارے جانے والا لفظ ضرور اسم اعظم ہے اس لئے میں ہائے ہائے کا ورد کر رہا ہوں۔ جب شاہ

صاحب یہ واقعات بیان کر رہے تھے تو ان کے لہجے میں اتنی مٹھاس اور عجز وانکساری تھی ماحول ایسا جذباتی تھا کہ محفل میں موجود اکثر لوگ آنسوؤں کے موتی بکھیرنے لگے۔اس محفل میں ایسی عجیب کیفیت نظر آئی کہ محسوس ہو رہا تھا جیسے ہم سب لوگ لیلۃ القدر کا نظارہ کر رہے ہیں۔

قبلہ شاہ صاحب نفس کو مٹانے اور روح کو جلانے کی جاذب گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمانے لگے کہ روضۂ رسول پر حاضری کے لئے گیا تو مسجد نبوی میں آقا کے روضہ کی حسین جالیوں کی زیارت کے لئے چل رہا تھا تو ایک آدمی نے مجھے پیچھے سے بڑے سخت لہجے میں آواز دی اوئے مولوی، میں نے پیچھے مڑ کر اس کو بڑے پیار بھرے، محبت بھرے انداز میں کہا کہ جی کیا بات ہے تو وہ شخص بڑا حیران ہوا کہ میں نے تو گستاخی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی لیکن اس شخص نے بڑی الفت کا مظاہرہ کیا تو وہ شخص بات کرنے کی بجائے مجھ سے معافی مانگنا شروع ہو گیا کہ آپ مجھے معاف کر دیں مجھے آپ کے بارے میں کسی نے کچھ بتایا تھا تو میں یقین نہیں کرتا تھا اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ آپ مولوی نہیں فقیر ہیں کیونکہ جس طریقے سے میں نے آپ کو آواز دی تھی تو مجھے یقین تھا کہ آپ مجھے ڈانٹیں گے کہ تمہیں آواز دینے کا سلیقہ نہیں لیکن آپ نے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا جب اس نے یہ بات کی تو میں اس کو اہمیت نہ دیتے ہوئے اپنے آقا کی سنہری جالیوں کی پرنور ضیا پاشیوں کا حسین نظارہ کرنے کے لئے آگے چل پڑا۔

شاہ صاحب اپنی گفتگو کے گلاب بکھیر رہے تھے آپ کی ادائیگی الفاظ انوار وضیاء کا نمونہ تھی جو ہم جیسے گنہگاروں کے لئے مغفرت کا نور تھی، اپنے خالق حقیقی سے مضبوط رشتے کی بنیاد تھی، ہمارے بنجر ذہنوں کو سیراب کرنے کے لئے روحانی بارش کا نزول تھی، ہمارے غمزدہ اور کمزور ارادوں کے لئے تقویت کا باعث تھی۔ایسی محافل انسان کو زندگی میں کبھی کبھی میسر آتی ہیں۔ میں یہ بات دل کی اتھاہ گہرائیوں سے کہہ رہا ہوں کہ ایسا سکون ایسا ورد مجھے اپنے پیر ومرشد پیر سید امیر حسین شاہ قادری کی محفل میں حاصل ہوتا تھا کیونکہ قبلہ پیر صاحب بھی اپنی ذات کی نفی، نفس انسانی کے قتل اور عشق رسول کا ہی تذکرہ کرتے ہیں۔ مجھے اس محفل سے اپنے آقا کی خوشبو آ رہی تھی حالانکہ مجھ عاجز کے لئے کسی محفل میں سنجیدہ رہنا بڑا مسئلہ ہوتا ہے لیکن اس محفل میں صرف ایک آواز نور کے گلاب بکھیر رہی تھی محبت اور نفس کی نفی کے راز بے اختیار فاش کر رہی تھی وہ خانوادہ رسول کے سدا بہار پھول سید ریاض حسین شاہ تھے۔ میں اس روحانی محفل کا اصل نوری عکس اپنی کم علمی اور الفاظ کی کمی کے باعث بہتر انداز میں پیش نہیں کر سکا اس کا مجھے افسوس رہے گا۔

کل پاکستان سنی کانفرنس

محمد نواز کھرل

اخبار اہل سنت اپریل 1997

1996ء کی دم توڑتی گرمیوں کی میٹھی بارات میں 30۔اکتوبر کی روشن اور چمکدار صبح سورج نے مشرقی افق سے اپنی جھلملاتی کرنیں نذر زمین کہیں تو دریائے راوی کے کنارے آباد شہر لاہور کے باسیوں نے داتا کی نگری میں ایسا حیران کن منظر طلوع ہوتے دیکھا کہ جس کی کہانیاں لوگ سالوں تک سنایا کریں گے۔۔۔چشم فلک نے دیکھا کہ شہر داتا میں ہر طرف، ہر چوک، ہر بازار میں، ہر شاہراہ اور ہر موڑ پر گنبد خضریٰ کی تصویروں سے مزین سبز پرچم لہرا لہرا کر اہلِ محبت کے لہو میں سرمستی گھول رہے ہیں۔۔۔ مینار پاکستان کے تاریخی سبزہ زار میں دور تک ترتیب اور سلیقے سے بچھائی گئی کرسیوں کی لمبی قطاریں دکھائی دے رہی ہیں۔روح میں گداز بونے والی تحریروں پر مبنی خوبصورت بینر آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہیں۔ادارہ تعلیمات اسلامیہ کے محمد بہاؤالدین کے زیر نگرانی سنی کتاب میلہ دینی کتابوں، مذہبی رسائل وجرائد اور اسلامی لٹریچر کے بے شمار سٹال سجے ہوئے ہیں۔مینار پاکستان کے سائے تلے اونچے چبوترے پر تیار کیا گیا وسیع وعریض سٹیج آراستہ ہے۔دنیاداروں کی اس فریب نگری اور مادہ گیروں کی نفس زدہ سلطنت کے شہر شہر، گاؤں گاؤں سے یارسول اللہ ﷺ کی دل نواز صداؤں کے جھرمٹ میں نیکی کے قافلے داتا کی نگری میں پہنچ رہے ہیں۔الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ جوق در جوق مینار پاکستان کی طرف رواں دواں ہیں۔پاکستان کے ہر شہر، ہر گاؤں، ہر قصبے، ہر محلے، تنگ وتاریک کچے مکانوں اور ٹیڑھی میڑھی گلیوں سے انسانی کارواں شہر لاہور کی جانب اُمڈے چلے آ رہے ہیں۔آنے والوں کا استقبال گرم جوشی اور رہمدوشی سے کیا جا رہا ہے۔

دلوں میں سکون بن کر اتر جانے والا یہ وہ حسین منظر تھا جو آل پاکستان سنی کانفرنس کے روز خوش قسمت آنکھوں نے دیکھا۔

30۔اکتوبر کو نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے پنڈال میں رکھی گئیں لاتعداد کرسیاں بھر گئیں اور پھر ہر طرف سر ہی سر، ولولے ہی ولولے اور نعرے ہی نعرے تھے۔۔۔مینار پاکستان کے

میدان میں ہی نہیں پورے لاہور کے حسن پر نکھار آ گیا تھا اور ہر طرف میلے کا سماں تھا۔نماز ظہر کے بعد سنی سپریم کونسل کے سرپرست اعلیٰ ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کی زیر صدارت منعقدہ کانفرنس کی افتتاحی نشست سے جماعت اہل سنت صوبہ سرحد کے امیر مولانا فضل سبحان قادری، بلوچستان کے امیر صاحبزادہ خالد سلطان قادری، مرکزی ناظم تعلیم و تربیت صاحبزادہ نور المصطفیٰ رضوی، مرکزی نائب ناظم اعلیٰ صاحبزادہ ڈاکٹر ابو الخیر محمد زبیر، مرکزی نائب امیر صاحبزادہ نور الحق قادری (پشاور) صوبہ سندھ کے نائب ناظم مولانا ابرار احمد رحمانی (کراچی)، مرکزی شوریٰ کے رکن حضرت مولانا عبد العزیز چشتی، مفتی محمد عارف سعیدی (سکھر)، مولانا حفیظ اللہ مہروی (ملتان) مولانا اللہ بخش نیر (جھنگ)، صاحبزادہ قطب عالم فاروقی (ڈیرہ اسماعیل خان) مولانا ضمیر احمد ساجد (اسلام آباد) اور صاحبزادہ سید محمد اشرف جیلانی (کچھوچھہ شریف) نے مسلمانوں کے عالمی مسائل، استحکام پاکستان، اصلاح معاشرہ، تزکیہ نفوس، عقائد اہل سنت کی حقانیت، فضائل اعمال اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے موضوعات پر خطابات کیے۔ افتتاحی نشست کے آخر میں جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ صاحبزادہ پیر محمد افضل قادری نے کانفرنس کا اعلامیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے اسلاف نے گراں قدر قربانیوں سے قیام پاکستان کی منزل آسان کی۔ قیام پاکستان کے بعد انہیں دہشت گرد، رجعت پسند اور بنیاد پرست قرار دے کر صفحۂ ہستی سے مٹانے کی ناپاک سازشیں ہو رہی ہیں۔

کانفرنس کی پہلی نشست کے آخر میں جب سنہری دھوپ دھیرے دھیرے درختوں سے لپٹ لپٹ کر رخصت ہو رہی تھی اور سورج کی تمازت شام کی گود میں توڑ رہی تھی تو سٹیج سیکرٹری (راقم الحروف) نے ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کے صدارتی خطبے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ قبلہ پیر صاحب فکری اور علمی اعتبار سے اہل سنت کے کاروان تنظیم کے امام ہیں۔ ان کی فکر سے فیض یافتہ ہزاروں افراد مایوسی، گمراہی اور جہالت کے ٹوٹتے اندھیروں میں اُمید، علم اور محبت کے چراغ بن کر ابھر رہے ہیں۔قبلہ پیر صاحب نے بھیگی آنکھوں، گداز لہجے اور دھیمے انداز میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ سنی کانفرنس کے انعقاد کی غرض و غایت کسی فرقے کے خلاف محاذ آرائی نہیں بلکہ اس کا مقصد وحید، محض اہل سنت کی صفوں کو منظم کرنا ہے۔

پیر صاحب کی پھول پھول باتیں اور نرم نرم گفتگو زندگی کے جھٹ پٹے میں نجات دینے والی نرم

روشنی کا دروازہ کھول رہی تھی۔ آپ نے ماضی کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے موثر کردار اہل سنت نے ادا کیا، قائداعظم کو اجتماعی طور پر اہل سنت کی تائید وحمایت حاصل رہی۔

آخر میں پیر صاحب نے جس دردمندی، عجز اور آنسوؤں کی برسات میں جس طرح دعا فرمائی اس سے حاضرین پر رقت طاری ہوگئی اور ہر آنکھ پرنم ہوگئی۔ ضیاء الامت کی آنکھوں میں وہ موتی نازل ہو رہے تھے جن کو شان کریمی چن لیا کرتی ہے۔ افتتاحی نشست کے اختتام پر نماز عصر ادا کی گئی۔ بعد نماز عشاء سنی کانفرنس کی آخری نشست کا آغاز قاری عبدالغفار نقشبندی نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ بعد ازاں شہید اہل سنت مولانا محمد اکرم رضوی کے صاحبزادگان حامد رضا اور نصیر رضا نے بارگاہ رسالت مآب میں ہدیہ نعت پیش کیا تو سینوں میں حب رسول کی چنگاریاں بھبک اٹھیں۔ اختتامی نشست کی صدارت جماعت اہل سنت کے مرکزی امیر صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی کر رہے تھے جبکہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین حضرت سید دیوان آل مجتبیٰ مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

بعد ازاں مینار پاکستان کی وسعتوں میں چاروں طرف پھیلے ہوئے جوش وجذبے سے ابلتے عوام اہل سنت کے جم غفیر سے بالترتیب مولانا سید فدا حسین شاہ حافظ آبادی، مفتی محمد عبداللہ قصوری، صاحبزادہ سید مظہر فرید (ساہیوال)، مولانا اللہ بخش رضا (ملتان)، محمد یعقوب قادری ایڈووکیٹ (ناظم اعلیٰ سندھ)، صاحبزادہ فضل ربانی (نیریاں شریف)، شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی، صاحبزادہ غلام صدیق احمد نقشبندی (امیر پنجاب)، علامہ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی (کراچی)، مولانا حافظ فاروق خان سعیدی (امیر ضلع ملتان)، پیر سید شمس الدین بخاری (امیر ضلع لاہور)، علامہ عبدالتواب صدیقی (لاہور)، علامہ ظفر محمود (برطانیہ)، علامہ شاہ تراب الحق قادری (امیر کراچی ڈویژن)، علامہ سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی، صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری (ناظم اعلیٰ جہاد سیل)، مولانا بشیر احمد (امریکہ)، شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی، صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، مولانا جمشید سعیدی (برطانیہ)، جگر گوشۂ محدث اعظم صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، جگر گوشۂ غزالی زماں صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی، حاجی محمد حنیف طیب (رکن سنی سپریم کونسل)، ملک نعیم شہباز اعوان (مرکزی صدر انجمن طلباء اسلام) اور سینئر مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے اپنے اپنے لب ولہجے میں خیال انگیز اور خوبصورت

خطاب کیا۔

تقریروں کی سجی کہکشاں میں ہر مقرر اپنی جگہ خوب تھا۔تمام مقررین اپنی اپنی بات کہہ رہے تھے لیکن ایک بات پر سارے متفق تھے کہ اتحاد اہل سنت وقت کی اہم ضرورت ہے۔کانفرنس کا نقطہ عروج وہ لمحہ تھا جب جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی سینئر نائب امیر اور ناظم کانفرنس مفکر اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ کو ''لائحہ عمل'' کا اعلان کرنے کے لئے دعوت خطاب دی گئی۔سیدزادے کی آمد پر تھرتھرا دینے والے ستائشی نعروں اور والہانہ خیر مقدم کا کبھی نہ بھولنے والا منظر آسمان نے دیکھا تو حیرتیں مسکرا اٹھیں۔مفادات سے بے خبر اور مصلحتوں سے بے نیاز درویش صفت ''شاہ جی'' کے منزل نواز خطاب میں فرمایا:

معزز حضرات علماء کرام!

مشائخ عظام!

غلامان رسول!

اللہ تعالیٰ کا بے شمار ان گنت شکر ہے کہ اس نے آج ہمیں اس تاریخی مقام پر ایک تاریخ ساز مقصد کے لئے جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔میرا شکر و سپاس نامکمل، پھیکا اور ادھورا رہے گا اگر میں وجہ تکوین کائنات رسول اکرم ﷺ حسن صورت و سیرت کو یاد کر کے درود و سلام نہ پڑھوں۔

حضرات!

یقین جانیے! میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں ان حوصلوں کو خراج پیش کروں جنہوں نے آج کی اس عظیم سنی کانفرنس میں ناامیدی کے اندھیروں کو دھکیل کر نورستان کی نظارہ بندی کی ہے۔ہمیں مکمل احساس ہے کہ یہاں لوگ بہت تکلیفیں جھیل کر، مصیبتیں سہہ کر پہنچے ہیں۔راہ وفا میں ان کی آبلہ پائی یقیناً رنگ لائے گی۔دل کی دھڑکنوں سے آپ سب کے لئے دعائیں نکل رہی ہیں۔اللہ تعالیٰ یہ خلوص اور قربانیاں قبول فرمائے اور قوم و ملت کو منزل کی وہ روشنی نصیب فرمائے کہ ہم سب کی تھکان دور ہو جائے۔

آج کی اس کثیر المقاصد اور عظیم سنی کانفرنس میں بڑے بڑے لائق مفکرین، عظیم علماء اور سیمیں سخن خطباء نے خطاب فرمائے، کوئی کہنے کی بات ایسی نہیں چھوڑی کہ ہم ایسے بے بضاعت لوگ آپ کی

سمع خراشی کریں۔

اڑالی قمریوں نے طوطیوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرز فغاں میری

آیئے ! سراغ لگاتے ہیں تسخیر کائنات کی شاہ کلید کا۔ میرا ایمان ہے فطرت نے سب کچھ محبت میں رکھا ہے۔

محبت ہی محبت

اپنے اللہ سے محبت

اللہ کے پیارے رسول ﷺ سے محبت

پیارے رسول ﷺ کے سینہ اطہر پر نازل ہونے والی کتاب قرآن حکیم سے محبت

رسول ﷺ محبت کے محب ومحبوب اہل بیت سے محبت

مرکز محبت رسول ﷺ کے جاں نثار وفاشعار اصحاب سے محبت

مصدر محبت رسول ﷺ کے دین، محبت کی مٹھاس اور خوشبو چار دانگ عالم میں پھیلانے والے اولیائے کرام سے محبت

اور پھر محور محبت رسول ﷺ سے منسوب ہر ادا، ہر عمل، ہر لفظ، ہر سوچ، ہر فکر، ہر چیز اور ہر شے سے محبت۔

یہ ہے اسلام کی جمالیاتی تعبیر جسے اہل جہاں مسلک محبت اہل سنت و جماعت کے پیارے نام سے جانتے ہیں۔ سنی اور مسلمان الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی معنی اور مفہوم کے لئے بولے جانے والے مترادفات ہیں۔ سنی یا اہل سنت کا لفظ بھی آج کی ایجاد نہیں بلکہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے دور ہی میں جب کچھ لوگوں نے ذات رسول ﷺ کو چھوڑ کر فقط قرآن ہی میں اسلام کو سمجھنا چاہا اور قرآن ہی کو اپنی شناخت ٹھہرایا تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "نحن علی سنته و جماعته" کہ ہم تو رسول ﷺ کی سنت اور ان کے اصحاب کے طریقے پر ہیں۔ اہل سنت و جماعت کا نام اسی قول مبارک سے ماخوذ ہے۔ خود سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی "ید اللہ علی جما عته" اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے، اس نام کے لئے برکتوں کا ذریعہ ہے، مگر ہم آج کے دور میں اسلام کے نام پر مختلف گروہوں اور فرقوں کے اعتقادات کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو عظمتِ

توحید کی بات کرتے ہیں مگر اس لہجے میں کہ عظمتِ رسالت کا انکار ہوتا ہے۔ بعض ایسے ہیں کہ حب اہل بیت کی بات کرتے ہیں مگر اس رنگ میں کہ ناموس صحابہ کا انکار ہوتا ہے۔ بعض ایسے ہیں کہ عظمت صحابہ کی بات کرتے ہیں مگر اس ڈھنگ سے کہ توقیر اہل بیت کا انکار ہوتا ہے، لہٰذا ان گروہی اور فرقہ وارانہ گمراہ کن سوچوں کے مقابلے میں ایک ہی اجتماعی اسلامی عقیدہ ہے جو سب سے محبت کا درس دیتا ہے۔ اس لئے اس کے حامل افراد گروہ یا فرقہ نہیں بلکہ جماعت کہلاتے ہیں اور انہی کا نظریہ ''مسلک محبت'' کہلاتا ہے۔ رسول محبت ﷺ کے ارشاد نور ''میری اُمت کبھی گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوگی'' کا فیض ہے کہ آغاز اسلام سے آج تک اُمت مسلمہ کی غالب اکثریت ہمیشہ اسی مسلک محبت پر کاربند رہی ہے۔ تاریخ اسلام نے جتنے مشاہیر اور رجال عظیم پیدا کئے ہیں، سب کا تعلق اسی فکر محبت سے رہا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام مالک، سیدنا غوث الاعظم، داتا گنج بخش علی ہجویری، سیدنا بہاؤ الدین نقشبند، سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی، سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، امیر خسرو، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت فضل حق خیر آبادی اور حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سب اسی مسلک محبت اہل سنت کے افق کے تابندہ ستارے ہیں۔ ہمارے وطن پاکستان میں ہر طرح کی سوچ اور فکر رکھنے والے لوگ موجود ہیں مگر اللہ کریم کا شکر ہے کہ یہاں بھی مسلمانوں کی غالب اکثریت اہل سنت و جماعت ہے۔ کچھ تو اقلیتیں اپنے تحفظ کی فکر کی وجہ سے ہمیشہ منظم ہوتی ہیں اور کچھ آج کل بیرونی حکومتوں کے سرمائے نے ان کو منظم اور متحرک بنا رکھا ہے اگر ان کا تحرک اسلام ہی کی سربلندی کے لئے ہوتا تو کوئی بات بھی تھی، مگر افسوسناک امر یہ ہے کہ سب کا ہدف نظریاتی، تنظیمی اور تحریکی طور پر اہل سنت کو کمزور کرنا ہے۔ دریں صورت انتہائی ضرورت تھی کہ مسلمانوں کی اکثریتی جماعت کے افراد اپنے آپ کو منظم کریں، ویسے بھی جب تک غالب اکثریت اسلام کی حقانیت اور کفر و الحاد کی بیخ کنی کے لئے تیار نہیں ہوتی دوسرے گروہوں سے یہ کار عظیم پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسی فکر کے پیش نظر اسلامیان پاکستان کے اجتماعی نظریات کی حامل تنظیم جماعت اہل سنت تشکیل دی گئی۔ ابتدا میں غزالی زماں حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی، مولانا حامد علی خان اور شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہم اس کے روح رواں تھے۔ اب اس کی قیادت ملک کے نامور اور مقتدر علمائے کرام فرمارہے ہیں۔ جماعت اہل سنت

کی چند سالوں کی تگ و تاز کا نکتہ عروج عظیم الشان ''کل پاکستان سنی کانفرنس'' ہے۔سنی کانفرنس میں شمع رسالت کے لاکھوں پروانوں کا ہجوم محض مچلتے جذبوں کا اظہار نہیں بلکہ کفر والحاد کا زور توڑنے، حب رسول ﷺ کی دعوت کو عام کرنے، مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ، نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور وطن عزیز پاکستان کے استحکام کی منظم فکری تحریک کا شعوری آغاز ہے۔اپنے معاشرے اور پوری دنیا میں غلبہ دین کی منزل مراد کو سر کرنے کی مربوط منصوبہ بندی ہے۔سنی کانفرنس میں شریک ہر فدائی رسول ﷺ کو اپنے سنی ہونے پر فخر کرنا چاہیے اور ہر جگہ اپنی اس نسبت کا اظہار بھی کرنا چاہیے اس لئے کہ اچھی اور پاکیزہ نسبتوں کا ہمیشہ اظہار ہوتا ہے اور بُری اور مذموم نسبتیں ہمیشہ چھپائی جاتی ہیں۔سنی ہونا تو اپنے آپ کو داتا ہجویری، خواجہ اجمیری، بابا فرید اور سلطان باہو ایسے پاکباز بزرگوں کا غلام ظاہر کرنا ہے۔ کون کافر ہوگا جو ان اولیاء کرام کی محبت میں زندگی اور ان ہی کے ساتھ اپنی آخرت کو وابستہ نہیں کرے گا۔اس لئے سنی کانفرنس سے جانے کے بعد ہر سنی کو چاہیے کہ برملا ہر جگہ اپنے سنی ہونے کا اظہار کرے۔ کانفرنس سے جاتے ہوئے ہر غلام رسول کو جماعت اہل سنت کے اہداف ایک سبق کی طرح یاد کر لینے چاہئیں تا کہ وہ اپنی حیثیت اور صلاحیت کے مطابق ان کے حصول کے لئے تگ و تاز کر سکے۔

جماعت اہل سنت کے اہداف

فکری ہدف:

بین الاقوامی سطح پر کفر کا زور توڑنا اور غلبہ اسلام کی منظم تحریک اٹھانا۔

روحانی ہدف:

حب رسول ﷺ کی دعوت تمام انسانی حلقوں تک عام کرنا۔

سیاسی ہدف:

استحکام پاکستان اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے ذہن سازی کرنا۔

سماجی ہدف:

معاشرتی برائیوں کے خاتمے اور خدمت خلق کے فروغ کی کوشش کرنا۔

اصلاحی ہدف:

گمراہ کن عقائد کی اصلاح، فرقہ واریت کی بیخ کنی، جاہلانہ رسوم کی تطہیر اور حب رسول ﷺ کی

روشنی میں عامۃ الناس کے لئے دینی دعوت کا اہتمام کرنا۔

تعلیمی ہدف:

قدیم وجدید علوم کے مدارس، سکولز، کالجز اور یونیورسٹیاں قائم کرنے کی سعی کرنا۔ ماہرین تعلیم سے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق نصاب تیار کرانا۔

عملی ہدف:

باطل اور طاغوت کے خلاف بھرپور جہاد کرنا۔

تنظیمی وتحریکی ہدف:

وطن عزیز کے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، بستی بستی اور شہر شہر میں جماعت اہل سنت کی تنظیم سازی کرنا نیز پاکستان بھر کی تمام سنی تنظیموں اور تحریکوں کا عملی اشتراک قائم کرنا۔

عالمی ہدف:

دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا۔ دنیا بھر میں کام کرنے والی سنی تنظیموں، تحریکوں سے رابطہ کرنا۔

حضرات!

آپ نے باہمی محبت الفت اور یقین کے ساتھ جماعت اہل سنت کی صورت میں جو چراغ روشن کیا ہے، یہ آپ کی گہری فراست، عمیق بصیرت اور دور نظری کا بلند پایہ ثبوت ہے۔ جماعت اہل سنت آپ کی جماعت ہے، اس عظیم اُمت کی فقید المثال جماعت، نسل نو کا تاریخی ارتباط اور زندہ اقدار کا انمٹ نقش جمیل ہے۔ جماعت اہل سنت کی ساری جدو جہد کا مرکز ومحور چند سچے اور سُچے عقیدے، انقلاب آفریں تحریکی اعمال اور نتیجہ خیز معاشرتی رویے ہیں۔ یہ سرمایہ ہے جو جماعت اہل سنت کی پہچان ہے۔

جماعت اہل سنت نے جن مایوس کن حالات میں سنی کانفرنس کا انعقاد کیا ہے ان کا مطالعہ اور ادراک آپ ایسے درد دل رکھنے والے احباب کے لئے مشکل نہیں۔ عالمی سطح پر غلامان رسول ﷺ جن پریشانیوں اور اضطراب کا شکار ہیں، ان میں کفر کا زور پکڑ جانا، عالمی ذرائع ابلاغ کا فحاشی اور عریانیت کی حیا سوز وکالت کرنا، زرخرید ذہنوں کی ریاستی اور سیاسی زندگی کو جدید شیطانی ہتھکنڈوں سے محکومیت کا شکار بنانا، مسلم عوام کو معاشی حیلوں اور مادی حربوں سے مکمل طور پر مفلوج کر دینا اور اس پر مستزاد کشمیر، فلسطین، بوسنیا اور ان ایسی درجنوں ریاستوں میں مسلمانوں کا قتل عام، کم پریشان کن مسائل نہیں۔ ایسے

میں آپ خود سوچیں جماعت اہل سنت کی ترجیحات کیا ہونی چاہئیں؟اس کی عملی جدو جہد کا دوٹوک لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ کسی درخت کی آبیاری اس کی جڑوں کو کاٹ کر نہیں کی جاسکتی۔ جماعت اہل سنت کا اولین ہدف دنیا بھر میں مسلمانوں کے وقار اور آبرو کی بحالی ہے۔ہم خود کو منظم کر کے کفر کے زور کو توڑنے کی فکر رکھتے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ فرد کی اصلاح کے بغیر صالح اور جری معاشرہ کی تشکیل ناممکن ہے اور کفر کے خلاف جانگسل تگ وتاز کے لئے معجزانہ کردار ازحد ضروری ہے،لیکن یقین جانیے ہماری صفوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں۔ سجیلے جوان ہیں، پاکیزہ شخصیتیں ہیں،تقویٰ کے زیور سے آراستہ مشائخ ہیں، راہ وفا میں جان دینے والے سپاہی ہیں،نور فراست میں ڈھلے قلم کار ہیں،علم کے موتی رکھنے والے علماء ہیں، دین مصطفیٰ ﷺ کے لئے سب کچھ واردینے والے اہل مروت ہیں۔لکھاری، خطیب، نابغہ،عبقری، محقق، مدقق، مفسر، محدث وہ کون سی دولت ہے جو اللہ رب العالمین نے ہمیں نہیں عطا فرمائی۔ دراصل جدوجہد کے رخ متفاوت ہیں۔انہیں ایک سمت لگانے کی ضرورت ہے،ان کا رُخ معین کرنے کی محنت درکار ہے گویا ایک فکری اور روحانی تحریک کی ضرورت ہے جو بندگی خدا اور عشق رسول ﷺ کی روشنی میں ان تمام قوتوں کو باطل کے خلاف انقلابی کشمکش پر آمادہ کردے،اگر جماعت اہل سنت نے یہ کام کرلیا اور آپ نے یہ عظیم کام کرنے میں جماعت کی مدد کی تو یقین رکھیے وہ دن دور نہ ہوں گے جب یہودیوں عیسائیوں اور کافروں کی قوت کے سرچشمے اللہ رب العالمین حضور ﷺ کی زلف ناز کے صدقے تمہارے قبضے میں دے دے گا۔

میں مطمئن ہوں اگرچہ خراب ہے ماحول
خزاں کے بعد کا موسم بہار ہوتا ہے

جماعت اہل سنت بہت اچھی طرح اس بات کا بھرپور احساس رکھتی ہے کہ دنیا میں کوئی بھی اصلاحی،تعمیری، انقلابی اورنتیجہ خیز کام افراد کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں۔خصوصاً دیکھا جائے تو ہماری جماعت میں خانقاہی وابستگیوں نے ذوق وشوق کا اساسی مواد تو ہمارے کارکن کو دیا ہے لیکن جماعتی اساس اور انقلابی کردار کے تقاضے ہنوز تشنہ تکمیل ہیں، فلہذا جماعت اہل سنت روحانی تربیتی کام کو ہر کارکن کے ذوق کے مطابق مشائخ کے سپرد کرتی ہے اور خود پیری مریدی کی روایت سنبھالنے کی بجائے توحید، رسالت اور فکر آخرت کے سنہرے اصولوں کی روشنی میں ذہین، دانشمند، دردمند اور انقلابی سنی پیدا

کرنے کی فکر رکھتی ہے، البتہ ذوق شوق اور بیدار روحانی اقدار کی نمو کے لئے ہم تمام سلاسل تصوف کے اصولوں سے بہرہ مند ہونے کی ترجیحات پر قائم ہیں۔

یہ عظیم کام کیسے کیا جائے؟ اس سلسلہ میں جلیل القدر مشائخ، عظیم الشان علماء اور عبقری مفکرین خصوصاً تنظیم المدارس، جامعہ محمدیہ غوثیہ اور دیگر منظور شدہ مدارس کے مبلغین سے استفادہ ہمارا حق ہوگا۔ یہ اس لئے بھی عرض کیا گیا کہ مدرسہ وخانقاہ کے تعاون کے بغیر تربیت کم از کم نہیں ہوسکتی۔ جماعت اہل سنت تعلیمی اور تربیتی انقلابی اصلاحات کا ایک واضح لائحہ عمل رکھتی ہے جسے بعض حکمتوں کی بنا پر تفصیل کے ساتھ یہاں زیر بحث نہیں لایا جاسکتا تاہم ایک اعلان آپ کے لئے باعث صد مسرت ہوگا کہ جماعت اہل سنت وقتاً فوقتاً تربیتی کیمپ لگانے کا اہتمام کرے گی۔ تمام سنی عموماً اور جماعت اہل سنت کے ضلعی امراء اور ناظمین اعلیٰ خصوصاً ان کیمپس کو کامیاب بنانے کے لئے تعاون فرمائیں۔ اس سلسلہ کا پہلا تربیتی کیمپ اس رمضان المبارک میں منعقد ہوگا۔ اُمید ہے آپ اس کیمپ میں بھرپور شرکت فرمائیں گے۔ دعا فرمائیں! ہمارے ان اقدامات کا نتیجہ ہماری سنی ملت کے لئے بہتر ہو۔ اس تمام تربیتی کام کی تنظیم کو بعد میں کسی وسیع اکیڈمی میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ دیر یا سویر ہمیں اس انقلابی نتیجہ خیز کام کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہوگا۔

مشائخ، علما، اور میرے نہایت قابل احترام بھائیو!

آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ کمپیوٹر اور میزائل کا دور ہے۔ اب دست بدست لڑائی کی مشقوں کی جگہ فضائی رصدگاہوں اور تیز ذہنی صلاحیتوں نے لے لی ہے، اب پنجہ آزمائی کم اور فکر آزمائی زیادہ ہوتی ہے۔ جس جماعت کا فکری نظام مضبوط رصدگاہ رکھتا ہو وہ عمل کی جولانگاہ میں بہت آگے نکل جائے گی۔ یہ ہماری بدقسمتی نہیں کہ ملک کی سب سے بڑی جماعت کے پاس اپنا ذاتی دفتر بھی نہیں جبکہ ایک فعال سیکریٹریٹ کی ضرورت اپنی جگہ تڑپ رہی ہے۔ ذاتی طور پر میں جماعت کے کسی متحرک منصب پر فائز نہیں وگرنہ میری اولین ترجیح قیام سیکریٹریٹ ہوتی تاہم حالات کتنے بھی ٹھنڈے کیوں نہ ہوں انشاء اللہ ہم مایوس نہیں۔ آج لاکھوں آنکھیں آپ کے جذبوں کا تماشہ بھی دیکھ رہی ہیں اور ساتھ ان کرم فرماؤں کی مساعی جمیلہ بھی ملاحظہ فرما رہی ہیں جو ہاتھ میں کلہاڑا پکڑ کر جماعت کے وجود کو ریزہ ریزہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اگر ہم اپنے ان محسنوں سے بچ نکلے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ کے فضل، حضور ﷺ کی

نظر اور آپ کے تعاون کے ساتھ اس سہ سالہ میں ہم سیکریٹریٹ قائم کر کے دم لیں گے۔

دیہاتوں، قصبوں اور شہروں میں آپ کے فکری، عملی اور تحریکی روابط آپ کے مذہبی وجود کے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ''کل پاکستان سنی کانفرنس'' اس عظیم ہدف تک رسائی حاصل کرنے کے لئے یہ لائحہ عمل تجویز کرتی ہے کہ ہر ضلع ضلعی سطح پر، تحصیل تحصیلی سطح پر اور ہر جماعت کا یونٹ اپنے دائرہ کار کے اندر آج ہی سے جا کر محبت رسول ﷺ کانفرنس منعقد کرنے کا کام شروع کر دے۔ اس سے ہمارے فکری اور ایمانی ہدف کے پرچار کو جہاں قوت ملے گی وہاں ہماری تنظیم خود بخود فعال ہو جائے گی، ساتھ ہی معذرت چاہتے ہوئے میں اپنے ضلعی امرا اور ناظمین سے گزارش کروں گا کہ قیادت امانت ہوتی ہے آپ اسے امانت سمجھ کر ہی قبول فرمائیں اور محنت فرمائیں مخلص قیادت ہی کسی جماعت میں پائیدار لائحہ عمل کی تنفیذ کی ضمانت ہوتی ہے، اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ اس کا وجود جماعت کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے تو وہ خوف خدا سے خود ہی جماعت کو اپنی سستی اور کاہلی کے عمل سے محفوظ رکھے۔ انشاء اللہ ہم اور آپ اگر اخلاص سے چلے تو منزل زیادہ دور نہیں۔

آپ جانتے ہیں بہت خوبصورت درخت بھی ہو اور اسے جڑوں میں پانی نہ ملے تو وہ سوکھ جاتا ہے، ہم اور ہماری جماعت قائم ہیں تاجدار نبوت ﷺ کی محبت اور پیار سے۔ یہ ہمارا اساسی سرمایہ ہے اسے ہرا بھرا رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ذکر اللہ اور تلاوت کتاب کے ساتھ اپنے حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کو ایمان بنالیں اور ہر شخص یہ کرے کہ وہ ہر روز اگر ممکن نہ ہو تو ہر ہفتے گھر میں محفل درود و سلام سجائے۔ یہ عمل تمہاری اور میری جماعت کی روحانی بقا کی ضمانت ہوگا۔ اگر ہر گھر میں ہم درود و سلام کے نغموں سے آقا و مولی کی محبت کی دھوم مچا دیتے ہیں تو ایمان رکھیے ترقی کا اس سے بہتر لائحہ عمل نہیں ہوسکتا۔

حضرات!

نظریاتی تصلب قوموں کی جان ہوتا ہے جب تک اعلیٰ حضرت، محدث اعظم اور مولانا عمر اچھروی اور شیخ القرآن عبدالغفور ہزاروی ایسی شخصیتیں ہم میں موجود تھیں کسی گستاخ رسول کو برداشت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ آپ اپنے ایمان کو بچائیں، اپنی عرفانی زندگی کی حدود کی حفاظت کریں، نظریاتی سلطنت میں ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کو داخل نہ ہونے دیں۔ حضور ﷺ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرنا اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا آپ کا دینی فریضہ ہے، اس سے

غفلت جماعت کو کمزور کرے گی۔ ہم سب کو اس جرم الیم سے بچنا چاہیئے۔ آپ اعلیٰ حضرت کا یہ درس کبھی زندگی میں فراموش نہ فرمائیں:۔

''آل پاکستان سنی کانفرنس'' میں اگر ایک بات کا میں اعادہ نہ کروں تو میرا ضمیر ہمیشہ مجھے ڈستا رہے گا اور وہ ہے نظام مصطفیٰ ﷺ کی عملی تنفیذ۔ ہمارے نزدیک نظام مصطفیٰ ﷺ وسیع، ہمہ گیر، انسانیت پرور اور غریب نواز قدروں کے احیاء کا نام ہے اگرچہ سیاسی سطح پر ہم سمجھتے ہیں کہ جماعت اہل سنت کی محدود جدوجہد شاید ہمیں اتنے بڑے کام کا ماحول فراہم نہ کرے، لیکن یقین جانیے جب تک ہماری جماعت اس عظیم مقصد کے لئے ذہن سازی نہیں کرتی نظام مصطفیٰ ﷺ کی بنیادیں پوری دنیا میں عموماً اور پاکستان میں خصوصاً مستحکم نہیں ہوسکتیں۔ جماعت دنیا بھر میں نافذ کالے قانون پر پریشان اور مضطرب ہے۔ دنیا میں ہر روز پیدا ہونے والے نئے نئے فتنوں پر تشویش رکھتی ہے۔ ہم اپنی گلیوں سے لاشوں کے ڈھیر اور انسانی جسموں کے چیتھڑے اٹھا اٹھا کر تھک گئے ہیں۔ غریب اور مسکین معاشرہ جس طرح بلک رہا ہے وہ کسی دردمند آنکھ سے مخفی نہیں۔ جماعت اہل سنت کے نزدیک دینی انقلاب کی اہم ترین ضرورت معاشی اور اقتصادی بدحالی کی ترفیع ہے۔ سیاست دان جس طرح شیطانی نظام کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں، ایک مذہبی جماعت اس پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے چند سفارشات پیش کرتی ہے۔ دیر یا سویر کسی دینی انقلابی کو یہ کام کرنے ہوں گے۔

1۔ تمام اندرونی و بیرونی قرضہ جات فی الفور ادا کئے جائیں۔ دوسروں کے چبائے ہوئے لقموں پر جگالی نہیں کی جاسکتی۔ یہ وہ ہدف ہے جس کے بغیر سودی معاشرہ ختم نہیں ہوسکتا۔ اگر اس کے لئے چند دن بھوک بھی کاٹنی پڑے تو ہمیں دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کا پہلا انقلابی قدم یہی ہوسکتا ہے اس کے بغیر معاشی انقلاب جدید دور میں ناممکن ہوگا۔

2۔ نظام مصطفیٰ ﷺ کا صاف مطلب بھوکے، ننگے، غریب اور بے روزگار انسانوں کی معاشی کفالت ہے۔ کم از کم ہر بے روزگار انسان کو 1000 روپیہ ماہانہ وظیفہ ملنا چاہیئے۔ اگر تم بھوک کا سدِ باب نہ کرو گے تو بھوکے ننگے انسان ایک دوسرے کی بوٹیاں نوچیں گے۔

3۔ قوم کے تمام بچوں کو تعلیم کا یکساں ماحول فراہم کیا جائے۔ اونچ نیچ نفسیاتی مسائل پیدا کرتی ہے اور کرے گی۔ تمہارا ناقص نظام تعلیم خچر اور گھوڑے پیدا کر رہا ہے۔ آؤ! مصطفائی نظام تعلیم

اپنائیں اور اچھے انسان، اچھے مسلمان پیدا کریں۔

4۔ عدل و انصاف قوموں کی عمر کا پیمانہ ہوتا ہے، کوئی قوم جتنا سستا اور فی الفور انصاف فراہم کرتی ہے افق حیات پر وہ اتنی ہی زیادہ جگمگاتی ہے۔ مقدمات کے فیصلے عدل سے کرنا اور فوری کرنا یہ نظام مصطفیٰ ﷺ کا اہم حصہ ہے۔ عدالتیں فوجداری مقدمات زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کی مدت میں نمٹائیں۔

5۔ پوری دنیا ٹیکسوں کے فرسودہ نظام کی لپیٹ میں آئی ہوئی ہے۔ اگر تاجر برادری کو یونہی تنگ کیا گیا تو بازار اور منڈیاں بے اعتمادی کے اندھیروں میں ڈوب جائیں گی۔ نظام مصطفیٰ ﷺ موجودہ ٹیکسز کے نظام کو ٹھپ کر کے بیت المال کا حسین نظام دیتا ہے جس میں اسلامی معاشی مداخلت استقرار نظام کے لئے کفایت کرتی ہے۔ ہم فی الوقت بالواسطہ ٹیکسوں کی لعنت کو ختم کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔

6۔ حکمرانی کے لئے تقویٰ، ایمان اور شرافت کے ساتھ ساتھ نظام مصطفیٰ ﷺ یہ بھی تجویز کرتا ہے کہ حکمرانوں کا معیار زندگی عام آدمی سے زیادہ نہ ہو۔

7۔ حکومت کے تسلط میں آبی اور بارانی لاکھوں ایکڑ زمین بیکار پڑی ہے۔ قومی وسائل کا یہ اندھا استعمال ملت دشمنی کے مترادف ہے۔ یہ زمین صنعت کاروں، جاگیرداروں اور حکومت کے خوشامدیوں کو دینے کی بجائے غریب کسانوں میں بانٹی جائے۔ ظاہر ہے اس سے ملکی معیشت مضبوط ہو گی۔ جماعت اہل سنت نظام مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں زرعی اصلاحات کا ایک جامع منصوبہ رکھتی ہے اگر سیاست دان چاہیں تو جماعت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ جماعت اہل سنت ملک میں دو امارتی نظام کی بجائے خلافت راشدہ کی طرز کا نظام تجویز کرتی ہے۔

آل پاکستان سنی کانفرنس کے وسیلے سے ایک ضروری نکتہ کا ابلاغ ضروری سمجھتا ہوں اور وہ رسم و رواج کی اصلاح ہے۔ وہ لوگ جو قدم قدم پر ہمیں بدعتی اور مشرک ایسی رکیک گالیاں دیتے ہیں، وہ جانتے سمجھتے ہوئے بعض غیر شرعی امور کو خواہ مخواہ اہل سنت کے سر تھوپ دیتے ہیں۔ ہمیں ہمارے خطباء، علماء اور مشائخ کو چاہیئے کہ اس طرف خصوصی توجہ دیں اور توازن اور تناسب کے ساتھ اپنے خطبات میں اصلاح رسوم کی تحریک اٹھائیں۔ اگر ہو سکے تو اپنی مسجد میں قرآن و سنت کا باقاعدہ درس دیا جائے۔ یہ خود بخود تزکیہ نفوس کی راہیں ہموار کر دے گا۔ اگر آپ سوچیں تو یہ برصغیر پاک و ہند میں ہی نہیں بلکہ پوری

دنیا میں اسلام صوفیاء کرام نے پھیلایا۔ان کے پاس مضبوط ترین اسلحہ انسان دوستی، اخلاق عالیہ، غریب پروری اور پاکیزہ کردار تھا۔اسی سے انہوں نے تسخیر کائنات کی۔آؤ! تھوڑی توجہ ہم اپنے اپنے اجتماعی اور انفرادی کردار کی طرف دیں، شاید اس طریقے سے ہم اپنے مسلک کی پاسبانی بہتر طریقے سے کرسکیں۔ غلط رسموں، حسد، رقابت، بدخواہی، سوئے ظنی سے عملی نجات ہی ہماری کامیابیوں کی ضمانت ہوگی۔

جماعت اہل سنت کا دیگر سنی تنظیموں سے رویہ ''محبت دو اور محبت لو'' کے اصول پر کارفرما ہے۔ مختلف شعبہ ہائے حیات میں کام کرنے والی تنظیمیں اگر جماعت اہل سنت سے رابطہ استوار رکھیں تو ہم اپنے دینی کاموں کو بہتر طریقے سے بانٹ کر کرسکتے ہیں۔اس طرح زیادہ کام کم وقت میں ہونا ممکن ہو گا۔اس کے لئے ''سنی پارلیمنٹ'' کی تجویز زیر غور ہے، آپ سب کا تنظیمی تعاون ہی اس عظیم ہدف تک رسائی کی بنیاد بن سکتا ہے۔جہاں تک غیر سنی تنظیموں کا تعلق ہے تو ہم کسی بھی گروپ سے جھگڑا لڑائی پسند نہیں کرتے۔ہمارا ایمان ہے محبت ہی محبت لیکن محبت کو زیادہ تنگ کیا جائے تو اس کی چوٹ برداشت کرنے کے قابل نہیں رہتی ہے۔ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ صلح ہی دین کی راہ اور پاکستان کے استحکام کی ضمانت ہے۔

عظیم الشان سنی کانفرنس کے عالی قدر شرکاء!

آپ شیخ طریقت ہیں یا رہبر شریعت۔آپ خانقاہ کی رونق ہیں یا منبر ومحراب کی زینت۔آپ شاعر ہیں یا ادیب۔آپ ڈاکٹر، انجینئر ہیں یا وکیل، آپ صنعتکار ہیں یا مزدور، آپ بڑے تاجر ہیں یا چھوٹے دوکاندار، آپ زمیندار ہیں یا کسان، آپ استاد ہیں یا طالب علم، آیئے! ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ جماعت اہل سنت کے کاروان خیر میں شریک ہو جایئے جس راستے پر چلتے ہوئے لاکھوں اولیاء کرام نے اپنی زندگیاں گزاری ہیں، اسی راستے پر چلتے رہیئے۔گلی گلی، محلے محلے، جماعت اہل سنت کے دفاتر قائم کر کے مرکز سے وابستہ کیجئے۔

یاد رکھیئے! آپ کی چند گھڑیوں کی قربانی ملت کا مقدر سنوار سکتی ہے۔

کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کفر والحاد اور مادہ پرستی کو فروغ ملتا رہے۔اسلامی تہذیبی اقدار کو مٹایا جاتا رہے۔بے حیائی، بے راہروی اور جنسی آوارگی کو ہوا دی جاتی رہے، گستاخان رسول دیدہ دلیریاں کرتے رہیں۔اولیائے کرام کے مزارات کو مسمار کر دینے کی سازشیں تیار کرنے والے اپنی قوت

بڑھاتے رہیں۔ یقیناً آپ کبھی بھی ایسا نہیں چاہیں گے تو پھر دیر نہ کیجئے جلد از جلد جماعت اہل سنت کے قافلہ محبت کے ساتھی بنئے اور پھر دوسرے انسانوں کو بھی نفرت کے جہنم زاروں سے نکال کر محبت کے گلزاروں میں لے آیئے۔

تو امین غم محبت ہے
بے نیاز غم جہاں ہو جا
تیرا مسلک غم محبت ہے
اپنے مسلک کا پاسباں ہو جا

(ترجمہ: شاہ عبدالطیف بھٹائی)

آخر شب کی مقدس ساعتوں میں رات 2 بجے جب جماعت اہل سنت کے مرکزی امیر، نو کروڑ سینوں کی متفقہ قیادت صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی خطبہ صدارت ارشاد فرمانے کے لئے ڈائس پر آئے تو لاکھوں افراد اپنے عظیم قائد کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے فرمایا کہ عشق رسول ہمارا اسلحہ ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ نظریات کا مقابلہ طاقت کی بجائے نظریات سے کرنے کی روش اختیار کر کے فرقہ وارانہ قتل وغارت کا راستہ روکا جا سکتا ہے۔

قارئین!

والہانہ پن، گہرائی، علمیت اور دلربائی صاحبزادہ مظہر سعید کاظمی کے لہجے میں رقص کرنے لگ گئی۔ جذبے اور ارادے ان کی آواز میں امڈے پڑے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ استحکام پاکستان اور تعمیر ملت ہر دو کے لئے اہل سنت و جماعت کا منظم، فعال اور متحرک ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا زندہ رہنے کے لئے پانی اور ہوا کا وجود ضروری ہے۔ امیر اہل سنت نے اعلان کیا کہ ہم نیو ورلڈ آرڈر کے باغی ہیں کیونکہ ہم مصطفائی ورلڈ آرڈر کو ماننے والے ہیں۔

صدارتی خطبے کے بعد بغداد شریف کے سجادہ نشیں محترم شیخ عبدالقادر منصور الدین الگیلانی نے عربی زبان میں مختصر خطاب کیا اور آخر میں ان کے صاحبزادے نے صلوٰۃ وسلام کے بعد دعا کروائی۔

اے رب کائنات معاف کردے

سید انور قدوائی

قلم کی آواز روزنامہ جنگ 30۔ جون 1997

جمعہ کی شب ماڈل ٹاؤن میں حاجی طارق شفیع کی اقامت گاہ پر روح پرور محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں حضرت سید ریاض حسین شاہ کی دعا اتنی پرسوز اور پر اثر تھی کہ وہاں موجود ہر شخص کے دل میں اتر گئی۔ کئی آنکھیں پرنم ہوگئیں اور ساری محفل ''آمین ثم آمین'' کی صداؤں سے گونج اٹھی۔ یہ ایسی محفل تھی کہ جب نماز عشاء کے لئے صف کھڑی ہوئی تو راقم الحروف کی آنکھوں کے سامنے گنبد خضراء کا عکس مقدس آگیا۔

محفل میلاد میں حاجی مرغوب ہمدانی، محبوب ہمدانی کے علاوہ شبیر گوندل اور دوسرے نعت خواں شریک ہوئے، جبکہ اقبال باہو نے کلام سلطان باہو پیش کیا۔ اس تقریب کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ وزیر اعظم میاں نواز شریف کی کوٹھی کے پڑوس میں منعقد ہوئی اور حاجی طارق شفیع ان کے کزن ہی نہیں بلکہ میاں شہباز شریف کے ہم زلف بھی ہیں۔ یہ گھرانا پرانا دین دار ہے اور ہر ماہ گیارہویں شریف کو باقاعدگی سے دفتر میں حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی نیاز ہوتی ہے اور میاں نواز شریف اور ان کے رشتہ داروں میں ہر کام کا آغاز محفل میلاد اور قرآن خوانی سے ہی کیا جاتا ہے کہ اس میں برکت اور رحمت ہے۔

سید ریاض حسین شاہ راولپنڈی کے ادارہ تعلیمات اسلامیہ کے سرپرست اعلیٰ ہیں، جہاں وہ درس قرآن و حدیث دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے کلام و بیان میں تاثیر بھر دی ہے۔ وہ جدید علوم کے علاوہ دینی و روحانی علوم میں بھی بڑا مقام رکھتے ہیں۔ جامع مسجد اتفاق میں پہلے علامہ طاہر القادری درس دیا کرتے تھے اور نماز جمعہ کی امامت بھی فرماتے تھے ان کے جانے کے بعد سے سید ریاض حسین شاہ نماز جمعہ کا خطبہ دیتے ہیں اور امامت فرماتے ہیں۔ وہ اس مقصد کے لئے ہر جمعہ کو راولپنڈی سے لاہور تشریف لاتے ہیں اور شام کو واپس چلے جاتے ہیں اور یہ سارا کام ''اللہ واسطے'' کرتے ہیں۔ سید ریاض حسین شاہ ابھی جوان ہیں اور انہوں نے اپنی ذات کو دین کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ یہ پاکستان میں بالعموم تبلیغی دورہ پر رہتے ہیں کہ ''یہ بڑے لوگ ہیں اور باعث رحمت و برکت بھی ہیں''۔ محفل میلاد میں انہوں نے دعا فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی گئی تھی کہ ''اے مصطفےٰ ﷺ کے

رب معاف کر دے، اے غفار معاف کر دے، اے ستار ہمیں معاف کر دے، اے جبار ہمیں معاف کر دے اور اے رب کائنات ہمیں معاف کر دے اور توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے رسول کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیں کہ یہی راستہ فلاح کا راستہ ہے۔

انہوں نے ایک عالمانہ بات یہ کہی کہ اسلام میں نیکی اور بدی کا ذکر بڑا واضح ہے اور نیکی کے لئے خاص ترکیب استعمال کی گئی ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔ ''حسنیٰ'' کا لفظ نیکی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ شاہ صاحب کا کہنا ہے کہ عبرانی کی جو لغت حال ہی میں شائع ہوئی ہے اس میں نیکی کے لئے کوئی ایک اور مخصوص لفظ استعمال نہیں کیا گیا اور نہ ہی مقدس انجیل میں ایسا کوئی لفظ موجود ہے اور یہ کہ اسلام میں نیکی کو حسنیٰ سے منسوب کیا گیا ہے جو ''حسن'' سے ماخوذ ہے اور یہ اسلام میں نیکی کی ہدایت دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ حکم ہے کہ اگر خواب میں بھی برائی نظر آئے تو صبح اٹھ کر نعوذ باللہ پڑھ کر بائیں جانب تھوک دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ''اے صاحبو! ہمیں اپنے رب سے معافی مانگنی چاہیئے اور ہر دم معافی کا طلب گار رہنا چاہئے۔ اس میں برکت اور فضیلت ہے۔ نصف گھنٹہ کی دعا میں سید صاحب نے ایسا سماں کھینچ دیا کہ آنکھوں سے آنسو تھے کہ بے ساختہ نکلے اور حاجی صاحب کا بڑا ڈرائنگ روم آمین ثم آمین سے گونج اٹھا۔ اس سے قبل نعت خوان حضرات نے سرور کائنات ﷺ کے حضور منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ سلطان باہو کا کلام خوب تھا اور سب پر وجد طاری ہو گیا۔

بعد میں میزبان کی جانب سے عشائیہ کا اہتمام کیا گیا اس محفل میں حاجی جاوید شفیع بڑے سرگرم تھے اور جناب پرویز بٹ طرح طرح کے اچھے کھانے ہمیں کھلاتے رہتے ہیں۔ مسلم لیگ صنعت و تجارت ونگ کے صدر جمیل محبوب مگوں سیدھے ائرپورٹ سے وہاں پہنچے۔ آج وہ بڑے خوش تھے کہ وزیر اعظم میاں نواز شریف نے انہیں ''خصوصی ملاقات'' کے لئے اسلام آباد بلایا تھا اور دونوں خاصی دیر اکٹھے ہی نہیں رہے بلکہ وزیر اعظم نے وفاقی وزیر چوہدری نثار اور اپنے سیکرٹری قمر الزمان کے حوالے کر دیا کہ جمیل مگوں کی مرضی کے مطابق ان کی خدمات حاصل کی جائیں اب یہ لوگ اس پر غور وفکر کر رہے ہیں۔ جمیل مگوں کا کہنا تھا کہ ''وزیر اعظم نے تبسم فرمایا ہے'' اور یہ ''تبسم'' ہم سب کی متاع حیات ہے۔ وزیر اعظم میاں نواز شریف اس طرح خوش رہیں کہ اس میں ملک کی ترقی وخوشحالی ہے!!

یارسول اللہ ﷺ ریلی

قاضی مصطفیٰ کمال

افق تا افق روزنامہ نوائے وقت لاہور 27۔نومبر 1998ء

جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام بدھ 18۔نومبر 1998 کو پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد کے سامنے ''یارسول اللہ ریلی'' اس انداز اور شان سے ہوئی کہ نہ صرف ملک کے اندر تمام سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کو حیران و پریشان کر گئی بلکہ بین الاقوامی میڈیا کو بھی اس کا نوٹس لینا پڑا اور اپنے اپنے انداز میں مختلف ایجنسیوں نے تبصرے کیے۔ دیگر باتوں کے علاوہ بی بی سی کے تبصرے میں اس بات کا اعتراف کیا گیا کہ ایوان صدر اور پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے گذشتہ کئی برسوں کے دوران ہونے والے سیاسی اور مذہبی مظاہروں میں سے یہ سب سے بڑا سیاسی اجتماع تھا۔ اس ریلی سے چند ہفتے قبل اسی جگہ کے آس پاس پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے جماعت اسلامی کی طرف سے طاقت کا ایک منظم اور بھرپور مظاہرہ کیا گیا تھا۔ اس اجتماع کے بارے میں جماعت اسلامی کے اپنے حلقوں کے دعوؤں کے مطابق بعض اخبار نویسوں اور کالم نویسوں نے اسے دس لاکھ کا اجتماع قرار دے دیا تھا لیکن اگر وہ اجتماع دس لاکھ کا تھا تو ''یارسول اللہ ریلی'' کا اجتماع تو بین الاقوامی میڈیا کے مطابق چونکہ گذشتہ کئی برسوں کے دوران یہ سب سے بڑا مظاہرہ تھا لہٰذا اس کے شرکاء کی تعداد تو دس لاکھ سے زیادہ سمجھی جائے گی لیکن ان چند ہفتوں کے دوران ہونے والے متذکرہ دونوں مظاہرے انداز تخاطب اور نعروں کے حوالے سے بہت مختلف تھے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس ملک کی تمام دینی اور مذہبی جماعتیں اس حوالے سے قوم کا بہت بڑا سرمایہ ہیں کہ ان کی کاوشوں اور جدوجہد کے باعث مغربی تہذیب و ثقافت کی یلغار کے سامنے ایک مضبوط دیوار موجود ہے۔ ہمارا معاشرہ اپنے تمام تر اخلاقی انحطاط کے باوجود آج بھی عریانی اور فحاشی کے مظاہروں کو کھل کھیلنے سے روکتا ہے۔ مغرب کی مادر پدر آزاد ثقافت کے رسیا ماڈرن مرد و خواتین کو سر عام اخلاق باختگی کے مظاہروں سے اگر کوئی طاقت روکنے والی ہے تو وہ انہی دینی اور مذہبی جماعتوں کا خوف ہے۔ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں دینی اور اخلاقی قدروں کو جس طرح تباہ کیا گیا وہ ہماری تاریخ کا ایک افسوسناک باب ہے۔ داڑھی اور پگڑی کی توہین کی گئی۔ اس دور میں لاہور ائرپورٹ

سے باہر جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ اور اس ملک کی ایک معزز دینی شخصیت علامہ شاہ احمد نورانی پر پیپلز پارٹی کے ایک رہنما کی سرکردگی میں جیالوں کا حملہ اور پگڑی کو تار تار کرنا اس سازش کا حصہ تھا کہ اسلام کے شیدائیوں کی اس نمائندہ سیاسی جماعت کے سربراہ سے دن دیہاڑے بدتمیزی کر کے اہل سنت کے رہنماؤں اور کارکنوں کو خوفزدہ کر کے ان کی طرف سے مزاحمت کو ختم یا کم کیا جا سکے لیکن جمعیت علمائے پاکستان کے رہنماؤں، کارکنوں اور اہل سنت کے عوام نے بھٹو کے پورے دور میں اس کے اسلامی سوشلزم کے نعرے اور جیالوں کی بدمستیوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ علماء ومشائخ نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو جاری وساری رکھا اور قوم کے اجتماعی ذہن اور ضمیر کو لادینیت اور مغرب کی عریانی وفحاشی کی یلغار سے مسخر نہیں ہونے دیا۔ اس موقع پر سید ابوالاعلیٰ مودودی کی قیادت میں جماعت اسلامی کے کارکنوں نے بھی اسلامی سوشلزم کے خلاف زبان اور قلم سے جدوجہد جاری رکھی لیکن اب جماعت کی قیادت کی تبدیلی سے انداز فکر اور طرز سیاست بھی تبدیل ہو چکا ہے۔ جماعت کے امیر نے گذشتہ اکتوبر میں جب پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا تھا تو اس دوران وہ مسلسل اقتدار پر قبضہ کر لینے کی دھمکی دیتے رہے اور ان کی سیاسی بیان بازی میں گذشتہ چند ماہ سے ایک چیز مستقل شامل ہے کہ ''اقتدار ہمارے حوالے کر دو'' ''اسلام آباد ہمارے حوالے کر دو'' لیکن جماعت اہل سنت کی یا رسول اللہ ریلی کی انتہائی شاندار کامیابی کے باوجود جماعت اہل سنت کے رہنماؤں نے اقتدار کے ایوانوں پر قبضہ کرنے کی بات نہیں کی۔ دراصل ان کے بزرگوں کے طریق کار اور روایت میں یہ چیز چلی آ رہی ہے کہ دین کے فروغ دینی اقدار کی سربلندی اور نفاذ شریعت کے کاز کو آگے بڑھایا جائے اپنی ذات کو آگے نہ بڑھایا جائے۔ 1946ء کی بنارس میں منعقد ہونے والی تاریخی سنی کانفرنس میں جمع ہونے والے پانچ ہزار سے زائد علماء ومشائخ نے تحریک پاکستان کی کامیابی کے لئے قائداعظم اور مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دینے کا اعلان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ برصغیر کے مسلمانوں کی زندگی کے اس اہم ترین موڑ پر اہل سنت یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب علماء ومشائخ پاکستان کے مطالبے سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ صد شکر کہ قائداعظم محمد علی جناح کی بااصول قیادت میں پاکستان بن گیا۔ تحریک پاکستان کے لئے دن رات انتھک جدوجہد کرنے والے علماء ومشائخ نے اس وقت بھی قائداعظم سے اقتدار میں حصہ نہیں مانگا اور آج بھی جماعت اہل سنت کے رہنما جو نفاذ شریعت کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں وہ اسلام آباد طلب

نہیں کر رہے بلکہ اسلامی نظام کے نفاذ کی بات کرتے ہیں۔ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے انسانوں کے اس عظیم اجتماع نے سینٹروں سے بجا طور پر یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ عوام کی اکثریت کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے سینٹ میں شریعت بل کو روکنے کی کوشش نہ کریں۔ بے نظیر نے ''یارسول اللہ ریلی'' پر تنقید کر کے اسلام کے بارے میں اپنی ذہنیت واضح کر دی ہے اور بوکھلاہٹ میں اسے حکومت کے تعاون سے ہونے والا مظاہرہ قرار دے دیا ہے۔ یہ موقف پیش کر کے بے نظیر نے خود نواز شریف کو اتنا پاور فل لیڈر تسلیم کر لیا ہے جو اپنی حمایت میں حالیہ تاریخ کا سب سے بڑا مظاہرہ کرانے میں کامیاب ہو گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جماعت اہل سنت کے قائدین علامہ مظہر سعید کاظمی، علامہ ریاض حسین شاہ، صاحبزادہ حاجی فضل کریم، پیر امین الحسنات، حاجی حنیف طیب، صاحبزادہ سعید شرقپوری اور ملک بھر کے وہ مشائخ اور علمائے کرام جنہوں نے اس ریلی کی کامیابی کے لئے تعاون کیا، کے پیش نظر صرف یہ بتانا تھا کہ اس ملک کے عوام کی اکثریت نفاذ شریعت کی طلب گار ہے جماعت اسلامی اور جماعت اہل سنت سمیت تمام دینی جماعتوں کے رہنماؤں کو یہ حقیقت سمجھ اور تسلیم کر لینی چاہئے کہ وہ دینی اقدار کی سربلندی اور نفاذ شریعت کے لئے حکومت پر دباؤ تو ڈال سکتے ہیں لیکن اگر اپنے مذہبی پلیٹ فارم سے الیکشن اور اقتدار کی بات کریں گے تو ان کو کامیابی نہیں ہوگی۔ اقتدار کے لئے ان کو بہر حال اپنی پسند کی سیاسی جماعت کے ذریعے ہی الیکشن میں حصہ لینا چاہئے۔ گذشتہ چند انتخابات میں جماعت اسلامی اور طاہر القادری کی منہاج القرآن یا پاکستان عوامی تحریک کا جو حال ہو چکا ہے اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ جماعت اہل سنت نے ایک پُر امن، باوقار اور شائستہ انداز میں شاندار ریلی منعقد کرنے کا جو اعزاز حاصل کیا ہے اس کو اسی انداز میں برقرار رکھا جا سکتا ہے کہ اپنی طاقت کو حکومت اور سیاست دانوں پر دباؤ ڈال کر انہیں اصل منزل کی جانب گامزن کریں۔

یارسول اللہ پرچم مارچ

محمد نواز کھرل

اخبار اہل سنت جنوری 2000

یہ ختم ہوتی ہوئی گرمیوں اور آتی سردیوں کے خوشگوار موسم کے ایک بہار آفریں دن کی چمکیلی دوپہر کا ذکر ہے جب شہر داتا لاہور کے صاف آسمان پر چمکتا سورج آدھے سے زیادہ سفر طے کر چکا تھا، داتا علی ہجویری حضرت میاں میر، حضرت شاہ جمال، حضرت میراں حسین زنجانی، حضرت شاہ عنایت قادری اور پیر مکی رحمۃ اللہ علیہم جیسے سچے صوفیوں کے شہر لاہور میں ہزاروں فرزندان اسلام چہروں پر نور ایمان کی جھلک، لبوں پر یا رسول اللہ ﷺ کی مقدس صدائیں، رفتار میں جذبہ اور ہاتھوں میں سبز پرچم تھامے نعرے لگاتے، مست و سرشار، چیرنگ کراس کی طرف کشاں کشاں چلے آرہے تھے۔ آنے والوں میں صحت مند، توانا اور بلند قامت جوان بھی ہیں اور کمر پر تجربے کا بوجھ اٹھائے کمر خمیدہ بوڑھے بھی جوانی کی حدود میں قدم رکھنے والے بھی اور کالجوں، یونیورسٹیوں کے طلبہ بھی۔ پنجاب اسمبلی کے سامنے فیصل چوک کے وسیع و عریض علاقہ میں ہر طرف گنبد خضریٰ والے سبز پرچم اپنی بہار دکھا رہے تھے، اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے ساتھ محبت کی خوشبو سے پورا ماحول مہک رہا تھا۔

قارئین!

یہ دل نواز منظر نیلے آسمان کی بوڑھی آنکھوں نے 30۔ ستمبر 1999ء کی خوبصورت سہ پہر اس وقت دیکھا جب ہند کی سرزمین پر اسلام کے اولین قاصدوں کے فکری جانشینوں کی عظیم تحریک ''جماعت اہل سنت'' کے زیر اہتمام ''یا رسول اللہ ﷺ پرچم مارچ'' کیا گیا، تاکہ زندہ باد، مردہ باد کے منفی نعروں کے چور میں یا رسول اللہ ﷺ کی صدا کو غالب کیا جائے اور رنگ برنگے جھنڈوں کے ہجوم میں نبی ﷺ کا جھنڈا بلند کیا جائے۔

بعد نماز ظہر اس تاریخی مارچ کا آغاز ہوا۔ ٹھیک تین بجے قائدین جماعت ٹرک پر سوار ہوئے جو اس مقصد کے لئے خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔ جماعت اہل سنت پاکستان کو تنظیم سے تحریک بنا دینے والے سربلند جذبوں والے ناظم اعلیٰ پیر سید ریاض حسین شاہ، ہاتھ چومنے والوں، آٹوگراف لینے والوں

اور چھو کر اظہار عقیدت کرنے والوں کے کندھوں سے ہوتے ہوئے ٹرک پر نمودار ہوئے تو یا رسول اللہ ﷺ پرچم مارچ کے پر شکوہ اور پر جلال مجمع کا جوش وخروش دیدنی تھا۔ چاروں طرف نعرے ہی نعرے، ولولے ہی ولولے اور جھنڈے ہی جھنڈے تھے، حُبِّ نبی کے جذبات پھوٹ رہے تھے، عشق رسول ﷺ کے احساسات ابل رہے تھے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ کی تحریروں والے ہزاروں سبز پرچم بڑی شان اور آن بان سے فضاؤں میں پھڑ پھڑا رہے تھے۔ ٹرک پر خاندان رسول کے چشم و چراغ سید ریاض حسین شاہ کے ساتھ علامہ سعید احمد اسعد، صاحبزادہ سید محمد عرفان مشہدی، پیر امین الحسنات شاہ، حضرت میاں محمد حنفی سیفی، پیر سید شمس الدین بخاری، صاحبزادہ سید حمید جان سیفی، عمران حسین چوہدری، صاحبزادہ خالد سلطان قادری، مفتی محمد اقبال چشتی، قاری زوار بہادر، عبدالرزاق ساجد، پیر عابد حسین سیفی اور صاحبزادہ حسنات احمد مرتضےٰ بھی موجود تھے اور ان سب کے جلو میں ہزاروں انسان تھے۔ جن کے سروں میں اسلام کا سودا، جن کی نگاہوں میں انقلاب نظام مصطفےٰ ﷺ کے خواب اور جن کے لبوں پر محبت رسول ﷺ کے ترانے تھے۔ فضا پر جوش نعروں سے گونج رہی تھی۔ اللہ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کی عظمتوں کا اعتراف کرتا ہوا انسانوں کا ایک سمندر تھا۔ جو لاہور کی مال روڈ پر موج مار رہا تھا۔ دور دور تک انسان ہی انسان نظر آ رہے تھے۔ اللہ کے یہ عاجز بندے نفرتوں کی فضا میں محبتوں کے بیج ڈالنے آئے تھے۔ حب رسول ﷺ کی سوغات بانٹنے، غلامی رسول ﷺ کا نور پھیلانے اور دینی اقدار کی خوشبو عام کرنے کے لئے آنے والے یہ محبان رسول ﷺ اپنے روشن ضمیر قائدین کی قیادت میں داتا دربار کی طرف رواں دواں تھے۔

قارئین کرام!

اس مارچ کی یہ بھی ایک خصوصیت تھی کہ عوامی امنگوں کی تجارت کرنے والے مفاد پرست عیار اور مکار سیاست کار ہمیشہ داتا دربار سے اسمبلی ہال کی طرف آتے ہیں جبکہ یا رسول اللہ ﷺ پرچم مارچ کے پاکباز شرکاء اسمبلی ہال سے داتا دربار کی طرف بڑھتے ہوئے اعلان کر رہے تھے کہ ہمیں حکمرانوں کی حاکمیت، بادشاہوں کی بادشاہت، سلطانوں کی سلطانی اور سیاستکاروں کی گندی سیاست سے کوئی غرض نہیں، ہم تو نبی سائیں ﷺ کے ٹکڑوں پر پلنے والے، ان کے در پاک کے منگتے ہیں۔ ہم داتا علی ہجویری کے دیوانے، غوث پاک کے مستانے، پیر مہر علی شاہ کے ملنگ اور حضرت مجدد الف ثانی کے غلام ہیں۔

پرچم مارچ ریگل چوک پہنچا تو جماعت اہل سنت پنجاب کے بلند عزم ناظم اعلیٰ حضرت صاحبزادہ سید محمد عرفان مشہدی کے خطاب کا اعلان ہوا۔ بھکھی شریف کے حافظ الحدیث حضرت علامہ سید جلال الدین کے قابل فخر فرزند مائیک پر آتے ہی اجتماع میں جذبوں کا بحر و بیکراں دکھائی دے رہا تھا۔ یہ وہ کیفیات ہیں جن کو بیان کرنے سے قلم عاجز اور الفاظ کا دامن تنگ دکھائی دیتا ہے۔ جواں سال سید عرفان مشہدی کی گرجدار آواز بلند ہوئی تو ریگل چوک کے وسعتوں میں پھیلے ہوئے ہزاروں افراد ہمہ تن گوش ہو گئے انہوں نے گرجتے ہوئے کہا کہ جماعت اہل سنت کسی کا اقتدار چھیننے کے لئے نہیں بلکہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کے لئے میدان میں نکلی ہے۔ ہم بتانا چاہتے ہیں کہ اس ملک میں بسنے والے نو کروڑ اہل سنت کو نظر انداز کرنے کے نتائج اچھے نہیں نکلیں گے۔ عرفان شاہ جی نے سعودی عرب میں مخدومہ کائنات سیدہ آمنہ کے مزار مبارک کی بےحرمتی کے سانحہ عظیم پر غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سرزمین حجاز میں امریکہ کے دلالوں ک حکومت ہے جو پورے عالم اسلام کی غیرت کے لئے چیلنج ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ہمارے مشائخ نے بنایا تھا، ہم ہی اس ملک کے حقیقی وارث ہیں۔ یہ پاک سرزمین نبی کریم ﷺ کے گستاخوں پر تنگ کر دی جائے گی۔ ہم اپنی جانوں پر کھیل کر پوری قوت سے نجدی یلغار کا راستہ روکیں گے۔ سید محمد عرفان شاہ کے آتش فشانی لہجے میں رعد و صاعقہ کا ہمہمہ بھی تھا اور قرون اولیٰ کے غزوات میں چمکنے والی شمشیروں کا دبدبہ بھی، شیر دھاڑ رہا تھا اور چنگاریاں شعلے بن رہی تھیں۔ انہوں نے یقین سے لبریز لہجے میں کہا کہ حکمرانوں میں نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ نہ کیا تو ان کے اقتدار کا دھڑن تختہ ہو جائے گا اور یہ سیاست کے فرعون رسوائیوں کا عنوان بن جائیں گے۔ عرفان شاہ جی کی تقریر ختم ہوئی تو مسجد شہدا کے میناروں سے بلال کا وارث نماز عصر کے لئے پکار رہا تھا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر، فضا پر ایک مقدس خاموشی طاری ہو گئی۔ گاڑیوں کے سوئچ آف کر دیئے گئے۔ نعرے موقوف ہو گئے اور پھر اللہ کے بندے اپنے خالق و مالک کے حضور جھک گئے۔ ادائیگی نماز کے بعد جلوس ایک بار پھر پورے وقار اور تمکنت کے ساتھ سوئے منزل رواں دواں ہوا۔ نہ بھنگڑا ہے نہ ہے جمالو کا رقص۔۔۔ کوئی منفی نعرہ ہے نہ کوئی مخالفانہ بات، بلکہ یا رسول اللہ ﷺ کا حسین تذکرہ ہی چاروں طرف محیط تھا۔ بینروں میں بھی، نعروں میں بھی اور سینوں میں بھی۔ سب لہک لہک کر ذوق و شوق کے ساتھ نعرے لگا رہے تھے۔۔۔

ہم اپنے نبی کے دیوانے۔۔۔ہم اپنے نبی کے پروانے، جماعت اہل سنت کا ترانہ فضاؤں میں گونج رہا تھا۔ پکارو یا رسول اللہ ﷺ کا ورد ہر ہر زبان کی زینت بن رہا تھا۔ مفتی محمد اقبال چشتی ٹرک سے خوبصورت جملوں اور نعروں کا ایک عجیب عالم تھا۔ لوگوں نے اپنے آپ کو فراموش کر دیا تھا اور وہ ایک عظیم قوت میں تحلیل ہو گئے تھے۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ہجوم میں دم بدم اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ غلامان رسول اللہ ﷺ کا سیلاب ایک بپھرے ہوئے دریا کی مانند مال روڈ پر رواں دواں تھا، پرچم مارچ ریگل چوک اور جی پی او چوک سے ہوتا ہوا انارکلی چوک پہنچا تو سڑک کے دونوں طرف کھڑے لوگوں نے پرچم مارچ کا پر جوش خیر مقدم کیا، زندہ دلان لاہور ہاتھ ہلا ہلا کر نبی پاک ﷺ کے دیوانوں کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ شام کے سائے گہرے ہو چلے تھے لیکن مارچ کے شرکاء کی دلچسپی اور جوش ولولے میں کوئی کمی نہیں آئی تھی، صبح سے آئے ہوئے لوگوں کے چہروں پر تھکن کے کوئی آثار نہیں تھے بلکہ ان کے شاداں اور فرحاں چہروں پر سرشاری و آسودگی کی ایک کیف آور کیفیت رقصاں تھی، ان کی ہمتیں جوان اور حوصلے بلند تھے۔ جلوس ناصر باغ سے ہوتا ہوا ضلع کچہری کے سامنے پہنچا تو نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ یکا یک قائدین کے ٹرک سے اذان کی آواز بلند ہوئی اور پھر آفاق کی وسعتوں میں نبی کا جھنڈا سربلند کرنے کے جذبوں سے سرشار ہزاروں فرزندان توحید ایک بار پر صف آراء ہو کر اپنے سوہنے رب کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ لوئر مال پر اپنے سجدوں کے نشان ثبت کرنے کے بعد پرچم مارچ کے شرکاء سات کلومیٹر کا فاصلہ چار گھنٹوں میں طے کر کے رات آٹھ بجے داتا علی ہجویری کے آستان محبت پہنچے تو داتا دربار کے باہر مارچ کی آمد کے منتظر ہزاروں افراد نے عاشقان رسول ﷺ پر محبت کے پھول اور پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ اس موقع پر امیر لاہور پیر سید شمس الدین بخاری کی تقریر سے خطابات کا سلسلہ شروع ہوا۔ انہوں نے جذب دروں کو لب اظہار دیتے ہوئے کہا کہ ''آج کا تاریخی یا رسول اللہ ﷺ پرچم مارچ ہمیشہ یاد رہنے والا واقعہ بن گیا ہے۔ آج لوگوں نے دیکھا کہ دلوں پر حکومت کرنے اور گردنوں پر سوار ہو جانے والوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ یہاں آنے والے ہزاروں لوگ اپنے خرچے پر یا رسول اللہ ﷺ کی محبت سے مغلوب ہو کر آئے ہیں نہ کہ سرکاری ڈنڈے سے ہنکا کر لائے گئے ہیں''۔ قائد لاہور نے جوش بیاں کی منڈیروں پر جشن خطابت کے دیپ روشن کرتے ہوئے مزید کہا کہ ''آج کے پرچم مارچ کا اہل حکومت اور اہل سیاست کے نام یہی پیغام ہے کہ اگر دنیا اور آخرت کی کامیابیاں

چاہتے ہو تو آؤ دامنِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہو جاؤ اور کلنٹن کی دہلیز پر سجدے کرنے کی بجائے اپنا رخ مدینے کی طرف موڑ لو اور مدینے والے محمد ﷺ سے وفا کا رشتہ مضبوط کر لو"۔

امیر لاہور کے بعد امیر پنجاب مناظر اسلام حضرت علامہ پروفیسر سعید احمد اسعد نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں کہا کہ "گذشتہ باون سالوں میں حکمرانوں اور سیاست دانوں نے اسلام سے بہت کھیل لیا ہے اب ان کے پاس آخری مہلت ہے کہ وہ بلا تاخیر ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کر دیں" انہوں نے کہا کہ "ایک سازش کے تحت پاکستان میں کانگریسی ملاؤں کو مسلط کیا جا رہا ہے اور پاکستان بنانے والے اہل سنت کے حقوق پامال کیے جا رہے ہیں" ساحر خطیب اپنے زور خطابت میں سب کو بہائے لے جا رہا تھا، صاحب عزم و یقین علامہ اسعد نے لوگوں سے کہا کہ آؤ سرکش معاشرے کو دین کی مضبوط رسی سے باندھ کر انقلاب محمدی کے لئے جدوجہد تیز تر کر دیں۔ امیر پنجاب کا پر جوش خطاب ختم ہوا تو سٹیج سیکرٹری مفتی محمد اقبال چشتی نے کہا کہ اب میں لاکھوں انسانوں کے دلوں میں خدا پرستی کے چراغ روشن کرنے والے ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ پیر امین الحسنات شاہ کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔ چمکتی ہوئی روشنی جیسے پیر امین الحسنات شاہ نے اپنی فکر انگیز تقریر میں کہا کہ آج کے یا رسول اللہ ﷺ پرچم مارچ نے سوئے ہوئے جذبوں کو بیدار کر دیا ہے انہوں نے کہا کہ آج کے مارچ کا مقصد حکمرانوں کو نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کا وعدہ یاد دلانا ہے۔ اپنے چہرے پر دائمی مسکراہٹ اوڑھے رکھنے والے پیر امین الحسنات شاہ نے دل موہ لینے والے خوبصورت لہجے میں کہا کہ آخر کار غارِ حرا کا نور اس دیار کے در و بام پر دمکنا ہے جس کے ساحلوں سے اللہ کے آخری رسول ﷺ کو ٹھنڈی ہوا آتی تھی۔

وادی بولان میں جماعت اہل سنت کو منظم فعال اور متحرک کرنے والے ممتاز روحانی پیشوا حضرت صاحبزادہ خالد سلطان قادری نے اپنی ایمان افروز تقریر میں کہا کہ "پاکستان میں اسلامی انقلاب کی دھمک صاف سنائی دے رہی ہے ہمیں انقلاب اسلامی کی منزل کو قریب لانے کے لئے اپنی صفوں میں جہادی کلچر کو فروغ دینا ہوگا، تاکہ دین بیزار قوتوں اور لادین طاقتوں سے آخری اور فیصلہ کن جنگ لڑی جا سکے"۔ ہزاروں گمراہ لوگوں کو شریعت کا پابند بنا دینے والے پیر طریقت حضرت میاں حنفی سیفی ماتریدی نے کہا کہ پاکستان میں انقلاب نظام مصطفیٰ ﷺ برپا کر کے دم لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ

شریعت کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے معاشرے میں بے برکتی پھیلی ہوئی ہے۔ فیکٹری ایریا رراوی ریان کو ''راوی ریان شریف'' بنا دینے والے میاں صاحب نے مزید کہا کہ ''ہمیں عہد حاضر کے اداس اور مضطرب لوگوں کو بتانا ہوگا کہ سکون قلب اور اطمینان وراحت، دولت وثروت میں نہیں ہے بلکہ سطاء کی پڑیا سچے صوفیوں کے ڈیروں سے مل سکتی ہے''۔

پیارے پڑھنے والے!

ساری تقریروں کے آخر میں راقم الحروف نے اس عظیم الشان بارات کے دولہا، محبت، امن، اخوت کے اس قافلہ کے سالار، جماعت اہل سنت کو ایک نیا آہنگ، نیا رخ اور نئی زندگی دینے والے ناظم اعلیٰ سید ریاض حسین شاہ کے خطاب کا اعلان کیا تو داتا دربار چوک کی وسعتوں میں تا حد نگاہ پھیلے ہوئے جانثاران مصطفیٰ ﷺ کے جم غفیر کی گرمجوشی اور پذیرائی کا بے پناہ جذباتی منظر دیدنی تھا، جذبے بے کنار ہو گئے اور نعرے تھمنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے، سنی نوجوان دیوانہ وار نعرے لگا رہے تھے۔ ہم ساتھ جئیں گے شاہ جی کے۔۔۔۔۔ ہم ساتھ مریں گے شاہ جی کے۔ زبردست نعرے بازی کا یہ سلسلہ کئی منٹ جاری رہا۔ سنیوں کا شہنشاہ۔۔۔۔۔ ریاض شاہ، ریاض شاہ کے نعروں کے درمیان سیدزادے کی آواز ابھری تو غلامان مصطفیٰ ﷺ کے زندہ اجتماع میں مکمل سکوت طاری ہو گیا، گہرا سناٹا اور متجسس خاموشی۔ شاہ جی نے کہا کہ میں تاریک راہ میں محبت رسول ﷺ کا چراغ لے کر نکلا ہوں۔ میری محبتیں، میری صلاحیتیں، میری جان، میرا مال اور میری اولاد سب کچھ نظام مصطفیٰ ﷺ پر قربان ہے۔ نظام مصطفیٰ جھونپڑی اور محل کا فرق مٹانے کا نام ہے، نظام مصطفیٰ ﷺ غریب کی آنکھوں میں چمک کا نام ہے۔ سید نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ پرچم مارچ کا مقصد نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے حکمرانوں پر دباؤ ڈالنا اور انٹرنیشنل سنی کانفرنس کی رابطہ مہم کا آغاز کرنا تھا کیونکہ میری آرزو تھی کہ سنی کانفرنس کی رابطہ مہم کا آغاز داتا سرکار کی چوکھٹ پر سلامی دے کر کیا جائے۔ سید صاحب کی مومنانہ اور مجاہدانہ للکار سے شہر لاہور کے درودیوار گونج رہے تھے۔ آپ نے بدعقیدہ قوتوں کو للکارتے ہوئے کہا کہ ہم بد مذہبوں اور نبی پاک ﷺ کے دشمنوں کو اس طرح مٹا دیں گے جس طرح سمندر کی لہریں ریت پر لکھی ہوئی تحریر کو مٹا دیتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم صاحب ایمان ہیں، ہمارا سچا عقیدہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پاکستان بنانے والے مشائخ کے فکری وارثوں کی نمائندہ تنظیم ''جماعت اہل سنت'' کے

اندر فکر و عمل کو نیا اسلوب بخشنے والے سید ریاض حسین شاہ نے یہ اعلان کیا کہ سنی کانفرنس سے قبل جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے دور کرنے کے لئے دیہاتی علاقوں میں ایک ہزار تعلیمی مراکز اور تین سو مساجد تعمیر کی جائیں گی۔ سید نے کہا کہ ہم غیر سیاسی لوگ ہیں ہمارا کام اسلام کے لئے لڑنا اور دین مصطفیٰ ﷺ کے خلاف سازشوں کو روکنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف کو سنیوں نے بھاری مینڈیٹ دیا تھا مگر انہوں نے اقتدار سنبھالتے ہی جمعہ کی چھٹی ختم کر دی جس کی وجہ سے ہر کام میں برکت ختم ہو گئی ہے۔ شاہ جی نے مزید کہا کہ حکمرانوں نے پیر محمد کرم شاہ الازہری کے انتقال سے خالی ہونے والی شریعت کورٹ کے جج کی سیٹ پر ایک بدعقیدہ فرد کو نامزد کر کے ہمارے ساتھ ناانصافی کی ہے اور پھر علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی اور صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم جیسے اپنے نیک اتحادیوں کے ہوتے ہوئے تبلیغی جماعت کے مبلغ سے کابینہ کے اجلاس میں تقریر کروا کر فرقہ واریت کا ارتکاب کیا ہے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ "ہماری شرافت کو کمزوری نہ سمجھا جائے اگر جہاد کے نام پر کھڑی کی گئی بعض فرقہ پرست اور وہشت گرد تنظیموں کو غیر مسلح نہ کیا گیا تو ہم بھی سنی العقیدہ ریٹائرڈ فوجیوں پر مشتمل فورس بنانے پر مجبور ہوں گے"۔ شاہ جی نے اپنی تقریر کے آخر میں لوگوں سے ہاتھ اٹھا کر جماعت کا ساتھ دینے اور سنی کانفرنس کے لئے محنت کرنے کا وعدہ کرنے کو کہا تو دور تک سروں پر ہاتھوں کی فصل لہلہانے لگ گئی تائید میں، تصدیق میں۔

قارئین!

سید ریاض حسین شاہ نے یا رسول اللہ ﷺ پرچم مارچ کے شرکاء سے جس ایمان افروز لہجے میں خطاب کیا اس کا اثر ہر فرد نے دل کی گہرائیوں میں محسوس کیا۔ آپ کی منزل نواز تقریر سن کر دلوں میں حوصلے جاگ اٹھے۔ آسوں اور خواہشوں کی منڈیروں پر ٹمٹماتے دیوں میں نئی زندگی دوڑ گئی، مایوسیوں کے تیرہ و تار بادل کافور ہو گئے اور شرکاء کے ایمانی جذبوں کو نئی ایمانی حرارت مل گئی۔ اپنے ایک گھنٹہ کے مفصل خطاب کے دوران شاہ صاحب نے حق گوئی و بے باکی کے وہ نوادرات سامعین کے سامنے پیش کئے کہ بے ساختہ اللہ کے وہ شیر یاد آ گئے جنہیں روباہی نہیں آتی۔ سید زادے نے اپنی تقریر کے اختتام پر نعرے لگوائے۔ اسلام زندہ باد ۔۔۔ پاکستان زندہ باد ۔۔۔۔ نبی ﷺ کا جھنڈا اونچا رہے گا ۔۔۔ نعرہ تکبیر اللہ اکبر ۔۔۔۔ نعرہ رسالت یا رسول اللہ ﷺ ۔۔۔۔ "یا رسول اللہ ﷺ یہ آواز گونجتی

رہے گی، دلوں کو ولولہ تازہ عطاء کرتی رہے گی اور انقلاب کی منزل آسان کرتی رہے گی۔ اس کی گونج مسلسل ہے سنو اے لوگو' آواز گونج رہی ہے یارسول اللہ ﷺ۔۔۔یارسول اللہ ﷺ۔۔۔یارسول اللہ ﷺ۔۔۔یارسول اللہ ﷺ۔۔۔یارسول اللہ ﷺ'۔

❁❁❁

جماعت اہل سنت کے دو روزہ تربیتی کیمپ کی روئیداد

جگمگاتے ہوئے لمحوں کی دلآویز کہانی

محمد نواز کھرل

اخبار اہل سنت جنوری 2000

بیسویں صدی کے اختتام سے ایک ماہ دس دن پہلے یہ پوٹھوہار کی ایک سہانی صبح تھی، موسم سرما کی نرم دھوپ ابھی منڈیروں سے نیچے نہیں اتری تھی، سبک خرام صبح کاذب، صبح صادق میں تبدیل ہو چکی تھی، جب میں پاکستان کے وفاقی دارالحکومت کے جڑواں شہر راولپنڈی کے قلب میں ممتاز دینی درسگاہ "ادارہ تعلیمات اسلامیہ" میں جماعت اہل سنت پاکستان کے دوروزہ تربیتی کیمپ میں شرکت کے لئے پہنچا۔ مشعل کی طرح روشن اس علمی مرکز کے صدر دروازے پر جماعت اہل سنت ضلع راولپنڈی کے ناظم اعلیٰ صاحبزادہ محمد عثمان غنی اپنی دلآویز مسکراہٹ اور اپنے پرخلوص ساتھیوں رضوان انجم، شیخ محمد قاسم کے ساتھ ملک بھر سے آنے والے معزز مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے اجتماع گاہ کی طرف ان کی راہنمائی کر رہے تھے۔ ادارے کے وسیع لان میں ٹینٹ لگا کر بنائے گئے پنڈال کو رنگا رنگ بینروں اور جھنڈوں سے سجایا گیا تھا۔ مہمانوں کی آمد میں اضافے کے ساتھ ساتھ خوشنما، دیدہ زیب اور شاندار اجتماع گاہ کی فضاء شباب آشنا ہو رہی تھی، سوہنے پاکستان کے مختلف گوشوں، گوٹھوں، شہروں اور قصبوں میں کاروان جماعت کی قیادت کرنے والے اہل فکر و دانش کھنچے چلے آ رہے تھے۔ کیمپ میں آنے والے ہر مندوب کو رجسٹریشن کے بعد ایک پرنٹڈ فائل پیش کی جا رہی تھی جس میں کیمپ کی نشستوں کا تفصیلی شیڈول نوائے اہل سنت کا تازہ شمارہ اور سفید کاغذ موجود تھے۔ اجتماع گاہ میں ادارے کے مستعد و فعال طلباء تتلیوں کی طرح منڈلا رہے تھے، مہمانوں کی پذیرائی اور انہیں نشستوں تک پہنچاتے ہوئے طلبہ کے خیر مقدمی کلمات پروانوں کی گنگناہٹ اور گردش کا انداز لئے ہوئے تھے۔ پنڈال روشن چہروں اور ذہین آنکھوں سے بھرتا جا رہا تھا، نکھری اور سلجھی ہوئی نورانی شخصیات کی موجودگی سے سارا ماحول سے جگمگ کرنے لگ گیا۔ اگلی نشستوں پر مولانا عبدالعلیم ہزاروی، مولانا حافظ فاروق خان سعیدی، محمد یعقوب قادری ایڈووکیٹ، مولانا ابرار احمد رحمانی، عبدالرزاق ساجد، وسیم ممتاز ایڈووکیٹ، حافظ محمد زبیر، عبدالمجید مغل، حاجی شیخ محمد ایوب، مولانا محمد عبداللہ سیالوی، مولانا حافظ محمد خان باروی، مولانا محمد حنیف چشتی، قاری محمد

سلیم زاہد، مولانا قاضی محمد یعقوب رضوی، سید غلام مصطفیٰ عقیل بخاری جیسی شخصیات جلوہ افروز تھیں۔
طے شدہ شیڈول کے مطابق ٹھیک دس بجے جماعت اہل سنت پاکستان کے صاحب عزم وبصیرت ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے کیمپ کی باضابطہ کاروائی کا آغاز کرتے ہوئے حافظ محمد اکبر کو تلاوت آیات کے لئے پکارا۔ حافظ محمد اکبر کی دلنشیں قرآت نے سامعین کے قلب ونظر معطر کر دیئے۔ سچے رب کی سچی کتاب کی تلاوت کے بعد جب سچے نبی ﷺ کی نعت پڑھی گئی تو پورے ماحول میں مدحتِ رسول ﷺ کے چراغ جل اٹھے، بعدازاں حاضرین نے کھڑے ہو کر جماعت کا ترانہ پڑھا۔ وہ منظر بہت روح پرور اور جذبوں کو نئی حرارت بخشنے والا تھا جب ملک کے طول وعرض سے آئے ہوئے جماعت کے قائدین بیک زباں پکار و یا رسول اللہ ﷺ یا حبیب اللہ کا ورد کر رہے تھے اور ''نبی ﷺ کا جھنڈا لے کر نکلو، دنیا پر چھا جاؤ، کا انقلابی پیغام فضاؤں میں بکھر رہا تھا۔ ترانہ کے بعد کیمپ کے میزبان سید ریاض حسین شاہ نے اپنی ابتدائی گفتگو میں فرمایا: ''یہ حقیقت ہے کہ جماعت اہل سنت کو سب سے زیادہ علم، تقویٰ اور دانش رکھنے والے اہل فکر ونظر عہدیداران میسر ہیں لیکن پھر بھی ہمیں اپنی زندگیوں میں تجسس کی انگیٹھی گرم رکھنے کی ضرورت ہے کیوں کہ جانِ کائنات ﷺ نے بھی فرمایا ''رب زدنی علما'' اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قائدین کے اس اپنی نوعیت کے منفرد تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا ہے''۔
شاہ جی نے فرمایا: ''ہمیں تربیت کے لئے قرآن کی طرف بڑھنا چاہئے، انہوں نے روحوں کو دھونے اور نفس کی آلودگی کو دور کرنے کے لئے قرآن مجید سے اکتساب نور کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے بتایا کہ اس نشست کے آغاز میں ہم قرآن کی آیات سے استفادہ کرتے ہوئے تحریکی وتنظیمی نقطہ نظر سے کچھ ضروری باتیں کریں گے اور اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ حافظ محمد اکبر منتخب آیات کی تلاوت فرمائیں گے اور میں ان آیات میں پوشیدہ تنظیمی سبق آپ کے سامنے پیش کروں گا''۔

قارئین! شاہ جی نے اس نشست میں تلاوت کی گئی آیات میں موجود تنظیمی اسباق بیان کرتے ہوئے فرمایا ''جس شخص کی زندگی میں بندگی کا نور نہیں، وہ کسی بھی کاروان انسانیت کی قیادت کے قابل نہیں ہوتا، اللہ کریم کے انعام یافتہ لوگوں سے تعلق مضبوط بنائیں، گمراہوں سے بیزاری کا اظہار کریں، اپنی ذات کو آدمیت کے لئے منفعت بخش بنائیں، اپنی شخصیت میں قیادت کا نور پیدا کرنے کے لئے اسوہ حسنہ کی مشعل سے روشنی حاصل کریں، جان کائنات ﷺ سے اپنا رشتہ وفا مضبوط کریں کیونکہ ساری

رسوائیاں جناب رسالت مآب ﷺ سے دور رہنے میں ہیں، قیادت کے اہل وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے ولی اللہ کی یاد سے سرشار رہتے ہیں، اس لئے اللہ کی یاد کو منشور حیات بنائیں، شیطان سے تعلق ختم کریں تا کہ رحمٰن سے رابطہ مضبوط ہو، اپنی خلوتوں کو خوبصورت اور پا کیزہ بنائیں کیونکہ جو اپنی خلوت خراب کر لیتے ہیں ان کی جلوت میں بھی کوئی کشش نہیں رہتی۔ اپنے دلوں کو کردار کی آلودگیوں سے پاک کریں کیونکہ جو دل پاک صاف نہ ہو وہ اللہ کے نور کو اٹھانے کا متحمل نہیں ہوسکتا، پیارے رسول اللہ ﷺ کے مقام کے تحفظ اور ان کے نظام کے غلبہ کے لئے محنت کو اپنی زندگی کا مقصد بنانے والوں کو قرآن اطمینان دلاتا ہے کہ تمہارا منشور کبھی پست نہیں ہوگا اور پاک نبی ﷺ کی پاکیزہ جماعت کا جھنڈا اٹھانے والے کبھی کسی میدان میں رسوانہیں ہوں گے، جہاد کرو مال کے ساتھ، جان کے ساتھ، اُجالوں کا اہتمام کرو کیونکہ اندھیرے بہت ہیں اور تاریکیاں بڑھتی جارہی ہیں"۔

سنہری دھوپ میں کھلے ہوئے گلاب کی برح دمکتے ہوئے سید ریاض حسین شاہ کے پھولوں جیسے نرم الفاظ ماہرین کے دلوں، دماغوں اور روحوں میں اتر رہے تھے۔ شاہ جی نے فرمایا "خدا پرستی کا نور اپنے دلوں میں اتارلیں، نیکی اور تقویٰ کے نظام کو قوت دیں۔ اپنی نجی مجالس کو پاکیزہ اور سنجیدہ بنائیں، کبھی کسی کو عزت دینے میں بخل نہ برتیں، کارکنوں کو عزت دیں، اس طرح وہ بڑوں کی بھی عزت کرنے لگ جائیں گے۔ لوگوں سے حسن اخلاق اور کشادہ دلی سے پیش آئیں تا کہ لوگ آپ کی صحبت میں بیٹھنا سعادت سمجھیں۔ عجز وانکسار کا جوہر اپنے اندر پیدا کریں۔ سراپا نیاز مندی بن جائیں، کارکنوں اور دوستوں کو یہ تاثر نہ دیں کہ آپ بڑے ہیں کیونکہ خوشبو اپنا تعارف خود ہوتی ہے اور خوبیاں خود بولتی ہیں، اپنی تنہائیوں کو اللہ کی یاد سے آباد کریں اور ہر روز شب کے سناٹے میں اللہ کے حضور گڑگڑائیں اور اللہ سے مناجات کریں، توانائی مانگیں، قوت مانگیں، یاد رکھیں جورات کو اللہ کے حضور اپنا سر جھکا کر روتا ہے اللہ اس کو بہت عزت دیتا ہے۔ اپنے ہر عمل میں آخرت کا جذبہ غالب کریں، جماعتی ماحول میں ڈسپلن پیدا کریں کیونکہ نظم وضبط جماعتوں کی تعمیر میں خشت اول ہوتی ہے"۔

قیادت وامامت کے حوالے سے استماع آیات کی اس تربیتی گفتگو کے بعد احیاء العلوم کا ترجمہ کرنے والے معروف صاحب قلم، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے بہت ہی قابل استاد اور تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے ناظم دفتر مولانا محمد صدیق ہزاروی کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ زندگی بنانے

اور سنوارنے والی تحریروں کے خالق علامہ صدیق ہزاروی نے ''روحانی انقلاب کے مصطفوی وسائل'' کے موضوع پر درد اور فکر میں ڈوبی بہت متاثر کن گفتگو کی۔ ہزاروی صاحب کے لیکچر کے بعد اسلامی وحدت کے خواب کی تعبیر میں سرگرداں بیدار مغز، بیدار دل اور بیدار بخت جنرل ریٹائرڈ حمید گل کو دعوت خطاب دی گئی۔قرون اولیٰ کے مجاہدین جیسے گرجتے عزائم رکھنے والے اٹل جذبوں کے حامل جنرل نے اپنے لیکچر میں کہا کہ نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کی شق شامل کئے بغیر جنرل پرویز مشرف کا سات نکاتی ایجنڈہ ادھورا اور نامکمل ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نے ملک تو حاصل کر لیا تھا لیکن آزادی حاصل نہیں کر سکے کیونکہ آزادی کا سورج اس روز طلوع ہوگا جب وطن عزیز اسلامی نظام کا گہوارہ بن جائے گا''۔ اسلام کا سب سے بڑے دشمن امریکہ کی آنکھ میں کانٹا بن کر چبھنے والے بنیاد پرست جرنیل نے کہا کہ ''امریکہ جو کام نواز شریف سے کروانا چاہتا تھا، اب جنرل پرویز مشرف سے کروانے کے لئے سازشیں کر رہا ہے اسی لئے امریکہ نے اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے فوجی حکومت کو قبول کیا ہے۔ جنرل حمید گل نے کہا کہ پوری قوم نے فوج کا 12۔اکتوبر کا غیر آئینی اقدام محض اس لئے قبول کیا ہے کہ وہ قوم کو کافرانہ اور استحصالی نظام سے نجات دلا کر پاک دھرتی پر نبی رحمت کا انسانیت نواز نظام سے نجات دلا کر پاک دھرتی پر نبی رحمت کا انسانیت نواز نظام نافذ کر دے گی''۔آئی ایس آئی کے سابق سربراہ نے بتایا کہ ''امریکہ فوج اور اسلام پسندوں کو آپس میں لڑا کر پاکستان کی اسلامی فوج کو ترکی والی فوج بنانے پر تلا ہوا ہے۔تیز آبشار کی طرح گفتگو کرتے ہوئے جنرل حمید گل کے منہ سے انقلابی آواز کا جھرنا پھوٹ رہا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ ''سیاست کاروں اور حکمرانوں نے میرے ملک کو پچھلے پچاس سالوں سے ہائی جیک کر رکھا ہے اور یہاں اللہ کی حاکمیت کے بجائے بندوں کی حاکمیت قائم کر رکھی ہے جبکہ آئین کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اللہ ہمارا حاکم اعلیٰ ہوگا''۔ دنیا بھر میں استعمار کے خلاف سرگرم عمل جہادی تحریکوں کے پاکستان میں سب سے بڑے ترجمان جنرل حمید گل نے مزید کہا ''امریکہ ہم سے سی ٹی بی ٹی پر دستخط کروا کر ہماری ایٹمی صلاحیت کو غیر موثر بنانا چاہتا ہے،قوم کو جہاد اور اتحاد کا راستہ اختیار کرتے ہوئے اس سازش کا راستہ روکنا ہوگا۔

صاحب ہنر، جنرل حمید گل کے خطاب کے بعد انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے استاد، عصر رواں میں اردو زباں کے مایہ ناز لکھاری، لاثانی اور منفرد خطیب، صاحبزادہ ڈاکٹر سید ساجد الرحمٰن

نے دل موہ لینے والے شبنمی لہجے میں دلکشا گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایک سچے عاشق رسول ﷺ کے آئیڈیل صرف اور صرف سرور کائنات محمد عربی ﷺ ہی ہو سکتے ہیں، ہمیں دین و دنیا کی کامیابیوں کے لئے مکین گنبد خضریٰ کی دہلیز سے ٹوتے ہوئے رشتے کو پھر سے استوار کرنا ہوگا''۔ راست فکر اور روشن خیال سکالر ڈاکٹر ساجد الرحمٰن بہتے ہوئے پانیوں کی طرح بول رہے تھے یوں لگتا تھا جیسے پوری محفل ان کی خوبصورت باتوں میں ڈوب گئی ہے انہوں نے علماء دین سے کہا کہ ''معاشرے میں اپنا وقار قائم رکھنے کے لئے اپنی عزت نفس اور خودداری کی حفاظت کریں، دنیاداروں کی خوشامد کے مکروہ فعل سے خود کو محفوظ رکھیں اور تذلل و تکبر کے درمیان راہ اعتدال اختیار کریں انہوں نے قائدین جماعت پر زور دیا کہ اپنی دعوت کو موثر بنانے اور لوگوں کو اپنے قریب لانے کے لئے اپنی شخصیتوں کو پرکشش، شگفتہ اور خوشبودار بنا کر اپنے رویوں میں خوئے دلنوازی پیدا کریں، ڈاکٹر ساجد الرحمٰن کی بامعنی گفتگو کے بعد نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ کیا گیا اور پھر غلامان رسول ہاشمی ﷺ نے اپنی جبینیں بارگاہ خداوندی میں جھکا دیں۔

بعد نماز ظہر منعقدہ فکری نشست کے آغاز میں تلاوت کی گئی آیات قرآنی میں موجود تنظیمی اسباق بیان کرتے ہوئے سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ تنظیمی اجلاسوں کے دوران گفتگو کرتے ہوئے شائستگی اور آہستگی دراصل آپ کے بڑا آدمی ہونے کی دلیل ہوگی۔ اجلاسوں میں ایسا رویہ اختیار نہ کیا جائے جو پہلوان اکھاڑے میں کرتے ہیں۔ شاہ جی نے اطاعت امیر کی اہمیت کے حوالے سے فرمایا کہ اطاعت امیر فرض کی طرح اہم اور واجب کی طرح ضروری ہے کیونکہ وہ جماعت بہت مضبوط ہوا کرتی ہے جس میں اطاعت امیر کا تصور مضبوط ہوتا ہے۔

بعد ازاں محترم ناظم اعلیٰ نے اپنے تفصیلی لیکچر میں کہا کہ جماعت کا کام کرنے کے لئے اپنے اندر ایک جنون اور تڑپ پیدا کریں، ہر سطح کے تمام عہدیداران تقسیم کار کے نظام کے تحت اپنا اپنا کام کرنے کی عادت اپنائیں اور یاد رکھیں عبادت کی قضاء ہے لیکن خدمت کی قضاء نہیں ہے۔ شاہ جی نے عہدیداروں پر زور دیا کہ وہ جماعتی اور تنظیمی خامیاں دور کرنے کی کوشش فرمائیں اور اپنی نجی محفلوں کو خوبصورت بنائیں، لطیفہ بازیوں اور فضول گپ بازیوں سے اجتناب کریں کیونکہ بہت سی ایجنسیاں اور اپنے بیگانے ہمیں ہر وقت watch کر رہے ہوتے ہیں، اس لئے ہم سب کو یہ احساس اپنے دل میں ہر وقت زندہ رکھنا چاہئے کہ ہماری جماعت کا وقار ہم سے وابستہ ہے اس لئے ہم کوئی ایسا عمل، کوئی ایسی بات اور کوئی ایسی

حرکت ہرگز نہ کریں جس سے لوگ جماعت پر حرف زنی کریں''۔

کراچی سے خیبر تک کروڑوں سینوں کے دلوں میں آباد سید ریاض حسین شاہ نے اپنے گلاب لہجے میں افکار عالیہ کی سوغات بانٹتے ہوئے مزید فرمایا کہ ''مایوس خیالات کا اظہار کرنا چھوڑ دیں، ہر ایک کو حوصلہ دیں کیونکہ ہم ایک ایسی جماعت کے عہدیدار ہیں جس میں مکمل اتحاد ہے جو بلاشبہ پاکستان کی سب سے بڑی مذہبی جماعت ہے اور اس کا وزن محسوس کیا جاتا ہے''۔ شاہ صاحب نے بتایا کہ ''سعودی عرب کے شاہ فہد نے جماعت اہل سنت کے خط کا جواب دیا ہے، بیلجیم اور ناروے کے حکمرانوں نے ہمارے خطوط کے جواب بھیجے ہیں''۔ شاہ صاحب نے اپنی فراست میں بھیگی گفتگو میں مزید کہا کہ ''معاشرے کے نیک نام افراد کو جماعت میں لانے کوشش کریں کیونکہ ہمیں ایسے افراد کی ضرورت ہے جن کے وجود میں پیغام ہوتا ہے اس لئے مشائخ عظام اور علمائے کرام کے ساتھ ساتھ وکلاء، ڈاکٹرز، اساتذہ، تاجروں، صحافیوں، کسانوں، مزدوروں، سب کو جماعت میں لائیں، مشائخ کے آستانوں پر حاضری کو معمول بنائیں'' سید ریاض حسین شاہ کی گفتگو نے سامعین کو ولولہ تازہ دیا۔

نماز عصر، نماز مغرب، آرام، طعام اور نماز عشاء کے طویل وقفے کے بعد منعقدہ نشست میں تلاوت ونعت کے بعد یکم اپریل 2002ء کو مدینۃ الاولیاء ملتان شریف میں ہونے والی مجوزہ انٹرنیشنل سنی کانفرنس کے موضوع پر کھلی مشاورت کا اہتمام ہوا، جس میں تمام حاضرین نے حصہ لیا اور اپنی تجاویز پیش کیں، بعدازاں جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم تعلیم وتربیت اور ہر وقت کام سے جڑے رہنے والے محنتی، لائق، مستعد، زیرک، مخلص، اور عالی حوصلہ حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے ''جماعتی نظم اور آداب گفتگو' سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں'' کے موضوع پر دل ودماغ کو اجالنے والا فکری لیکچر دیا جس میں فکر وعمل کے بہت سارے گوشوں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ رات کے سناٹے میں منعقد ہونے والی اس نشست کے آخر میں جماعتِ اہل سنت پاکستان کے مرکزی سینئر نائب امیر اور راولپنڈی کی قدیم، تاریخی دینی درسگاہ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کے مہتمم محترم علامہ سید حسین الدین شاہ نے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ اسلام خیر کی جن بنیادوں پر فرد کے کردار کی تشکیل اور اس کی شخصیت کی تعمیر کے لئے جس مصطفائی معاشرے کا قیام چاہتا ہے وہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک فرد کا ظاہر ہی نہیں باطن بھی تقویٰ، پرہیزگاری اور طہارت کی سرمدی روشنیوں سے تحریر نہ ہو''۔ بڑھاپے میں بھی جوانوں کی طرح

فعال ومتحرک سید حسین الدین شاہ نے مزید کہا کہ ’’اپنے خالق ومالک سے تعلق بندگی استوار کریں، رت جگوں میں محبوب حقیقی سے لو لگائیں اور اپنے شب وروز کو نیکی اور پاکیزگی کے پانیوں سے دھو کر اپنے ہر عمل کو آئینے کی طرح شفاف بنالیں‘‘۔

رات بھیگ رہی تھی اور نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو علامہ سید حسین الدین شاہ فرما رہے تھے، آج بھی گلیاں، کوچے اور بازار یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں سے بھرے ہوئے ہیں ہمیں عوام سے رابطہ بحال کر کے متحد ومنظم ہو کر اپنی عظمت رفتہ کی بحالی کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانا ہوگا تاکہ تابناک مستقبل کے دروازے کھل جائیں‘‘۔ چہرے پر چاندی کے خوبصورت تاروں کی طرح سفید داڑھی سجائے شاہ صاحب نے عہدیداران سے کہا کہ ’’خود احتسابی کی عادت ڈالیں، درود شریف کثرت سے پڑھیں اور معاشرتی برائیوں کی روک تھام کے لئے جماعتی سطح پر جدوجہد کریں‘‘ اہل سنت کی قیمتی متاع حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ کی دلوں کے اندھیرے دور کرنے والی بصیرت افروز تقریر کے ساتھ ہی صلوٰۃ وسلام پڑھ کر تربیتی کیمپ کے پہلے دن کی کاروائی ختم کر دی گئی۔

کیمپ کے دوسرے روز نماز فجر، درس قرآن اور ناشتے سے فارغ ہو کر تمام مندوبین نے اپنے قائد سید ریاض حسین شاہ کے ہمراہ جنوبی ایشیاء کی ممتاز ترین روحانی درگاہ گولڑہ شریف حاضری دی اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے تاریخی خدمات سرانجام دینے والے عظیم صوفی بزرگ حضرت پیر سید مہر علی شاہ کے مزار پرانوار پر خصوصی دعائیں مانگیں۔ اس موقع پر مزار سے ملحقہ خوبصورت مسجد میں تربیتی نشست بھی منعقد کی گئی مسجد کے محراب میں کھڑے ہو کر گفتگو کرتے ہوئے سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ ’’علم وعرفان کی اس عظیم مرکز پر کچھ وقت گزارنے کا مقصد برکات کا حصول ہے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت علی ؓ کا قول ہے ’’وہ شخص اپنا ذہنی سکون کھو دیتا ہے، جو اس سوچ میں مبتلا رہتا ہے کہ لوگ اس کے بارے میں کیا سوچتے ہیں‘‘۔ شاہ جی نے کہا کہ اپنی جماعت کو اہمیت کم دینا اور دوسروں کی تعریفیں کرنے کا رویہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ جو کام جماعت کر رہی ہے وہ کوئی اور نہیں کر رہا لہذا کسی دوسری تنظیم سے مرعوب ہونے کی بجائے اپنے کام کو مضبوط کریں اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے ذہن سازی کا کام جاری رکھیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ راشد حضرت علی شیر خدا ؓ ہی کا قول ہے کہ ’’جو زیادہ چالاک بننے کی کوشش کرتا ہے، وہ بڑا بے وقوف ہوتا ہے‘‘۔ اس لئے ہمیں ضرورت سے زیادہ چالاک

بننے، اپنی کارکردگی بڑھا چڑھا کر بیان کرنے اور محض کاروائی ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ زیادہ چالاکی ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کرتی ہے''۔ روحانی آسودگی اور عقیدت سے رچے بسے اس گداز ماحول میں گفتگو کرتے ہوئے سید زادے نے صبح کی سیر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ بخاری شریف کی حدیث کے مطابق صبح اور شام کی سیر کو ثقلین کی عبادت سے افضل قرار دیا گیا ہے اس لئے ہمیں سیر کو معمول بنانا چاہئے کیونکہ اس سے وسعت نظر پیدا ہوگی اور دل ودماغ میں تازگی جاگ اٹھے گی۔ سر پر سیاہ عمامہ سجائے شاہ جی نے بتایا کہ میں خود پانچ چھ روز بعد کچھ دیر کے لئے پہاڑوں یا جنگلوں میں ضرور جاتا ہوں، تاجدارِ گولڑہ کے روضہ سے پھوٹتی روشنیوں سے نہائے ہوئے جگمگ کرتے ماحول میں قائد محترم نے عہدیداران کو تلقین کی کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں مزارات پر اجتماعی حاضری کو اپنی تنظیمی سرگرمیوں کا حصہ بنائیں اور اپنے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں کے سکولوں سے رابطہ کر کے وہاں چھوٹے چھوٹے اصلاحی پروگرام منعقد کریں اس طرح ہم نئی نسل کے ذہنوں میں اپنے نظریے کے بیج بونے میں کامیاب ہوں گے۔ سید کی پھول پھول باتیں بہار کے نرم روجھونکے کی طرح سلگتے ذہنوں اور بے کل دلوں کو سکون آشنا کر رہی تھیں آپ نے فرمایا ''کسی کے عیب بیان کر کے نہیں، بلکہ اس کی خوبیاں بیان کر کے اسے اپنے قریب لائیں اور اس سے دین کا کام لیں''۔ شاہ جی نے عہدیداران کو ہدایت کی کہ وہ ''تنظیمی اجلاسوں میں سرسری اور انتظامی موضوعات پر زیادہ لمبی باتیں نہ کیا کریں''۔

گولڑہ شریف میں مختصر قیام کے بعد جماعت اہل سنت کے ملک بھر سے آئے عہدیداران کی اگلی منزل دربار ی بری امام تھی۔ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف سے بری امام جاتے ہوئے شہر اقتدار اسلام آباد کا چہرہ صبح کی اُجلی دھوپ میں خاصا روشن روشن دکھائی دے رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ '' کاش اس شہر میں اقتدار کے تخت پر بیٹھنے والے سلطان بھی اس صاف ستھرے خوبصورت شہر کی طرح اجلی سوچ کے حامل ہوتے تو شاید آج ہمارا دیس نحوستوں کی زد میں نہ ہوتا''۔

دربار حضرت بری امام کے احاطے میں حافظ محمد اکبر کی تلاوت اور محترم محمد یعقوب قادری ایڈووکیٹ کی نعت سے شروع ہونے والی نشست میں سید ریاض حسین شاہ نے اپنی پیاری پیاری گفتگو کے آغاز میں انکشاف کیا کہ ''صدر ایوب سے کسی نے پوچھا کہ آپ یہاں پہاڑیوں کے دامن میں دارالحکومت کیوں بنا رہے ہیں تو ایوب خان نے جواب دیا ''میں پاکستان کے اس دارالحکومت کو ایک

طرف بری امام اور دوسری طرف پیر سید مہر علی شاہ کی پناہ میں دینا چاہتا ہوں''۔شاہ جی نے کہا کہ جماعت اہل سنت اس لحاظ سے بہت ہی اہم جماعت ہے کہ اس میں زیادہ تر پختہ عمر کے میچور (Mature) لوگ شامل ہیں اس طرح ہماری جماعت کا ایوان بہت مدبر ایوان ہے۔اس نعمت سے فائدہ اٹھائیں اور بزرگوں کے تجربات سے سیکھنے کی کوشش کریں۔شاہ جی نے اعراس پر سٹال لگانے کی تلقین کی اور دیہاتوں کو خصوصی ٹارگٹ بنا کر کام کرنے پر زور دیا۔

حضرت بری امام سرکار کے آستانے پر حاضری کے بعد قافلہ ایک بجے دوپہر واپس ادارہ تعلیمات اسلامیہ پہنچا اور پھر بغیر کسی تاخیر کے کیمپ کی اختتامی نشست کا آغاز ہوا جس میں مرکزی امیر معظم کی آمد کے سب شدت سے منتظر تھے۔اس نشست میں مولانا ابرار احمد رحمانی نے صوبہ سندھ، نوجوان سکالر علامہ محمد اشرف آصف جلالی نے صوبہ پنجاب، مولانا رشید الرحمٰن نے صوبہ سرحد اور صوفی نذیر احمد نے بلوچستان کی تنظیمی رپورٹ پیش کی جبکہ جماعت اہل سنت ضلع ملتان کے امیر، مقبول، محبوب اور معروف خطیب حضرت علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی نے ملتان میں جاری سنی کانفرنس کی تیاریوں کے حوالے سے اظہار خیال کیا۔

قارئین!

دو روز سے جاری کیمپ کے اختتامی مرحلے میں ان عہد ساز لمحوں اور یادگار ساعتوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکوں گا جب جماعت اہل سنت پاکستان کے امیر محترم کے ''صدارتی خطاب'' سے پہلے تمام شرکاء کھڑے ہو کر ترانہ جماعت پڑھ رہے تھے، یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی سربراہ مملکت کا خطاب ہونے والا ہے۔کراچی کے ساحلوں سے خیبر کی سنگلاخ چٹانوں اور پنجاب کے میدانوں سے بلوچستان کے ریگزاروں تک پھیلے ہوئے نو کروڑ غیرت مند سینوں کے غیر متنازعہ اور متفقہ قائد، جگر گوشۂ غزالی زماں، امیر اہل سنت حضرت صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے تکبیر اور رسالت کے نعروں کی چھاؤں میں اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں گفتگو شروع کی آپ نے فرمایا:

''اللہ کی رحمت اور حضور ﷺ کے توسل پر بھروسہ کر کے تاجدار کائنات کی رحمت کا دامن ہاتھ میں تھام کر صحابہ کرام، اہل بیت اور آلِ رسول کے کردار کو نمونہ بنا کر اور اولیاء کی زندگیوں کی مشعلوں سے روشنی لے کر آگے بڑھو۔۔۔آگے بڑھو۔۔۔۔خدا کے توکل پر بڑھو۔۔۔۔عشق الٰہی کے چراغ اپنے

سینوں میں جلالو اور حضور ﷺ کی غلامی کا پٹکا اپنی گردنوں میں ڈال لو، تمہارے مصلّے راتوں کو آباد رہیں، تقویٰ پیدا کرو اور باطل کی ہر قوت سے ٹکرا جانے کی ہمت اور حوصلہ پیدا کرو"۔

صداقت، استقامت اور شجاعت کے پیکر سید مظہر سعید کاظمی نے قلندرانہ ادا سے کہا کہ پاکستان میں برسر اقتدار آنے والے ہر حکمران نے ہمارے حقوق پامال کئے ہیں حالانکہ ہم اکثریت میں ہیں اور پاکستان بنانے والے ہیں آپ نے کہا کہ ہم خانقاہی مزاج رکھنے والے، مفادات سے بے نیاز، درویش لوگ ہیں اس لئے ہمیشہ اقتدار اور اقتدار والوں سے دور رہے جبکہ ہمارے مخالفین ہر دور اور ہر عہد میں صاحبان اقتدار کی قربت کے لئے کوشاں رہے ہمیں اب اپنی اکثریت کالوہا منوانا ہوگا اور پاک سرزمین پر سر اٹھا کر زندہ رہنے کے لئے جانگسل تگ وتاز کا راستہ اختیار کرتے ہوئے قربانیاں دینے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔ اسی مقصد کے لئے سنی کانفرنس منعقد کی جارہی ہے، سب عہدیداران کا فرض منصبی ہے کہ وہ اپنی تابندہ تاریخ دہرانے کے لئے شب وروز دیوانہ وار جدوجہد کریں، اجتماعیت کا احساس اُجاگر کریں اور اہل سنت کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے والے شرپسند، لالچی اور مفاد پرست عناصر کی حوصلہ شکنی کریں، رکنیت سازی کا کام تسلسل سے جاری رکھا جائے اور وطن عزیز کی ہر گلی، ہر محلے، ہر دیہات م ہر قصبے، ہر شہر میں جماعت کے یونٹوں کے جال بچھا دیا جائے دینی اجتماعات کو بامقصد اور جمعہ کے خطابات کو موثر بنائیں"۔ امیر محترم کے الفاظ اندھیری رات میں چمکتے جگنوؤں کی طرح ضوفشاں تھے جن کی روشنی دلوں میں اترتی جارہی تھی۔ آپ نے اہل سنت کے خلاف بدمذہبوں کی سازشوں اور تیاریوں کا ذکر کرتے ہوئے منظم باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے منظم ہونے کی ضرورت پر زور دیا آپ نے کہا کہ "مایوسیوں کے اس دور میں کروڑوں اہل سنت کی امیدوں کا مرکز صرف اور صرف جماعت اہل سنت ہے، ہمیں لوگوں کی توقعات پوری کرنے کے لئے محنت، محنت اور سخت محنت کی راہ اپنانا ہوگی کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہماری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں"۔ قائد جماعت کی جوش وجذبے سے لبریز تقریر میں جرأت، انفرادیت، اپنائیت اور فکر وعمل کے کئی راز پوشیدہ تھے۔ آپ کے راہ ساز خطاب کے ساتھ ہی دوروزہ سے جاری تربیتی کیمپ اختتام کو پہنچا۔

علامہ سید ریاض حسین شاہ
کا داتا دربار پر بڑے اجتماع سے خطاب

ماہنامہ سنی ٹائمز دسمبر 2000

شہر لاہور میں سید ہجویر کے سبز روضے سے انوار الٰہی کی پھوٹتی ،بکھرتی اور نکھرتی روشنیوں سے جگمگاتی جامع مسجد داتا دربار کے پرشکوہ ہال میں ہزاروں عاشقان رسول کا پر جوش اجتماع، ایمان افروز نعروں کی گونج، روح پرور جذبوں کا والہانہ اظہار، نعت نبی کی دلنواز صدائیں، جذب و مستی کا عالم، سرشار کردینے والی کیفیتوں میں ڈوبا یہ منظر،۲۲ نومبر ۲۰۰۰ کی شب چشم فلک نے اس وقت دیکھا۔ جب جماعت اہل سنت پاکستان کے قائدین اور کارکنان نے (لاہور کے پہلو میں شاہدرہ کے قریب جی ٹی روڈ پر ۱۲۔ ایکڑ قطعہ اراضی میں) اپنا عظیم مرکز تعمیر کرنے کی مہم کا آغاز کرنے کے لئے داتا سرکار کی چوکھٹ پر حاضری دی اور جامع مسجد داتا دربار میں محفل میلاد منعقد کی۔اس خصوصی محفل میں ملک بھر سے جماعت اہل سنت کے عہدیداران شریک ہوئے۔اس موقع پر اہل سنت کے گمشدہ افتخار کی بازیابی کے لئے دن رات محنت کرنے والے تخلیقی دل ودماغ کے مالک علامہ سید ریاض حسین شاہ نے ہزاروں عاشقان رسول کے ولولہ انگیز اجتماع سے پرعزم لہجے میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جماعت اہل سنت نے سنی سیکرٹریٹ کی تعمیر کے لئے ۱۲۔ ایکڑ اراضی خرید کر سنی کانفرنس کے موقع پر قوم سے کیا ہوا وعدہ پورا کردیا ہے۔شاہ جی نے بتایا کہ سنی سیکرٹریٹ محض چند دفاتر اور رہائش گاہوں کا نام نہیں بلکہ یہ دنیا بھر کے یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں کا ایسا عالمی انقلابی مرکز ہوگا جسے انقلاب کا مورچہ بنا کر بدعقیدہ اور لادین طاقتوں کی سرکوبی کے لئے جدوجہد کریں گے“۔سیدزادے کی تقریر کا ہر ہر لفظ ارادوں اور آرزوؤں میں بھیگا ہوا تھا۔سید صاحب کے الفاظ سامعین کے دلوں میں ولولۂ تازہ پیدا کررہے تھے۔انہوں نے کہا کہ ”سنی سیکرٹریٹ اہل سنت کے دیرینہ خوابوں کی تعمیر کا نام ہے۔سنی سیکرٹریٹ ایک تحریک،ایک جذبے اور ایک نئی صبح کا نام ہے۔اس سیکرٹریٹ کے ذریعے اہل سنت کو دنیا بھر میں جدید سائنسی بنیادوں پر منظم کیا جائے گا“۔بہاروں جیسے سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ ”ہم گلی گلی کوچے کوچے، نگرنگر، ڈگر ڈگر جائیں گے۔بھیک مانگیں گے اور اہل سنت کا عظیم مرکز بنا کردم لیں گے۔ہم بجھے ہوئے چراغوں میں خون کا

تیل ڈال کر یارسول اللہ ﷺ کی روشنی پھیلائیں گے''۔

سنی انقلاب کا خواب دیکھنے والوں کی آنکھ کا تارا بن جانے والے سید ریاض حسین شاہ نے بتایا کہ جماعت اہل سنت سنی سیکرٹریٹ کے ذریعے ملک بھر میں ''سنی شماری'' کرے گی تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ کسی علاقے میں سنی زیادہ اور کس جگہ کم ہیں۔ اسی طرح اہل سنت کی تمام جامع مسجد کی مرکز میں رجسٹریشن کی جائے۔ خواتین کا شعبہ فعال کیا جائے گا۔ سنی طلبہ کو صحافت کی ٹریننگ دی جائے گی۔ سنی مبلغین کو دنیا کی مختلف زبانیں سکھانے کا اہتمام کیا جائے گا۔ سنی جہادی تنظیموں میں ورکنگ ریلیشن شپ قائم کی جائے گی۔ سنی مساجد اور مدارس کے تحفظ کے لئے ریٹائرڈ سنی فوجیوں پر مشتمل خصوصی فورس قائم کی جائے گی۔ دنیا بھر میں اپنا پیغام پھیلانے کے لئے انفارمیشن ٹیکنالوجی سے مدد لے کر سنی سیکرٹریٹ کو عصری تقاضوں کے مطابق جدید بنیادوں پر استوار کیا جائے گا''۔

تابناک زندگی گزارنے والے سید ریاض حسین شاہ ساحرانہ خطابت کی جوت جگا رہے تھے۔ شاہ صاحب کی امید بھری باتیں سن کر محفل میں شریک ہر شخص اس احساس سے سرشار دکھائی دے رہا تھا کہ اب اہل سنت کی قسمت کا ستارہ ضرور جگمگائے گا۔ راسخ العلم شاہ جی نے اپنی گفتگو کے آخر میں جب حاضرین کو سنی سیکرٹریٹ کے لئے مالی تعاون کی ترغیب دلائی تو داتا دربار کی مسجد میں موجود ہزاروں افراد نے سید زادے پر نوٹوں کی بارش کر دی۔ یہ ایک حیرت انگیز منظر تھا۔ مخلوق خدا سے لبالب اور کھچا کھچ بھری ہوئی مسجد کے ہر کونے اور ہر گوشے سے ایک سو، پانچ سو اور ہزار روپے والے نوٹوں کا مینہ برس رہا تھا حتی کہ کئی لوگوں نے اپنے بازوؤں سے گھڑیاں اتار کر اپنے قائدین کے قدموں میں ڈھیر کر دیں۔

ولولے اپنے عروج پر تھے۔ چہار اطراف بس ایک ہی صدا خوشبو بن کر بکھر رہی تھی۔ یارسول اللہ، یارسول اللہ، یارسول اللہ، یارسول اللہ، جذبات کا وفور آنسو بن کر آنکھوں میں جھلکنے کے لئے بے تاب تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک لاکھ روپیہ جمع ہو گیا۔ ایثار اور قربانی کے ان لازوال جذبوں کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ:

دھوپ میں جو سر پھرے نکلے ہیں سایہ چھوڑ کر
گھپ اندھیرے کو بنائیں گے یہی اک دن سحر

آہ۔۔۔مولانا عبدالستار خان نیازی

چوہدری علامہ اصغر علی کوثر وڑائچ

لاھوریات روزنامہ نوائے وقت لاہور 22۔مئی 2001ء

تحریک پاکستان کے عظیم راہنما، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی جدائی کا قلق پاکستان کے عوام کے علاوہ ہر مکتبہ فکر کی جید شخصیات اور تمام ممالک کے علمائے کرام ومشائخ عظام نے دل کی اتھاہ گہرائیوں تک محسوس کیا ہے۔ مولانا رہنمایان ملت کی صف اول میں نہایت اہم مقام پر فائز تھے۔ ان کی ابدی جدائی سے یوں محسوس کیا جارہا ہے کہ جیسے پاکستان جمہوری جدوجہد کے ایک توانا دماغ سے محروم ہوگیا ہے۔اس حقیقت کا اعتراف 18۔مئی 2001 کو ہمدرد ہال لٹن روڈ لاہور میں منعقدہ جماعت اہل سنت لاہور کے ایک تعزیتی ریفرنس میں بھی نہایت جذباتی انداز میں کیا گیا۔مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی سرپرستی میں منعقد ہونے والے اس ریفرنس کی صدارت کا فرض پیر سید شمس الدین بخاری نے ادا کیا، جبکہ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے خصوصی خطاب کیا۔اس موقع پر ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، علامہ محمد مقصود احمد قادری، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، علامہ محمد صدیق ہزاروی، حافظ محمد عبدالستار سعیدی، مفتی محمد خان قادری، محمد عبدالتواب صدیقی، ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی، رضاء الدین صدیقی، صاحبزادہ فضل الرحمٰن اوکاڑوی، عبدالرزاق ساجد، مفتی محمد اقبال چشتی، سید محمد صفدر شاہ گیلانی، صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ، قاری محمد عارف سیالوی، مفتی محمد ضیاء الحسنین، مفتی محمد زبیر، قاری فقیر احمد چشتی، قاری محمد خاں قادری، قاری فقیر احمد چشتی، مولانا نور الٰہی اور قاری غلام رسول بھی موجود تھے۔ ہال مولانا عبدالستار خان نیازی کے عقیدت مندوں اور مداحوں سے بھرا ہوا تھا۔ بہت سے سامعین کرسیاں کم ہو جانے کے باعث کھڑے ہوکر بھی پوری کاروائی سماعت فرماتے رہے۔اس ریفرنس کے دوران درود وسلام کا ورد فیوض وبرکات کے نزول کا باعث رہا۔مقررین نے مولانا کی زندگی کے کئی روح پرور واقعات سنائے۔

سید ریاض حسین شاہ نے جماعت اہل سنت کے نظام تعلیم وتبلیغ کو منظم انداز میں فروغ پذیر کرنے کے لئے جی ٹی روڈ پر گوجرانوالہ کے قریب جب دیگر اصحاب استطاعت کے تعاون سے ایک قطعہ اراضی حاصل کیا تو مولانا عبدالستار خاں نیازی بہت خوش ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنا اثاثہ بھی

میانوالی میں اسلامک سنٹر قائم کرنے اور ایک نہایت خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ مقررین نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کی گلوکارہ نور جہاں کی عیادت تو کی مگر مولانا عبدالستار خاں نیازی کے جنازے پر کوئی سرکاری شخصیت موجود نہ تھی۔ حکومت کے اس طرز عمل کو نہایت شدت سے تنقید کا ہدف بنایا گیا۔ ٹیلی ویژن کی عدم توجہ اور تغافل کا تذکرہ بھی کیا گیا کہ تحریک پاکستان کے مجاہد کی وفات پر ایک چھوٹی سی خبر تو دی گئی مگر ان کی حقیقی خدمات کا آئینہ دار کوئی جامع پروگرام ٹیلی کاسٹ نہیں کیا گیا۔ علمائے کرام نے فرمایا کہ اگر فلم انڈسٹری کی کوئی اداکارہ یا کوئی موسیقار یا کوئی ہدایت کار انتقال کر جاتا تو یہی ٹیلی ویژن اشک بار ہو جاتا اور کئی پروگرام پیش کرتا۔ ایک مقرر نے بتایا کہ جو لوگ دور دراز سے مولانا عبدالستار خاں نیازی کے جنازے میں پہنچے وہ اس خوبصورت مسجد کو دیکھ کر حیران رہ گئے، جو اس مجاہد ملت نے اپنے زندگی بھر کے اثاثے اور مال و منال سے دستکش ہو کر تعمیر کی ہے۔ اب اس مرد قلندر کے دنیوی ہاتھ خالی تھے۔ وفات کے وقت چار عدد شلوار قمیض، تین عدد اچکن اور چار عدد کلاہ ان کی کل دنیوی کائنات تھے۔

سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ میں نے پہلی بار مولانا عبدالستار خاں نیازی کو مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اس وقت ان کے کلاہ کا طرہ پوری طرح فضا بوس تھا تو مجھے عجب لگا کہ نیازی صاحب یہاں بھی اپنا طرہ سجا کر گئے ہیں، بھلا اس طرے کے بغیر حاضر ہوتے لیکن جب وہ نماز کے دوران سر بسجود ہوئے اور ان کا روبہ فلک طرہ بھی زمین بوس ہوا تو رنگ احساس ہی بدل گیا۔ نماز کے بعد مولانا عبدالستار نیازی نے سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ جب وہ آگے بڑھ کر روضہ مبارک کی جالی کو بوسہ دینے کا قصد کر رہے تھے تو ایک شرتا (سعودی عرب کا سپاہی) اپنی باہیں پھیلا کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا تا کہ وہ جالی تک نہ پہنچ پائیں۔ دیکھنے والوں نے اس منظر کو حیرت سے دیکھا اور سوچا کہ نہ جانے مولانا عبدالستار خاں نیازی اب کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں مگر مولانا تو اطاعت حضرت محمد ﷺ کے جذبے سے سرشار تھے۔ انہیں روضہ اقدس کی جالی کو بوسہ دینے سے کون روک سکتا تھا، چنانچہ انہوں نے شرتے کو بازوؤں سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر ایک طرف رکھ دیا اور خود درود و سلام کا ورد کرتے ہوئے جالی کی طرف بڑھے اور شدت جذبات میں روضہ اقدس کو بوسہ دینے کا شرف و سعادت حاصل کی۔ اس وقت شرتا بھی درود و سلام کے ورد میں شامل ہو چکا تھا۔

سید ریاض حسین شاہ نے ایک اور واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ جب صدر غلام اسحٰق خاں نے پہلی بار میاں نواز شریف کو وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھانے کی دعوت دی تو مجھے بھی حلف برداری کی تقریب میں شمولیت کا موقع ملا۔ اس تقریب میں تینوں مسلح افواج کے سربراہوں سمیت دیگر سول اور فوجی حکام بھی موجود تھے۔ مہمانان گرامی اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہو چکے تھے کہ مولانا نیازی محفل میں وارد ہوئے تو ماحول کا رنگ ہی بدل گیا۔ نہایت پرشکوہ انداز میں خراماں خراماں وہ آگے بڑھے تو یوں لگا کہ جیسے رات کی تاریکی پر اجالا چھا رہا ہو۔ چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد، قندھاری انار کی طرح دمکتے ہوئے رخسار، ستواں ناک، کشادہ پیشانی، نورانی چہرہ صدر غلام اسحاق خاں نے آگے بڑھ کر مولانا عبدالستار خاں نیازی سے معانقہ کرنا چاہا تو مجاہد ملت نے صدر پاکستان کو اپنی بغل میں لے لیا۔ وہ ابھی جدا نہیں ہوئے کہ جنرل مرزا اسلم بیگ آگے بڑھے اور معانقہ کرنا چاہا تو مولانا نیازی نے ان کو دوسری بغل میں دبا لیا۔ اس طرح ان کی ایک بغل میں صدر پاکستان اور دوسری بغل میں کمانڈر انچیف تھے۔

تقریب حلف برداری کے بعد ضیافت کا آغاز ہوا۔ تو اس میں کھانے پینے کی دیگر اشیاء کے علاوہ قسم قسم کے آم بھی موجود تھے۔ افسران، وزراء اور سفراء ان کو تراش کر اور قاشیں بنا کر چمچ سے کھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ مولانا نیازی نے مجھے حکم دیا کہ ریاض شاہ مجھے بھی ایک آم پکڑا دو، چنانچہ جب میں نے ایک خوبصورت انور راٹھور ان کی خدمت میں پیش کیا تو مولانا اپنی اچکن، طرے اور ریش مبارک کی احتیاط کے علی الرغم اسے چوس کر لطف لینے لگے۔ دور سے جنرل مرزا اسلم بیگ نے دیکھا تو قریب آتے ہوئے بہ آواز بلند کہا کہ ”نیازی صاحب آپ نے تو اس پر تکلف ضیافت کو گھریلو دستر خوان کا بے تکلف ماحول عطا کر دیا ہے“۔ اس تبصرہ نے محفل کو کشت زعفران بنا دیا مگر اب ہر چیز قصہ پارینہ بن چکی ہے۔

یارسول اللہ ﷺ ریلی

قاضی مصطفی کمال

افق تا افق روزنامہ نوائے وقت لاہور 7۔اگست 2001ء

گذشتہ ہفتے جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام مزار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ''یارسول اللہ ﷺ'' ریلی نکالی گئی۔ ریلی کی قیادت علامہ سید ریاض حسین شاہ، صاحب زادہ سید مظہر سعید کاظمی، علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری ایسے اہل علم اور ٹھنڈے مزاج کے فہم وفراست رکھنے والے علماء کے علاوہ سرگرم اور جوشیلے مزاج والے علامہ عرفان مشہدی، پیر محمد افضل قادری، قاضی مظفر اقبال رضوی، پیر سید شمس الدین بخاری، صاحب زادہ فضل الرحمان اوکاڑوی، الحاج ابوداؤد محمد صادق، مفتی محمد اقبال چشتی، علامہ عبدالتواب صدیقی سمیت دیگر بیسیوں علماء کرام کر رہے تھے۔ جن کو اہل سنت کا سرمایہ اور نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ ریلی میں سرکار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دیوانے عام شہری اور دینی مدارس کے طلباء بھی شامل تھے۔ ریلی کا آغاز مزار داتا گنج بخش کے احاطے سے نہایت پرجوش انداز میں نعروں کی گونج سے ہوا۔ اس ریلی کا مقصد پولیس اور سرکاری اہل کاروں کی طرف سے مزار اور مسجد داتا گنج بخش کے سانحہ اور سنی تحریک کراچی کے عالم دین محمد سلیم قادری کے قاتلوں کی عدم گرفتاری پر احتجاج نوٹ کرانا تھا۔ حکومتی مشینری بالخصوص پنجاب کے گورنر محمد صفدر کی دور اندیشی اور معاملہ فہمی کے باعث ریلی کو چوک داتا دربار میں روکنے کی کوشش نہیں کی گئی، تاہم ریلی شروع ہونے سے قبل اعلیٰ ضلعی حکام ریلی کے قائدین سے مسلسل رابطے پر تھے اور ان سے اپیل کر رہے تھے کہ احتجاج کو جلسہ تک محدود رکھیں اور ریلی کا پروگرام منسوخ کر دیں۔ حکومت ان کے تمام مطالبات پورے کرنے پر غور کر رہی ہے، لیکن شرکائے ریلی کے جوش وخروش کو دیکھ کر قائدین ریلی منسوخ کرنے کا حوصلہ نہیں کر پا رہے تھے اور ریلی یارسول اللہ ﷺ کے فلک شگاف نعروں سے نماز عصر کے بعد چوک داتا دربار سے گول باغ کی طرف روانہ ہوگئی۔

قائدین اہل سنت کی زیر قیادت کئی ہزار افراد پر مشتمل ریلی دارالعلوم حزب الاحناف، کربلا گامے شاہ اور تھانہ لوئر مال کے سامنے سے گزرتے ہوئے گول باغ تک پہنچی۔ گول باغ سے آگے ضلعی

انتظامیہ اور پولیس نے ریلی کو روک لیا اور آگے سڑک کو مکمل طور پر بلاک کر دیا، جبکہ اس دوران ریلی کے عقب میں تھانہ لوئر مال اور کربلا گامے شاہ کے سامنے بھی پولیس کی بھاری نفری کھڑی کر دی گئی اور سڑک کو بلاک کر دیا گیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر نوجوان علماء اور ورکروں کے خون نے جوش مارا اور وہ فوراً پولیس کا گھیرا توڑنے پر آمادہ ہو گئے لیکن جماعت اہل سنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے صورت حال کی سنگینی کو فوراً بھانپ لیا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ اگر ریلی کے شرکاء میں سے کسی نے تصادم اور تشدد کی راہ اختیار کر لی تو پھر جماعت اہل سنت کے مشن اور مقصد کو نقصان پہنچے گا۔ وہ کوئی سیاسی مقصد حاصل کرنے تو نکلے نہیں تھے وہ تو مسجد کی بے حرمتی کے سانحہ کے ذمہ دار حکام کے خلاف اپنے جذبات کا بلند سطح پر اظہار کرنے اور کراچی کے سنی تحریک کے مولانا محمد سلیم قادری کے قاتلوں کی عدم گرفتاری کے خلاف بھرپور احتجاج کرنے آئے تھے۔ چنانچہ علامہ سید ریاض حسین نے تمام کارکنوں کو سختی سے روک دیا کہ وہ کسی بھی قسم کی اشتعال انگیز حرکت سے باز رہیں۔

یہاں ڈاکٹر سرفراز نعیمی، صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی، سید محمد عرفان مشہدی، عبدالرزاق ساجد اور دیگر علماء نے بھی خطاب کیا۔ مقررین نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ریلی کے شرکاء غیر معینہ مدت تک اس جگہ پر بیٹھے رہیں گے اور جب تک اعلیٰ حکام مذاکرات نہیں کرتے یا ریلی کو گورنر ہاؤس تک جانے نہیں دیا جاتا وہ سبھی یہیں بیٹھے رہیں گے۔

اس موقع پر علامہ سید ریاض حسین شاہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ یہ وطن ہمارا ہے۔ پاکستان ہمارے بزرگوں نے بنایا ہے، لیکن ہماری امن پسندی کو ہماری کمزوری نہ سمجھا جائے۔ ہماری کمزوری صرف یہ ہے کہ ہم اس ملک کا استحکام چاہتے ہیں۔ اس دوران ریلی کے شرکاء نے اسی مقام پر نماز مغرب ادا کی اور اپنے مطالبات کے حق میں نعرے بازی کی۔ ریلی کے ہزاروں شرکاء کے ارادوں اور عزائم کی رپورٹ اوپر پہنچانے والوں نے اپنا فرض ادا کیا تو گورنر پنجاب محمد صفدر نے اسلام آباد سے ریلی کے قائدین سے رابطہ کر کے ان سے اپیل کی کہ وہ حکومت کو 14 اگست تک مہلت دے دیں۔ اس کے بعد حکومت ان کی شکایات کا مداوا کر دے گی اور مطالبات پورے کر دیئے جائیں گے۔ اس موقع پر نوجوان اور گرم مزاج علماء اور کارکن زور دے رہے تھے کہ ریلی ہر صورت گورنر ہاؤس تک جانی چاہئے۔ لیکن علامہ سید ریاض حسین شاہ اور پروفیسر مظہر سعید کاظمی نے تدبر اور معاملہ فہمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے

تمام کارکنوں کو پر امن رہتے ہوئے ریلی ختم کرنے اور گھروں کو لوٹ جانے کا حکم دے دیا اور 14۔اگست کے بعد حکومت کے اقدامات کا جائزہ لے کر آئندہ کا لائحہ عمل طے کرنے کا اعلان کیا۔

جماعت اہل سنت کے قائدین نے تصادم کی راہ اختیار کر کے سستی شہرت حاصل کرنے کی بجائے ملک میں امن کی فضا برقرار رکھنے کا جو فیصلہ کیا اس کی تمام ذمہ دار حلقوں اور دینی قائدین نے تعریف کی۔اس عظیم اجتماع میں یہ تاثر بھی عام پایا گیا کہ اکیسویں صدی کے تقاضوں کی روشنی میں اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ ذکر اور فکر کی محفلوں کو رواج دیا جائے۔آج کے پریشان حال قلب و ذہن کو سکون کی دولت عطا کرنے کے لئے روح کی بالیدگی کا اہتمام ہونا چاہئے۔لوگوں کے اخلاق سنوارنے، کردار پختہ کرنے، علم اور روحانیت کی مشعلیں روشن کرنے کی سعی کی جائے۔ایسے ہی کلچر کے معدوم ہو جانے پر مفکر اسلام علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔۔۔

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے

خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

تاہم سیاست میں حصہ لینے والے اپنا کردار وہاں ادا کرتے رہیں، لیکن مسند حکومت پر بیٹھنے والوں کے لئے بھی یہ انتباہ ہے کہ وہ ایسے حالات پیدا نہ کریں اور ایسے اقدامات نہ کریں کہ ان بوریہ نشینوں اور فاقہ مستوں کو بھی احتجاجی ریلیوں پر مجبور ہونا پڑے یہ بڑی ندامت کی بات ہے۔

فکر اولیاء کانفرنس۔۔۔ایک فکر

قاضی مصطفیٰ کامل

افق تا افق نوائے وقت 20۔اپریل 2002

افراتفری خودغرضی خود پرستی لالچ اور زر پرستی کے اس دور میں اولیائے کرام اور روحانی بزرگوں کی فکر کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اولیائے کرام کے پیغام محبت و شفقت کو پھر سے زندہ کیا جائے تو ہمارے دل ودماغ پڑے ہوئے ہوس دنیا کے گردوغبار صاف ہو سکتے ہیں ہم پھر سے سچے اور پکے مسلمان بن سکتے ہیں۔ باہمی نفرتوں اور کدورتوں کو دور کر کے ہم ایک متحد قوم بن سکتے ہیں۔ یہ پیغام گزشتہ ہفتہ کو حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ سے ملحق مسجد میں منعقد ہونے والی ''فکر اولیاء کانفرنس'' میں چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر سے آئے ہوئے علماء ومشائخ نے دیا۔ مختلف دینی سکالرز نے اس بات پر زور دیا کہ صوفیائے کرام کی فکر کو مشعل راہ بنا کر ہم بحیثیت ملت اسلامیہ اپنا تشخص اور اتحاد قائم کر کے عزت اور قوت کا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ جماعت اہل سنت کے مرکزی امیر صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ تنظیم المدارس اہل سنت کے مرکزی صدر مفتی عبدالقیوم ہزاروی، سید حامد سعید کاظمی، علامہ محمد اشرف رضوی، آزاد کشمیر حکومت کے وزیر صاحبزادہ حامد رضا، پیر سید خضر حسین چشتی، علامہ محمد صدیق ہزاروی، انجمن طلبا اسلام کے مرکزی صدر سہیل اختر خاں نیازی، مولانا عبدالوحید ربانی، مولانا غلام سرور ہزاروی اور دیگر اہل علم نے بھی کانفرنس میں خطاب کیا۔ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ صوفیاء نے محبت شفقت اور سچائی کی قوت سے دلوں کے زنگ دور کیے اور بلاشبہ برصغیر پاکستان وہند میں اسلام صوفیاء کی نگاہ سے پھیلا اور آج بھی صوفی ازم کے احیا سے ملت کی تقدیر جاگ سکتی ہے۔ مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے بزرگان دین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اعلیٰ اخلاقی اقدار کی بحالی کو معاشرے کی اصلاح اور فلاح کے لئے ضروری قرار دیا۔ صاحبزادہ حامد رضا نے عظیم روحانی شخصیات کی فکر اور نظریات سے رہنمائی حاصل کرنے پر زور دیا۔ اگر ہم آج پوری ملت اسلامیہ کا بالعموم اور پاکستانی قوم کا بالخصوص سیاسی، سماجی اور اخلاقی حوالوں سے جائزہ لیں تو ہمیں یوں نظر آتا ہے کہ اس وقت ملت اسلامیہ کی کشتی زمانے کے سمندر میں طوفانوں

کے تھپیڑے کھا رہی ہے اس کشتی کی نہ تو کوئی سمت ہے اور نہ کوئی منزل معلوم ہوتی ہے۔ یہ ایک ہی جگہ پر لہروں کے تھپیڑوں سے کبھی ادھر اور کبھی ادھر ہو رہی ہے۔ اس کا کوئی کپتان یا ملاح بھی نظر نہیں آتا۔ جو ملت کی اس کشتی کو طوفانی لہروں سے بچا کر اسے اس کی منزل کی جانب لے چلے۔

وسیع عالمی تناظر میں بھی امریکہ اور اسرائیل مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کی سازشوں اور عملی اقدامات میں مصروف نظر آتے ہیں۔ پاکستان کو امریکہ اور اسرائیل کی دشمنی کے علاوہ بھارت جیسے مکار اور عیار دشمن کا بھی سامنا ہے۔ ملک میں اس وقت نہ آئین بحال ہے نہ جمہوری ادارے ہیں، نہ سیاست کے میدان سے کوئی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔ قوم یا ملت کی اصلاح فلاح اور ترقی کے لئے مثبت جدوجہد اور اصولی تگ و دو کا کوئی راستہ موجود نہیں کہ جس پر چل کر ہم اپنی سیاست اور معاشرت کو سنوار سکیں محض وقت اور جدوجہد ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بے اصول سیاست میں کود کر علماء کچھ حاصل نہیں کرسکیں گے، الٹا اس بات کا خطرہ رہے گا کہ اپنا دامن ہی داغدار کرلیں۔ ان حالات میں ہمیں صوفیا اور اولیا کے نقوش قدم کو ہی تلاش کرنا ہوگا۔ اگر علما اور مشائخ حقیقی معنوں میں ''فکر اولیاء'' کو عام کرنے اور معاشرے کو اس کے فیض کے ثمرات سے بہرہ مند کرنا چاہتے ہیں تو پھر خلوص نیت کے ساتھ غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سلطان العارفین حضرت سلطان باہو اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہم ایسے تصوف کی دنیا کے روشن میناروں کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ ہمیں ان عظیم صوفی بزرگوں کی تعلیمات اور زندگیوں کو مشعل راہ بنا کر ایسی علمی اور روحانی محافل کا اہتمام کرنا چاہئے، جہاں آج کے مایوس اور پریشان ذہن لوگوں کو سکون مل سکے، اسے زندگی کے حقیقی مقاصد سے آگاہی حاصل ہوسکے، زندگی اور موت کے فلسفے کا ادراک ہوسکے، دولت اور دنیا کی گھٹیا لذات کو سب کچھ سمجھے بیٹھے لوگوں کو انسان کے اعلیٰ مقام سے روشناس کرایا جائے اسے فنا اور بقا کے اسرار و رموز کا شعور دیا جائے۔ اسے دنیاوی حرص سے اونچا کر کے اللہ کی حاکمیت اور شہنشاہیت کا پتہ بتایا جائے تاکہ اس کے دل سے دنیا کی حرص اور خوف کو ختم کر کے اسے اللہ کی راہ پر بے خوف آگے بڑھنے اور دنیاوی بتوں کو خاطر میں نہ لانے کا حوصلہ پیدا ہوجائے جب ایسا ہوجائے تو پھر زندگی کے سارے شعبے سنورتے چلے جائیں گے۔

❁❁❁

سید ہجویر کے حریم محبت میں عاشقان رسول کا رتجگا

فکر اولیاء کانفرنس

انجینئر سرفراز احمد ضیغم

ماہنامہ دلیل راہ مئی/جون 2002

زندہ دل قوموں کے زندہ حال رہنما مسائل کی آماجگاہ میں ہر طرح کی عدم دستیابی کے باوجود لوگوں کی کروڑوں کی تعداد کے ہجوم میں کمال درجہ بصیرت و آگہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زرخیز فکر کی آکسیجن پھونک کر امید کا ایسا پیغام دے جاتے ہیں جو درحقیقت ان کے فکری اسلوب کا مکمل عکاس وغماز ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بدنصیبی کسی کے باپ دادا کی جاگیر نہیں ہوا کرتی جو چاہے، جب چاہے اور جیسے چاہے اس کے تخت اقتدار پر براجمان ہوسکتا ہے۔ روس دنیا کا دوسرا بڑا اور سپر پاور ملک تھا۔ گورباچوف جب اس کے اقتدار وحکمرانی کے سنگھاسن پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ بجائے اس کے کہ سویت یونین کو مضبوط سے مضبوط کرتے اور اس کی بقا اور ترقی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے، انہوں نے سویت یونین کی طاقت کا غلط اندازہ لگا کر اپنے فرائض منصبی کے ساتھ بہت بڑا ظلم کیا اور سویت یونین کے بٹنے میں امریکی ایجنٹ کے طور پر اس قدر بدنام ہوئے کہ آج دنیا بھر میں گورباچوفی اصطلاح غدار کے مفہوم سے موسوم ہوگئی۔ یہ ایک المیہ ہے کہ مختلف ممالک کے علاوہ مختلف تنظیموں، انجمنوں اور اداروں میں بھی اس طرح کے لوگ موجود رہے ہیں جنہوں نے اپنے نصب العین اور اپنے اکابر کی فکر سے نہ صرف روگردانی کی بلکہ نظریات کی پوری کی پوری عمارت کی اساس میں ایسا زہر گھول دیا جو ان کے ظاہری کردار کے لئے قاتل ثابت ہو رہا تھا۔ پاکستان کی اساس اس حوالے سے بڑی مضبوط ہے کہ اس میں اللہ کریم کے پسندیدہ بندوں اور حاملین طریقت یعنی صالحین عظام کا خون شامل ہے کہ جن کی صدائے حریت اور نوائے آزادی پر ان کے لاکھوں ماننے اور چاہنے والے مریدین نے لبیک کہتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور آنے والی نسلوں پر احسان عظیم کرتے ہوئے پاکستان کے قیام کو ممکن بنایا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم نے اپنے محسنوں کا شکریہ ادا کیا؟ حدیث مصطفےٰ کریم ﷺ پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ عزوجل کے شکر گزار بندے بنے۔ اگر ذمہ داران اپنے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں اور ایک لمحہ کے لئے مکمل صورت حال کو سکرین پر لے آئیں تو زندگی سوائے بے بندگی

اور شرمندگی کے کچھ نظر نہیں آئے گی۔قباحتوں اور خباثتوں کی اس قدر کثیف منفی صورت حال کو سمجھنا اور پھر اس کے مؤثر ترین حل کی جانب پیش قدمی کرنا اہل فراست کا شیوہ ہوا کرتا ہے۔جن کے قلوب و اذہان کی گرہیں ایسے گھمبیر ترین، تشویشناک، خوفناک اور اضطرابی ماحول میں خیرات حیات کی بجائے آرزوئے موت یعنی ابدی حیات کے حصول کی راہوں کے لئے کھلتی ہیں۔مردان مجاہد اپنے چاہنے والوں کی معیت میں میدان جہاد میں کود پڑتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہوتے ہیں کہ ان کی یہ بے خطر چھلانگ کسی آتش نمرود سے کم نہیں ہے۔بہر حال مشکل ترین ٹاسک اور اہداف کے حصول کے لئے آل رسول نے ہمیشہ اور ہر کڑے دور میں سنت ابراہیمی میں اپنی فلاح و بقاء کی راہیں متعین کی ہیں۔

جگر گوشۂ غزالی زماں پروفیسر صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی جماعت اہل سنت کے مرکزی امیر اور مفکر اسلام مفسر قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ ہیں۔خانوادہ پنج تن پاک کی اس صالح قیادت نے سیادت کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان بنانے والے اکابر کے جانشینوں اور ان کے ارادت مندوں کی ایک بڑی مگر بدقسمتی سے منتشر اکثریت کو جس بصیرت و دانائی اور حکمت عملی سے نبی کے جھنڈے تلے ایک ہی برگزیدہ پلیٹ فارم پر متحد و منظم کیا ہے وہ کمال فن کے زمرے میں آتا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں سے پاکستان اور محب وطن پاکستانیوں سے محبت و مودت کا درس دینے والے علامہ سید ریاض حسین شاہ کی عظمت کو سلام پیش نہ کرنا بخل ہوگا جنہوں نے شبانہ روز تگ و تاز اور مسلسل کوشش و کاوش کے ذریعے پہلے لاہور کے قریب انٹرنیشنل سنی سیکرٹریٹ کا سنگ بنیاد رکھا جو کہ ابھی تعمیر کے ابتدائی مراحل میں ہے۔بعد ازاں نباض عصر کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے 16۔اپریل 2002ء کو ہالیڈے ان اسلام آباد میں قومی علماء و مشائخ کنونشن کا انعقاد کیا۔تحریکی عوامل کی دنیا کا یہ سید زادہ اور ذکر الٰہی و محبت رسول ﷺ میں شب بیداریوں کا خوگر کبھی آرام سے نہیں بیٹھا بلکہ خود کو آلام میں رکھ کر اہل سنت کی شیرازہ بندی کے لئے قوت جبروت سے ہمیشہ برسرپیکار رہا۔داخلی سطح پر اہل سنت کے نام پر شہرت پانے والوں نے جب اپنے اکابر کی فکر سے انحراف برتا اور اپنا سران بدبختوں کے قدموں میں رکھ دیا جو کل کلاں تحریک پاکستان کے خلاف تھے جواب تک سازشوں کا جال پھیلا کر عدم استحکام پاکستان کے مکروہ عزائم کی تکمیل کی بے آبرو آرزو کے لئے سرگرم عمل ہیں اور فرقہ واریت کی آگ بھڑکا کر مسلمانوں کو صفحۂ ہستی پر بدنام کروانے کا سبب بن رہے ہیں، یقیناً یہ لوگ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے خلفاء، محبین اور معتقدین کے

فطری حریف اور غیر فطری حلیف ہیں۔ان کے ساتھ سیاسی، معاشی، اخلاقی، ذاتی و اجتماعی تعلقات اور وابستگی اولیاء کے بابرکت نصب العین کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے مترادف ہے۔اہل سنت کی صفوں میں ایسے عناصر نے بڑے منظم انداز سے ایک خاص مقام حاصل کر لیا اور اپنے ناپاک مشن کی تکمیل کے لئے آخری وار کرنا ہی چاہتے تھے کہ قبلہ سید ریاض حسین شاہ نے ان کے مکروہ عزائم کو بھانپ لیا اور جماعت اہل سنت پاکستان کی مرکزی انتظامیہ، مرکزی شوریٰ اور مرکزی سپریم کونسل کا انتہائی اہم ترین اجلاس بلا کر حضرت داتا گنج بخش کے حرم میں عظیم الشان ''فکر اولیاء کانفرنس'' کے انعقاد کا اعلان کر دیا جس سے جہاں مخلصین اہل سنت میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی وہاں بد مذہبوں کے حلیفوں اور اتحادیوں میں اضطراب کی کیفیت پیدا ہوگئی وہ اس خوف میں مبتلا ہوگئے کہ 13۔اپریل کو اگر داتا صاحب کے مزار اقدس کے میناروں کے سائے تلے ''فکر اولیاء کانفرنس'' منعقد ہوگئی تو پھر شاید وہ بد مذہبوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔اس لئے عین 13۔اپریل کو وہ ناہنجار فکر اولیاء کانفرنس کے انعقاد کی راہ میں روڑہ بن گئے اور آخر کار عصر کے وقت کامیاب بھی ہوگئے کہ بقول اکبر الہ آبادی:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی جا جا کے تھانے میں

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

الحمد للہ جملہ رکاوٹوں کے باوجود جماعت اہل سنت کی مخلص اور متحرک قیادت حکومت پنجاب سے دوبارہ اجازت لینے میں کامیاب ہوگئی اور اتنی کامیاب و کامران کانفرنس کا انعقاد عمل میں لایا گیا کہ احاطہ داتا دربار یارسول اللہ کے نعروں سے گونج اٹھا۔

کانفرنس کی صدارت جماعت اہل سنت پنجاب کے صدر پیر سید خضر حسین شاہ چشتی نے کی۔سٹیج سیکرٹری کے فرائض پنجاب کے جنرل سیکرٹری علامہ مفتی محمد اقبال چشتی نے ادا کیے۔مقررین میں جگر گوشہ غزالی زماں صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی، پیر سید عاشق حسین شاہ، شیخ الحدیث علامہ محمد شریف رضوی، مفتی محمد عارف سعیدی، انجینئر سلیم اللہ خان، مولانا غلام سرور ہزاروی، انجمن طلباء اسلام کے مرکزی صدر سہیل اختر خان نیازی، آزاد کشمیر حکومت کے وزیر اوقاف زکوۃ و ٹرانسپورٹ صاحبزادہ حافظ حامد رضا، پیر سید شمس الدین بخاری، مولانا عبد الوحید ربانی، مولانا ضمیر احمد ساجد، علامہ فاروق خان سعیدی، علامہ محمد صدیق ہزاروی، قاری ظہور احمد چشتی، شامل تھے، جبکہ سپریم کونسل کے چیئرمین استاذ العلماء

مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی، صاحبزادہ فضل الرحمان اوکاڑوی، راقم الحروف، انجمن طلباء اسلام پنجاب کے ناظم خواجہ محمد ناصر رحمانی، رائے صلاح الدین کھرل، ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، مفتی محمد خان قادری، علامہ عبد الحکیم شرف قادری، صاحبزادہ رضائے مصطفےٰ نقشبندی، الحاج شیخ امجد علی چشتی، صاحبزادہ غلام صدیق احمد نقشبندی، صاحبزادہ محمد عثمان غنی، پیر سید امجد عزیز شاہ، عبد المجید مغل، حافظ اقبال رضوی، مولانا اللہ بخش رضا، مولانا رفیق شاہ جمالی، علامہ قاری خالد محمود، صاحبزادہ عبد الجلیل، صاحبزادہ حسنات احمد مرتضیٰ، پیرزادہ سید محمد عثمان نوری، مولانا محمد اشرف سعیدی، سردار محمد اکرم بٹر، حاجی شیخ محمد ایوب، محمد نواز کھرل ودیگر مقتدر شخصیات نے خصوصی شرکت کی۔

علامہ سید ریاض حسین شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام محبت کا دین ہے جس میں نفرتوں کے بیج بونے والوں کی کسی سپاہ کی نہیں بلکہ عقیدتوں کو فروغ دینے کے لئے صوفیاء کی نگاہ کی ضرورت ہے۔ جن کی باعمل زندگیاں اور روشن کردار اسلام کی تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ جن کی صالحیت کا تذکرہ سن سن کر لوگ ان کے مزارات کا بھی احترام کرتے ہیں اور روحانی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ عصر حاضر میں صوفی ازم کے از سر نو احیاء سے ملت اسلامیہ کی قسمت کا ستارہ جگمگا سکتا ہے۔ مفکر اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ نے داتا گنج بخش کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے موقع پر ہی تحریک فروغ علم القرآن کا اعلان کر دیا اور کہا کہ فکر اولیاء، روشنی قرآن کا نور بکھیر کر قوم کی تقدیر بدل دے گی، لہٰذا میں علماء کرام، مشائخ عظام، صوفیائے ذی احتشام اور دانشوروں اور عاشقانِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے اس جم غفیر میں بصد احترام اپیل کرتا ہوں کہ پورے ملک میں دروس قرآن حکیم کا جال پھیلا دیا جائے بالخصوص تمام مشائخ عظام اس تحریک میں مزید جان ڈالنے کے لئے اپنے اپنے اکابرین کے مزارات اقدس کے ساتھ قرآن اور احادیث فہمی کے لئے جدید مدارس قائم کریں اور نتیجے کے طور پر جو ثمر بار آور ہوگا وہ جنریشن پاکستان کی اساس، نظریہ پاکستان کے لئے عملی نمونہ ہوگی پھر وطن عزیز میں اقتدار نظامِ مصطفیٰ کا ہوگا اور عرصہ دراز سے مسلط آدھا تیتر اور آدھا بٹیر والے نظام حکومت سے پوری قوم کی جان خلاصی ہوگی۔

مرکزی امیر صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید شاہ کاظمی نے ''فکر اولیاء کانفرنس'' کے ہزاروں شرکاء سے ایمان افروز اور باطل سوز خطاب کرتے ہوئے خبردار کیا کہ پاکستان کی بڑی اکثریت اہل سنت وطن عزیز میں لادینی نظام لانے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے اگر امریکہ کی ایماء پر ملک کو سیکولر سٹیٹ بنانے

کی کوشش کی گئی تو داتا کے دیوانے اپنے اسلاف کی تاریخ دہرانے کے لئے سروں پر کفن باندھ کر میدان میں نکلیں گے۔ اسلام کی نشاطِ ثانیہ کے لئے ضروری ہے کہ ملت اسلامیہ صوفیاء کی فکر کو مشعلِ راہ بنائے۔ قومی اسمبلی کے سابق رکن صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی نے اپنے خطاب میں کہا کہ دہشت گردی اور نفرتوں کی بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے فکر اولیاء کے پیغام محبت کو عام کرنے کی ضرورت ہے اور پریشان حال زخموں کا علاج فکر اولیاء ہے کہ اولیاء کے آستانے خیر ہی کے سرچشمے ہیں۔ پیر سید خضر حسین چشتی نے کہا کہ سیاست کی آلائشوں سے پاک رہتے ہوئے اعلیٰ اخلاقی اقدار کی بحالی اہل سنت کے حقوق کے تحفظ اور قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے جدوجہد جاری رکھی جائے گی اور اولیاء کی تعلیمات پر عمل کر کے عالم کفر پر ایٹم بم سے بھی بڑا بم گرا دیا جائے گا۔ صاحبزادہ حامد رضا نے اپنی فکر انگیز تقریر میں کہا کہ مسلمان مجاہد تو ہو سکتا ہے دہشت گرد کبھی نہیں ہو سکتا۔ آخر میں تمام حاضرین نے داتا صاحب کے مزار اقدس مرکز تجلیات پر اجتماعی حاضری دی۔

نعتِ رسولﷺ کی روشنیوں سے جگمگاتے لمحوں کی روئیداد

شبینۂ نعت

علامہ محمد امین خاں قادری

ماہنامہ دلیل راہ اپریل 2002

دور حاضر میں زندگی کی تیز رفتاری سب پر عیاں ہے جہاں بڑے بڑے رونما ہونے والے واقعات اپنا تاثر زیادہ دیر قائم نہیں رکھ سکتے لیکن جس واقعہ کے پس منظر میں کارفرما جذبہ کسی دنیوی منفعت کی بجائے محض حب رسول، فروغِ عشق مصطفیٰ ﷺ اور رضائے الٰہیہ ہو، اس کی حیثیت عام واقعات سے منفرد ہو جاتی ہے۔

چونکہ حضور سرور کونین ﷺ کی ذات گرامی کے تذکار کو اللہ تعالیٰ نے حیاتِ جاوداں بخشی ہے اس لئے آپ کے حوالے سے ہونے والا ہر اہتمام غیر معمولی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ سرزمین پنجاب پر جغرافیائی اعتبار سے جو اہمیت ساہیوال کو حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اس جمالیاتی شہر میں 14۔ مارچ 2002ء کی ''شبینۂ نعت'' ناقابل فراموش ہو گئی ہے۔ یہ شبینۂ نعت ذکر رسول ﷺ کے عنوان سے عالم اسلام میں منعقد ہونے والی محافل میں سے سب سے بڑی اور منفرد محفل تھی جس کے حاضرین میں بذریعہ قرعہ اندازی عمرے کے پانچ ٹکٹ تقسیم ہوئے۔ یہ محفل حسن انتظام اور کثرت اجتماع اور کیف و مستی کی وجہ سے مدتوں اپنی تاریخی انفرادیت کو برقرار رکھے گی۔ اس لئے کہ اس کی نسبت خالصتاً محبوب کریم ﷺ کی ذات گرامی سے ہے۔

شبینۂ نعت کا نقطۂ آغاز اور جذبۂ تحریک بے حد قابل رشک ہے کہ جنوری 2002ء میں پیرزادہ سید عمران احمد ولی شاہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ دائم الحضوری (قصور) حضوری حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ مدینہ طیبہ میں اپنی رہائش پر محفل نعت کا اہتمام کیا جس میں عالم اسلام کے ممتاز ثناء خوان مصطفیٰ پروفیسر عبدالرؤف روفی، سید محمد فصیح الدین سہروردی، حکیم محمد مرغوب ہمدانی اور محمد یوسف میمن نے اپنی خوش گلوئی سے ذکر مصطفیٰ کے نغمات الاپے، چونکہ حضرت پیرزادہ صاحب نعت رسول ﷺ سننے کا ایک عجیب ذوق رکھتے ہیں۔ محفل نعت میں ان کی وجدانی کیفیت دیدنی ہوتی ہے۔ وہ قادری مشرب کے فقیر ہونے کے باوجود چشتی رنگ میں وقت کے خسرو اور گیسو دراز نظر آئے۔

چنانچہ سرزمین طیبہ کی پاکیزہ فضا اوران حضرات کی نغمہ سرائی نے جناب پیرزادہ کے وجدان میں ایسا طوفان برپا کردیا کہ وہیں سے یہ حضرات بارگاہ محبوب ﷺ میں حاضر ہوئے اور پاکستان میں شبینۂ نعت کے انعقاد کی اجازت چاہی اور یہ سعادت پنجاب کے وسطی شہر ساہیوال کو میسر آئی۔ میرے خیال میں ساہیوال کے جملہ شہری اس لحاظ سے بے حد خوش نصیب ہیں کہ وہ طوفانِ عشق جو طیبہ پاک کے ایک فلیٹ سے اٹھا اس کی لہروں کو انہوں نے اپنے سینوں میں سمو دیا۔

پیرزادہ صاحب وطن واپسی پر جماعت اہل سنت شہر ساہیوال کی طرف سے اپنے اعزاز میں ترتیب دی گئی ایک تقریب میں شریک ہوئے۔ جس میں آپ نے باقاعدہ شبینۂ نعت کے انعقاد کی تجویز رکھی اور 14۔ مارچ 2002ء کی تاریخ کا اعلان کیا۔

حضرت پیرزادہ کے جذبۂ صادق کے پیش نظر جماعت اہل سنت، حضوری نعت کونسل، آپ کے متوسلین اور دوستوں نے اس کا خیر مقدم کیا اور اللہ کا نام لے کر شبینۂ نعت کے انعقاد پر عملی کام شروع ہوگیا۔ حضرت پیرزادہ نے علماء و مشائخ، شعبۂ صحافت، ارباب سیاست، تاجر برادری، مخلصین غرضیکہ ہر شعبۂ زندگی کے دوستوں اور اپنے پیار والوں سے باہمی مشاورت کے عمل سے پورے شہر میں پیار و محبت کی ایک ایسی فضا قائم کردی کہ ہر ایک شاداں و فرحاں اس عملِ خیر میں سرگرم عمل ہوگیا۔

چنانچہ شہر ساہیوال کے معروف چوراہوں، شاہراہوں کو خوبصورت بینروں، اشتہاروں اور دیدہ زیب اسٹیکرز کے ذریعے سجا دیا گیا تا آنکہ چشم فلک نے وہ گھڑی دیکھی کہ 14۔ مارچ بروز جمعرات ساہیوال کا ہر راستہ شیخ ظفر علی سٹیڈیم کی جانب تھا۔ جہاں عشق و مستی کی یہ محفل بپا ہورہی تھی۔

14۔ مارچ کو ساہیوال کا سٹیڈیم رنگا رنگ پرچموں، استقبالیہ بینروں، لائٹنگ اور قمقموں سے سجا دیا گیا جبکہ چاردیواری پر مواجہ شریف، مسجد نبوی اور بیت اللہ کی تصاویر نے ماحول کی پاکیزگی میں مزید اضافہ کردیا اور پنڈال میں سٹیج کی جانب بنایا گیا روضۂ رسول اور مسجد نبوی کا ماڈل اور اس سے پھوٹنے والی روشنی نے تو سٹیڈیم کو بقعۂ نور بنا دیا۔

سٹیڈیم میں دینی کتب کے سٹالز، فی سبیل اللہ دودھ کی سبیلیں، چائے، پانی اور خواتین کے لئے پردے کا خصوصی انتظام تھا جبکہ نظم و نسق برقرار رکھنے کے لئے پولیس کے جوانوں کے علاوہ پنڈال کمیٹی، استقبالیہ کمیٹی، اسٹیج کمیٹی، خدمت کمیٹی اور سیکورٹی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

چنانچہ سرشام ہی عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے قافلے ملک کے مختلف شہروں اور قرب وجوار سے بسوں، ویگنوں، ٹرالیوں اور پا پیادہ جوق در جوق آنے لگے۔ نماز عشاء کا اہتمام پنڈال میں ہی کیا گیا۔ بعد نماز عشاء پیرزادہ صاحب جونہی اجتماع گاہ آئے تو سٹیڈیم دیکھتے ہی دیکھتے انسانوں سے بھر گیا۔

شیخ ظفر علی سٹیڈیم ضلع ساہیوال کی سب سے بڑی جلسہ گاہ ہے جو اپنی وسعت کے باوجود نا کافی پڑ گئی۔ اگرچہ انتظامات کو بہتر سے بہتر انداز میں بجالانے کی کوشش کی گئی تاہم کثرت کی وجہ سے لوگوں کو پوری طرح کنٹرول نہ کیا جا سکا حتیٰ کہ پیرزادہ صاحب کو خود مائیک پر آکر لوگوں سے نظم وضبط برقرار رکھنے کی اپیل کرنا پڑی۔ میر محفل کے تشریف لانے کے بعد بین الاقوامی شہرت یافتہ قاریٔ قرآن قاری کرامت علی نعیمی کی تلاوت سے محفل کا آغاز کیا گیا۔

قاری صاحب نے سورہ الرحمان کی آیات کی جب تلاوت شروع کی تو پورے ماحول میں نور عرفان کی باران رحمت برستی محسوس ہو رہی تھی۔ پی ٹی وی اسلام آباد کے معروف نیوز کاسٹر محمد اظہر لودھی کا انداز نقابت بھی انوکھا تھا۔ انہوں نے برمحل اشعار، خوبصورت الفاظ اور پر جوش نعروں سے محفل کو خوب گرما کے رکھا۔ نعت خوانی کے باقاعدہ آغاز سے قبل علامہ محمد اللہ دتہ فریدی نظامی نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے بانی محفل حضرت پیرزادہ سید عمران احمد شاہ ولی کے جذبہ کو خوب سراہا۔ انہوں نے کہا یہ شبینۂ نعت جہاں آپ کی اپنے آقا و مولا ﷺ سے وابستگی کی دلیل ہے وہاں مستقبل میں ان کی ترجیحات کو بھی متعین کرتا ہے۔ انہوں نے اس شبینۂ نعت کو سیاسی وفرقہ وارانہ عفریت کے لئے نقش سلیمانی اور حضرت پیرزادہ کے بزرگوں کے مشن کے فروغ کی ایک کامیاب کوشش قرار دیا۔ اس کے بعد شبینۂ نعت کے مہمان نعت خواں محمد شہباز قمر فریدی اور حکیم محمد مرغوب ہمدانی کو اپنے وقت میں دعوت دی گئی۔ انہوں نے اپنی مسحور کن آواز سے سامعین پر عشق ومستی کی ایک کیفیت طاری کر دی۔ اسی اثنا شبینۂ نعت کے خصوصی مہمان، عظیم اسلامی سکالر حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان کو دعوت خطاب دی گئی۔

آپ کا پُر مغز خطاب حب رسول سے سرشار اور سرمست تھا۔ آپ کے پُر جوش خطاب سے اجتماع گاہ سیدی یارسول اللہ کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ آپ نے اس محفل کو دنیائے اسلام کی عظیم ترین محفل قرار دیا۔ آپ نے خطاب کے اختتامی کلمات پر سپاسنامے میں تجویز کردہ ''خطاب سفیر عشق مصطفیٰ''، کا صحیح مستحق پیرزادہ کو قرار دیا اور کہا کہ آج ہی بطور ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان

آپ کو یہ خطاب پیش کرتا ہوں۔اس پر فضا سفیر عشق مصطفیٰ عمران شاہ، عمران شاہ کے نعروں سے گونج اٹھی۔

شاہ جی کے ایمان افروز، ولولہ انگیز خطاب کے بعد الحاج محمد یوسف میمن، صاحبزادہ سید محمد فصیح الدین سہروردی نے نعتیہ کلام پیش کئے اور ان کے بعد جناب پروفیسر عبدالرؤف روفی نے اپنے منفرد انداز میں ہدیہ نعت وسلام بحضور سرورکونینﷺ پیش کیا۔ ہر تینوں اصحاب کے انداز نعت خوانی نے سامعین میں جو کیف و مستی کا ذوق پیدا کیا وہ بیان سے باہر ہے۔

آخر میں سلام و دعا کے بعد حضرت قبلہ پیر زادہ صاحب نے حاضرین میں بذریعہ قرعہ اندازی پانچ ٹکٹ تقسیم کیے۔ اس محفل میں مہمانان خصوصی رائے حسن نواز خاں ضلعی ناظم، کیپٹن عارف ندیم ڈی۔سی۔او، ملک ندیم کامران اور حاجی احسان الحق خاں ادریس کے علاوہ کثیر تعداد میں ساہیوال کے علماء ومشائخ علامہ مفتی محمد مظہر فرید شاہ، علامہ ظفر اقبال فریدی، صاحبزادہ پیر فقیر حسین قادری، علامہ قادری خورشید احمد فریدی، علامہ مفتی محمد امین کریمی، علامہ مفتی ولایت اقبال، ڈاکٹر محمد افضل قادری صدر تحریک منہاج القرآن ساہیوال، شیخ اعجاز احمد رضا چیئرمین بزم رضا، پیر صوفی لیاقت علی نقشبندی، محمد منور نورانی، علامہ قاری غلام نبی قادری، علامہ مفتی سعادت علی قادری (قصور) صاحبزادہ خادم حسین طاہر (پاکپتن) علامہ مفتی اقبال چشتی (صوبائی ناظم اعلیٰ پنجاب) نے شرکت کی۔

اختتام پر حضرت خواجہ پیر آف دیول شریف نے خصوصی دعا فرمائی۔

❁❁❁

سید ریاض حسین شاہ کا غیر ملکی دورہ

محمد نواز کھرل

ماہنامہ دلیل راہ مئی، جون 2002

جماعت اہلِ سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ 23۔مئی سے غیر ملکی تبلیغی و تنظیمی دورے پر ہیں۔موصولہ اطلاعات کے مطابق شاہ جی نے اپنے غیر ملکی دورے کا آغاز ناروے سے کیا۔انہوں نے 23۔مئی کو اوسلو شہر کی مرکزی جامع مسجد میں جمعہ کے اجتماع سے اور 24۔مئی کو جماعت اہل سنت ناروے کے عظیم مرکز میں میلاد کانفرنس سے خطاب کیا جبکہ 25۔مئی کو جماعت اہل سنت ناروے کے زیر اہتمام منعقدہ علماء و مشائخ کنونشن میں سید ریاض حسین شاہ نے تنظیمی و عالمی امور پر انتہائی مدلل خطاب کیا اور حاضرین کے سوالوں کے جواب دیے۔شاہ جی کے دورۂ ناروے کو آرگنائز کرنے میں علامہ سید نعمت علی شاہ نے مرکزی کردار ادا کیا۔

26۔مئی کو سید ریاض حسین شاہ جرمنی روانہ ہوگئے اور برلن میں فکر رضا سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی، روحانی اور قومی خدمات پر روشنی ڈالی۔28۔مئی کو فرینکفرٹ میں حال ہی میں تعمیر ہونے والی عظیم الشان جامع مسجد پاک دار السلام کا افتتاح کیا اور ایک بڑے عوامی اجتماع سے خطاب کیا۔29۔مئی کو شاہ جی موڑ گاڈ روانہ ہوگئے۔یکم جون کو اٹلی کے شہر میلان کا دورہ کیا اور اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔2۔جون کو اٹلی کے شہر بریشر میں سید ریاض حسین شاہ نے میلاد النبی ﷺ کے عظیم الشان جلوس کی قیادت کی اور جلوس کے اختتام پر محبت رسول ﷺ اور اس کے تقاضے کے موضوع پر ایمان افروز خطاب کیا۔اٹلی میں دورہ کے دوران جماعت اہل سنت اٹلی کے کوآرڈینیٹر حافظ محمد طارق اور ان کے معاونین راجہ محمد خادم، محمد لیاقت، آفتاب احمد اور سہیل اشرف بھی شاہ جی کے ہمراہ تھے۔

3۔جون کو جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ اٹلی سے فرانس روانہ ہوگئے اور وہاں پر مختصر قیام کے دوران پیرس میں میلاد کانفرنس سے خطاب کے فوراً بعد بیلجیئم چلے گئے۔بیلجیئم میں دو روز قیام کے دوران 4۔اور 5۔جون کو شاہ جی نے انفرادی ملاقاتوں اور تنظیمی اجلاسوں میں شرکت کے علاوہ

مختلف کانفرنسوں اور سیمینارز سے بھی خطاب کیا۔ 6۔جون کو سید ریاض حسین شاہ سپین پہنچے۔ یہاں پر شاہ جی نے تین دن قیام کیا اور دینی تقریبات میں خطاب کے علاوہ جامع مسجد قرطبہ کے قریب مقامی ہوٹل میں محفل مشاعرہ کی صدارت بھی کی۔ بعدازاں سید ریاض حسین شاہ حرمین شریفین میں حاضری کے بعد 10۔جون کو برطانیہ پہنچے۔ یہاں پر لندن کے ہیتھرو وائیر پورٹ پر علماء ومشائخ اور سنی تنظیموں کے عہدیداران کی بڑی تعداد نے جماعت اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ کا پرتپاک استقبال کیا۔ان دنوں شاہ جی برطانیہ کا تفصیلی دورہ کرنے میں مصروف ہیں۔نوٹنگھم سے عبدالرزاق ساجد کی اطلاع کے مطابق شاہ جی کی برطانیہ آمد سے یہاں کے دینی ماحول میں ایک ارتعاش پیدا ہوا ہے اور تارکین وطن شاہ جی کی ولولہ انگیز اور فکر انگیز تقاریر سننے کے لئے ذوق وشوق سے جلسوں میں شریک ہو رہے ہیں۔ برطانیہ میں دورہ کے دوران جماعت اہل سنت پنجاب کے صدر پیر سید خضر حسین شاہ چشتی ،صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری مفتی محمد اقبال چشتی اور انٹرنیشنل رابطہ سیکرٹری عبدالرزاق ساجد بھی شاہ جی کے ہمراہ ہیں۔شاہ جی برطانیہ میں ایک ماہ قیام کریں گے۔

صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی اور
علامہ سید ریاض حسین شاہ کا دورۂ سندھ

سناٹا ٹوٹ گیا

محمد نواز کھرل

ماہنامہ دلیل راہ مئی/جون 2003

مایوسیوں اور نا امیدیوں کے اس عہد زوال میں مسلک اسلاف کی وارث ''جماعت اہل سنت'' کا وجود طلوعِ صبح نو کا مژدہ ہے اور اس عظیم جماعت کے قائدین آسمانِ امید، امنگ و ترنگ کے آفتاب و ماہتاب اور اہل سنت کے صحن چمن کے مہکتے گلاب ہیں کیونکہ یہ جنوں صفات راہنما پاکستان میں بسنے والے غلامانِ رسول ﷺ کی آنکھوں میں لکھے دیرینہ خوابوں کو تعبیر آشنا کرنے کے لئے چترال اور لنڈی کوتل سے کیماڑی تک ہمہ وقت سرگرم سفر رہتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ کہنے والوں کو بیدار اور منظم کرنے کے لئے شہر شہر، نگر نگر، قریہ قریہ، بستی بستی جا کر صدا لگاتے ہیں۔ سناٹوں میں اذان دیتے ہیں کہ شاید کوئی صدا منزل رسا ثابت ہو جائے، شاید کوئی آواز دلوں سے جا ٹکرائے اور اہل سنت کے آسمان فکر و عمل پر زندگی کی کوئی صبح بکھر جائے اور حیاتِ نو کا پیغام لئے کوئی سورج ابھر جائے۔ اپنی قوم کو زوال سے اقبال تک لے جانے اور اس کے مقدر میں ستاروں کی کہکشاں روشن کرنے کے سفر کی اجلی راہوں پر سوئے منزل رواں ''قائدین جماعت'' کا قافلہ گذشتہ دنوں وادیٔ مہران پہنچا تو سناٹا ٹوٹ گیا اور جمود کی منجمد فضا میں ایک ارتعاش پیدا ہوا۔

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی میراث کے مسند نشیں صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی اور سنیوں کے نیم جاں دلوں میں چراغ آرزو روشن کرنے والے علامہ سید ریاض حسین شاہ نے لال شہباز قلندر کی سندر دھرتی سندھ کی سرزمین پر اپنے طوفانی دورے کا آغاز 23۔ مارچ کے تاریخی دن بدین سے کیا۔ اس موقع پر بدین میں منعقدہ عظیم الشان عظمت اہل بیت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے امیرِ معظم صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی نے کہا کہ عشق رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ خاندانِ رسول ﷺ کے آفتابوں اور ماہتابوں سے ٹوٹ کر محبت کی جائے اور اپنے دل، دماغ اور روح میں محبت اہل بیت کے چراغ بجھنے نہ دیئے جائیں۔ کانفرنس کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ جماعتِ اہلِ سنت نیکی اور خیر، بھلائی اور احسان، عمل اور محنت، جستجو اور طلب ایسی قدروں

کو عام کرنے کی جدو جہد کر رہی ہے کیونکہ شرافت، بزرگی، نیکی اور اخلاقی اقدر کے بحال کرنے ہی میں ہماری بقا کا راز پوشیدہ ہے۔ کانفرنس میں صوبہ سندھ کے امیر پیر سید عاشق حسین شاہ، صوبائی ناظم اعلیٰ مفتی محمد عارف سعیدی، مولانا محمد اکرم سعیدی اور سید محبوب علی شاہ نے بھی ایمان افروز خطابات فرمائے۔ اس یادگار کانفرنس کے انعقاد میں پیر غلام محمد سومرو نے اہم کردار ادا کیا تھا۔

بدین سے جذبوں اور محبتوں کی سوغات سمیٹ کر قائدین جماعت رات بعد نمازِ عشاء حیدر آباد پہنچے تو لطیف آباد کے گلشن ہال میں جمع ہزاروں علماء و مشائخ اپنے عظیم راہنماؤں کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کیئے ہوئے تھے۔ یہاں پر عاشقان رسول ﷺ کی وارفتگی اور اظہارِ عقیدت کا والہانہ انداز قابل دید تھا۔ روح پرور احساس کی دلدار فضا میں فرزندانِ اسلام کے محبت آمیز نعرے دلوں میں سرمستی پیدا کرنے والے ولولے بیدار کر رہے تھے۔ بے لوث محبتوں اور سچی عقیدتوں سے سجے اس دلکشا ماحول میں منعقدہ انتہائی باوقار اور سنجیدہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امیر اہلِ سنت صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی نے کہا کہ ہماری ساری تگ و تاز کا مقصد دین نبی کی بنیادوں کو مستحکم کرنا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم اگر وقتی مصلحتوں کے تحت احمد رضا کے مسلک کو بھلا دیں گے تو آئندہ نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم فتنوں کے اس دور میں اتحاد بین المسلمین کے دلفریب نعروں کی آڑ میں منافقین اور بد مذاہب کے ہاتھ مضبوط کرنے کے عمل میں شریک نہ ہوں اور جرأت و استقامت کے ساتھ اپنے اسلاف کے مسلک پر سختی سے کاربند رہیں۔ حیدر آباد کے علماء و مشائخ کے اس اجتماع میں مفکر اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ نے اپنے مدلل خطاب میں کہا کہ اعلیٰ مقصد کے لئے زندگی کو سراپا جہاد بنانا ہی اصل حیات ہے، وہ لوگ جو محنت و مشقت اور سعی و عمل سے بیگانہ ہو جائیں وہ خیر و فلاح کو پانے والے کبھی نہیں بن سکتے۔ سید ریاض حسین شاہ نے بتایا کہ اس وقت اللہ کے فضل سے 43۔ ممالک میں جماعت اہل سنت کام کر رہی ہے اور ہمارا مقصد اس وقت پورا ہوگا جب مشرق و مغرب میں نبی کا جھنڈا لہرائے گا۔ شاہ جی نے بھیگتی رات کی پاکیزہ ساعتوں کے دوران سوز و گداز کی میٹھی کیفیتوں میں ڈوب کر کہا کہ ہم نے اسی دنیا سے اپنی جنت کمانی ہے، ہم فقیر، مسافر آپ کو کچھ نہیں دے سکتے، گنبد خضریٰ والے لجپال نبی آپ کو سب کچھ عطا کر دیں گے۔ اجتماع سے پیر سید عاشق حسین شاہ، مفتی محمد عارف سعیدی اور مولانا محمد اکرم سعیدی نے بھی خطاب کیا اور حاضرین کے دلوں میں عشق رسول کی بجلیاں دوڑا دیں۔

سندھ کے دورہ کے دوسرے روز 24۔مارچ کو مفسر قرآن سید ریاض حسین شاہ اپنے رفقاء کے ہمراہ امیر سندھ پیر سید عاشق حسین شاہ کے آبائی ضلع (خیر پور) کی حدود میں داخل ہوئے تو پیر سائیں اپنے معزز مہمان کے استقبال کے لئے سینکڑوں مریدوں کے ساتھ موجود تھے۔استقبالی ہجوم نے سید زادے کے قدموں میں اپنے دل رکھ دیئے،ان پر پھول برسائے اور اپنے جذبات کو"فلک شگاف" بنا دیا۔ یہاں سے شاہ جی سینکڑوں گاڑیوں کے ایک بڑے کاروان کی قیادت کرتے ہوئے پیر سید عاشق حسین شاہ کے آستانے پر پہنچے۔راستے میں جگہ جگہ قائدین جماعت کا شاندار اور پر جوش استقبال کیا گیا اور عراق پر امریکی جارحیت کے خلاف شدید نعرے بازی کی گئی۔پیر سید عاشق حسین شاہ کی روحانی درگاہ پر نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد سید ریاض حسین شاہ کو ایک عظیم الشان جلوس کے ہمراہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ خیر پور شہر لایا گیا۔اس موقع پر خیر پور شہر کے مرکزی چوک میں عراقی مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے جلسہ عام منعقد کیا گیا۔جلسہ کے شعلہ بار اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سنیوں کے شہنشاہ سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ"دنیا کا 84 فیصد تیل پیدا کرنے اور 85۔لاکھ فوج رکھنے والے 55۔اسلامی ملکوں کے حکمران امریکی سامراج کی سرکوبی کے لئے متحد ہو جائیں اور مشترکہ دفاعی،مالیاتی،میڈیا نظام اور کرنسی کا اجرا کریں"۔جلسہ عام کے اختتام پر خیر پور کی مرکزی جامع مسجد میں جماعت اہل سنت کے مقامی عہدیداران و کارکنان کے تنظیمی اجلاس میں مرکزی ناظم اعلیٰ سید ریاض حسین شاہ نے تربیتی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تنظیموں اور تحریکوں کی کامیابی کے لئے کارکنان میں اپنے نصب العین اور مقصد و مشن کی حقانیت پر یقین کامل اور مشکلات و مسائل کا سامنا کرنے کے لئے عزم و حوصلہ کا ہونا بے حد ضروری ہوا کرتا ہے۔شاہ جی نے جماعت کے وابستگان پر زور دیا کہ وہ حُسن تدبیر کے ساتھ کام کو منظم کریں اور اپنے دلوں میں اخلاص کی شمع فروزاں رکھیں کیونکہ اخلاص انسان کو کامیابیوں کی طرف لے جاتا ہے۔تنظیمی اجلاس سے فارغ ہو کر سید صاحب نے اہم وفود سے ملاقاتیں کیں اور بعد نماز عشاء محفل نعت کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ"نعت مومن کا وظیفہ حیات ہے۔نعت پڑھنے اور سننے سے غنچہ روح کھلتا، ذوق مچلتا اور حسن زندگی نکھرتا ہے"۔سید ریاض حسین شاہ نے اپنی تقریر دل پذیر میں محبت رسول ﷺ کی سوغات بانٹتے ہوئے مزید کہا کہ"نعت شاعری کی تہجد ہے،نعت درد کا درماں ہے،نعت زادِ آخرت ہے،نعت مومنانہ فراست کی روشن دلیل ہے"۔

خیر پور کی محفل نعت سے خطاب کے بعد جماعت اہل سنت کے بلند عزم اور انتھک ناظم اعلیٰ رات گئے پنو عاقل پہنچے تو شہر کی فضائیں یارسول اللہ ﷺ کی دل نواز صداؤں اور ''سنیوں کے شہنشاہ ریاض شاہ ریاض شاہ'' کے پر جوش نعروں سے گونج اٹھیں۔ یہاں پر منعقدہ عظمت امام حسین ؓ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ ''اے مرتبۂ شہادت کی رفعتو! تمہیں مبارک ہو کہ ایک شہزادہ گلگوں قبا سید الشہداء نے گلے لگا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہیں انمول کر دیا۔ اے ملت اسلامیہ کی خوش بختیو! اس شاہ ایثار کے حضور خراج عقیدت پیش کرو کہ جس کا مقدس لہو تاریخ عالم میں تمہاری داستان کو رنگین کر گیا۔'' خاندان رسول کے چشم و چراغ سید ریاض حسین شاہ نے مجاہدانہ لہجے میں کہا کہ ''اے کائنات کے کمزور انسانو! بے حوصلہ نہ ہو، جواں عزم رہو کہ امام حسین ؓ کی تکبر شکن جرأتیں آج بھی تمہیں دیو استبداد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کی ہمت عطا کر رہی ہیں اور تمہاری رگ حمیت کو جگا رہی ہیں۔'' کانفرنس سے جگر گوشہ غزالی زماں صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی، پیر سید عاشق حسین شاہ، مفتی محمد عارف سعیدی اور مولانا محمد اکرم سعیدی نے بھی خطاب کیا۔

سفیرِ محبت سید ریاض حسین شاہ نے دورۂ سندھ کے آخری روز سرزمین حجاز سے برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے تشریف لانے والے اپنے جد امجد سید امیر شاہ اور پیر سید صدر الدین شاہ کے مزارات پر حاضری دی اور بعد دوپہر سکھر شہر میں صوبائی ناظم اعلیٰ علامہ مفتی محمد عارف سعیدی کی رہائش گاہ پر اپنے اعزاز میں دیئے گئے ظہرانے میں شرکت کی اور صوبائی عہدیداران کے ساتھ تنظیمی معاملات پر تبادلہ خیال کیا۔ بعد ازاں شاہ جی دوسرے قائدین جماعت کے ہمراہ سکھر کی معروف دینی درسگاہ جامعہ انوار العلوم تشریف لائے تو دار العلوم کے اساتذہ اور طلبہ نے اپنے مہمان عزیز کا پرتپاک استقبال کیا۔ اس موقع پر شاہ صاحب نے دار العلوم کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''آج عالم اسلام جو کچھ ہے اور جتنا کچھ ہے وہ کسی کاخ شاہی کی سرپرستی کا نتیجہ نہیں بلکہ بوریہ نشیں علمائے دین کی فاقہ مستی کا ثمرہ ہے۔ یہ مسجدوں، خانقاہوں اور مدرسوں کا فیضان ہے کہ ہزار حادثوں کے باوجود اسلام میں بھرپور توانائی اور عالم اسلام میں ایک جان ہے۔ آج یورپ اور امریکہ جس اسلام کے سامنے بند باندھنے کا مشترکہ منصوبہ بنا رہے ہیں وہ حکمرانوں کا نہیں ان دیوانوں کا اسلام ہے جو مسجدوں کی چٹائیوں پر بیٹھ کر نئی نسل کے دل و دماغ میں قرآن و حدیث کا نور اتار رہے ہیں''۔

25۔مارچ کو تین بجے سہ پہر سندھ کا دورہ مکمل کر کے اجالوں کے نقیب سید ریاض حسین شاہ بلوچستان روانہ ہو گئے۔ وادیٔ بولان کے معروف شہر اوستہ محمد پہنچنے پر اہل سنت کو ولولۂ تازہ دینے والے سید ریاض حسین شاہ کے استقبال کے لئے جمع ہونے والے افراد کی زبانوں پر وہی نعرے، سینوں میں وہی جذبے اور دلوں میں وہی جنون تھا جو سندھ کے شہر شہر اور گوٹھ گوٹھ میں دکھائی اور سنائی دیا تھا۔

غیور بلوچی مسلمانوں نے اپنے قائد کے ساتھ اظہار محبت کے لئے اپنے بدن میں دوڑتے لہو کے ایک ایک قطرے کی توانائی مجتمع کر کے جوش و جذبے کے ساتھ نعرے بلند کئے اور اوستہ محمد میں مختصر قیام کے دوران شاہ جی نے جماعت اہل سنت صوبہ بلوچستان کے انتہائی مخلص اور متحرک صدر، نرم خوئی، نرم گفتاری اور شائستگی کے پیکر صاحبزادہ خالد سلطان قادری کی طرف سے اپنے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت کے علاوہ صوبائی عہدیداران اور جید علماء و مشائخ کے ساتھ خصوصی ملاقات کی اور مسلکی معاملات پر صلاح مشورہ کیا۔ بعد ازاں سید ریاض حسین شاہ نے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو کے عظیم و جلیل خانوادہ کے عالی وقار بزرگوں کے عرس میں حاضری کی سعادت حاصل کی اور زائرین کے بڑے اجتماع سے خطاب کیا۔اس طرح راہ نوردِ شوق سید ریاض حسین شاہ اہل سندھ اور اہل بلوچستان کی محبتوں کا میلہ لوٹ کر واپس راولپنڈی روانہ ہو گئے اور یوں سید زادے کی پرسوز آواز کی للکار سندھی اور بلوچ مسلمانوں کے دل کی گہرائیوں اور یادوں کے سمندر میں اتر گئی۔ یہ آواز پھر ان وادیوں کے کوچہ و بازار میں کب گونجے گی اس کا اندازہ نہیں لیکن اس تشنگی نے جو مٹھاس پیدا کی ہے وہ قابل دید ہے۔

یارسول اللہ ﷺ لانگ مارچ

تنویر قیصر شاہد

روزنامہ پاکستان 4۔اپریل 2002ء

گزشتہ کچھ عرصے سے پاکستان کے دینی اور سیاسی حلقوں میں دو اصطلاحوں (Terms) کا نظری اور عملی استعمال بڑی شدت سے کیا جارہا ہے۔لانگ مارچ اور ملین مارچ۔ان دونوں مارچوں میں ٹرین مارچ کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔لانگ مارچ کی اصطلاح تو چین والوں نے ''ایجاد'' کی ۔ ماؤزے تنگ کی رہنمائی میں واقعی معنوں میں انہوں نے بغاوت اور احتجاج کر کے غاصبوں، لٹیروں اور ظالموں سے نجات پائی۔''ملین مین مارچ'' (MMM) کا استعمال آج کل وطن عزیز میں MMA والے زوروں سے کر رہے ہیں اور اپنی طاقت اور مقبولیت کے منکروں کے دلوں پر ہیبت طاری کر رہے ہیں ۔۔۔۔۔۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ان کے مخالفین کا دعویٰ ہے کہ ایم ایم اے کے جلسوں میں آج تک ایک ملین (دس لاکھ) انسانوں نے شرکت ہی نہیں کی۔

کم لوگوں کے علم میں ہوگا کہ ''ملین مین مارچ'' کا تصور اور استعمال سب سے پہلے امریکہ کے سیاہ فام مسلمانوں (''نیشن آف اسلام'' کے پیروں کاروں) نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ پہلا ملین مین مارچ اگست 1993ء کو واشنگٹن میں ہوا تھا۔اس کی سربراہی ''نیشن آف اسلام'' کے راہبر لوئی فرح خان کے ہاتھ میں تھی اور اس روز واشنگٹن میں وہائٹ ہاؤس سے ذرا سے فاصلے پر ہر طرف سیاہ سر، سیاہ چہرے، سیاہ بازو، مگر سفید دانت نظر آرہے تھے۔

اور اب 3 تا 6۔اپریل ایک لانگ مارچ چپ راست، چپ راست کرتا راولپنڈی سے کراچی کی طرف روانہ ہوا ہے۔اس کے رہبر و رہنما ''جماعت اہل سنت'' کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ اور جماعت کے مرکزی امیر پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی صاحبان ہیں۔''جماعت اہل سنت'' چونکہ سواد اعظم یعنی بریلوی مکتب فکر کی علمبردار ہے اس لئے اس مارچ کو ''یارسول اللہ لانگ مارچ'' کا عنوان دینے کی بات بھی سمجھ میں آتی ہے۔ویسے اس سے قبل محترمہ بے نظیر بھٹو کے چاہنے والے بھی اپنے جلسوں میں ''یا اللہ یا رسول، بے نظیر بے قصور'' کے نعرے بلند کر چکے ہیں۔۔۔۔لیکن سید ریاض حسین شاہ کی قیادت میں نکلنے والا ''یارسول اللہ لانگ مارچ'' سیاسی نہیں خالصتاً نظریاتی اور عقیدتوں کا رنگ لئے ہوئے ہے۔''ہم یہ مارچ عراقی عوام اور عراق کی

مقدس سرزمین سے اظہارِ محبت اور اظہارِ یک جہتی کے لئے کر رہے ہیں کہ بش اور بلیئر کی فوجوں کی طرف سے عراق پر گرنے والا ہر بم ہمارے سینوں پر گرتا ہے''۔ سید ریاض حسین شاہ نے جذباتی لہجے میں کہا۔

سید ریاض حسین شاہ مفسر قرآن بھی ہیں اور مبلغ اسلام بھی۔ وہ نواز شریف خاندان کی تعمیر کردہ اتفاق مسجد کے خطیب بھی ہیں جہاں کے محراب و منبر میں کبھی پروفیسر طاہر القادری کی آواز گونجتی تھی۔ شاہ صاحب سیاست بھی کرتے رہے ہیں۔ راولپنڈی ان کا حلقہ انتخاب رہا ہے لیکن اب بوجوہ وہ سیاست کی وادی سے کنارہ کش ہو کر خود کو دین کے لئے وقف کر چکے ہیں۔

''یارسول اللہ لانگ مارچ'' سے ایک روز قبل ان الفاظ کا یہ راقم برادرم محمد نواز کھرل کی سنگت میں سید ریاض حسین شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی غرض و غایت دریافت کی۔ مہندی لگی بھرپور گھنی داڑھی میں انگلیاں پھیرتے ہوئے انہوں نے کمال متانت سے فرمایا: ''عراق پر امریکی حملے نے ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ امریکہ تاریخ کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے جواب تک 70۔لاکھ سے زائد ریڈ انڈین کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ ویت نام، کمبوڈیا، لاؤس، افغانستان، جاپان، کیوبا، ایران، صومالیہ، سوڈان اور الجزائر میں اقتصادی، عسکری، کیمیائی اور دفاعی دہشت گردی کے ذریعے پانچ کروڑ انسانوں کو قتل کر چکا ہے۔ لوگوں کو امریکہ کی بدمعاشیوں سے آگاہ کرنے کے لئے یارسول اللہ لانگ مارچ ضروری ہو گیا تھا''۔

''لیکن یہ پانچ کروڑ انسانوں کے قتل کی بات دل کو لگتی نہیں'' میں نے ادب سے عرض کیا۔

''یہ تاریخی حقیقت ہے کہ پہلی خلیجی جنگ سے لے کر عراق پر تازہ حملوں تک امریکہ نے عراق پر جو بم گرائے ہیں، ان کی تعداد دوسری جنگ عظیم میں گرائے جانے والے بموں کی کل تعداد سے زیادہ ہے''۔ انہوں نے میری بات کو نظر انداز کرتے ہوئے فرمایا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ کرۂ ارض پر قیام امن اور آزاد ملکوں کی سلامتی کے لئے ''جیو اور جینے دو'' کے اصول پر یقین رکھنے والی قیادتیں بلاتخصیص سر جوڑ کر بیٹھیں اور امریکہ کو الٹی میٹم دیں کہ وہ عراق میں جنگ بندی کا اعلان کرے، اگر امریکہ ایسا نہیں کرتا تو عالمی برادری امریکہ کے خلاف سفارتی بائیکاٹ کا اعلان کرے۔

اور میں نے سوچا بائیکاٹ کا اعلان کرنا تو آسان ہے لیکن اس پر عمل کرنا ذرا مشکل۔ گویم آسان است و کردن مشکل۔ میں یہ سوچ رہا تھا اور پھر میرے کانوں میں شاہ صاحب کی گونجتی آواز پڑی ''سربیا کے ملاسووچ کی طرح بش اور بلیئر پر بھی جنگی جرائم کا مقدمہ چلایا جانا چاہئے''۔ سید ریاض حسین شاہ مدظلہ عالی کی یہ

خواہش تو مستحسن ہے مگر بش اور بلیئر کو پکڑنے والے اور ان پر مقدمہ چلانے والے کہاں سے آئیں گے؟

ہمارے علمائے کرام کے برعکس مجھے سید ریاض حسین شاہ حقائق اور اعداد و شمار کے اسلحے سے لیس نظر آئے ''امریکہ ہر سال 400۔ارب ڈالر اسلحہ سازی پر خرچ کرتا ہے، جبکہ عراق کے دفاعی بجٹ کا کل حجم 1.4 ارب ڈالر ہے۔دنیا میں سب سے زیادہ ایٹمی اسلحہ امریکہ کے پاس ہے اور اب تک صرف امریکہ نے ہی ایٹم بم کا استعمال کیا ہے۔''

عراق بھی ایٹم بم بنانے اور استعمال کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔اس کے لئے اس نے ایٹمی ری ایکٹر بھی لگا لیا تھا۔اربوں ڈالر بھی خرچ کر دیئے تھے، لیکن برا ہو اسرائیل کا جس نے عراق کے یہ سارے انتظامات ایک روز دن دیہاڑے تباہ کر ڈالے اور عالم اسلام دیکھتا رہ گیا۔انگشت بدنداں!

''صدام حسین نے اپنے اور عراقی بعث پارٹی (جس کا بانی ایک عیسائی مائیکل افلق تھا) کے ماضی کے گناہوں اور غلطیوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔اب لوگ یہ بھول گئے ہیں کہ صدام نے کویت اور ایران کے خلاف ایک ہلاکت خیز جنگ لڑی تھی۔امریکہ نے عراق پر حملہ کر کے کل کے ولن کو ہیرو بنا دیا ہے، کیونکہ اس وقت صدام حسین اکیسویں صدی کے یزید کے خلاف حسینیت کا کردار ادا کر رہا ہے''۔

سید ریاض حسین شاہ بلا کے مقرر ہیں۔ان کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ خوب سج اور پھب رہے تھے ''امریکہ نے افغانستان پر قبضے کے 17 ماہ 13 دن بعد اب عراق پر چڑھائی کی ہے اور ابتدا میں دعویٰ کیا تھا کہ وہ 48۔گھنٹے میں بغداد تسخیر کر لے گا، لیکن آج جنگ شروع ہوئے 272 سے زائد گھنٹے گزر چکے ہیں، مگر امریکہ ''بہادر'' ابھی تک عراق کے ایک بھی شہر پر مکمل قبضہ نہیں کر سکا ہے اور نہ ہی امریکہ عراقی حکومت کا عزم اور عراق کا اتحاد توڑ سکا ہے۔امریکہ کو عراق میں کوئی ''شمالی اتحاد'' اور کوئی کرائے کا فوجی بھی نہیں مل سکا اور نہ ہی عراق کو پارہ پارہ کرنے کے لئے کوئی لارنس آف عریبیا ہی دستیاب ہے۔''

میرا جی چاہا کہ حضرت شاہ صاحب سے پوچھوں کہ لارنس آف عریبیا کی کوششوں اور سازشوں کا پھل کون لوگ کھا رہے ہیں، لیکن ادب میرے آڑے آ گیا۔

''لوگ کہہ رہے ہیں (UNO) کا وجود ختم ہو چکا ہے؟''

میں نے پوچھا ''دیکھا جائے تو واقعی معنوں میں اقوام متحدہ کا وجود ختم ہو چکا ہے، کیونکہ امریکہ نے اس کی حرمت خاک میں ملا دی ہے، سید ریاض حسین شاہ صاحب گویا ہوئے: ''امریکی جارحیت کو

رکوانے سے ہی اس مردے میں دوبارہ جان ڈالی جاسکتی ہے۔کوفی عنان کو غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مستعفی ہو جانا چاہئے تھا اور ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ مسلمان ممالک عالمی سطح پر ''متحدہ مسلم بلاک''، تشکیل دے کر ''اسلامی اقوام متحدہ'' کا اعلان کریں اور اس کا ہیڈ کوارٹر مدینہ منورہ میں قائم کیا جائے۔ بلند ترین آدرشوں اور تمناؤں کے بھنور میں پھنسے جناب سید ریاض حسین شاہ کی باتیں اور خواب دلکش ہیں، لیکن زمینی حقیقتیں ان خوابوں میں رنگ نہیں بھرنے دیتیں۔ وہ پھر گویا ہوئے: ''61۔اسلامی ممالک اکٹھے ہوں، مسلمانوں کے اقتصادی ماہرین بین الاقوامی مسلم مارکیٹ کا پلان تیار کریں، دفاعی ضروریات کا مشترکہ منصوبہ تشکیل دے کر عالم اسلام کی مشترکہ فوج کا اعلان کریں اور آپس میں یہ فیصلہ کریں کہ کسی بھی اسلامی ملک پر حملے کی صورت میں تمام اسلامی ممالک جارح کے خلاف متحد ہو کر لڑیں گے۔ یوں دنیا کا 84۔فیصد تیل پیدا کرنے والے، 85۔لاکھ فوج رکھنے والے اور دنیا کے ایک چوتھائی وسائل کے مالک مسلم ممالک متحد ہو کر نا قابل تسخیر طاقت بن سکتے ہیں''۔

کیسا حسین تصور ہے! سچی بات تو یہ ہے کہ میں ریاض حسین شاہ کو محراب و منبر کا درست وارث اور جدید علوم سے آشنا ایک بے بدل سکالر سمجھتا ہوں۔ان کی باتیں چشم کشا ہوتی ہیں، انہوں نے مجھے یہ بتا کر حیران کر دیا کہ اس وقت مسلمان تاجروں کے 24۔کھرب ڈالر مغربی بینکوں سے نکلوائیں اور ورلڈ بینک کے مقابلے میں اسلامک بینک قائم کریں۔فرمایا'' میں کہتا ہوں اگر تمام اسلامی ممالک اپنی آمدنی کا صرف دس فیصد ہی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی پر خرچ کر دیں تو ہم صرف دس سال میں امریکہ کے برابر عسکری طاقت بن سکتے ہیں۔ ریاض حسین شاہ کا ایک جینوئن مطالبہ بھی ہے، پرویز مشرف سے کہ پاک سرزمین سے امریکی اڈے ختم کیے جائیں۔ جنرل پرویز مشرف کو شاہ صاحب کا ایک مشورہ یہ بھی ہے کہ پاکستان کو امریکہ کی حاشیہ برداری سے نجات حاصل کر کے خود انحصاری اور خود اعتمادی کی طرف بڑھنا چاہئے۔

''حضور! آپ اسلام آباد کی بجائے کراچی کی طرف کیوں مارچ کر رہے ہیں؟''

سوال کے جواب میں شاہ صاحب نے خاموشی فرمائی، لیکن ان کے ترجمان جناب محمد نواز کھرل نے کہا:''اس لئے کہ کراچی پاکستان کا آخری شہر ہے۔''

جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام راولپنڈی تا کراچی

”یارسول اللہ“ لانگ مارچ کی کہانی

انجینئر سرفراز ضیغم

ماہنامہ دلیل راہ مئی / جون 2003

عراق کی سرزمین انبیائے کرام، صدیقین و شہدا و صالحین کا مسکن ہے۔ مختلف تاریخی ادوار کے لحاظ سے حق و باطل کے بڑے بڑے معرکوں کے لئے بھی یہی خطہ زمین زیر استعمال رہا۔ تاریخ شاہد ہے کہ کم و بیش ہر ہر معرکہ میں شیطانی اور نفسانی خواہشات کی اسیر طاقتیں بظاہر جدید ترین اسلحہ سے لیس اور وسائل کی بھرمار کے سبب انتہائی متکبرانہ جوبن پر تھیں لیکن بالمقابل افراد کا بڑا اسلحہ ان کا ایمان اور عجز و انکساری کی خو سے مزین تھا، کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اس وقت کے فرعون نمرود نے آگ کا جو بڑا الاؤ تیار کر رکھا تھا آخر کار اس کا انجام گل و گلزار کی صورت میں ہوگا۔ یزید نے خانوادۂ مصطفیٰ کریم ﷺ کی نسل کشی کے لئے کربلا کے میدان میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے پنجہ آزمائی کی۔ امام پاک تو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں سرخرو ہو گئے لیکن یزید کے حصے میں سوائے ابدی رسوائیوں اور لعن طعن کے کچھ نہ آیا اور وہ رہتی دنیا تک نشان عبرت و نفرت بن کے رہ گیا۔ اسی سرزمین پر چنگیز خان اور ہلاکو خان نے بربریت کی اتنی اندوہناک مثال قائم کی کہ مسلمانوں کے قتل عام کے بعد وہاں کے علمائے دین کے سروں کے مینار بنا دیئے گئے لیکن بعد ازاں ہلاکو خان کا بیٹا امیر تیمور مسلمان ہو گیا۔ تاریخ کے ان واقعات کی روشنی میں آتش نمرود کے حوالے سے چھپکلی کا مکروہ کردار سامنے آیا تو دوسری طرف اس چڑیا کا قابلِ فخر عمل جو آگ کے بڑے الاؤ کو بجھانے کی غرض سے اپنی چونچ میں پانی کے چند قطرات لے کر آئی اور اپنے حصے کا چراغ روشن کرنے کے لئے بے تاب نظر آئی۔ یزید کے طاغوتی اور فرعونی لشکر سے حضرت حر کا علیحدہ ہونا اور قافلۂ حسین رضی اللہ عنہ میں شامل ہو کر شہادت کی سعادت سے سرفراز ہونا اور پھر اسی طرح امیر تیمور کا اپنے اجداد کے فرعونی افکار سے انحراف کر کے تائب ہونا وہ واقعات ہیں جنہیں ہر دور کے مؤرخ نے تاریخی حقائق کی زینت بنایا ہے۔

عراق پر امریکہ کی حالیہ جارحیت نے سرزمین عراق کے جنگی مزاج کی ایک بار پھر نقاب کشائی کی ہے۔ سقوط کابل کے بعد دنیا بھر کے صالح فکر مفکرین نے یہ نتیجہ اخذ کر لیا تھا کہ امریکہ کا صدر بش دماغ کے جس خلل میں مبتلا ہے اس کا اگلا نشانہ عراق اور منزل سقوط بغداد ہوگی۔ صدر بش کے جنگی جنون اور ننگے

عزائم کے خلاف پوری کی پوری انسانیت سراپا احتجاج بن گئی۔ دنیا بھر کے بڑے بڑے شہروں کی شاہراؤں پر انسانوں کا جم غفیر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی مانند یہ شور اٹھا رہا تھا کہ امریکہ عراق پر حملے سے باز رہے۔ پوپ جان پال نے بھی بقائے امن کی پرزور اپیل کی۔ دنیا کے مہذب ممالک نے سلامتی کونسل میں امریکہ کی عراق پر حملے کی قرارداد کو ویٹو کرنے کا ارادہ کیا، لیکن شاید صدر بش نے کسی بھی صدائے احتجاج پر کان نہ دھرے اور بدمست و بے لگام گھوڑے کی طرح دنیا بھر کے تہذیبی حسن کو پاؤں کی ٹاپوں تلے روندتا رہا۔

جماعت اہل سنت پاکستان نے عراق پر امریکہ اوراس کی اتحادی افواج کے فرعونی اقدامات کے خلاف دنیا کے سب سے بڑے احتجاجی مظاہرے کا اہتمام کیا۔ 28۔ مارچ کو لاہور میں مفکر اسلام مفسر قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ، مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان نے راولپنڈی سے کراچی تک 3۔ اپریل تا 6۔ اپریل عظیم الشان ''یارسول اللہ لانگ مارچ'' کا اعلان کیا اور 30۔ مارچ کو راولپنڈی پریس کلب میں ایک پرہجوم پریس کانفرنس میں لانگ مارچ کی جملہ سرگرمیوں اور دیگر تفصیلات پر قبلہ شاہ جی نے روشنی ڈالی۔ اس اعلان کے ساتھ ہی پورے ملک کی ذیلی جماعتیں سرگرم عمل ہوگئیں کہ اتنے مختصر وقت میں اتنے طویل احتجاجی پروگرام کی کامیابی سوائے اس کے عنقا تھی کہ شاید اسے حضرت شاہ صاحب کی کوئی خاص کرامت ہی کامرانیوں سے ہمکنار کر سکے۔ پھر کیا تھا دیکھتی آنکھوں نے ملاحظہ فرمایا کہ راولپنڈی شہر کے راجہ بازار میں انسانی سروں کے خوبصورت منظر نامے کو دیکھ کر یوں محسوس ہوا کہ راولپنڈی کے عاشقانِ مصطفیٰ خانقاہوں سے نکل کر رسمِ شبیری ادا کرنے والے سید ریاض حسین شاہ کے ایک اشارے پر جان دینے کے لئے تیار ہیں۔ 3۔ اپریل کو یارسول اللہ لانگ مارچ کے افتتاحی جلسے کے عظیم الشان انعقاد کے موقع پر استاذ العلماء علامہ سید حسین الدین شاہ، قومی اسمبلی کے رکن صاحبزادہ پیر نورالحق قادری، جگر گوشۂ حضور ضیاء الامت پیر امین الحسنات شاہ، جگر گوشۂ غزالی زماں صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی (سابق ممبر قومی اسمبلی)، مفتی محمد اقبال چشتی، مولانا غلام سرور ہزاروی، علامہ ظفر محمود فراشوی، علامہ شمس الرحمٰن شمس، صاحبزادہ پیر سعید حیدری سیفی و دیگر مقررین کے بعد پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات محمد نواز کھرل نے جوشِ خطابت کے مخصوص انداز میں جب قائدِ کارواں اور کروڑوں یارسول اللہ کہنے والوں کے دلوں کی دھڑکن علامہ سید ریاض حسین شاہ کو دعوتِ خطاب دی تو جماعت اہل سنت راولپنڈی ڈویژن کے جنرل سیکرٹری صاحبزادہ محمد عثمان غنی کے فلک شگاف نعروں کے جواب میں احتجاجی جلسہ خاموش ہونے کا

نام تک نہیں لے رہا تھا۔ مفکر اسلام نے اپنے خطاب کے دوران جب امریکہ اور اس کی اتحادی افواج کی عراق کی شہری آبادی اور برگزیدہ ہستیوں کے مزارات مبارکہ پر بمباری اور مسلمانوں کے قتلِ عام کا ذکر کیا تو قبلہ شاہ جی لوگوں کا اشتعال و اضطراب ان کے چہروں پر دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اس موقع پر امریکہ کے صدر بش اور برطانیہ کے ٹونی بلیئر کو تاریخ انسانی کے بدترین افراد قرار دے دیا۔ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے مسلم امہ کی زبوں حالی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانانِ عالم کی اپنے فکری اہداف سے انحراف کی پالیسیوں نے ان کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا ہے۔ اسلامی ممالک کے حکمرانوں نے اپنے اپنے مفادات کے قبلے متعین کر رکھے ہیں اور ان کی دلچسپیوں کا محور و مرکز سوائے اپنے اقتدار کی بقاء کے کچھ اور نہیں ہے۔ او۔ آئی۔ سی جو امت مسلمہ کا متفقہ ادارہ ہے، نے اپنے نظریاتی افکار اور فطری نصب العین سے کنارہ کشی کر کے غداری کا ارتکاب کیا ہے۔ مفکر اسلام نے اسلامیان کائنات کی ملی خوابیدگی کا سرد آہ لیتے ہوئے ذکر کیا کہ بدقسمتی کی مزید کس انتہا کا انتظار ہے کابل کے بعد سقوطِ بغداد کی منزل کے حصول کے لئے عالمی رائے عامہ کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں اور زور آور بمباری کے باوجود ہمارے مردہ ضمیر پر کوئی چوٹ اثر انداز نہیں ہو رہی ہے۔ اسلامی ممالک کے سربراہان کی موجودہ بے حسی کے سوائے اس کے اور کیا اسباب ہو سکتے ہیں کہ یا تو ان کی دینی غیرت اس قدر مرجھا چکی ہے کہ مقابلے کی طاقت نہ رکھنے کے باعث انہوں نے بلی کو دیکھ کر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیں یا پھر وہ اپنی باری کے انتظار میں ہیں اور تیسری بات یا وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انہیں بھی دورِ جدید کا کوئی لارنس آف عریبیہ مل چکا ہے جس نے امریکہ کے ساتھ ان کی کوئی خفیہ (underhand) ڈیل کا اہتمام کرا دیا ہو۔ شاہ جی نے مزید کہا کہ مجاہد تو موت کے تصور سے بھی عاری ہوتا ہے کیونکہ اس کی منزل شہادت ہوتی ہے اور اپنی جدوجہد مسلسل کے ذریعے آخر کار غازی یا شہید کا مقام پا لیا کرتا ہے۔ عشق رسول ﷺ کی دولتِ لازوال سے مالا مال میری جماعت کے کارکنوں نے کسی خوف کے تحت نہیں بلکہ دینِ اسلام سے اپنی والہانہ محبت کے جذبہ عظیم سے سرشار ہو کر امریکہ کی موت کے لئے اپنے سروں پر کفن باندھ لئے ہیں لیکن قیادت کے تاج کا جو حصہ انہوں نے میرے سر پر رکھا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ میں اپنی زندگی کی اس خواہش عظمیٰ کی تکمیل چاہتا ہوں کہ کوئی میرے پاس آ کر یہ کہہ دے کہ پوری دنیا میں کسی ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اپنے جسم کے ساتھ بم باندھ کر واشنگٹن چلا جائے اور امریکہ کی ننگی جارحیت کی سرکوبی کے لئے اپنی جان فدا کر دے تو نتیجے کے

طور پر امریکہ اپنے ابلیسی شر سمیت دنیا کے نقشے سے کافور ہو جائے گا تو خدا کی قسم میری رگوں میں دوڑنے والا حسینی خون مجھے اس نعمت اور اعزاز تعظیم کے حصول کے لئے فوراً سے پہلے تیار پائے گا۔

شاہ جی کے ان جملوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ مادیت کے اس دور میں محیر العقول فکر کا ترجمان قائد کس انداز سے آرزوئے شہادت کر کے اپنے کارکنوں کے سر فخر سے بلند کرنے کا سامان فراہم کر رہا ہے۔

اس پر مغز اور پر تاثیر خطاب کے بعد ہر آنکھ اشکبار تھی، ہر ہاتھ فضا میں بلند تھا اور ہر زبان نعرہ تکبیر اللہ اکبر، نعرہ رسالت یا رسول اللہ ﷺ، نعرہ حیدری یا علی، نعرہ غوثیہ یا غوث الاعظم الجہاد، الجہاد لبیک لبیک، کربلائے معلیٰ زندہ باد، نجف اشرف زندہ باد، بغداد شریف زندہ باد، پاکستان زندہ باد کے ایمانی نعروں سے جذبات کا اظہار کر رہا تھا تو دوسری طرف امریکہ مردہ باد، بش بلیئر مردہ باد کے گرم جوش نعروں کی گونج میں انجمن طلباء اسلام کے کارکنان امریکہ کے صدر بش اور برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر کے پتلے نذر آتش کر رہے تھے۔

علامہ سید حسین الدین شاہ نے اپنی خصوصی دعاؤں کے ساتھ شرکائے یا رسول اللہ لانگ مارچ کو رخصت کیا۔ موتی بازار اقبال روڈ پر استقبالیہ کیمپ لگا کر مرکزی انجمن تاجران راولپنڈی کے سرپرست اعلیٰ چوہدری محمد اقبال، صدر شیخ محمد صدیق، ایڈیشنل ڈپٹی جنرل سیکرٹری طاہر تاج بھٹی اور میڈیا انچارج نوید بھٹی نے دیگر تاجروں کے ہمراہ لانگ مارچ کے شرکاء پر گل پاشی کی، ایک سو سے زائد گاڑیوں کا قافلہ مری روڈ، کمیٹی چوک، مریڑ حسن، کچہری روڈ سے ہوتا ہوا سواں پل پہنچا تو وہاں پر موجود انسانی ہجوم نے شرکائے لانگ مارچ کو خوش آمدید کہا۔ آگے چل کر روات اور مندرہ کے مقامات پر بھی سینکڑوں کی تعداد میں لوگ خوش آمدیدی بینرز اور پلے کارڈز کے ساتھ موجود تھے۔ پہلا بڑا جلسہ گوجر خان کے مقام پر ہوا۔ سوہاوہ کے قریب پیر عبد القادر ایڈووکیٹ اپنے سینکڑوں مریدین کے ہمراہ کاروان عشق و مستی کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ دینہ، جہلم، سرائے عالمگیر، کھاریاں، لالہ موسیٰ، گجرات اور وزیر آباد میں قائدین لانگ مارچ نے بڑے بڑے جلسوں سے خطاب کیا۔

وزیر آباد سے سیالکوٹ جاتے ہوئے سوہدرہ پڑتا ہے وہاں پر مسلم ہینڈز انٹرنیشنل کے کنٹری کوآرڈی نیٹر برائے پاکستان صاحبزادہ سید ضیاء النور شاہ دیگر احباب کے ہمراہ استقبالیہ کیمپ لگائے عراقی مسلمان بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے شرکائے لانگ مارچ کے لئے آنکھیں فرش راہ کئے ہوئے تھے۔ رات گئے بارہ بجے کے قریب عظیم الشان قافلہ علامہ اقبال کے شہر سیالکوٹ پہنچا تو آزاد کشمیر حکومت کے وزیر صاحبزادہ حافظ حامد رضا نے دیگر احباب کی معاونت سے معروف روحانی بزرگ حضرت امام علی الحق شہید رحمۃ اللہ علیہ کے

مزار کے سائے تلے وسیع میدان میں ہزاروں افراد پر مشتمل بڑے جلسے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ اس موقع پر علامہ سید ریاض حسین شاہ، مفتی محمد اقبال چشتی، صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی اور پنجاب کے قائم مقام امیر علامہ محمد رفیق شاہ جمالی نے خطاب کرتے ہوئے جلسے میں موجود اقبال کے شاہینوں کو ان کے باکمال صبر کی داد دی جو رات کے دوسرے پہر تک لانگ مارچ کے شرکاء کے استقبال کے لئے منتظر رہے۔ اس حوالے سے گوجرانوالہ کے احباب جنہوں نے حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز چشتی کی قیادت میں بڑے جلسے کا اہتمام کر رکھا تھا وہ بھی خراج عقیدت کے بڑے مستحق ہیں لیکن پیر طریقت رہبر شریعت پیر میاں محمد حنفی سیفی کے مریدین و متعلقین کی محبتوں کا کیا کہنا جو طلوع سحر تک راوی ریان میں موجود رہے اور جب لانگ مارچ کے شرکاء دارالعلوم سیفیہ راوی ریان پہنچے تو سفید لباس میں ملبوس ہزاروں سیفی احباب نے سڑک کے دونوں طرف لائن میں کھڑے ہو کر قائدین لانگ مارچ کا اس طرح استقبال کیا جس طرح دوسرے ملک سے آئے ہوئے شاہوں کا استقبال میزبان ملک کیا کرتا ہے۔ قبلہ شاہ صاحب، مفتی محمد اقبال چشتی اور صاحبزادہ سعید حیدری نے خطابات فرمائے۔ صاحبزادہ محمد سعید حیدری نے بالخصوص مفکر اسلام سے اپنی والہانہ عقیدتوں اور محبتوں کا اظہار کیا۔

شرکائے لانگ مارچ علی الصبح ٹھیک نماز فجر کے وقت سیدنا داتا گنج بخش کی بارگاہِ عالیہ میں سلام عقیدت پیش کر رہے تھے۔ یہاں سے روحانیت کی ٹھنڈک حاصل کرنے کے بعد لاہور میں آرام کیا گیا۔ بعد از نماز جمعہ پریس کلب لاہور کے باہر جماعت اہل سنت لاہور نے امریکہ کی مذمت اور عراقی مسلمانوں کے ساتھ مکمل اظہار یکجہتی پر مشتمل احتجاجی مظاہرہ کیا۔ زندہ دلان لاہور کے جذبات یا رسول اللہ لانگ مارچ کو مہمیز کر رہے تھے۔ ٹھوکر نیاز بیگ میں جماعت اہل سنت پاکستان اور انجمن طلباء اسلام نے استقبالیہ کیمپ اور جلسے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ بعد ازاں پتوکی، پھول نگر (بھائی پھیرو) اور شیخ القرآن حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر اوکاڑہ میں بھی بڑے بڑے جلسوں سے قائدین لانگ مارچ نے خطابات کیے۔ جگر گوشہ شیخ القرآن اور جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی نائب ناظم اعلیٰ صاحبزادہ فضل الرحمان اوکاڑوی نے جملہ شرکاء کی خدمت میں چائے پیش کی۔ موقع پر موجود تمام قائدین نے حضرت شیخ القرآن کے مزار اقدس پر بھی حاضری دی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ بعد ازاں صاحبزادہ فضل الرحمان بھی لانگ مارچ میں شامل ہو گئے۔

ساہیوال پہنچنے پر بہت بڑا جلسہ شرکائے لانگ مارچ کا انتظار کر رہا تھا۔ اس جلسے کا اہتمام پیرزادہ سید عمران شاہ ولی اور حاجی احسان الحق فریدی نے کر رکھا تھا۔ ہر شہر کی طرح یہاں بھی ہزاروں افراد موجود تھے اور

قائدین کے لئے 12۔فٹ اونچا سٹیج تیار کیا گیا تھا۔چیچہ وطنی میں علامہ سید ریاض حسین شاہ نے درس قرآن دیا اور رات گئے یہ قافلہ انجمن طلباء اسلام کے سابق مرکزی صدر اور جماعت اہل سنت پاکستان کے سیکرٹری امور خارجہ عبدالرزاق ساجد کے شہر میاں چنوں پہنچا۔صاحبزادہ محمد عبداللہ سیالوی نے اپنے معزز مہمانوں کی خدمت میں رات کا کھانا پیش کیا۔دوسری رات کا مختصر قیام بھی یہیں پر ہوا۔اگلے دن پر تکلف ناشتے کا اہتمام بھی اہالیان میاں چنوں نے بڑی محبت سے کیا۔کاروانِ محبت نے چند گھنٹوں کے بعد شاہ رکن عالم کی دھرتی مدینۃ الاولیاء ملتان شریف میں عاشقان اولیاء کو جگر گوشہ غزالی زماں صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی، صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی، وسیم ممتاز ایڈووکیٹ، علامہ فاروق خان سعیدی ودیگر قائدین جماعت کی قیادت میں آئے ہوئے فرزندانِ اسلام کو اپنا استقبال کرتے ہوئے دیکھا۔چوک کمہاراں میں موجود عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر شرکائے لانگ مارچ کے انتظار میں غزالی زماں، رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ایصال ثواب پہنچا رہا تھا کہ حضور غزالی زماں کی بنائی ہوئی جماعت آج اپنی معراج پر تھی۔قائدین نے بڑے جلسے سے خطابات فرمائے۔بعدازاں جلسہ کے آخر میں مرکزی امیر صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے ارشاد فرمایا کہ عراق کی سرزمین کے ساتھ ان کی جماعت کی ہزاروں روحانی وابستگیاں موجود ہیں۔اس پاک دھرتی پر امریکہ کی آمد کا سبب عالم اسلام کے رہنماؤں کی دینی بے حسی اور مادیت کی پرورش ہے۔جسے ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اور ملی خوابیدگی کے خاتمے کے لئے انہوں نے ''عظیم الشان عالمی اسلامی کنفیڈریشن'' کے قیام کے لئے اسلامی ممالک کے سربراہان مملکت کے نام کھلا خط بھی تحریر کیا تھا۔حضرت امیر جماعت نے مزید کہا کہ مسلمانانِ عالم کے جملہ مسائل سے نجات ان کے باہمی اتحاد اور متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے میں ہے۔مسلمانان عالم کی مشترکہ اسلامی فوج اور متفقہ کرنسی کا اجراء ہی ہماری بقاء کا ضامن ہے۔ملتان شریف میں عظیم الشان ریلی بھی نکالی گئی۔جس کی قیادت مرکزی امیر اور مرکزی ناظم اعلیٰ نے کی۔ملتان کی معروف دینی و علمی درسگاہ جامعہ انوارالعلوم سے امیر جماعت نے لانگ مارچ کے شرکاء کو اپنی دعاؤں سے رخصت کیا۔

جنوبی پنجاب میں دیگر مقامات کے علاوہ لیاقت پور اور رحیم یار خان میں بڑے جلسوں کا اہتمام موجود تھا جہاں دیگر قائدین کے علاوہ حضرت مفکر اسلام اور صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی نے خصوصی خطابات کئے۔یارسول اللہ لانگ مارچ میں شریک عاشقان مصطفیٰ نے تیسری رات کا مختصر قیام سندھ کے جنرل سیکرٹری مفتی محمد عارف سعیدی کے دارالعلوم سکھر میں کیا۔یہاں سے جماعت اہل سنت صوبہ سندھ کے صدر

پیر سید عاشق حسین شاہ اور صوبائی جنرل سیکرٹری مفتی محمد عارف سعیدی بھی کاروان میں شامل ہو گئے۔ مارچ کے چوتھے روز سندھ کے مختلف شہروں میں جلسوں کے بعد حیدر آباد پریس کلب میں احتجاجی جلسہ سے قائدین نے خطاب کیا۔ سہراب گوٹھ کراچی میں یہ عظیم قافلہ عصر کے وقت پہنچا تو سابق وفاقی وزیر حاجی محمد حنیف طیب، سابق رکن قومی اسمبلی اور ممتاز عالم دین علامہ شاہ تراب الحق قادری، خلیل الرحمان چشتی، مولانا ابرار احمد رحمانی، محمد حسین لاکھانی کی قیادت میں ہزاروں لوگوں کے جم غفیر نے راولپنڈی سے چار روز کا سفر طے کر کے کراچی پہنچنے والے لانگ مارچ کا والہانہ استقبال کیا۔ جماعت اہل سنت کراچی کی طرف سے شرکائے لانگ مارچ کو لنچ بکس پیش کیے گئے۔ سینکڑوں گاڑیوں کے جلوس کے ساتھ عین نمازِ مغرب کے وقت ریلی آرام باغ کراچی میں تھی جہاں ہزاروں لوگ قائدین اہل سنت کو سننے کے لئے موجود تھے۔

1600 کلومیٹر کی طویل مسافت اور 80۔ بڑے جلسوں سے خطاب کرنے والے سید ریاض حسین شاہ اپنی زندگی کی پانچویں دھائی میں ہونے کے باوجود ہمتوں کے وہ مرد مجاہد نظر آ رہے تھے جس پر ہزاروں جوانیاں بھی ناز کریں تو کم نظر آتا ہے۔ قیادت کا حق اس انداز سے نبھا رہے ہیں کہ اتنے طویل سفر میں بھی ایک ایک کارکن کی خبر رکھتے ہیں۔ سید بادشاہ جب کسی ہوٹل یا پٹرول پمپ پر کارکنان کے سامنے تشریف لاتے تو اپنی محبتوں سے اپنے چاہنے والوں کا دل اس انداز سے مہکاتے کہ سفر کی ساری تھکن دور ہو جاتی۔ مرکزی سیکرٹری مالیات اور عظیم عاشق رسول حاجی شیخ محمد ایوب کا کیا کہنا وہ پورے راستے مختلف اشیائے خورونوش اور مشروبات سے اپنے ہم سفر ساتھیوں کی تواضع فرماتے رہے۔ کاروان خیر کے لئے راہ کی مشکلات حقائق کا بڑا تقاضا ہوا کرتی ہیں اور یہی مشکلیں دوسری صورت میں اہل قافلہ کی سچائی کے لئے سرٹیفکیٹ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ علامہ سید ریاض حسین شاہ سے والہانہ مؤدت کے پیکر سید قیصر عباس شاہ اہل سنت کی صحافت کے ستون محمد نواز کھرل اور راقم الحروف نے لانگ مارچ کی میڈیا کوریج کا نہایت عمدگی اور سلیقے سے اہتمام کیا۔ صاحبزادہ محمد عثمان غنی، ابومحی الدین، علامہ رضوان انجم، شیخ محمد عارف سہیل اور علامہ لیاقت علی نے انتظامی امور سرانجام دیئے۔

کراچی کے آرام باغ میں دیگر مقررین کے بعد جب علامہ سید ریاض حسین شاہ خطاب کے لئے تشریف لائے تو پورا پنڈال ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ زوردار نعروں کی گونج میں موت سے محبت کرنے کی مجاہدانہ فکر کے حامل اور حسینی کردار کے سرخیل علامہ سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ ان کی

جماعت عالمی برائیوں کے خاتمے کے لئے صالح فکر کے گُر سے آشنا ہے۔اور یہ وہی چراغ عالم افروز ہے جس نے مستقبل قریب کے عالمی منفی حالات کوحال کے فیصلوں کی حسن ترتیب سے انقلاب آفرین منازل کی راہوں سے مزین کردیا۔لانگ مارچ کے ساتھ یارسول اللہﷺ کے سابقے نے اتنی برکتیں سمیٹی ہیں کہ جس کے سبب سقوط واشنگٹن کی منزل مجھے قریب نظر آرہی ہے اور بالخصوص عراق کے اندر نہتے مسلمانوں اور برگذیدہ زیارات پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بموں کی بارش امریکہ کے صدر بش اور برطانیہ کے وزیراعظم ٹونی بلیئر کی اپنے اپنے ممالک میں سیاسی موت کا بڑا سامان بنیں گے۔یارسول اللہ لانگ مارچ نے پوری اسلامی امہ کوفکر کے نئے زاویے دیئے ہیں اور دنیا بھر کے مسلمانوں میں ملی ودینی بیداری کی لہر پیدا کردی ہے۔ہمارا یہ لانگ مارچ مستقبل قریب میں کفریہ طاقتوں کی طرف سے ہونے والی مکروہ کاروائیوں سے بچنے کے لئے عالمی اسلامی الارم کا کردار ادا کرے گا۔اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ممالک کے سربراہان اپنی داخلی وخارجی سمیت دیگر پالیسیوں کوعوامی خواہشات کا آئینہ دار بنائیں۔عراق کی سرزمین پر انبیائے کرام،صدیقین،شہدا،صالحین اور بالخصوص ہمارے غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ استراحت فرما ہیں اور پاکستان میں بسنے والے تیرہ کروڑیارسول اللہ کہنے والوں کے اس زمین کے ساتھ روحانی جذبات وابستہ ہیں اس لیے واشنگٹن انتظامیہ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل سے باز رہے۔انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ لانگ مارچ دنیا بھر کے ان انسانوں کے امریکہ مخالف موقف کی مکمل تائید کرتا ہے جنہوں نے بڑی بڑی شاہراہوں پر امریکہ کی ننگی جارحیت کے خلاف احتجاجی مظاہروں کے ذریعے اپنی آواز بلند کی۔

یارسول اللہ لانگ مارچ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ حضرت مفکر اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ کے دونوں صاحبزادگان حضرت سید فیصل شاہ جی اور حضرت صاحبزادہ سید نعمان شاہ جی راولپنڈی سے کراچی تک لانگ مارچ کے ہمراہ رہے اور جملہ مشکلات کے ساتھ کربلا والوں کی یاد تازہ کرنے کا باعث بنے رہے۔حضرت شاہ جی کے تلمیذ خاص صوفی شیخ محمد قاسم بھی پورے راستے اپنے مخصوص تبسمی انداز سے قافلے کی رونق کودوبالا کرتے رہے۔

جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام راولپنڈی تاکراچی یا رسول اللہ ﷺ لانگ مارچ کا

شاندار آغاز، کامیاب اختتام

محمد نواز کھرل

ماہنامہ دلیل راہ مئی / جون 2003

جماعت اہل سنت کے زیرِ اہتمام انبیاء واولیاء کی مقدس سرزمین عراق پر امریکی جارحیت کے خلاف احتجاج اور عراقی مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے گذشتہ ماہ مفکر اسلام سید ریاض حسین شاہ کی زیر قیادت راولپنڈی سے کراچی تک تین روزہ ملک گیر"یارسول اللہ لانگ مارچ" کیا گیا۔ لانگ مارچ کے آغاز پر 3۔اپریل 2002 کو فوارہ چوک راولپنڈی میں کاروان کو الوداع کرنے کے لئے راولپنڈی کے ہزاروں فرزندانِ اسلام جمع ہوئے۔ اس موقع پر منعقدہ افتتاحی جلسہ سے جماعتِ اہل سنت کے مرکزی ناظمِ اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ کے علاوہ جماعتِ اہل سنت کی سپریم کونسل کے سینئر رکن، جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کے پرنسپل شیخ الحدیث علامہ سید حسین الدین شاہ، قومی اسمبلی کے رکن صاحبزادہ نورالحق قادری، قومی اسمبلی کے سابق رکن صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی، جگر گوشہ ضیاء الامت پیر محمد امین الحسنات شاہ، مفتی محمد اقبال چشتی، علامہ رفیق احمد شاہ جمالی، علامہ ظفر محمود فراشوی (برطانیہ) اور صاحبزادہ محمد عثمان غنی نے خطاب کیا۔ بعد ازاں لانگ مارچ کا قافلہ راجہ بازار سے گزرتا ہوا کمیٹی چوک پہنچا۔ راولپنڈی کے تاجروں اور شہریوں نے کارواں پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں اور پرتپاک انداز میں الوداع کیا کاروان میں ایک سو کے قریب گاڑیاں شریک تھیں۔ جن پر بینرز اور جھنڈے لہرا رہے تھے۔

راولپنڈی کے بعد گوجرخان، سوہاوہ، دینہ، جہلم، سرائے عالمگیر، کھاریاں، لالہ موسیٰ، گجرات اور وزیر آباد میں لانگ مارچ کے کاروان کا پرجوش استقبال کیا گیا اور ہر شہر میں قائدین نے استقبال کے لئے جمع ہونے والے اجتماعات سے خطابات کئے۔ لانگ مارچ کے پہلے روز کاروان رات ایک بجے سیالکوٹ پہنچا۔ اس موقع پر سیالکوٹ میں امام علی الحق شہید کے مزار سے ملحقہ وسیع گراؤنڈ میں جلسہ عام منعقد کیا گیا تھا جس سے لانگ مارچ کے قائد سید ریاض حسین شاہ کے علاوہ صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی، صاحبزادہ حافظ حامد رضا، علامہ رفیق احمد شاہ جمالی، مفتی محمد اقبال چشتی، علامہ قاری خالد محمود اور دوسرے علماء نے خطاب کیا۔ جلسہ کے اختتام پر کاروان رات تین بجے گوجرانوالہ پہنچا تو اہلِ گوجرانوالہ نے علامہ عبد العزیز چشتی اور چوہدری عارف ندیم ایڈووکیٹ کی قیادت میں لانگ مارچ کے شرکاء کا شاندار استقبال کیا۔ بعد ازاں سحری کے وقت لانگ مارچ کا عظیم الشان قافلہ آستانہ

عالیہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان پہنچا۔ یہاں بھی ممتاز روحانی پیشواء حضرت پیر میاں محمد حنفی سیفی کے ہزاروں مریدین کاروان کی آمد کے منتظر تھے۔ راوی ریان میں مختصر قیام اور خطابات کے بعد کاروان صبح پانچ بجے داتا دربار پہنچا۔ سید ہجویر مخدوم امم کے عظیم آستانے پر حاضری اور نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد کاروان کے شرکاء آرام کے لئے اتفاق اسلامک سنٹر چلے گئے۔

نمازِ جمعہ کی ادائیگی سے فارغ ہو کر لانگ مارچ کے دوسرے مرحلے کا آغاز 4۔ اپریل کو 3 بجے سہ پہر لاہور پریس کلب سے ہوا۔ اس موقع پر پریس کلب کے سامنے چوک شملہ پہاڑی میں ہزاروں زندہ دلانِ لاہور کے اجتماع سے علامہ سید ریاض حسین شاہ، علامہ عبدالتواب صدیقی، پیر میاں محمد حنفی سیفی، صاحبزادہ سعید حیدری، انجینئر سلیم اللہ خان، مفتی محمد اقبال چشتی اور دوسرے مقررین نے خطاب کئے اور ہزاروں افراد نے نعرے لگا کر کاروان کو شہر داتا رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت کیا۔ لاہور سے روانہ ہو کر لانگ مارچ کا کاروان ٹھوکر نیاز بیگ، بھائی پھیرو، پتوکی، اوکاڑہ، ساہیوال، چیچہ وطنی سے گزرتا ہوا رات 2۔ بجے میاں چنوں پہنچا۔ رات میاں چنوں میں قیام کے بعد اگلے روز 5۔ اپریل کو ایک بجے دوپہر ملتان کے چوک کمہاراں والا میں جلسہ عام سے تیسرے مرحلے کا آغاز کیا گیا۔ ملتان کے بڑے جلسہ سے مرکزی امیر معظم صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی، علامہ سید ریاض حسین شاہ، صاحبزادہ حامد سعید کاظمی اور دوسرے قائدین نے خطاب کیا۔ ملتان کے بعد لودھراں، بہاولپور، خان پور، لیاقت پور اور رحیم یار خان میں کاروان کا استقبال کیا گیا۔ ہر شہر میں ہزاروں افراد کے اجتماعات سے قائدین نے خطاب کیا۔ تیسرے مرحلے کے آخر میں رات 4 بجے کاروان سکھر پہنچا۔ سکھر میں مختصر آرام کیا گیا اور 6۔ اپریل کو سندھ کے مختلف شہروں سے گزر کر لانگ مارچ کا قافلہ شام 5 بجے کراچی پہنچا۔ سہراب گوٹھ میں علامہ شاہ تراب الحق قادری اور حاجی حنیف طیب کی قیادت میں کراچی کے غلامانِ رسول ﷺ نے کاروان کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں شرکائے لانگ مارچ کو بڑے جلوس کے ساتھ آرام باغ لے جایا گیا۔ وہاں پر نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس کے ہزاروں شرکاء سے یارسول اللہ لانگ مارچ کے قائد سید ریاض حسین شاہ، علامہ شاہ تراب الحق قادری، مولانا ابرار احمد رحمانی، علامہ کوکب نورانی، حاجی حنیف طیب اور دوسرے مقررین نے خطاب کیا۔ اس طرح تین روز مسلسل دن رات سفر کے بعد 80۔ مختلف شہروں سے گزر کر ہزاروں کلومیٹر کا سفر طے کر کے لانگ مارچ اختتام پذیر ہوا۔

جماعت اہل سنت ضلع لاہور کے زیرِ اہتمام

فکرِ رضا کانفرنس

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ مئی / جون 2002

جماعت اہل سنت ضلع لاہور نے ہمدرد ہال میں 26۔اپریل کو فکر رضا کانفرنس کا اہتمام کیا۔جس کی صدارت پیر سید شمس الدین بخاری نے کی جبکہ مہمان خصوصی صاجزادہ غلام صدیق احمد نقشبندی تھے۔ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے خصوصی خطاب فرمایا جبکہ دوسرے مقررین میں علامہ عبدالتواب صدیقی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، علامہ محمد صدیق ہزاروی، مفتی محمد اقبال چشتی، علامہ خان محمد قادری شامل تھے۔ کانفرنس میں ضلع لاہور کے تمام یونٹس کی نمائندگی نظر آرہی تھی۔تلاوت ونعت کے بعد علامہ محمد صدیق ہزاروی نے اپنا خصوصی مقالہ پیش کیا۔درمیان میں جہاں ضرورت محسوس ہوتی وہ مقالہ سے ہٹ کر بھی گفتگو فرماتے۔انہوں نے کہا کہ خطباء اور واعظین کو احتیاط کرنی چاہئے کہ اپنی فکر کو اعلیٰ حضرت کی فکر نہیں قرار دینی چاہئے۔انہوں نے کہا کہ ہمارے دور کا المیہ یہ بھی ہے کہ لوگ اپنی سوچ اپنی فکر اور اپنے نظریات کو فاضل بریلوی کی فکر قرار دیتے ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ میں جماعت اہل سنت کے قائدین سے گزارش کروں گا کہ 2002ء کو اگر فکر رضا کا سال قرار دے دیا ہے تو اس سلسلہ کے ملک بھر میں جتنے بھی پروگرام ہوں ان کا ریکارڈ ضرور مرتب کیا جائے۔علامہ خان محمد قادری نے اعلیٰ حضرت کے عظیم المرتبت فقیہہ ہونے پر گفتگو فرمائی۔انہوں نے کہا کہ آپ سراج الفقہا تھے۔اُس دور کے تمام مسالک کے فقہا بھی آپ ہی سے راہنمائی لیا کرتے تھے۔علامہ عبدالتواب صدیقی نے کہا کہ امام احمد رضا نے کبھی بھی عقائد کے معاملہ میں سودے بازی نہیں کی انہوں نے ہمیشہ بدعقیدہ لوگوں کے خلاف جہاد کیا اور اہل محبت کو بد مذاہب سے بچنے کی تلقین کی۔حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے کہا کہ امام صاحب نے ہزار سے زائد تصانیف قلمبند کی ہیں۔انہوں نے کہا کہ آپ ایک عظیم محقق اور نامور ادیب تھے۔مفتی محمد اقبال چشتی نے کہا کہ خطبا حضرات ایک جمعہ امام احمد رضا کی فکر کے حوالہ سے خطبہ دیں۔

علامہ سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ دہشت گردی اور نفرتوں کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اولیاء کے پیغام محبت کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔اولیا کے آستانے خیر کے سرچشمے ہیں انہوں نے کہا

کہ مسلمان مجاہد تو ہو سکتا ہے لیکن دہشت گرد نہیں۔شاہ صاحب نے کہا کہ مذہب کی دنیا میں اعلیٰ حضرت کا نام اور آپ کا وجود ریفرنڈم کی حیثیت رکھتا ہے انہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے آج بعض مسلم زعماء نے مسجدوں کے دروازے عیسائیوں کے لئے کھولے اور بعض علماء چرچوں میں جا پہنچے، ایسے حالات میں ضروری ہے کہ فکر رضا کو عام کیا جائے۔انہوں نے کہا کہ آج ضرورت ہے کہ اہل سنت اپنے مدارس مضبوط کریں، مساجد کے نظام تربیت کو فعال بنائیں اور آزمائشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔کانفرنس میں نقابت کے فرائض جماعت اہل سنت ضلع لاہور کے ناظم اعلیٰ صاحبزادہ حسنات احمد مرتضےٰ نے سرانجام دیے جبکہ آخر میں جماعت اہل سنت کے مرکزی چیف آرگنائزر صاحبزادہ غلام صدیق احمد نقشبندی نے دعا فرمائی۔

شاہ جی کا دورۂ یورپ

عبدالرزاق ساجد

ماہنامہ دلیل راہ نومبر/دسمبر 2003

مایوسیوں اور نا امیدیوں کے اس زوال پذیر دور اور قحطِ وفا میں جماعت اہلِ سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ کا وجود تاریک سمندر میں نور کے مینار کی طرح ابھرتا اور ٹھہر گئی خزاں رت میں گلاب کی طرح نکھرتا دکھائی دیتا ہے۔ شاہ جی گفتگو کرتے ہیں تو ان کی دھیمی، میٹھی، مدھ بھری آواز میں کئی راز چھلکتے ہیں اور دلوں کی بستیوں میں کوئی ان جانی، ان دیکھی تڑپ مچلنے لگتی ہے۔ نجانے سید زادے کے پاس کیسا مقناطیس ہے جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر اس کی دلکشی میں دل دلوں کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ عجب بے قراریاں ہیں جو سیّد صاحب کے وجود میں وجد کرتی ہیں۔ شاہ جی وطن عزیز میں اہلِ سنّت کو متحرک، منظم اور فعال بنانے کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ بیرونی ممالک میں بھی فرزندان اسلام کو گمراہی سے بچانے اور دینی راہوں کا مسافر بنانے کی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بیرونی ممالک میں مقیم عاشقان رسول کئی کئی سال شاہ جی کی آمد کے منتظر رہتے ہیں اور جب سید صاحب یورپ کے دورے پر تشریف لے جاتے ہیں تو دیار مغرب میں ایمانی بہار سے ماحول مہکنے لگتا ہے۔ ذیل میں شاہ جی کے حالیہ دورۂ یورپ کی رپورٹ پیش کی جارہی ہے۔

سید ریاض حسین شاہ نے اپنے غیر ملکی دورے کا آغاز 11۔ جولائی کو برطانیہ کے شہر برمنگھم سے کیا۔ برمنگھم میں پیر سید منور حسین شاہ جماعتی نے امیر ملت اسلامک سنٹر میں شاہ جی کے اعزاز میں استقبالیہ دیا، جس میں علماء و مشائخ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر شاہ جی نے شرکائے تقریب کو جماعت اہل سنت پاکستان کی سرگرمیوں اور انٹرنیشنل سنی سیکرٹریٹ کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ 12۔ جولائی 2003 کو نوٹنگھم میں راقم الحروف (جماعت اہل سنت پاکستان کے سیکرٹری امور خارجہ عبدالرزاق ساجد) کی رہائش گاہ پر مقامی علماء و مشائخ اور مختلف سنی تنظیموں کے عہدیداران نے علامہ سید ریاض حسین شاہ سے ملاقات کی۔ وفود سے گفتگو کرتے ہوئے شاہ جی نے کہا کہ ''مغربی معاشرے میں اسلام کی تبلیغ کے لئے صوفیانہ طرز عمل اختیار کرنے اور صوفی ازم کے فروغ کی ضرورت ہے''۔

ملاقات کرنے والوں میں پیر سید زاہد علی شاہ، مسلم ہینڈز کے سربراہ صاحبزادہ سید لخت حسنین اور دیگر شامل تھے۔ نوٹنگھم میں مختصر قیام کے بعد شاہ جی بعد نماز عصر شیفیلڈ پہنچے۔ یہاں پر شیخ الحدیث مفتی محمد عبداللہ قصوری کے قابل فخر فرزند صاحبزادہ مفتی محمد اختر علی قادری نے اپنی رہائش گاہ پر جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ کے اعزاز میں عصرانے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ اس شاندار اور باوقار تقریب کے معزز شرکاء نے مختلف عالمی، دینی، روحانی اور معاشرتی معاملات پر سید صاحب کے ساتھ سوال و جواب کی نشست کی۔

سید ریاض حسین شاہ شیفیلڈ سے علماء و مشائخ کی محبتوں کا میلہ لوٹ کر مانچسٹر پہنچے تو انجمن طلبہ اسلام پاکستان کے سابق مرکزی راہنما، نوجوان مذہبی سکالر بشیر احمد سیالوی نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے معزز و محترم مہمان کو خوش آمدید کہا۔ بشیر احمد سیالوی کے گھر میں منعقدہ روحانی محفل میں شاہ جی نے اپنی گفتگو میں کہا کہ ''اللہ والوں سے وابستگی انسان کو حریم قدس میں لے جاتی ہے۔ اس لئے اپنے نفس کی میل کچیل کو دھونے کے لئے اللہ کے مقرب بندوں کے ساتھ وابستگی ناگزیر ہے''۔ 13۔ جولائی کو سید ریاض حسین شاہ نے مرکزی جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام وکٹوریہ مسجد مانچسٹر میں منعقدہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے بڑے اجتماع میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''فتنہ قادیانیت ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہت فتنہ ہے، اگر اسے ایک سمت سے دیکھیں تو یہ جھوٹی نبوت کا خارزار وجود لئے نظر آ رہا ہے، دوسری سمت سے دیکھیں تو یہ مسلمانوں کے قلب سے جذبہ جہاد نکالتا اور ان کے پاؤں میں غلامی کی زنجیریں ڈالتا نظر آتا ہے۔ تیسری سمت سے ملاحظہ کریں تو یہ کتاب اللہ اور احادیث رسول کو مسخ کرتا دکھائی دیتا ہے۔ چوتھی سمت سے جائزہ لیں تو یہ مسلمانوں کی ملی وحدت کو ٹکڑیوں میں بانٹتا نظر آتا ہے۔ پانچویں سمت سے نظر ڈالیں تو یہ اپنی زہریلی زبان سے خاتم الانبیاء محمد عربی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیوں کے طوفان اٹھاتا نظر آتا ہے، چھٹی سمت سے نگاہ دوڑائیں تو یہ وطن عزیز پاکستان کی جڑیں کاٹتا ہوا نظر آتا ہے''۔ شاہ جی نے مدلل اور پر تاثیر خطاب میں قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم کو بے نقاب کر کے قادیانیت کا اصل چہرہ سامعین کے سامنے پیش کیا تو پورا مجمع تھرا اٹھا۔ ہر کوئی غم و غصہ کا مجسمہ بنا بیٹھا تھا اور ہر زبان قادیانیت اور مرزا قادیانی پر بے شمار لعنتوں کے ڈونگرے برسا رہی تھی۔ ختم نبوت کانفرنس سے پیر سید منور حسین شاہ جماعتی، علامہ قاضی عبدالعزیز چشتی اور دوسرے علماء و مشائخ نے بھی خطاب کیا۔

جماعت اہلِ سنّت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ سید ریاض حسین شاہ نے ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرنے کے بعد لیور پول میں اپنے اعزاز میں منعقد کی گئی عشائیہ تقریب میں شرکت کی شاہ جی دورہ برطانیہ کے آخر میں 14 جولائی کو لندن پہنچے۔ یہاں پر اہم دینی شخصیات سے انفرادی ملاقاتوں اور احبابِ طریقت کے گھروں میں منعقدہ محافل ذکر میں شرکت کی۔ شاہ جی نے دورہ برطانیہ مکمل کر کے 15۔ جولائی کو فرانس کے شہر ڈاور میں استقبالیہ تقریب سے خطاب کیا اور اسی روز بیلجیئم روانہ ہو گئے۔ بیلجیئم پہنچنے پر جماعت اہل سنت کے عہدیداران وکارکنان نے اپنے قائد کا پر جوش استقبال کیا۔ بیلجیئم میں جماعت اہلِ سنّت کے ورکرز کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ ''سنّی اور مسلمان الگ الگ نہیں بلکہ ایک معنی اور مفہوم کے لئے بولے جانے والے مترادفات ہیں۔ شاہ صاحب نے بتایا کہ احادیث میں امت کی فرقہ بندی کی خبر دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میری امت میں 73 فرقے ہوں گے اور 72 جہنمی ہوں گے اور ایک جنتی ہوگا۔'' امت کے صالحین اور فقہاء کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ اس جنتی فرقے کا نام اہل سنت و جماعت ہے کیونکہ اہل سنت کے عقائد آلائشوں سے پاک ہیں اور تمام اصول وفروع میں صحابہ کرام کے پیروکار ہیں۔''

16۔ جولائی کو شاہ جی نے فرانس میں ملک محمد صفدر کی رہائش گاہ پر تنظیمی وتحریکی احباب سے ملاقات کی اور فرانس میں جماعت اہل سنت کی تنظیم سازی کے لئے اہم فیصلے کیے۔ 17 جولائی کو شاہ صاحب نے جنیوا میں تحریکی ساتھیوں کے ساتھ ایک خصوصی نشست میں اصلاحی گفتگو کے بعد اٹلی کے شہر میلان میں میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''جس شخص کے سامنے حضور ﷺ کا نام لیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے، کائنات میں اس سے بڑا بخیل اور کوئی نہیں ہے۔ اس بخیل کو اللہ پسند نہیں کرتا اور نہ ہی معاف کرتا ہے اور اگر کوئی اس بخل کی کالی چادر پھاڑ ڈالے اور میرے مصطفیٰ ﷺ کا نام سن کر وہ محبت کے ساتھ درود پڑھ دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے محبوب پر درود پڑھنے والے، تو گنہگار بھی ہو تو میں اللہ ہو کر بھی دس دفعہ تجھ پر سلام کرتا ہوں''۔ 18۔ جولائی کو شاہ جی نے میلان میں درس قرآن دیا اور دیار غیر میں بسنے والے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ ''وہ قرآن حکیم کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنائیں اور روزانہ قرآن مجید کا کچھ حصہ سمجھ کر پڑھنے کو معمول بنائیں''۔ بعدازاں اگلے روز 19۔ جولائی کو آسٹریا کے راستے میں ایک پر فضا مقام پر جماعتی احباب کے ساتھ محفل ذکر ونعت

منعقد کی گئی۔اسی روز شاہ صاحب جرمنی کے شہر فرینکفرٹ پہنچے اور غلامان رسول ﷺ کے ایک اجتماع سے خطاب کیا۔20۔جولائی کو سید ریاض حسین شاہ نے ہالینڈ کے شہر لیگزم برگ میں جماعت اہل سنت کے اجتماعِ کارکنان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''محبت خدا کا راز چراغ مصطفوی سے نور حاصل کرنے اور ذات مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کرنے میں پنہاں ہے''۔20۔جولائی کو شاہ جی فرانس، جرمنی، اٹلی، بیلجیئم اور ہالینڈ کا دینی و تبلیغی اور تنظیمی دورہ مکمل کر کے واپس لندن پہنچے۔

لندن میں ایک روز قیام کے بعد21۔جولائی کو شاہ جی خاک حجاز کو آنکھ کا سرمہ بنانے اور گنبد خضریٰ کی ہریالیوں سے دل ونظر کو راحت مند کرنے کی تڑپ لئے جدہ پہنچے۔24۔جولائی کے مبارک اور تاریخی دن حرم شریف میں رب ذوالجلال کی رحمتوں اور انوار و تجلیات کے جھرمٹ میں شاہ جی کے خوش بخت اور سعادت مند بیٹوں سید فیصل شاہ جی اور سید نعمان شاہ جی اور عفت مآب بیٹی کے نکاح مسنونہ کی بابرکت تقریب ہوئی۔ بعدازاں خوشی و مسرت کے ان لحات کو ایک اور مقدس حوالہ دینے کے لئے مقامی ہوٹل میں محفل میلاد بھی منعقد کی گئی28۔جولائی کو جدہ کے لاثانیہ ہوٹل میں جماعت اہلِ سنت سعودی عرب کی طرف سے سید ریاض حسین شاہ کے اعزاز میں استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا اور اگلے روز شاہ جی بیس روزہ غیر ملکی دورہ مکمل کر کے واپس روانہ ہو گئے۔ اسلام آباد ائر پورٹ پر جماعت اہلِ سنت راولپنڈی اور اسلام آباد کے عہدیداران و کارکنان نے اپنے عظیم قائد کا پرتپاک استقبال کیا اور شاہ جی کو گاڑیوں کے جلوس میں ادارہ تعلیمات اسلامیہ لایا گیا۔

فیض لاثانی دربار میں محفل میلاد
شرکاء کے دل حب رسول ﷺ سے مہک اٹھے

اعجاز میر

شہہ زوروں کے شہر سے روزنامہ نوائے وقت لاہور 20۔مئی 2003ء

ماہ ربیع الاول کی آمد کے ساتھ ہی ہر سو حمد خداوندی اور نعت مصطفیٰ ﷺ کے نغمے گونج اٹھتے ہیں اور محافل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ انتظام اور نظم وضبط کے لحاظ سے فیض لاثانی دربار مزار شریف مخدوم اہل سنت الحاج شیخ محمد بشیر گلشن لاثانی نزد بہاری کالونی پیپلز کالونی میں انعقاد پذیر ہونے والی سالانہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ اپنی مثال آپ ہوتی ہے۔اس محفل پاک کا اہتمام مخدوم اہل سنت الحاج شیخ محمد بشیر کے صاحبزادگان الحاج محمد سعید، الحاج حافظ عبدالوحید، حاجی محمد خلیل شیخ، حاجی غلام فرید شیخ اور حاجی نصیر احمد شیخ کرتے ہیں۔اس بار یہ مقدس محفل اس لحاظ سے بھی منفرد و الگ تھی کہ سٹیج کے عقب میں غارِ حرا اور غارِ ثور کے ماڈل بنائے گئے تھے جن کے اوپر چاند (جو کہ واقعہ شق القمر کی یاد دلا رہا تھا) لگایا گیا تھا۔ پنڈال کو خوبصورت لائٹوں، مختلف رنگوں کے کپڑوں اور سامان آرائش وزیبائش سے دلہن کی طرح سجایا گیا تھا، جبکہ مزار شریف کے احاطہ میں خانہ کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ کے بڑے بڑے ماڈل بھی بنائے گئے تھے۔ ملک کے نامور اور صدارتی ایوارڈ یافتہ قاری کرامت علی نعیمی نے تلاوت قرآن حکیم کی سعادت حاصل کی۔ محفل کی صدارت پیر سید ظفر اقبال شاہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ لاثانیہ حسینیہ علی پور سیداں شریف نے کی، جبکہ مہمانان گرامی میں مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان مفکر اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ، پیر علامہ محمد مقصود احمد خطیب جامع مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش، روحانی شخصیت صوفی محمد شوکت قادری، بین الاقوامی شہرت یافتہ خطیب علامہ ابو طاہر محمد رفیق احمد مجددی، صاحبزادہ نجیب سائیں سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت سلطان باہو تھے۔ مزار شریف کے احاطہ میں خواتین کے لئے پردہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔نظامت ونقابت کے فرائض قاری محمد یونس قادری (لاہور) اور محمد رضوان صدیقی (کراچی) نے سرانجام دیے۔ تلاوت کے بعد قاری محمد احمد رضا جماعتی اور محمد افضل نوشاہی نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قصیدہ بردہ شریف کا ورد کیا جبکہ رحمت للعلمین، خاتم النبین، سرورِ کونین، محبوب رب کائنات، فخر موجودات ﷺ کی بارگاہ مقدس میں ملک کے نامور اور عالمی شہرت کے حامل ثناء خوانان محمد اویس رضا قادری، محمد صدیق اسماعیل، حاجی خورشید احمد، پروفیسر

عبدالرؤف روفی، محمد افضل نوشاہی، محمد الیاس رحمانی مدنی اور قاری محمد رضا جماعتی نے گلہائے عقیدت پیش کیے۔ اس دوران وقفے وقفے سے سبحان اللہ، ماشاء اللہ، مرحبا کے ساتھ ساتھ فضا نعرۂ تکبیر ورسالت سے گونجتی رہی۔ محمد اویس رضا قادری، حاجی خورشید احمد کی ثناء خوانی کے دوران تو کیف ومستی کا عجیب عالم تھا۔ متعدد لوگوں کی آنکھوں میں آنسو اور زبان پر مرحبا اور واہ واہ کے تعریفی وتوصیفی جملے تھے۔ سابق وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے اس موقع پر اپنے خطاب کے دوران کہا کہ رب کائنات، خالق ارض وسماء نے اپنے پیارے محبوب کے ذکر کو بلند فرمایا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ذکر باعث رحمت بھی ہے اور ذریعہ نجات بھی۔ انہوں نے کہا کہ کائنات ارضی اور سماوی میں کوئی خطہ اور لمحہ ایسا نہیں جس میں ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہوتا ہو مخلوق تو ایک طرف خالق ذوالجلال بھی اپنے حبیب ﷺ کی خود مدح سرائی کرتا ہے۔ نامور محقق، مفکر اور عالم دین علامہ صاحبزادہ سید ریاض حسین شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان نے امام الانبیاء کی بارگاہ اقدس میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے ظلم وستم کے بادل چھٹ گئے۔ انسانیت کی بے قراری کو قرار آ گیا۔ ظلمت کدوں میں ہلچل مچ گئی۔ بت سجدے میں گر گئے۔ آتش کدے بجھ گئے آدمیت کو بلند اقبال مل گئی اور توحید ورسالت کا نور عام ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم کی آمد وتشریف آوری تمام عالمین کے لئے رحمت اور مومنوں کے لئے خالق ارض وسماء، رب دو جہاں، وحدہ لاشریک کا احسان عظیم اور انعام بے مثال ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم مصائب وآلام سے نجات، دکھوں کا مداوا اور پریشانیوں سے چھٹکارا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستگی اختیار کرنا ہوگی۔ آپ کی سیرت طیبہ کو اپنانا ہوگا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے بہترین نمونہ اور سیرت طیبہ پر عمل کرنا ہمارے لئے باعث عزت و افتخار اور راہ نجات ہے۔ محمد اویس رضا قادری کو عین اس وقت ثناء خوانی کے لئے سٹیج پر بلایا گیا جب صبح صادق نمودار ہونے والی تھی قبل ازیں انتہائی خاموشی کے ساتھ شرکاء محفل نے درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب مخدوم اہل سنت اور ان کے عزیز واقارب جو کہ اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں، کی ارواح کو بخشا۔ محمد اویس رضا قادری نے خوب داد سمیٹنے کے بعد بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں سلام پیش کیا اور شرکاء محفل نے مؤدب اور عقیدت واحترام سے کھڑے ہو کر ان کے ساتھ مل کر مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام کا ہدیہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا بعد ازاں ممتاز روحانی شخصیت صوفی محمد شوکت قادری نے دعائے خیر کرائی۔

جماعت اہل سنت کا مری میں تین روزہ تربیتی کیمپ

ایمان افروز روئیداد

انجینئر سرفراز ضیغم

ماہنامہ دلیل راہ فروری 2003

بلحاظ تعداد و شمار متمول و کثیر مگر فقدان نظم کے تحت افتراق و انتشار کا شکار مجہول اہل سنت مسلماناں در گور و مسلمانی در کتاب کے مصداق عظیم الشان مگر مسلوب فکر کے سبب من اولہ الٰی آخرہ عرصہ دراز تک بڑے بحران وزوال کا شکار رہے ہیں۔قرونِ اولیٰ کے مجتہدین و معلمین کی علمی روشنیوں کے وارثین اپنی کوتاہیوں، نااہلیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اتنے پیچھے چلے گئے کہ واپسی کا راستہ متحضر ہو گیا۔انصاف کی بات یہ ہے کہ اس دوران قصور عوام الناس کا نہیں تھا بلکہ ان کے نعروں اور صبح و شام کی کاوشوں کے ذریعے جو لوگ اونچی مسند پر بیٹھے وہ اپنے منصب کے ساتھ انصاف نہ کر سکے۔علمائے اہل سنت کے باہمی اختلافات کسی خیر کے نہیں بلکہ بہت بڑے مکتبہ فکر کا شیرازہ بکھیرنے کا باعث بنے۔

الحمدللہ صادق فکر کا حامل مسلک اہل سنت والجماعت فقط اپنی حقانیت کی اساس پر اپنی بقاء کی جنگ خود لڑتا رہا۔صوفی ازم کے خمیر کی حامل سرزمین پاکستان پر ہمارے مشائخ کے مزارات اپنی کرامات کے ذریعے عوام کو مقناطیس بن کر وادی عشق رسول ﷺ کی جانب کھینچتے رہے۔گوہر نایاب بناتے رہے، جوہر شناس تلاش کرتے رہے۔نباض عصر کی شناسائی کا سلسلہ جاری رہا، رب العزت نے مجبور، بے کس، بے بس اور لاچار اہل سنت پر اپنا فضل فرمادیا اور کروڑوں مسلمانوں کو ان کے شایانِ شان ایسی قیادت عطا فرمادی کہ جس کا حسب نسب ایسا جس پر خود قرآن بھی لوگوں کو ان کی مودت و محبت کا درس دیتا ہے، جن کی علمی و عملی حالت کا یہ انداز کہ خود علم و عمل بھی ان پر نازاں ہوتا ہوا دکھائی دے۔شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت کے یہ ستون اپنے حجروں سے باہر آگئے اور رسم شبیری ادا کرتے ہوئے بچے اور بچے مسلک کو چھت کا سامان فراہم کر گئے۔

جگر گوشۂ غزالی زمان صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی اور مفکر اسلام مفسر قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ جو بالترتیب جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی امیر و مرکزی ناظم اعلیٰ ہیں، نے انتہائی مختصر وقت میں جماعت اہل سنت کو وہ وقار عطا کر دیا کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ گئے۔سادات عظام نے اپنے منصب کے ساتھ خوب انصاف کیا اور اہل سنت کو ایک بار پھر وہ مقام عطا کر دیا جس کے در حقیقت وہ اہل تھے۔ایسے

میں محسوس یہ ہوا کہ قدرت والا شائد جماعت اہل سنت پاکستان کو ایک خوبصورت مگر وقتی طور پر تکلیف دہ امتحان سے گزارنا چاہتا ہے۔ ایک عمل تطہیر ہوا۔ گویا جماعت اہل سنت پاکستان گور باچوفی عزائم کی زد میں آئی۔ ایسے میں جملہ جماعتی معاملات کی از سر نو تنظیم سازی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تنظیمی ذوق کے حامل علامہ سید ریاض حسین شاہ اس دوران کبھی خاموش ہو کر حالات کے تماش بین نہ ٹھہرے بلکہ دو ماہ کے بین الاقوامی تنظیمی و تبلیغی دورے کے بعد ملک گیر "لیڈر شپ گائیڈ لائن تربیتی کنونشن" کے انعقاد کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام ادارہ تعلیمات اسلامیہ کشمیری بازار مری میں 10 تا 12۔ اگست 2002ء عظیم الشان سالانہ ملک گیر تربیتی کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں ملک بھر سے مرکزی، صوبائی ڈویژنل اور اضلاع کے عہدیداران نے بھرپور شرکت کی۔ جملہ عمائدین کو کنونشن گاہ تک پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید راولپنڈی سے خصوصی بسوں کا قافلہ دن 11:30 بجے مری کے لئے روانہ ہوا۔ قافلے کی قیادت مفکر اسلام، مفسر قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ نے خود فرمائی۔ راولپنڈی سے مری کے لئے قافلے کی روانگی سے پہلے لاکھوں مسلمانوں کی سرزمین دل کے حکمران علامہ سید ریاض حسین شاہ نے تلاوت قرآن حکیم اور نعت رسول مقبول ﷺ کے بعد جملہ شرکاء کنونشن سے تربیتی خطاب فرمایا۔ سفر کی دعا کے بعد اس کے آداب پر مختصر مگر جامع گفتگو کی۔ شاہ جی کے محبت اور پیار کی آمیزش پر مشتمل الفاظ ملک بھر کے دور دراز علاقوں سے راولپنڈی پہنچنے والے احباب کی سفری تھکاوٹوں کے لئے سکون و راحت کا باعث بنے۔ سیّد بادشاہ صاحب بصیرت دانشور ہیں۔ آپ جانتے تھے کہ دوستوں نے ابھی مزید دو گھنٹے کی سفری مشکلات کا سامنا کرنا ہے اور بعد ازاں فنی و تربیتی نشستوں کے حُسنِ عمل سے بھی گزرنا ہے۔ اس لئے ان کے حوصلوں کو تازگی، ہمتوں کو جوانی اور صعوبتوں کی حالت کو صبر عطا کرنا عظیم میزبان کی مہمان نوازی کا حسن عمل ٹھہرا۔ نعرہ تکبیر اللہ اکبر، نعرہ رسالت یارسول اللہ کی باطل شکن صداؤں میں قافلہ حق و صداقت پورے راستے ساون کی حبس کو روحانیت کی ٹھنڈی ہواؤں سے کافور کرتا رہا۔ 65 کلومیٹر کی مسافت پر مشتمل ملکہ کوہسار کا یہ بالائی سفر چھوٹے چھوٹے بازاروں اور سڑک کے گردونواح میں بسنے والے لوگوں کے لئے خوبصورت پیغام چھوڑ گیا کہ قافلہ حق و صداقت کسی روایتی ہلڑ بازی کا نہیں بلکہ مصطفیٰ کریم ﷺ سے اپنی والہانہ عقیدتوں کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ عاشقانِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا یہ خاصا ہوتا ہے کہ وہ جن راہوں کے سفیر ہوں وہ راہیں دراصل صراط مستقیم کہلوایا کرتی ہیں۔ نصب العین اگر عشق مصطفیٰ ﷺ کا فروغ ہو، مقاصد مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ اور منزل نفاذ نظام

مصطفیٰ ﷺ کے لئے راہ ہموار کرنا ہو تو کریم قدرت والا ایسی راہوں کا رخ جنت کی طرف پھیر دیتا ہے۔ اہل نظر ایسے راہیوں کی پیشانیوں پر جنت الفردوس کا پتہ بھی پڑھ لیا کرتے ہیں اور ہم قافلہ بھی بن جایا کرتے ہیں۔

کم وبیش دو گھنٹے کی مسافت کے بعد کاروان عشق ومستی پہاڑوں اور سرسبز وشاداب جنگلات کے حسین وجمیل نظاروں سے محظوظ ہوتا ہوا ادارہ تعلیمات اسلامیہ کشمیری بازار مری پہنچا تو وہاں پر موجود استقبالیہ کمیٹی کے اراکین امجد ارباب عباسی، سید رضا المصطفیٰ بخاری، تنویر اختر عباسی، نسیم عباسی، محمد بہاؤالدین، حافظ شیخ محمد قاسم اور محمد رضوان تحصیل مری کے دیگر احباب کے ہمراہ اپنے مہمانوں کے استقبال کے لئے چشم براہ تھے۔ یہ وہی احباب تھے جنہوں نے دیگر جملہ انتظامات کے علاوہ مری کی خوبصورت سڑکوں پر لگے ہوئے بجلی کے کھمبوں پر جماعت اہل سنت کے پرچم اور عظیم تر بنائیں گے، پیارے پاکستان کو، پیارے پاکستان کو عظیم تر بنائیں گے، قوت قرآن سے عظیم تر بنائیں گے، سیدی مرشدی یا نبی یا نبی، غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں، پاکستان بنایا تھا پاکستان بچائیں گے، اولیاء کا ہے فیضان پاکستان پاکستان، اولیاء کی تصویر کشمیر کشمیر، اولیاء کا نام لو پاک پرچم تھام لو، ہم عظمت رسول کے پاسباں ہیں پاسباں جیسے نعروں پر مشتمل دلآویز بینرز آویزاں کئے ہوئے تھے۔ تمام بینرز کے نیچے جماعت اہل سنت پاکستان ضلع راولپنڈی تحریر تھا۔ یہ تحریریں جہاں کنونشن کے شرکاء کے حوصلوں کو مہمیز کر رہی تھیں وہاں تمام مسافروں کی خصوصی توجہ کا بھی مرکز رہیں۔ مہمانوں کے اسماء گرامی کی رجسٹریشن کا کام شروع ہوا۔ انہیں چار رنگوں پر مشتمل گلاب کے پھول والا خوبصورت کارڈ پیش کیا گیا جس پر نام، ولدیت، جماعتی عہدہ، نمبر، کورس کوڈ پرنٹ کیا ہوا تھا اور ناظم تقریب کے دستخط بھی درج تھے کارڈ پر سب سے نیچے سرخ رنگ سے جماعت اہل سنت پاکستان تحریر تھا جبکہ انتہائی خوبصورت پیکنگ میں جیب پر آویزاں کرنے کے لئے گرفت بھی موجود تھی۔ خوبصورت کارڈ کے اوپر پھولوں کے گلدستے کی تصویر جہاں مری کی ٹھنڈی ہواؤں اور ماحولیاتی آلودگی سے پاک فضاؤں میں یارسول اللہ کہنے والوں کو پیغامِ مسرت دے رہی تھی۔ وہاں یہ گلدستہ اس مفہوم کا بھی حامل تھا کہ جماعت اہل سنت پاکستان نے چاروں صوبوں بشمول کشمیر کے جملہ اضلاع کی قیادت کو ایک ہی مقام پر یکجا کر کے نسلی، علاقائی، لسانی ودیگر عصبیتوں کے صندوق میں آخری میخ ٹھونک دی ہے اور پوری امت مسلمہ نبی ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئی ہے۔ اس لئے تمام فرقہ باز اپنے اپنے فرقوں کی خیر منائیں۔

رجسٹریشن کا عمل مکمل ہونے کے بعد تمام معزز مہمانوں کی خدمت میں پر تکلف کھانا پیش کیا گیا۔ نماز ظہر کی باجماعت ادائیگی کے بعد مسجد کے ہال میں تربیتی کنونشن کے شرکاء اپنے سینے پر سجائے مذکورہ بالا کارڈ پر درج نمبروں کے مطابق لائن میں بیٹھ گئے۔ ان کے ہاتھ میں انتظامیہ کے افراد نے خوبصورت پرنٹڈ فائل جس میں نوٹس تحریر کرنے کے لئے کاغذ اور جملہ تربیتی نشستوں کا پروگرام اور ایک عدد بال پوائنٹ موجود تھی، پیش کیں۔ 10۔ اگست بروز ہفتہ تعلیم و تربیت کی پہلی نشست کا باقاعدہ آغاز رب جلیل کے عظیم نام سے ہوا۔ قرآن حکیم کی تلاوت و ترجمہ کے بعد نعت اور جماعت اہل سنت پاکستان کا ترانہ پیش کیا گیا۔ مفکر اسلام مفسر قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ اس دوران سٹیج پر جلوہ افروز رہے۔ عقابی روح کا حامل بیدار مغز قائد، زرخیز فکر کا ترجمان اپنی بلند کائناتی نگاہوں کے ذریعے جملہ عقیدت مندوں کو زاغوں کے تصرف سے عقابوں کے نشیمن چھیننے کا حوصلہ افزا پیغام دے رہا تھا۔

نگاہ بلند، سخن دلنواز جاں پُرسُوز
یہی ہے رختِ سفرِ میرِ کارواں کے لئے

ایک گھنٹے تک استماع قرآن مجید کا سلسلہ جاری رہا۔ قاریٔ قرآن کی تلاوت کے بعد قبلہ شاہ صاحب پہلے ترجمہ اور پھر تفسیر پیش کرتے رہے۔ سامعین ان سچے موتیوں کی مالا صفحہ قرطاس پر بناتے رہے اور دل کے گلے میں سجاتے رہے۔ جماعت اہل سنت پاکستان کے اس تین روزہ ملک گیر کنونشن کی جملہ تقریبات میں بالعموم اور نعت رسول مقبول ﷺ کے موقع پر بالخصوص جب نعرہ تکبیر اللہ اکبر، نعرہ رسالت یارسول اللہ ﷺ بلند ہوتا تو ملکہ کوہسار کی وادی کے بلند و بالا اور سرسبز و شاداب درختوں کے ساتھ ساتھ آسمان بھی جوابِ آں غزل ہو جاتا۔ نعرہ رسالت پر چیڑ اور دیار کے درختوں کی سائیں سائیں، جھاڑیوں کی سرسراہٹ، چوٹیوں کی بلندیوں کا جھکاؤ ہمارے عقیدے کا فطری حلیف بن کر بزبان حال یارسول اللہ کے گیت گا رہا تھا اور عاشقانِ مصطفیٰ کے کھلے کھلے چہرے دیکھ کر ہر سو ایسا منظر پیش ہو رہا تھا جیسے چمن میں بہار کے آنے سے نہال گلستاں نکھر جاتے ہیں، نخل رخت کہن بدلنے لگتے ہیں، ہر سمت عنادل کا جوش و خروش ہو جاتا ہے اور نسیم چمن مستی میں نزہتیں فروش کرنے لگتی ہے۔ پہلے اور دوسرے روز استماع قرآن کے بعد مختلف تنظیمی، تعلیمی اور تربیتی نشستوں میں جماعت اہل سنت پاکستان اسلام آباد کے ممتاز رہنما علامہ مفتی ضمیر احمد ساجد نے ''تنظیمی زندگی میں رازوں کی اہمیت''، انجمن طلباء اسلام کے سابق رہنما میاں فاروق مصطفائی

نے ''تنظیمی زندگی میں خود احتسابی کی اہمیت''، راقم الحروف نے ''میڈیا اور اس کی اہمیت''، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے مدرس اور ممتاز عالم دین علامہ محمد صدیق ہزاروی نے ''تنظیموں کی تاریخ میں منصوبہ بندی کی اہمیت'' انجمن طلباء اسلام کے سابق رہنما ڈاکٹر میاں اظہر نعیم نے ''قائدین کی بنیادی ضرورت، حالات حاضرہ کا عمیق مطالعہ''، گورنمنٹ ایف سی کالج لاہور کے شعبہ اسلامیات کے سربراہ پروفیسر راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی نے ''کامیاب قیادت کے لئے کیا کیا چیزیں ضروری ہوتی ہیں'' اور ممتاز عالم دین حضرت علامہ عبدالعزیز چشتی نے ''عقائد اہل سنت'' کے موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی۔ مفکر اسلام مفسر قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ نے ''دور حاضر میں لیڈر شپ کیسے ابھاری جائے'' کے عنوان پر فصیح و بلیغ لیکچر دیا۔ تربیتی کنونشن کی مختلف نشستوں کے دوران علامہ سید ریاض حسین شاہ نے ملکی و بین الاقوامی صورت حال پر بھی خطابات فرمائے۔ انہوں نے کہا کہ بانی پاکستان محمد علی جناح نے تحریک پاکستان کے دوران کہا تھا کہ ''دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو وجود میں آنے سے نہیں روک سکتی'' ہمارے اکابرین نے محمد علی جناح کا ساتھ دیا اور وطن عزیز معرض وجود میں آ گیا۔ آج بطور مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان میں یہ کہتا ہوں کہ ''پاکستان میں نظام مصطفیٰ کو نفاذ میں آنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی''۔ انہوں نے کہا کہ جماعت اہل سنت نے وطن عزیز میں انقلابِ نظام مصطفیٰ برپا کرنے کے لئے ملک بھر میں اپنے کارکنان کی کردار سازی کا عمل تیز کر دیا ہے تا کہ پاکستان کو عالمگیر غلبہ اسلام کا مورچہ بنا کر عالم کفر سے فیصلہ کن جنگ لڑی جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی سطح پر تہذیبوں کی جنگ شروع ہو چکی ہے اور اس جنگ میں آخری فتح اسلام کی ہوگی۔ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے کارکنان پر زور دیا کہ وہ علم اور عقیدے کو ہتھیار بنا کر دین بیزار عناصر کی سرکوبی کے لئے میدان میں اتر آئیں۔ اور دین نبی کی بالادستی کے لئے اپنی فکری و علمی صلاحیتیں استعمال میں لا کر دینی مشن تیز تر کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ روکنے کے لئے عالم کفر ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو چکا ہے۔ اس لئے دنیا بھر کے مسلمان عالمی طاغوتی طاقتوں کے عزائم خاک میں ملانے کے لئے نبی ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اس لئے وطن عزیز میں سیکولرازم کے نفاذ کی پوری قوت سے مزاحمت کریں گے۔ ہم دینی اداروں کے خلاف حکومتی سازشیں کامیاب نہیں ہونے دینگے کیونکہ دینی ادارے ہی اسلام کے اصل سر چشمے ہیں۔ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے مزید کہا کہ علماء کرام عہد حاضر میں تبلیغ اسلام کے کام کو موثر اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے

صوفیائے عظام کے نظریہ محبت اور انسان دوستی کو عام کرنے کے لئے اپنی کاوشیں تیز کردیں۔

تین روزہ تربیتی کنونشن کے دوسرے روز کروڑوں سنیوں کے دلوں کی دھڑکن جگر گوشہ غزالی زماں صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی (مرکزی امیر جماعت اہلِ سنت پاکستان) کنونشن میں خصوصی شرکت کے لئے مدینۃ الاولیاء ملتان شریف سے مری تشریف لائے۔ جب آپ سٹیج پر تشریف فرما تھے تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے علم و عمل کے تاجدار، ہزاروں قائدینِ اہلِ سنت کے سچے رہنما اور فکر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے وارث غزالی زماں رازی دوراں امام اہلِ سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پوری دینی تابانیوں کے ساتھ حُسن عقیدہ کے جلوے بکھیر رہے ہوں۔ جگر گوشۂ غزالی زماں نے جب مسجد کے ہال میں قدم رنجاں فرمایا تو پورے پاکستان کی سنی قیادت ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ خود مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ، قائد پنجاب علامہ پیر سید خضر حسین شاہ چشتی، جنرل سیکرٹری پنجاب علامہ مفتی محمد اقبال چشتی نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر، نعرہ رسالت یا رسول اللہ، نبی کا جو غلام ہے ہمارا وہ امام ہے، جگر گوشۂ غزالی زماں زندہ باد، جماعت اہلِ سنت پاکستان زندہ باد کے دلفریب نعرے لگا کر اپنے امیر کا استقبال کیا۔ امیر معظم کی آمد کے ساتھ ہی خصوصی نشست کا آغاز ہو گیا۔ تلاوت قرآن مجید، نعت رسول مقبول ﷺ اور جماعتِ اہل سنت کے ترانے کے ساتھ ہی امیر محتشم کا خطاب شروع ہوا۔ انہوں نے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری جدوجہد کا مقصد اقتدار نہیں بلکہ نظام مصطفیٰ کو اقتدار میں لانا ہماری منزل ہے۔ انہوں نے تمام عہدیداران اور کارکنان پر زور دیا کہ وہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں یا رسول اللہ کہنے والے غلامان رسول کو نبی ﷺ کے جھنڈے تلے متحد و منظم کر کے ناقابل تسخیر قوت بنا دیں کیونکہ عاشقانِ رسول ﷺ کا منظم قافلہ ایٹم بم سے بھی زیادہ طاقتور ہوا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت اہل سنت 80 ہزار مساجد کو اہل سنت کے مورچے بنا کر حقوق اہل سنت کے حصول کی جنگ جاری رکھے گی''۔

کنونشن کی تین روزہ تقریبات میں ہر روز رات کی آخری نشست ''ذکر الٰہی'' کے عنوان سے منعقد ہو کر ہر سو روحانیت کا نور بکھیر کر ختم ہوئی۔ تمام نمازوں کی با جماعت ادائیگی کا اہتمام کیا گیا۔ ہر روز سوالات و جوابات کی خصوصی نشستوں کا بھی انتظام کیا گیا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ اسوۂ حسنہ کی مکمل عکاسی و غمازی سے خالی نہ تھا۔ کھانا تناول کرتے ہوئے کھانے کی دعاؤں اور جذبہ ایثار کا خصوصی

خیال رکھا گیا۔ایک موقع پر علامہ سید ریاض حسین شاہ تمام قائدین کوایک پہاڑی کے انتہائی پرفضا مقام پر لے گئے یہ ایک طرح کی ہائیکنگ تھی ۔فطری اسلوب کے حامل سید ریاض حسین شاہ کشادہ ماحول میں کشادگی پر مبنی نشست کا حصول چاہتے تھے ۔اس موقع پر تمام احباب کو مختلف گروپوں میں تقسیم کر کے تھوڑے فاصلہ پر بھیج دیا گیا اور گروپ لیڈرز کو عنوان کے ساتھ یہ ہدایات جاری کر دی گئیں کہ وہ اپنے گروپ کو متعلقہ عنوان پر گفتگو کا موقع دیں اور جو گفت وشنید کی جائے اسے نوٹ کر لیا جائے ۔مختلف گروپوں کو مختلف عنوانات دیئے گئے ۔اس پروگرام کو گروپ ڈسکشن کے نام سے موسوم کیا گیا۔علامہ سید ریاض حسین شاہ نے فرمایا کہ وہ قائدین جماعت کی اس گفتگو سے ملک بھر کے کارکنان کی تربیت کے لئے رہنما اصول اخذ کریں گے ۔تمام قائدین کی تقاریر کے لئے بھی ایک نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں اضلاع کی قیادت نے اپنے اپنے اضلاع کے مسائل اور تجاویز سے آگاہ کیا۔تین روزہ کنونشن کے آخری روز 12۔اگست کو جملہ عمائدین کنونشن کو انفرادی سطح پر سیر وتفریح کا موقع بھی دیا گیا۔اکثر احباب نے موہڑہ شریف کے مقام پر حضرت پیر محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری بھی دی۔شرکاء کنونشن کی رہائش کے لئے مری کے سات ہوٹلوں میں کثیر تعداد میں کمروں کی بکنگ اور مری کے مختلف تنظیمی احباب کے گھروں میں رہائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔ادارہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی کی گاڑیوں کے علاوہ کم وبیش دس گاڑیاں شرکاء کنونشن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لانے اور لے جانے کے لئے موقع پر موجود تھیں ۔12۔اگست کو بعد نمازِ ظہر ادارہ تعلیمات اسلامیہ کشمیر روڈ مری میں کنونشن کی آخری نشست کا انعقاد ہوا۔کنونشن کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے جماعت اہل سنت پنجاب کے صدر پیر سید خضر حسین شاہ چشتی نے کہا کہ عشق رسول ﷺ ہمارا اسلحہ ہے۔جماعت اہلِ سنت نظریات کا مقابلہ طاقت کی بجائے نظریات سے کرنے پر یقین رکھتی ہے۔اس لئے ہم ہر طرح کی دہشت گردی،فرقہ وارانہ قتل وغارت اور انتہا پسندی کے سخت خلاف ہیں۔راقم الحروف نے کہا کہ جماعت کے عہدیداران نیکی اور بدی کی جنگ میں نیکی کو غالب کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔اہل سنت نے ملک میں شرعی انقلاب لانے کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی تیار کر لی ہے۔مفتی محمد اقبال چشتی (جنرل سیکرٹری پنجاب) نے کہا کہ محبت رسول ﷺ تسخیر کائنات کی کلید ہے۔اس لئے گمراہی وجہالت کے اندھیروں میں دین اسلام کی روشنیاں پھیلا کر ظلمات فروشوں کی سرکوبی کی جدوجہد کو تیز کر دیا جائے ۔جماعت اہل سنت وفاقی علاقہ جات کے جنرل

سیکرٹری عبدالمجید مغل نے کہا کہ ہمیں فخر ہے کہ ہم کسی سیاستدان کی سیاسی دکان کے سیلز مین نہیں بلکہ سید عالم مصطفیٰ کریم ﷺ کے دیوانے ہیں۔ہم شخصیت کی بجائے نظریات سے محبت کرتے ہیں۔ جماعت اہل سنت پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات اور ماہنامہ دلیل راہ لاہور کے ایڈیٹر محمد نواز کھرل نے کہا کہ ہماری جماعت وطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں کی محافظ ہے۔ یہ ملک ہمارے اکابر علماء ومشائخ کی بے مثال قربانیوں کے ذریعے معرضِ وجود میں آیا اس لئے ہم اپنی جانوں پر کھیل کر اس کی حفاظت کریں گے۔ وفاقی علاقہ جات کے چیف آرگنائزر ڈاکٹر حمزہ مصطفائی، علامہ محمد رفیق شاہ جمالی، علامہ قاری خالد محمود، مولانا محمد حنیف چشتی، صاحبزادہ محمد عثمان غنی، امجد ارباب عباسی، علامہ باغ علی رضوی، مولانا محمد اشرف مانگوی، صاحبزادہ محمد عبداللہ سیالوی، پیر سید امجد عزیز شاہ، خواجہ نورالزمان اویسی، مفتی سعادت علی قادری، صاحبزادہ حسنات احمد مرتضیٰ، مولانا محمد صادق سیرانی ودیگر رہنماؤں نے بھی خطابات کیے۔

12۔اگست کو خاص تنظیمی ہدایات کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھ کر یہ قافلہ اسلام آباد کے لئے روانہ ہوا۔ روحانی بزرگ حضرت بری امام شاہ عبداللطیف قادری رحمۃ اللہ علیہ اور گولڑہ شریف میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات مبارک پر حاضری اور خصوصی دعا کے بعد یہ قافلہ ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابانِ سر سید راولپنڈی پہنچا جہاں رات بھر جلسہ دستار فضیلت کے عنوان سے منعقد ہونے والی تقریب میں شرکت کی گئی۔

جماعت اہل سنت کے مرکزی ناظمِ اعلیٰ
کے دورۂ ہزارہ ڈویژن کی ولولہ انگیز روئیداد

انجینئر سرفراز ضیغم

ماہنامہ دلیل راہ نومبر / دسمبر 2003

متحرک وجود ماہ وسال لڑکپن جوانی یا بڑھاپے کے تابع نہیں ہوتا۔حرکت میں برکت کے فلسفے کا شعور تحریکیت کے جنون کا ایسا پیکر بن جاتا ہے کہ جس کا حسن و جمال ہر دور میں سدا بہار درخت کی مانند لہلہاتا رہتا ہے، بالخصوص اگر نصب العین بھی عشق رسول ﷺ کا فروغ ہو، مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ، نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے راہ ہموار کرنا اور یارسول اللہ ﷺ کی صداؤں سے انسانیت کے دلوں کو ایمان کے نور سے روشن ومنور کرنا ہو اور یہ سلسلہ ایک خاص نظم کے ساتھ باقاعدہ کسی جماعت کے دستور العمل کی روشنی میں جاری وساری ہو اور قیادت بھی اہلیت کے آسمان پر مسند نشین ہو تو پھر مقاصد کی تکمیل کو چار چاند لگنا فطری دائرہ اثر کے تحت ہوتا ہے۔ مفکر اسلام، مفسر قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ کی ہمہ پہلو، ہمہ جہت شخصیت کو ہمارا دل ہر وقت 21 توپوں کی سلامی پیش کرتا ہے۔انہیں خراج تحسین پیش کرنا ان کا حق ہے کہ سید ریاض حسین شاہ کسی شخص، ذات یا انسانی جسم کے نام تک محدود نہیں بلکہ وہ اپنی ہستی میں ایک ادارہ، تنظیم اور یونیورسٹی ہیں۔ چنگاری کی طرح اٹھتے ہیں اور شعلہ بن جاتے ہیں اور پھر یہی شعلہ ایک بڑے الاؤ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔عام سی بات ہے کہ مشکل ترین حالات کے دوران کوئی فیصلہ کرنا درحقیقت قیادتوں کا امتحان ہوا کرتا ہے۔ہم نے شاہ جی کو مشکلات کی ہر گھڑی اور آزمائش وابتلاء کی ہر ساعت میں بڑے سے بڑا فیصلہ آن واحد میں کرتے دیکھا، بعدازاں معلوم ہوا کہ مشاورت کے بعد جس سرعت سے فیصلہ کیا گیا اسی سرعت سے اس پر عمل درآمد بھی ہوا۔ اسی لیے دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ گئے۔

صوبہ سرحد کے ہزارہ ڈویژن کے اندر جماعت اہل سنت پاکستان کا کمزور تنظیمی سلسلہ حضرت مفکر اسلام کے لئے دردسر تھا۔ جماعت اہلِ سنّت کا ناظم اعلیٰ ہونے کے ناطے قبلہ شاہ جی کا صورتِ حال مذکورہ میں دنوں کا سکون اور راتوں کا چین غارت تھا۔ حضرت مفکر اسلام کی زندگی کسی کمرہ امتحان میں موجود اس طالب علم سے یکسر مختلف بلکہ متضاد ہے جو پرچہ سوالات پا کر پہلے آسان سوالات کے حل کو

ترجیح دیتا ہے۔ زندگی کے عملی تنظیمی امتحان میں قبلہ شاہ صاحب کا محبوب ترین مشغلہ عام انسان کے معمولات زندگی سے مختلف بھی ہے اور منفرد بھی، وہ مشکلات سے کھیلنے اور انہیں حل کرنے کے فن سے نہ صرف آگاہ ہیں بلکہ اس میدان زندگی میں مکمل دسترس کے حامل ہیں۔

جلال بابا کی دھرتی ایبٹ آباد کے مغرب میں دلکش و شاداب اور قدرتی منظر کا خوبصورت شاہکار ایک مشکل پہاڑی سلسلہ بل کھاتی سڑک کے ساتھ وادئ ہزارہ کے علاقہ تناول آباد ہے۔ ایبٹ آباد سے 35 کلومیٹر کے فاصلے پر 84 مضافات کا مرکزی مقام شیروان کے نام سے مشہور ہے۔ ہندکو زبان بولنے والوں کا یہ خطۂ ارض اس لحاظ سے بھی بڑی شہرت رکھتا ہے کہ یہاں سے راہ سلوک کے ایک مسافر نے ہتھیلی پر سرسوں جمانا کے مقبول عام محاورے کو اپنی کرامت کے ذریعے عملی شکل دی تو دوسری طرف تصوف کی دنیا کے ایک اور صاحب اختیار نے جلی ہوئی لکڑیوں کے باقی ماندہ حصوں کو زمین میں گاڑھ کر انہیں چیر کے درختوں میں تبدیل کر دیا۔ شائد یہی وجہ ہے آبادی کی اکثریت اولیائے کرام سے والہانہ وابستگی کے ذریعے اپنے دلوں کو عشق رسول ﷺ کی لازوال دولت سے مالا مال کئے ہوئے ہے۔ مفکر اسلام سید ریاض حسین شاہ کے خصوصی حکم پر 14۔ جون 2003ء کو جماعت اہل سنت پاکستان شیروان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی عظیم الشان میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ کانفرنس کا انعقاد مرکزی جامع مسجد محمدیہ شیروان میں ہوا۔ مولانا محمد الیاس اعوان ادارہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی کے فارغ التحصیل سکالر ہیں۔ آپ اس مسجد کے امام و خطیب ہیں۔ میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس کا دورانیہ ظہر تا بعد نماز مغرب دو نشستوں پر مشتمل تھا۔

ہری پور سے چار گاڑیوں پر مشتمل قافلہ حضرت مفکر اسلام کی قیادت میں روانہ ہوا۔ راقم الحروف سمیت مولانا غلام سرور ہزاروی، صاحبزادہ محب الرحمٰن، سجادہ نشین بھیرہ شریف (ہری پوری) مولانا ایوب ہزاروی، پیر طریقت حضرت محمد شاہ (سجادہ نشین گنجیاں شریف کوٹ نجیب اللہ) حافظ محمد زبیر، مناظر اسلام پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی کے پوتے حافظ کریم سلطان، مولانا محمد نعیم المصطفیٰ، شیخ محمد قاسم اور مولانا فدا الرحمٰن کاروان میں شامل تھے۔ ایبٹ آباد کے چار مقامات پر قائد کارواں کیلئے استقبالیہ کیمپ لگائے گئے تھے۔ جماعت اہل سنت ایبٹ آباد کے زیر اہتمام خوش آمدید کے بینرز شہر بھر کے بڑے راستوں پر آویزاں تھے۔ معروف سیاحتی مقام شملہ پہاڑی سے لے

کر شیروان تک در و دیوار چلو چلو شیروان چلو کے خوبصورت نعروں سے سجے آباد نظر آئے۔ مختلف دیہاتوں میں لوگوں کے گھروں کی دیواروں اور دروازوں پر میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس کی تشہیری مہم کے سلسلے میں بڑے بڑے عالی شان اشتہارات چسپاں تھے۔ ایبٹ آباد سے جاتے ہوئے 17۔کلومیٹر کے فاصلے پر درہ نما گاؤں کٹھیالہ چوکی کے نام سے آباد ہے۔ اس مقام پر قبلہ شاہ جی کا عظیم الشان استقبال کیا گیا اور دس گاڑیوں کا بڑا قافلہ ہمراہ ہوا۔ سندوگلی کے مقام پر بھی بینرز، اشتہارات اور وال چاکنگ موجود تھی۔ یہاں پر سینکڑوں افراد جماعت اہل سنت کے ناظم اعلیٰ کے استقبال کے لئے موجود تھے جو بعد ازاں بھرپور نعروں کے ساتھ ہم قافلہ بن گئے۔ پنڈ کرکو خان پر معززین علاقہ و عوام الناس کا جوش و جذبہ دیدنی تھا، جب قافلہ پہنچا تو لوگ دیوانہ وار اپنے محبوب قائد کی طرف لپکے اور قدم بوسی کی سعادت سے مالا مال ہوئے۔ یہ احباب بعد ازاں پچیس گاڑیوں کے ساتھ قافلہ میں شریک ہو گئے اس موقع پر پولیس کی گاڑیاں بھی موجود تھیں۔ پولیس کے اہلکاروں نے آگے بڑھ کر انتہائی عقیدت اور ادب سے قبلہ شاہ صاحب سے مصافحہ کیا۔ المختصر 50 گاڑیوں کا قافلہ سید ریاض حسین شاہ کی عظیم الشان قیادت میں شیروان داخل ہوا تو لوگوں کا ہجوم اپنے محبوب قائد کے لئے آنکھیں فرش راہ کئے ہوئے تھا۔ مہمانوں کے گلے میں شیروان کے سنیوں نے پھولوں کے ہار ڈالے اور گل پاشی کی۔

حضرت مفکر اسلام کا خطاب بعد از نماز عصر دوسری نشست کے دوران ہوا۔ آپ نے مصطفیٰ کریم ﷺ کی محبت کو اپنی گفتگو کا عنوان دیا اور فرمایا کہ قرآن مجید فرقان حمید کی فکری تعلیمات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ رب العزت کے ساتھ محبت کا اعلیٰ ترین معیار یہ ہے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ کی اتباع و پیروی کی جائے۔ گناہوں سے معافی اور بخشش کا سامان عطا ہو جائے گا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ یہود و نصاریٰ صرف اللہ سے محبت کرنے کا زبانی دعویٰ کرتے تھے۔ لیکن رب العزت کو یہ انداز محبت پسند نہ آیا مالک کائنات نے مقام مصطفیٰ کریم ﷺ کو بلند فرمادیا اور ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ ان سے کہہ دیا جائے کہ اگر مجھ سے محبت کرنی ہے تو پھر میرے محبوب کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جاؤ۔ میرے محبوب کی اطاعت میرے ساتھ محبت کا بڑا معیار ہے اور پھر رب العزت نے اسی معیار کو گناہوں کی معافی اور بخشش کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اسی نشست میں حافظ کریم سلطان نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی جبکہ نشست کا آغاز قاری محمد نعیم المصطفیٰ کی دلآویز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ مولانا غلام سرور ہزاروی، مولانا محمد

ایوب ہزاروی ودیگر علماء نے بھی خطابات فرمائے، جبکہ حافظ زبیر احمد نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔صلوٰۃ وسلام کے بعد حضرت مفکر اسلام کی رقت آمیز دعا سے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ بعد ازاں عظیم الشان جلوس کے ساتھ حضرت مفکر اسلام و دیگر مہمانوں کو عشائیے کے لئے لیجایا گیا۔اس موقع پر اہل علاقہ کا دیدنی جذبہ یہ احساس دلا رہا تھا کہ اسی علاقے کے گاؤں کوشالی سیّداں شریف کے سادات گھرانے میں آنکھ کھولنے والے سید ریاض حسین شاہ علاقہ بھر کے عوام وخواص کے دلوں میں بستے ہیں اور اس وادی کے اندر حضرت مفکر اسلام کو لوگ اسی طرح مانتے ہیں جس طرح لاہور میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، پاک پتن شریف میں بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ، ملتان میں حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، گولڑہ شریف میں پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سوات میں حضرت پیر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہم کو مانتے ہیں۔ اس کی خوبصورت اور زندہ مثال شیروان کی ایک گلی میں اس وقت نظر آئی قبلہ جب شاہ جی جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گزر رہے تھے تو جلوس میں موجود احباب نے مشاہدہ کیا کہ شیروان کی بچیوں جن کی عمریں پانچ سے سات سال تھیں، نے خانوادۂ مصطفیٰ ﷺ کے چشم وچراغ قبلہ سید ریاض حسین شاہ پر ایک مکان جس کی دیوار پر الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ لکھا ہوا تھا کی چھت پر سے پھولوں کی پتیاں نچھاور کر کے قبیلہ نجار کی خوش بخت بچیوں کے عملِ صالح کو دہرایا۔

❁❁❁

جامعہ ہجویریہ میں ''درس نظامی'' کا آغاز

علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ

لاھوریات روزنامہ نوائے وقت لاہور 10۔دسمبر 2006ء

مرکزِ تجلیات حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان عمارت کے اندر واقع ''جامعہ ہجویریہ'' لاہور میں ''درس نظامی'' کی تدریس کے آغاز کے لئے ایک خوبصورت اور پرشکوہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقع پر داتا دربار کمپلیکس کی وسیع و عریض عمارت میں محکمہ مذہبی امور و اوقاف کے نئے علمی و تدریسی منصوبوں کی تعارفی نشست کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ موقوف علیہ اسباق کا آغاز کرنے کے لئے درس نظامی سے فیض یاب ہونے کے مشتاق 170 ۔ طلبہ اس خوبصورت نشست کی زینت تھے آج کی تقریب کے مہمان خصوصی علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ تھے۔ ان کے ساتھ پنجاب کے وزیر اوقاف سیکرٹری محکمہ اوقاف اور ڈائریکٹر پروجیکٹس اوقاف حامد مسعود، مفتی محمد اقبال چشتی، قاری محمد عارف سیالوی، ناظم اوقاف داتا دربار مرزا محمود الحسن، مفتی محمد صدیق ہزاروی، صاحبزادہ بدرالزمان قادری پرنسپل جامعہ ہجویریہ داتا دربار، شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مفتی عبدالعلیم، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، حاجی محمد شفیع اور راقم الحروف بھی موجود تھے۔ وہ ایک نہایت روح پرور اور دل نواز منظر تھا اس موقع پر سید ریاض حسین شاہ نے طلبہ کی فکری اور قلبی تربیت کے لئے مختصراً ایک ایسی تقریر کی جو علمائے کرام کو جاہ و زر سے کنارہ کش رہ کر صرف دینی اصول و مقصد کی ترویج و تحفظ کے لئے تیار کرنے کا درس تھی۔

انہوں نے فرمایا کہ علمائے حق ہمیشہ کٹھن امتحانات اور ابتلا و آزمائش کی دشوار گزار گھاٹیوں سے گزرتے ہیں۔ ان کا منصب وہ نہیں کہ وہ جاہ و اقتدار کے اشاروں پر چلیں یا کاسہ لیس انسانوں کے انبوہ میں پائے جاتے ہوں۔ وہ ایسے جبہ و دستار کے طالب نہیں ہونے چاہئیں جو انہیں ان کے دینی مقاصد کی تعمیل و تکمیل کی راہ میں حائل ہونے کا شاخسانہ بن جائیں۔

اس موقع پر ڈائریکٹر مذہبی امور ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، سیکرٹری اوقاف اور صوبائی وزیر مذہبی امور نے اپنے اپنے خطابات میں محکمہ اوقاف کے علمی، دینی اور تحقیقی منصوبوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ صوفیاء کی تعلیمات کے صحیح ابلاغ اور خانقاہوں کے علمی اور تدریسی تشخص کو اُجاگر کرنے ہی سے

معاشرے میں انتہا پسندی اور تشدد کے رجحانات کی بیخ کنی ہوگی۔ یہی وہ نسخہ ہے جو علم پروری، رواداری، محبت اور انسان دوستی جیسے عظیم جذبوں کے فروغ کا باعث بنے گا۔ محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب دینی علمی اور روحانی اقدار کا امین اور صوفیاء کی حقیقی تعلیمات کا علمبردار ہے۔ موجودہ قومی اور بین الاقوامی حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ خانقاہوں کے صحیح علمی اور روحانی تشخص کو اجاگر کیا جائے چنانچہ اس قومی اور ملی ضرورت کے پیش نظر پنجاب بھر کی اہم اور معروف خانقاہوں پر دارالعلوم قائم کیے گئے ہیں جن میں دارالعلوم حضرت میاں میر لاہور، دارالعلوم بابا فرید الدین مسعود گنج شکر پاکپتن شریف، دارالعلوم خواجہ نور محمد مہاروی چشتیاں شریف، دارالعلوم خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن شریف، دارالعلوم حضرت سخی سرور ڈیرہ غازی خان، دارالعلوم حضرت محبوب سبحانی اوچ شریف، دارالعلوم حضرت شاہ حسین لاہور اور دارالعلوم حضرت شاہ بادشاہاں خوشاب بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں برصغیر کے عظیم روحانی اور دینی مرکز داتا دربار میں ''سید علی ہجویری اسلامک سنٹر'' کے قیام کا فیصلہ بھی علمی، تحقیقی اور فکری اعتبار سے گراں قدر اور دور رس اثرات کا حامل ہوگا جس میں ایم اے کلاسز کے اجرا کی منظوری دی جا چکی ہے اور قوی اُمید کی جا سکتی ہے کہ وہ سنٹر داتا گنج بخش یونیورسٹی کی تشکیل اور تعمیر کے لحاظ سے سنگ میل تسلیم کیا جائے گا اور وہاں علمی، تحقیقی اور فکری تشنگی دور کرنے کے قابل ستائش منصوبے زیر عمل آ جائیں گے۔ اس یونیورسٹی کے لئے گرین ٹاؤن لاہور میں 80۔ کنال زمین کا قطعہ مختص کر دیا گیا ہے۔

آج کی تقریب کے اختتام پر مہمان خصوصی کے ساتھ وزیر اوقاف اور سیکرٹری اوقاف کے لنگر تناول کرنے کا اہتمام تھا مگر وہ دسترخوان پر مہمان خصوصی کے ساتھ نظر نہ آئے تو ایک صاحب نے دریافت کیا کہ وزیر اوقاف اور سیکرٹری اوقاف نے سید ریاض حسین شاہ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر لنگر تناول کیوں نہیں کیا تو اس محفل میں موجود ایک اللہ والے نے کہا کہ جو ہستیاں سرکاری مصلحت اندیشی کو بالائے طاق رکھ دیتی ہوں اور حق بیانی سے تقاضائے دین و علم و عمل پورے کرنے سے باز نہ آتی ہوں وزیر اور سیکرٹری ان کے ساتھ لنگر تناول نہیں کیا کرتے خواہ آداب کا جامہ تار تار ہو جائے۔

قومی تعلیمی کانفرنس

احمد مرتضیٰ

16۔اپریل 2005 روزنامہ نوائے وقت لاہور

علم ایک لازوال دولت ہے۔ عظیم شخصیات اور ترقی یافتہ اقوام تعلیم کی اہمیت کو کسی لمحے فراموش نہیں کرتیں۔ تاریخ انسانیت کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قوموں کے عروج وزوال کی داستان علمی اقدار ہی سے وابستہ ہوتی ہے۔ عظمت و بلندی کی طرف رواں دواں قافلے ایجوکیشن کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے مگر ہمارے ملک میں قیام پاکستان سے لے کر آج تک علمی سوتوں ہی کو قربان کیا جاتا ہے۔ دن بدن تعلیمی ادارے زوال پذیر ہو رہے ہیں۔ حکومت سے لے کر اپوزیشن تک اور مذہبی جماعتوں سے لے کر سیاسی گروہوں تک سبھی خودنمائی کے جلوؤں میں مبتلا ہیں۔ ایسے حالات میں جماعت اہل سنت پاکستان کی مرکزی قیادت نے ایجرٹن روڈ پر حکیم الامت کے نام پر بننے والے خوبصورت ایوان اقبال کانفرنس ہال میں ''قومی تعلیم کانفرنس'' کا انعقاد کیا جس میں علماء، مشائخ، اساتذہ، دانشور، ادیب اور دیگر شعبہ ہائے حیات سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قومی تعلیم کانفرنس کے روح رواں جماعت اہل سنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ تھے جو کہ علوم جدید وقدیم کے ماہر اور عظیم مذہبی سکالر ہیں۔

''قومی تعلیم کانفرنس'' کو دو عظیم علمی شخصیت کے تعلیمی افکار کا فیض پروراُجالا قرار دیا گیا۔ برصغیر کے مسلمان عموماً اور پاکستان کے اہل ایمان خصوصاً نامور مصلح امام احمد رضا خان فاضل بریلوی اور مفکر ملت ڈاکٹر محمد اقبال کو عقیدت ومحبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر من حیث القوم ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں شخصیت سے پیار تو کیا جاتا ہے، مگر ان کے تعلیمی نظریات اور افکار کو سیکھنے سکھانے اور جاننے سے گریز کیا جاتا ہے۔ 13۔سال کی عمر میں امام احمد رضا مروجہ جدید وقدیم علم سے بہرہ ور ہو کر پہلا علمی کارنامہ سرانجام دے کر اُمت مسلمہ کو تعلیم سے وابستہ ہونے کا درس دیتے ہیں۔ دوسری جانب علامہ اقبال مشرقی علوم سے استفادہ کرنے کے بعد مغرب کے تہذیب وتمدن کو قریب سے دیکھتے ہیں اور خوب دیکھتے ہیں۔ ان کے آوارہ انداز فکر اور بہکے ہوئے طرز معاشرت کا ملاحظہ کرنے کے بعد پکار

اٹھتے ہیں:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

مقررین نے قومی تعلیم کانفرنس میں زور دیا کہ تعلیمی اداروں کا آغا خان بورڈ سے الحاق قبول نہیں۔ ہر سیکٹر سے آواز بلند ہو رہی ہے کہ آغا خان پاکستانی معصوم طلباء کا ذہن بگاڑنے کے سوا کچھ نہ کرے گا، مگر حکمرانوں کے افکار و خیالات کا مرکز یورپ کا آلودہ زدہ ماحول ہے، حالانکہ مسلمان کسی لمحے بھی مدنی ماحول میں صفہ کی درسگاہ کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کس قدر بے حسی اور بدقسمتی ہے کہ وہ ملک جو نظریہ اسلام کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا اس ملک میں آغا خان بورڈ کے ذریعے اسلامی اقدار کو نوچنے کی سازش کی جارہی ہے۔

تنظیم المدارس کے صدر اور رویت ہلال کمیٹی کے چیرمین مفتی منیب الرحمان نے وزیر خارجہ کے بیکن ہاؤس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ جس ملک کے اعلیٰ منصب پر فائز لوگ بھی علم کے اس قدر علم فروش اور علم دشمن بن جائیں کہ ان کے تعلیمی اداروں میں عام شہری کا بچہ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ وہاں ترقی کی راہیں کبھی کہاں اور کیسے قائم ہوں گی۔ یاد رکھنا چاہئے کہ تعلیم کو کاروبار بنانا جہاں ظلم ہے وہاں زوال پذیر ہونے کی علامت بھی ہے۔ تعلیم صنعت اور تعلیمی ادارے فیکٹریاں نہیں ہیں۔ جہاں سے دل کھول کر دولت کو لوٹا جائے بلکہ تعلیمی مراکز کے قیام کا مقصد تعلیم کے ذریعے معاشرے میں جاہلیت کی تاریکیوں کا خاتمہ ہے۔

کانفرنس سے پنجاب یونیورسٹی کے سابق وی سی ڈاکٹر منیر الدین چغتائی، ڈاکٹر سرفراز نعیمی، ڈاکٹر محمد اجمل نیازی، پیر سید شمس الدین بخاری، انجینئر سلیم اللہ خان، پیر سید خضر حسین شاہ، مفتی محمد اقبال چشتی، مفتی محمد صدیق ہزاروی، ڈاکٹر حمزہ مصطفائی اور دیگر رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔

اختتامی اور خصوصی خطاب اہل سنت پاکستان کے جواں عزم قائد علامہ سید ریاض حسین شاہ کا تھا۔ انہوں نے پنجاب بھر سے جماعت اہل سنت کے مختلف سطحوں کے عہدیداروں کو پیغام دیا کہ ضلع اور تحصیل سطح پر تعلیمی کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے۔ انہوں نے حکمرانوں، سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور اپوزیشن لیڈروں کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر مارچ کرنا ہی ہے تو آؤ سب مل کر ''ایجوکیشن مارچ'' کرتے

ہیں، تعلیمی ادارے بناتے ہیں تاکہ قوم تعلیم کے حصول کی جانب رواں دواں ہو۔ان کی یہ بات کتنی پر مغز ہے کہ سڑکیں تعمیر ہوں یا نہ ہوں تعلیمی ادارے قائم ہونے چاہئیں۔ تعلیمی اندازِ فکر کو ترویج دینا ہوگی۔ تعلیم سے ہی کامیابی کا حصول ممکن ہے۔سید ریاض حسین شاہ نے حکومت سے بھی کہا کہ اگر تعلیمی بورڈ کے قیام میں مخلص ہو تو جماعت اہل سنت سے وابستہ ماہرین تعلیم جن میں ڈاکٹرز، انجینئرز، علما اور دانشور شامل ہیں سبھی تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

کانفرنس میں ایک انجینئر کہہ رہے تھے کہ پاکستان بننے کے بعد آج اہل سنت کے سٹیج پر پہلی مرتبہ قومی تعلیم کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جو کہ خوش آئند ہے۔ دیر آید درست آید چلو دیر سے ہی خیال سہی لیکن تعلیم کی طرف بڑھنا تعلیمی اقدار کو بلند کرنا انتہائی مستحسن قدم ہے۔

آج کل وزیر اعلیٰ پنجاب بھی پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگا رہے ہیں۔اب کے حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ صرف نعروں سے کام نہیں بنے گا بلکہ عملاً تعلیمی میدان میں آگے بڑھنا ہوگا۔قومی تعلیمی کانفرنس میں مذہبی ماہرین تعلیم نے اس حقیقت کا برملا اظہار کیا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کا حصول بھی عبادت ہے چونکہ مسلمانوں کے مخالف دونوں میدانوں میں آگے بڑھ رہے ہیں ایسے حالات میں مسلمانوں کو ان کا مقابلہ کرنے اور قرآن کے حکم کے مطابق ہر مورچے پر کفار کے خلاف برسرپیکار ہونے کے لئے سائنس و ٹیکنالوجی میں آگے بڑھنا ہوگا۔موجودہ نظام تعلیم کلرک تو پیدا کر رہا ہے مگر ماہرین پیدا نہیں کر رہا ہے۔

قومی تعلیم کانفرنس میں طبقاتی نظام تعلیم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا مطالبہ بھی کیا گیا اس لئے کہ یہ کس قدر ظلم ہے کہ ایک جانب ٹاٹ سکول اور دوسری جانب ایچی سن ایسے اداروں نے امتیازات اور معاشرتی تفریق کی انتہا کر دی ہے۔کانفرنس میں یہ مطالبہ بھی اسلامی اصولوں کی ترجمانی کرتا دکھائی دیتا ہے کہ مخلوط نظام تعلیم کا خاتمہ کیا جائے اور خواتین کے لئے کالج اور یونیورسٹیاں الگ قائم کی جائیں۔

کانفرنس پاکستان میں تعلیمی اقدار کی بلندی کی جانب اہم قدم ہے۔اللہ کرے پاکستان کی سیاسی و مذہبی جماعتیں اور اقتدار پر براجمان حکمران اس جانب بڑھنے کا عزم کریں تاکہ اس وطن میں جہالت کا خاتمہ ہو اور علم کی روشنیاں ارزاں ہوں۔

اتفاق مسجد لاہور میں ختم بخاری شریف
نور و رحمت کی برسات

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ جولائی 2007

زندہ دلان لاہور کے لئے وہ دن نہایت خوشیوں اور برکتوں کا حامل تھا جب لاہور کی سرزمین پر عالم اسلام کے بطل حریت، خانوادہ رسول ﷺ کے عظیم سپوت، شیخ القرآن والحدیث پیر سید ریاض حسین شاہ نے جمعہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا۔ اہل لاہور اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کریں کم ہے کہ اس نے اپنے محبوب ﷺ کی اولاد اطہار میں سے ایک عظیم سید زادے کو اُن کی علمی، دینی اور روحانی پیاس بجھانے کے لئے مامور فرمایا۔ ماڈل ٹاؤن کی انتہائی محتاط فضا میں روح پھونکنا کوئی آسان کام نہ تھا لیکن لوگوں کے دلوں میں کسی کی محبت پیدا کرنا خالق کائنات کے لئے کچھ مشکل نہیں وہ جب چاہے لوگوں کے دل کسی کی جانب مائل کر دے اور جب چاہے تو کسی کے لئے یہ وسیع دنیا بھی تنگ کر دے۔ علم وعمل اور تقریر و تدریس کے حسین امتزاج کے حامل، دنیاوی و دینی علوم کے ماہر سید ریاض حسین شاہ کو اللہ نے وہ محبوبیت عطا کی ہے کہ لاکھوں نوجوان ان پر اپنی جوانیاں نچھاور کرنے کو تیار ہیں۔ اہل سنت کے علماء سے لے کر عوام الناس تک، تاجروں سے لے کر سرکاری اہل کاروں تک سبھی شاہ جی کی محبت کا دم بھرتے ہیں، انہی محبتوں کے امین شاہ جی یوں تو پوری دنیا میں پیغام رسول عام کرنے کا مشن اپنائے ہیں اور اندرون و بیرون ملک درس قرآن و درس حدیث سے امن و آشتی کا پیغام ارزاں کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ لاہور چونکہ ان کا مرکز خطابت ہے اس لئے علم وعرفان کی بارش لاہور میں امتیازی شان سے برستی ہے۔ اتفاق مسجد میں دو مرتبہ تفسیر قرآن پڑھانے کے بعد جب دورہ حدیث کا اعلان کیا گیا تو متلاشیان علم کی خوشی قابل دید تھی۔ لاہور کے عوام الناس کے لئے علم حدیث سیکھنے کا یہ نادر موقع تھا اگرچہ کنواں پیاسے کے پاس چل کر خود کبھی نہیں آتا لیکن اولاد رسول ﷺ کی فیض ارزانی کی یہ ایک جھلک تھی جو راولپنڈی کو سیراب کرنے کے بعد لاہور کی سرزمین کو فیض یاب کرنا چاہتی تھی چنانچہ 25۔ دسمبر 2004 کو علماء و عوام الناس کے لئے دورہ حدیث شریف شروع کیا گیا۔ حدیث کی چھ کتابوں کے علاوہ طحاوی شریف پڑھانے کا عزم مصمم لئے یہ عظیم کام حدیث کی کتاب بخاری شریف سے شروع کر دیا گیا۔ اساتذہ میں

سید ریاض حسین شاہ کے علاوہ مفتی محمد صدیق ہزاروی (شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ)، شیخ الحدیث علامہ نور محمد بندیالوی، پیر سید شمس الدین بخاری، علامہ حسنات احمد مرتضےٰ، علامہ لیاقت علی، علامہ حافظ محمد اکبر، علامہ رضوان انجم، حافظ محمد اشرف و دیگر راسخین فی العلم شامل تھے۔

قرآن سمجھنے کے لئے حدیث رسول ﷺ کا سہارا ناگزیر ہے اور عرب وعجم میں حدیث رسول ﷺ کی کتاب بخاری شریف کا مرتبہ قرآن پاک کے بعد اول درجہ پر سمجھا جاتا ہے۔ قرون اولیٰ میں لوگ ایک حدیث سیکھنے کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر بلکہ دوسرے ملک تک کا سفر کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث محفوظ کرنا، اسے یاد کرنا صحابہ کرام کا شیوہ محبت تھا۔ اصحاب صفہ تو دن رات احادیث رسول ﷺ یاد کرنے میں گزارتے، جن میں ایک بڑا نام حضرت ابو ہریرہ ؓ کا ہے روایت حدیث میں تعداد کے لحاظ سے ان کا نام اول درجہ پر ہے۔ وہ لوگ بہت خوش قسمت ہیں جن کے دل و دماغ فرمان اللہ اور فرمانِ رسول ﷺ سے جگمگاتے ہیں، جن کی الواحِ دل پر احادیث رسول ﷺ رقم ہیں اور جن کو اس افراتفری کے عالم میں محبوبِ خدا ﷺ کے محبوب اقوال کو سننے اور یاد رکھنے کی توفیق ملی ہو۔ بقول محمد بہاؤالدین اتفاق اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام منعقدہ دورہ حدیث شریف کے لئے تقریباً دو سو پچاس یارانِ نکتہ دان اور متلاشیان علم وحکمت نے فارم جمع کروائے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مادیت کے اس دور میں جہاں کیبل کلچر اور مغربی فکر امتِ مصطفےٰ ﷺ کو گمراہ کر رہی ہے وہاں دین سے محبت رکھنے والے اور علم دین حاصل کرنے کے خواہشمندوں کی بھی کمی نہیں۔

25۔دسمبر 2004 کو شروع ہونے والی کتاب بخاری شریف شب و روز کے مختلف ادوار طے کرتے ہوئے 29۔دسمبر 2006ء کو اختتام پذیر ہوئی تو محدثین کرام کے طریقہ پر ختم بخاری شریف کی تقریب منعقد کی گئی اس تقریب میں بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھانے کا شرف ملک کے عظیم عالم دین مناظر اسلام علامہ محمد اشرف سیالوی نے حاصل کیا۔ علامہ محمد اشرف سیالوی علماء اسلام میں نہایت بلند مقام رکھتے ہیں، بخاری شریف کی آخری حدیث جس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے ''فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں اور رحمان کو بڑے پیارے ہیں (وہ کلمے یہ ہیں) **سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم**۔ اس حدیث پر انھوں نے نہایت سیر حاصل گفتگو کی اور تقریب میں موجود علماء ومشائخ سے داد وصول کی۔ آپ نے حدیث شریف پر فنی

گفتگو کے بعد ذکر اللہ پر روشنی ڈالی اور لوگوں کو دعوت دی کہ اپنے شب و روز اللہ اور اس کے رسول کے ذکر میں گذاریں کہ **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔**

سردیوں کی ٹھٹھرتی رات میں لوگوں کا جم غفیر حدیث رسول ﷺ سے محبت کا غماز تھا۔ علامہ محمد اشرف سیالوی کا دھیما لہجہ، پر مغز گفتگو اور عالمانہ نکات حدیث رسول ﷺ کے نور کی برسات برسا رہے تھے اور عوام الناس کا سکوت اس نورانی برسات کو دھیمے دھیمے دامن میں سمیٹ رہا تھا۔ یہ تقریب اس لحاظ سے امتیازی حیثیت کی مالک تھی کہ لاہور شہر کے جامعات کے پرنسپلز اور علماء و مشائخ کثیر تعداد میں سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ جن میں شمس العلماء پیر سید شمس الدین بخاری، شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی، شیر اہل سنت مفتی محمد اقبال چشتی، یادگار اسلاف پیر محمد نور الٰہی انور، صاحبزادہ رضائے مصطفےٰ، مفتی محمد مسعود الرحمان، علامہ حسنات احمد مرتضےٰ، علامہ لیاقت علی، علامہ رضوان انجم، علامہ حافظ محمد اکبر، حافظ محمد اشرف وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

اس نورانی محفل میں نقابت کے فرائض عالم اسلام کے مایہ ناز خطیب مقرر شعلہ بیاں مفتی محمد اقبال چشتی ادا کر رہے تھے۔ مناظر اسلام علامہ محمد اشرف سیالوی کی نکات سے لبریز گفتگو جب ختم ہوئی تو نقیب محفل نے ہزاروں دلوں کی دھڑکن کو محسوس کرتے ہوئے علامہ سید ریاض حسین شاہ کو دعوت خطاب دی۔ قبلہ شاہ جی نے کھڑے ہو کر تقریر کرنا چاہی تو مفتی محمد اقبال چشتی نے اصرار کیا کہ آپ بیٹھ کر تقریر کریں۔ مفتی صاحب جانتے تھے کہ اگر شاہ جی نے کھڑے ہو کر تقریر کی تو ناسازی طبع کی وجہ سے شاید زیادہ دیر گفتگو نہ کر سکیں جبکہ مجمع شاہ صاحب کی گفتگو زیادہ دیر تک سننا چاہتا ہے۔ بہر حال شاہ صاحب قبلہ مسند پر جلوہ افروز ہوئے اور سنتِ مبارکہ کے مطابق نہایت دھیمے انداز سے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ ادھر مجمع پر عجب سکوت کا عالم طاری تھا۔ اپنے دھڑکتے دلوں کی آواز بھی شاہ صاحب کی آواز کے آگے ناگوار گزر رہی تھی ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا لوگ ادب کی وجہ سے سانس بھی آہستہ آہستہ لے رہے ہیں اور پھر ماڈل ٹاؤن کی فضا میں شاہ صاحب کی نورانی آواز کسی شیر کی طرح گرجنے لگی اگرچہ آپ باقاعدہ تقریر کے موڈ میں نہ تھے لیکن پھول اپنی پنکھڑیوں کو بند بھی کر لے تو ہوا خوشبو کو چُرا ہی لیتی ہے۔ حسن پردے میں بھی ہو تو حسن کے انداز ہی دیوانہ بنا دیتے ہیں۔ آپ کی میٹھی میٹھی باتیں دلوں کو مٹھی میں لے کر ادھر سے ادھر حرکت دے رہی تھیں۔ آپ نے عوام سے فرمایا کہ علم دین سیکھیں اور علماء سے فرمایا کہ گوشہ نشین

ہو کر قوم کو دین اسلام کی تعلیم دیں۔ آپ نے لاہور میں ایک انوکھے انداز سے درسِ نظامی شروع کرانے کا پروگرام بتایا کہ اس درسِ نظامی کے کورس میں گریجوایٹ داخلہ لے سکیں گے جن کو بعد میں کوئی ایک انٹرنیشنل زبان (International Language) بھی سکھائی جائے گی اور پھر ان کو پوری دنیا میں پھیلا دیا جائے گا تا کہ یہ لوگ دین اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلانے کی کوشش میں اپنا اپنا حصہ ادا کر سکیں اور یہ دنیا دینِ اسلام کے نور سے منور ہو سکے۔ قبلہ شاہ جی نے فرمایا کہ اس کورس میں ہر طالبعلم کو ماہانہ مشاہرہ بھی دیا جائے گا تا کہ طلباء اپنی تمام تر توجہات تعلیم پر مرکوز کر کے دینِ اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہو سکیں۔

سردیوں کی ٹھٹھرتی رات میں حدیث رسول ﷺ کا نور بکھیرتی یہ محفل دیئے گئے وقت کے مطابق اختتام پذیر ہوئی اور لوگ اپنے دلوں میں محبت رسول ﷺ کا چراغاں لے کر گھروں کو لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ شاہ جی اور دیگر علماء اہلسنت کے علم وعمل وصحت میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

داتا دربار ہال میں ''شعورِ زندہ''
کی تقریبِ رونمائی

علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ

لاھوریات روزنامہ نوائے وقت لاہور 28۔ جنوری 2007ء

پاکستان کے ایک ممتاز محقق اور دانشور ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری اپنی ایک نثری تخلیق ''شعورِ زندہ'' کی تقریب رونمائی کے لئے آج کل امریکہ سے لاہور آئے ہوئے ہیں چنانچہ ''مکتبۂ جمال کرم'' کی طرف سے شائع کردہ اس کتاب کی تجلیات کو عام کرنے کا اہتمام محکمۂ مذہبی امور واوقاف پنجاب نے 25۔جنوری 2007ء کو صبح گیارہ بجے داتا دربار کے سماع ہال میں کیا۔ علامہ سید ریاض حسین شاہ مہمان خصوصی تھے جبکہ ڈائریکٹر محکمہ مذہبی امور واوقاف پنجاب ڈاکٹر طاہر رضا بخاری نے میزبان خصوصی کے فرائض ادا کیے۔ اس تقریب میں شرکت کے لئے زینت القراء قاری غلام رسول کینیڈا کے شہر ٹورانٹو سے لاہور پہنچے تھے چنانچہ علمائے کرام ومشائخ عظام سے معمور ہال میں بہ فرمائش انہوں نے قرآن مجید فرقان حمید کی چند آیات بھی تلاوت کیں۔ ہدیہ نعت بھی پیش کیا اور کتاب کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار بھی کیا۔ اب اگرچہ ان کا شباب قصہ ماضی بن چکا ہے مگر ان کی آواز کی گھن گرج، لوچ لچک اور رعنائی وغنائیت سامعین کے لئے سرمایہ کیف وسرور بن جاتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ٹورانٹو میں دس کینال رقبے پر پھیلے ہوئے ایک بنگلے میں قرآن مجید کی تعلیم وتدریس بہ صورتِ ناظرہ وحفظ ''دار القرآن'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے، جبکہ لاہور میں بھی اسی نام سے ان کا ایک ادارہ خدمتِ دینِ اسلام جاری رکھے ہوئے ہے۔

ان سے پہلے قاری رفیع الدین سیالوی نے قرآن مجید کی چند آیات ''لحنِ داؤدی'' کے ساتھ اس طرح تلاوت کیں کہ قرآن مجید کی تجلیات میں کائنات قلب ونظر کو درخشاں کر دیا آج کی تقریب کے سامعین بھی خاص تھے جس طرح حضرت علی ہجویری جناب داتا گنج بخش تجسیمِ دین وشریعت تھے اسی طرح ان کے دربار میں زیر تعلیم وتدریس شخصیات بھی تقدسِ قلب ونظر کے عمل سے گزر رہی ہیں چنانچہ جب حافظ محمد مرغوب احمد ہمدانی نے ہدیہ نعت پیش کیا تو نزول برکات کا عمل نظر آیا۔ خیالات کا اظہار کرنے والوں میں صاحبِ کتاب کے علاوہ مفتی محمد صدیق ہزاروی، مفتی محمد اقبال چشتی، مفتی محمد عارف

سیالوی بھی شامل تھے۔اس وقت حاجی محمد شفیع اور داتا دربار کے انتظامی ونگ کی دیگر شخصیات بھی موجود تھیں ۔بعض مقررین کو یہ شکوہ تھا کہ وہ مصنف کی محبت کے اسیر ہو کر اگر چہ بہرِ تقریر اس اجتماع میں پہنچ گئے تھے مگر ابھی تک ''شعورِ زندہ'' ان تک نہیں پہنچ سکی تو پھر کتاب کا مطالعہ کئے بغیر وہ اس کے بارے میں کس طرح اپنے تاثرات کا اظہار کر سکتے ہیں بہر حال مفتی محمد صدیق ہزاروی نے فرمایا کہ میں ڈاکٹر نوری کے رشحات افکار سے آگاہ ہوں اور جانتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں علم وفکر کی گوناگوں صلاحیتوں سے متمتع فرمادیا ہے۔ان کے نثر پاروں میں بڑی اثر آفرینی ہوتی ہے۔

اس تقریب میں پاکستان کے ممتاز نعت گو شاعر راجا رشید محمود نے بھی شعورِ زندہ کے بارے میں اپنا مقالہ پیش کیا اور فرمایا کہ یہ کتاب اس منزل کی نشاندہی کرتی ہے جس پر زندہ لوگ زود یا بدیر پہنچنا چاہتے ہیں۔ڈاکٹر نوری نے اپنی کاوش سے گراں خواب مسلمانوں کو جھنجھوڑنے کی کوشش کی ہے۔قاری غلام رسول نے بھی فرمایا کہ ڈاکٹر نوری جہاں بیٹھ کر مسلمانوں کی بیداری کا بیج بونا چاہتے ہیں وہ زمین (امریکہ) بہت پتھریلی ہے۔وہاں حق بات کہنے اور سچ کا اظہار کرنے میں مشکلات درپیش ہیں مگر دعا یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں کارِ خیر کرتے رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

اس اجتماع کے مہمانِ خصوصی علامہ سید ریاض حسین شاہ نے نہایت جامع انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میں حضرت وارث شاہ اور حضرت بلھے شاہ کے خانوادہ علم وفکر کا فرد ہوں ۔ میں خانقاہوں کی قدر کرتا ہوں مگر خانقاہیں قائم نہیں کرتا تاہم بارش اور دریا کی طرح نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دینِ متین کا اُجالا پھیلا کر غلامانِ محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت کرتا چلا جاتا ہوں۔شعورِ زندہ سے بھی اپنی فکری حد تک متمتع ہوا ہوں۔ڈاکٹر نوری نے اپنی فکر کا سلسلہ قائم رکھا ہوا ہے میں ان کو اس وقت سے جانتا ہوں جب وہ ڈاکٹر کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے فرسٹ ائیر میں تھے۔ انجمن طلبائے اسلام کے صدر وہ بعدازاں قائم ہوئے ابتدأً وہ شعر کہنے کی طرف راغب تھے مگر میں نے انہیں شعر کہنے سے روکا تو ان کا فن شعر نثر پاروں کے سانچے میں ڈھل گیا۔اکثر وہ علامہ اقبال کے جذبوں کے عکاس معلوم ہوتے ہیں۔

سید ریاض حسین شاہ نے یہ بھی فرمایا کہ مذہبی تنظیمیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہورہی ہیں مگر اُمت کے مسائل حل ہوجانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ پر موجود ہے کہ کروڑوں ''یارسول

اللہ ﷺ“ کہنے والوں کو نہ دبایا جاسکتا ہے نہ مٹایا جاسکتا ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ دنیاو کائنات، جمالِ حضرتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کی خیرات پانے کے لئے تڑپ رہی ہے۔ آج کی تقریب میں ڈاکٹر نوری نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ان کی کتاب بڑی عجلت میں شائع ہوئی اور اسی عجلت میں اس کی رونمائی کا اہتمام بھی کیا گیا۔

میزبانِ خصوصی ڈاکٹر طاہر رضا بخاری نے آج بڑے دھیمے انداز میں اپنے بحرِ الفاظ و معانی کی موجوں کو تحریک دی۔ وہ باریش نہیں ہیں مگر ان کے سارے تیور دینی فضائل کی برکات کو عام کرنے کے لئے مختص رہتے ہیں۔ وہ اتنی عمیق نگاہ سے دوسروں کی علمی استطاعت کو پرکھ لینے کا ہنر جانتے ہیں کہ ”شعورِ زندہ“ کی رونمائی کے بغیر انہوں نے ڈاکٹر نوری کو وطن چھوڑنے کی اجازت نہ دی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی اپنی زندگی دین اسلام اور بزرگان دین کے افکار و تجلیاتِ اعمالِ خیر و برکت سے تجمل نکو اخذ کرتے رہنے کا جذب دروں رکھتی ہے۔ وہ اپنے شعورِ علم و ادب اور قدرتِ اظہار و بیان کے باعث خاموشی میں بھی گویا معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی دعوت پر ڈاکٹر نوری نے ”شعورِ زندہ“ کے کچھ نثر پارے پڑھ کر سنائے۔۔ ایک ٹکڑا ہم بھی اپنے قارئین کے لئے پیش کرتے ہیں جو واقعتاً کتاب کا انتساب ہے:

> ”اکیسویں صدی کے پاکستان کے نام جس کے نوجوان ڈگریاں ہاتھ میں لے کر روزگار کے لئے مارے مارے نہیں پھریں گے جس کی اسمبلیاں ممبروں کے مفادات کے لئے نہیں بلکہ عوام کے مفادات کے لئے قانون بنائیں گی، جس کے حکمران اقتدار کے نشے میں بدمست نہیں ہوں گے، جس کی اپوزیشن اختلاف برائے اختلاف کے لئے قومی منصوبوں کے زیرِ عمل آنے اور ان کے مکمل ہو جانے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گی، جس کی عدالتوں، دفتروں اور بازاروں میں انصاف، امانت اور دیانت داری کا راج ہوگا“۔

❁❁❁

ایک روحانی محفل میں شاہ جی کا درس حکمت

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ ستمبر 2007

جس دور میں اندھا دھند مغرب کی تقلید کی جارہی ہو اسلامی تعلیمات و روایات کو دقیانوسی قرار دیا جا رہا ہو۔ اہلیان حکومت کتوں کو گود میں اٹھائے پھرنا باعث فخر سمجھتے ہوں اور "**لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ**" کے قرآنی اور آفاقی سبق کو بھول کر "کمال اتاترک" جیسے لوگوں کو نمونۂ زیست بنا رہے ہوں۔ اپنی ماؤں بہنوں کو نیکریں اور تنگ ٹراؤزر پہنا کر سڑکوں پر دوڑتے دیکھنا باعث خوشی محسوس ہوتا ہو اور اسے "ترقی" قرار دیا جا رہا ہو، لباس مغربی، انداز مغربی، اطوار مغربی، افکار مغربی، غرض جہاں سب کچھ غیروں کے انداز میں ہو رہا ہو اور اسلام کو عملی طور پر بھولنے کی کوششیں ہو رہی ہوں ان حالات اور اس پس منظر میں قرآن و حدیث کی تعلیمات عام کرنے کے لئے کوشاں ہونا نہ صرف جان جوکھوں کا کام ہے بلکہ قدم قدم پر مایوسیاں بھی ڈیرے ڈالے نظر آتی ہیں لیکن ان حالات میں مصطفوی تعلیمات کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے اور مصطفوی افکار کے حامل افراد کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب بھی دین نبی ﷺ پر کڑا وقت آیا تو اولادِ نبی نے ساری ساری زندگی اس دین کی خدمت میں صرف کر دی۔ جہاں ابوجہل اور اس کی ذریتِ معنوی شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن کر شیطانی کاموں میں مصروف نظر آتی ہے وہاں آج بھی امام الانبیاء کی آل اس دین کی سربلندی کے لئے برسرِ پیکار نظر آتی ہے۔ یزیدی کردار جب بھی سر اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اسی وقت ہمیں حسینی کردار کے حامل سید زادے میدان عمل میں اترتے نظر آجاتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں حسینی کردار و افکار کے سلسلے کی ایک کڑی پیر سید ریاض حسین شاہ کی مبارک صورت میں ہمیں نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

جہاں میں اہل ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے، اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

سید ریاض حسین شاہ کو دیکھ لیں۔ سنگلاخ پہاڑ ہوں یا ریگستانی علاقے کی تپتی ریت، زرخیز زمین ہو یا بنجر و بے آب و گیاہ وادیاں، پاکستان کی سوہنی دھرتی ہو یا یورپ کی اخلاق باختہ فضائیں، امریکہ،

کینیڈا، انگلینڈ، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، جیسے ممالک ہوں یا پیارے نبی ﷺ کے پیارے مکہ اور مدینہ شریف جیسے شہر ہوں، سب جگہ ایک ہی فکر ہے، ایک ہی صدا ہے، ایک ہی ارمان ہے اور ایک ہی کوشش ہے کہ مصطفوی تعلیمات عام ہو جائیں ہمارے نبی ﷺ کا جھنڈا بلند ہو جائے اور ہر انسان **"ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین"** کی تصویر بن جائے۔

اسی مقصد کے پیش نظر 9۔اگست کو اتفاق مسجد ماڈل ٹاؤن لاہور میں درسِ حدیث کا اہتمام کیا گیا اگرچہ اس تقریب کی بوجوہ خاطر خواہ تشہیر نہ کی جا سکی لیکن پھر بھی لوگ دیوانہ وار سیدزادے کی زیارت اور آلِ نبی کی زبان سے نبی ﷺ کے اقوال سننے جمع تھے۔ مسجد کے ہال کے علاوہ برآمدہ اور گراؤنڈ میں بھی لوگ موجود تھے۔قبلہ شاہ صاحب کی درس گاہ میں تشریف آوری سے قبل تلاوت قرآن حکیم اور زمزمہ نعت سے حاضرین اپنے قلوب کو سرشار کر چکے تھے۔مسجد کے ہال کی شمالی دیوار کے ساتھ شاہ جی قبلہ کے لئے مسند سجائی گئی تھی (جیسا کہ ہر جمعہ آپ بعد از نماز جمعہ درس دیتے ہیں) اس تقریب کی خاص بات یہ تھی کہ یہ تقریب رسمی طور طریقوں سے پاک تھی۔کوئی شور شرابا نہ تھا۔وہ آیا وہ گیا کی صدائیں نہ تھیں، کوئی مہمان خصوصی یا صدرِ محفل نہ تھا حتیٰ کہ کوئی نقیبِ محفل بھی نہ تھا۔اتنی سادگی دیکھ کر راقم الحروف کے ساتھ آنے والے علماء میں متاثر کن حیرانگی دیکھی گئی اور شاید اسی سادگی اور بے تکلفی کی وجہ تھی کہ علماء نے بھی اس انداز کو روحانی انداز قرار دیا۔ ٹھیک 9:45 پر شاہ صاحب اپنے مبارک کمرہ سے نکل کر نہایت سادگی اور متانت کے ساتھ مسندِ حدیث پر جلوہ افروز ہو گئے۔مسندِ حدیث پر تشریف فرما ہونے کے بعد قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار سنے گئے اور پھر حدیث پاک کا نور لوگوں تک پہنچانے کے لئے قبلہ شاہ صاحب نے اپنا خطاب شروع فرما دیا۔

پہلی حدیث مبارکہ جو آپ نے بیان فرمائی وہ محبت رسول کا سبق دیتی ہے کیونکہ محبت رسول ﷺ ہی اصل ایمان اور بنیاد اسلام ہے اس لئے آپ نے محبت رسول کے موضوع سے اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا، تو آپ ﷺ کے صحابہ نے آپ کے وضو کے مستعمل پانی کو اپنے چہروں پر ملنا شروع کر دیا اور پینا شروع کر دیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کرنے پر تمہیں کس چیز نے ابھارا ہے تو صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں ہم نے یہ کام کیا ہے۔

علامہ بدر الدین عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بعض اوقات کسی کو علم نہیں ہوتا اور وہ کام کر بیٹھتا ہے بعد میں ندامت محسوس کرتا ہے تو صحابہ کا کہنا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں یہ

کام کیا ہے، ہمیں بتاتا ہے کہ صحابہ کو علم تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کس وجہ سے کر رہے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ حضور کی محبت کا تقاضا ہی یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مستعمل پانی کو چہروں پر ملا جائے۔ جواب سننے کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو یہ پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے اور اللہ و رسول بھی اس سے محبت کریں تو وہ تین کام کرے۔

1۔ جب بات کرے تو سچی بات کرے۔

2۔ کوئی امانت رکھے تو دیانتداری کے ساتھ واپس پہنچائے۔

3۔ پڑوسی جو بھی کرے آپ اس سے اچھا ہی سلوک کریں۔

اس حدیث پر آپ نے تفصیلی گفتگو فرمائی۔ شاہ صاحب نے سوال اٹھایا کہ اعلانِ نبوت سے پہلے حضور کی ذات میں ساری صفات موجود تھیں۔ حضور سراجِ منیر بھی تھے، برہان بھی تھے، رسول، نبی، حلیم، کریم، رؤف، رحیم، سبھی کچھ تھے، لیکن اس مشرکانہ معاشرے اور مکی سوسائٹی میں اعلان آپ کی دو صفات کا ہی کیوں ہوا؟ کہ آپ صادق اور امین ہیں۔ اس سوال کا جواب شاہ صاحب نے علامہ ابن حجر عسقلانی کی زبانی دیا کہ دراصل باقی ساری صفات انسان کو انسانِ عظیم بناتی ہیں لیکن صدق اور امانت انسان کے اندر قیادت کا جوہر پیدا کرتی ہیں۔ وہ شخص کبھی دوسروں کو منزل تک نہیں پہنچا سکتا جس کے اندر صدق اور سچائی کا نور نہ ہو۔

شاہ جی نے اپنے استاد شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محبّ النبی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت سنائی جب آپ سے پوچھا گیا کہ ایک عالم دین اور قائد کو کن باتوں کی پابندی کرنی چاہئے تاکہ وہ زندگی میں ناکام نہ ہو تو فرمایا قائد تین کام نہ کرے تو وہ ناکام نہ ہوگا:

(1) جھوٹ نہ بولے (2) بدکاری سے بچے

(3) پیسے کے معاملے میں صاف وشفاف ہو یعنی لوگوں سے معاملات خراب نہ ہوں۔

شاہ جی قبلہ نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بات ارشاد فرمائی کہ ''دین سارا تین چیزوں میں ہے۔

(1) محبت (2) مکارمِ اخلاق اور (3) خدمتِ خلق۔

شیخ سعدی گلستان میں فرماتے ہیں کہ طریقت گدڑی پہننے اور تسبیح ومصلے کا نام نہیں بلکہ مخلوق کی خدمت کا نام ہے۔ اسی طرح داتا صاحب کا تاریخی جملہ کہ تصوف کچھ رسمیں ادا کرنے کا نام نہیں بلکہ اخلاق ہی اخلاق ہے۔

مفکرِ اسلام نے مسلمانوں کی فکر کو صحیح رُخ کی جانب موڑتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بم باندھ کر خودکش حملوں سے دین کی خدمت نہیں ہوسکتی، بلکہ دین کی خدمت صرف اور صرف حضور ﷺ کے راستے پر چلنے میں مضمر ہے۔ اگر حضور کی سنت کو اپنایا جائے تو دنیا اسلام کے نور سے جگمگا سکتی ہے۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ کر کے دیکھیں کہ اگر کسی موڑ پر بادشاہ بھی ناکام ہوگئے ہوں تو اولیاء کا کارواں ناکام نہیں ہوا، ہمیں کہیں غوث اعظم عبدالقادر جیلانی نظر آتے ہیں، کہیں خواجہ غریب نواز، کہیں بابا فرید، مجدد الف ثانی، خواجہ بہاوالدین نقشبند، بہاوالحق ذکریا ملتانی نظر آتے ہیں۔ یہ سب اولیا کہیں ناکام نہ ہوئے کیونکہ یہ اخلاقِ رسول لے کر نکلے اور معاشرے پر چھا گئے۔ جدہ کے ایک بڑے ہسپتال میں ڈاکٹروں کے ایک اجتماع سے اپنے خطاب کا حوالہ دیتے ہوئے شاہ صاحب قبلہ نے فرمایا کہ میں نے ڈاکٹروں سے پوچھا کہ بتائیں سب سے زیادہ کن لوگوں کے ہاتھوں پر لوگ مسلمان ہوئے؟ تو ایک ڈاکٹر اٹھا اور کہنے لگا کہ نوے لاکھ تو صرف ایک خواجہ غریب نواز کے ہاتھ پر ہی مسلمان ہوگئے۔ گویا اسلام کی صحیح خدمت ان صوفیاء ہی نے کی۔ یہ وہ بزرگ تھے جو دھیمے انداز میں شہروں میں داخل ہوئے، یہ فوج لے کر داخل نہ ہوئے، اسلحہ و بارود لے کر داخل نہ ہوئے، سید داتا علی ہجویری تن تنہا لاہور میں آئے۔ تو آخر وہ کون سی دولت تھی، وہ کون سا اسلحہ تھا جس نے سارے معاشرے کو دیوانہ بنا دیا، سارے دلوں کی کایا پلٹ دی۔ چونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں مکارمِ اخلاق کو مکمل کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ لہٰذا ان اولیاء کرام کے اندر محمدی مکارمِ اخلاق کا ایسا نور چمکتا تھا کہ انسانیت سمجھ گئی کہ سارے زمانے کا سکون و راحت انھی درویشوں کے قدموں میں ہے۔

شاہ جی نے سبق دیا کہ لوگو! ''میں'' کے خول سے نکل کر حضور ﷺ کے ''آپ'' کے دائرہ رحمت میں داخل ہو جاؤ اور وارفتگی و دیوانہ وار اللہ و رسول ﷺ سے محبت کریں کہ عقل والا ناکام ہوسکتا ہے لیکن محبت والا ناکام نہیں ہوسکتا۔ خواجہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے پیر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا کہ بابا صاحب گھر کے صحن میں بے چینی کے ساتھ کبھی کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہیں اور کبھی اپنی پیٹھ پر اور زار و قطار رو رہے ہیں اور ایک رباعی ان کی زبان سے بار بار نکل رہی ہے۔

''میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اے اللہ! میں تیری محبت اور تیری خواہش میں دنیا سے اٹھ جاؤں، میں خاک ہو جاؤں، تیرے حبیب کے پاؤں کی خاک بن جاؤں، میرا مقصود

کچھ نہیں سوائے یہ کہ میری موت آئے تو تیرے لئے اور میں زندہ رہوں تو تیرے لئے"۔

اسی طرح خواجہ نصیر الدین چراغ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ کی زبان پر یہ اشعار تھے:

"اے اللہ! دنیا بادشاہوں کو دے دے، خاقانوں کو دے دے، قیصر کو دے دے،
دوزخ بدوں کو دے دے، جنت نیکوں کو دے دے، تسبیح فرشتوں کو دے دے، اور مولا!
مجھے اپنا آپ دے دے اور میری چھوٹی سی جان تُو لے لے"۔ (مفہوم)

محبتِ رسول، سچ، امانت، حسنِ سلوک، للٰہیت کے درس کے بعد آپ نے خدمت خلق پر زور دیتے ہوئے ایک حدیث سنائی کہ حضرت ابو ہریرہ ﷺ راوی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا دل سخت ہو گیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مسکین کو کھانا کھلا دے اور کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھ دے، اللہ تیرے دل کو نرم فرما دے گا۔

گویا لوگوں کے کام آنا، یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا، مسکینوں کو کھانا کھلانا، اپنے آپ کو دوسروں کے لئے نافع بنانا، نرم دلی کے ذرائع ہیں اور نرم دل انسان اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔

حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا آدمی بھی ہے جو قیامت والے دن انعام یافتہ لوگوں یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اٹھایا جائے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ ہاں ایسا بندہ ہے کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین بھی اس کا مرتبہ دیکھ کر رشک کریں گے اور وہ شخص ایسا تاجر ہے جو گاہک کے ساتھ جھوٹ نہ بولے اور خیانت نہ کرے۔

توبہ اور خواہشات کی کمی پر گفتگو کرتے ہوئے شاہ صاحب قبلہ نے حدیث ارشاد فرمائی کہ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان نے کہا ہے "میں نے انسانوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انھوں نے توبہ کر کے میری کمر توڑ دی، پھر میں نے جب یہ دیکھا تو میں نے ایک نیا کام کیا کہ ان لوگوں کو خواہشات میں مبتلا کر دیا، لہٰذا اب یہ قابو میں آ گئے"۔

فاسق و فاجر لوگوں کی تعریف کرنے کی مذمت اور دنیا داروں سے کنارہ کشی کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سرعام گناہ کا ارتکاب کرنے والوں کی مدح و تعریف نہ کرو اور میل جول نہ رکھو۔ اس قسم کے لوگوں کی جب مدح و تعریف ہونے لگے تو اللہ اس قدر غضب فرماتا ہے کہ اس کا عرش کانپنے لگ جاتا ہے۔ فرمایا دنیادار کی دنیا کی وجہ سے تعریف جس قدر انسان کو خراب کرتی ہے کوئی دوسری چیز نہیں کرتی۔

شاہ صاحب عموماً اپنی زندگی کے واقعات نہیں سناتے لیکن اپنے موضوع کو تقویت دینے کے لئے اور تربیت کی خاطر ارشاد فرمایا کہ ضیاء الحق نے اپنے گیارہ سالہ دور میں خواہش رکھی کہ میں اس کے ساتھ ناشتہ کروں، ان کے دور میں جیل میں بھی رہا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس کا ناشتہ نصیب نہ ہوا۔ ایک دفعہ جنرل ضیاء الحق نے زکوٰۃ کا چیک بھیجا میں نے انہیں خط لکھا کہ آپ نے 22۔ ویں گریڈ کے افسر کو زکوٰۃ کی رقم سے علاج کے لئے انگلینڈ بھیجا ہے۔ میرے خیال میں یہ زکوٰۃ کا غلط مصرف ہے۔ آپ زکوٰۃ کے استعمال میں احتیاط نہیں کرتے لہٰذا میں اپنے مدرسے کے لئے یہ چیک وصول نہیں کرتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرے دارالعلوم میں حکومت کی زکوٰۃ کا ایک روپیہ بھی نہیں لگا۔

میاں نواز شریف کے دور میں میاں صاحب کے اصرار پر صرف ایک مرتبہ حرمین شریفین گیا وہ بھی اس شرط پر کہ حکومت کی رقم خرچ نہیں ہوگی اگر میاں صاحب اپنی جیب سے رقم خرچ کریں تو سوچا جاسکتا ہے۔ اس طرح میاں صاحب نے اپنی جیب سے چار آدمیوں کا خرچہ برداشت کیا جن میں پیر کرم شاہ اور یہ فقیر (سید ریاض حسین شاہ) شامل تھے۔

مشرف صاحب آئے پیغام آیا کہ ملنا چاہتے ہیں، میں نے معذرت کی اور جب امامِ کعبہ آئے تو پرائم منسٹر صاحب نے فون کیا کہ آپ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں میں نے کہا کہ اس فقیر کو اللہ نے اتنا دیا ہے کہ اب کسی قسم کی بھوک باقی ہی نہیں رہی۔

تو صاحبو! جو شخص دین اسلام کا مذاق اڑائے اور آپ اس کی تعریف کریں تو کیا اللہ کا عرش غضب سے نہیں ہلے گا؟

تعمیرِ کردار، حسن خُلق، دین کی پاسداری، اللہ و رسول ﷺ پر مر مٹنے کا جذبہ اور غیرتِ دینی و ملی کا درس تقریباً سوا گھنٹے تک جاری رہا۔ اس کے بعد ذکر کی محفل ہوئی اور پھر نہایت تضرع، عجز و انکساری کے ساتھ دعا کی گئی، جس میں حاضرین کی سسکیوں اور آہوں نے ایک خاص سماں باندھ دیا، جس کا احاطہ الفاظ میں ممکن نہیں۔ اسی وجہ سے سمجھ آتی ہے کہ ایسی محافل میں حاضری سعادت اور غیر حاضری محرومی کا سبب بنتی ہے۔ اللہ سماعت کردہ الفاظ پر عمل کی قوت سے نوازے اور ایسی محافل و محافل والوں کو آباد و شاداب رکھے۔ آمین، ثم آمین۔

ہری پور ہزارہ کا عظیم ورثہ اور ہماری ناقدریاں

حافظ محمد زبیر اعوان

چوب قلم ماہنامہ دلیل راہ اکتوبر 2007

''ضلع ہری پور'' ملک پاکستان کا ایسا شہر ہے جسے اپنی بعض خصوصیات کی بناء پر ملک بھر میں ہی نہیں، برِّ اعظم ایشیا میں ایک انفرادی مقام حاصل ہے۔لیکن جو چیز ہمارے ملک میں وافر مقدار میں پائی جاتی ہے اور ہر شہر کے عوام اس سے ارزاں نرخوں پر مستفید ہو رہے ہیں، وہی چیز جو اس ملک کے حکمرانوں اور عوام کا گرانقدر سرمایہ ہے۔وہ ہری پور میں بھی موجود ہے اور ہم یہ بات برملا اور فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ اس معاملے میں اہلیان ہری پور ہوں یا ان کے حکمران ہوں وہ اپنی دیگر پاکستانی قوم کے شانہ بشانہ شریک ہیں کہ جس طرح پاکستانی قوم اپنے پاس پڑی ہوئی گرانقدر تاریخی عمارات کی حفاظت نہیں کرتی، اپنی تاریخ پر نگاہ نہیں رکھتی، اپنی علمی شخصیات کی قدر نہیں کرتی، اپنے تاریخی ورثوں اور جو اثاثوں کی حفاظت نہیں کرتی۔یہی ناقدری جیسی عظیم چیز ہے؟ جو اس شہر کا بھی مقدر ہے۔جس کی وجہ سے ہری پور کی انفرادی حیثیتوں کا اُس شان وعظمت سے اعتراف نہیں کیا گیا جس کا اُسے حق حاصل تھا۔سو جب سے حضور قبلہ مرشد کریم سید ریاض حسین شاہ صاحب کی زیرِ سرپرستی ماہنامہ دلیلِ راہ دوبارہ اپنی پرانی شان وعظمت کے ساتھ شائع ہونے کا سلسلہ شروع ہوا اور ساتھ ہی یہ ہدایت بھی ملی کہ فنِ تحریر کی سیڑھی کو بھی جس نے چھونے کی جسارت کی ہے وہ کمرہ امتحان میں حاضر ہو اور اپنا تحریری پرچہ کسی بھی مضمون پر ارسال کرے تا کہ اس بات کا فیصلہ کیا جا سکے کہ یہ اگلے پرچے کے قابل بھی ہے یا نہیں؟ تو ہم نے تو اس ہدایت میں چھپی عنایتوں کی خوشبو سے ہی خود کو معمور کر کے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم اس امتحان کے اہل نہیں ہو سکتے مگر اِس صحافتی وابستگی کے نام نے ہمیں بھی کمرہ امتحان میں لا کھڑا کیا کہ تم اگر دنیا کے مشہور ومعروف اُردو روزنامے ''روزنامہ جنگ'' سے وابستہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو تمھارا بھی امتحان تو ضروری ہے کہ کیوں کر کسی روزنامے نے تمہارا تقرر کر لیا، لہٰذا دلیلِ راہ کے لئے اپنا امتحانی پرچہ ارسال کرو۔تو ہم نے سوچا کہ کیوں نہ موضوع ہی ایسا منتخب کیا جائے جس میں پرانی محبتوں اور اثاثوں کا ذکر چھیڑا جائے۔ظاہر ہے ناقدری جیسا لفظ دلیل راہ کی عظیم المرتبت سرپرستی کے پاس سے بھی نہ پھڑکا ہو

گا۔ وہ تو سراپا مہربانی اور عنایتوں کے سمندر سے کبھی باہر ہی نہ نکلی ہوگی کہ وہ ہستی ناقدری جیسے جذبوں کو بھی پاس آنے دیتی، لہٰذا اس سے دو فائدے ہوں گے: ایک تو جن مسائل کا ذکر ہوگا ان کے حل کے لئے دعائے خیر ہو جائے گی اور میرے شہر کے باسیوں کا فائدہ ہو جائے گا۔

دوسرے جس طرح بہت اچھے آموں کی پیٹی میں کچھ گلے سڑے آم بھی اُسی بھاؤ میں فروخت ہو جاتے ہیں اسی طرح بہت سے اچھے لکھاریوں میں یہ گلا سڑا لکھاری بھی ہو سکتا ہے اس لئے پاس ہو جائے کہ اگر اسے اپنے شہر سے پیار ہے تو اسی ذریعے سے اور کسی پیاری پیاری میٹھی میٹھی نسبت کی وجہ سے ہی کیوں نہ اس پر بھی مہربانی کر دی جائے اور اسے ناقدروں کے حوالے ہی نہ کر دیا جائے بلکہ اس پر اپنی نگاہِ عنایت مستقل کر دی جائے، چنانچہ عرصہ دراز کے بعد قلم کی نوک کو حرکت دی ہے۔ جو کہیں محبت سے چوب لگائے تو پڑھنے والے کی دعاؤں کی طلبگار رہوگی اور اگر کہیں چوب زیادہ سخت پڑ جائے تو یہ اُس ضمیر کو جھنجوڑنے کے لئے ہوگی۔ جس کی نیند نے ان مسائل کو جلا بخشی ہوگی۔ تو ہم بات کر رہے تھے ہری پور شہر کے عوام و حکمرانوں کی ناقدری کی جنہوں نے اپنے شہر کے عظیم اثاثوں اور انفرادی تشخص کا وقار بحال نہ رکھا ورنہ ہری پور شہر کو براعظم ایشیاء میں یہ انفرادی اعزاز حاصل ہے کہ یہاں آبپاشی، آب نوشی اور نکاسی آب کا باقاعدہ نقشے کے مطابق ایسا نظام بنایا گیا ہے کہ یہاں کبھی سڑکوں پر بارش کا پانی کھڑا نہ ہو سکے۔ ہر گلی، بازار اور محلے سے لے کر گاؤں تک آج سے ڈیڑھ سو سال سے بھی زائد عرصہ قبل اُس وقت کے مہاراجہ ہری سنگھ نلوہ نے (جس کے نام پر یہ شہر آباد ہے) فرانسیسی انجینئر بلوا کر پانی کی تقسیم کا ایسا نظام قائم کر دیا تھا کہ باوجود ساری ناقدریوں اور غفلتوں اور تجاوزات کے آج بھی سال کے بارہ ماہ یہاں زمینوں کے لئے پانی کی کمی نہیں ہوتی۔ لوگوں کے گھروں کی گندگی کو بہانے کے لیے نکاسی آب کے بڑے بڑے نالے قائم ہیں لیکن نظر یہی آ رہا ہے کہ غفلت اور ناقدری کا سلسلہ جاری رہا تو یہ اعزاز بھی تاریخ کے پرانے اوراق کی نظر ہو جائے گا۔

یہ وہی شہر ہے جہاں ایشیا کا سب سے بڑا بجلی پیدا کرنے والا ''تربیلہ ڈیم'' موجود ہے، لیکن کبھی ہری پور شہر سے تربیلہ روڈ پر کوئی سیاح اس عظیم الشان ڈیم کی نہر کا نظارہ کرنے آ جائے تو یقین نہیں کہ اُس کھنڈرات نما عظیم الشان سڑک کو دیکھ کر بھی وہ اپنے سفر کا ارادہ برقرار رکھ سکے۔ پاکستان کی واحد سب سے بڑی ٹیلیفون انڈسٹریز آف پاکستان کی سڑک ''خانپور روڈ'' کی حالت بھی دیہی سڑکوں سے بدتر ہے۔ جسے

گذشتہ 30۔ سالوں سے دوبارہ تعمیر نہیں کیا گیا۔ یہ دنیا کے پانچ فیلڈ مارشلز میں سے ایک فیلڈ مارشل صدر ایوب خان کا شہر ہے۔ جس کا خاندان آج بھی مختلف سیاسی روپ بدلتا ایوان اقتدار میں موجود ہے، مگر افسوس کہ یہاں کے حکمران غافل ہیں، وہ ذاتی اور سیاسی مفاد تو رکھتے ہیں مگر اپنی زمین کا مفاد نہیں رکھتے لیکن اب مجھے اُمید ہو چلی ہے نئی سحر کے آنے اور نئی صبح طلوع ہونے کی۔ کیوں کہ یہ شہر صرف ان خوانین اور مہاراجوں کا ہی نہیں جو اسلام آباد کی رنگین راتوں کے سحر میں گرفتار ہو کر اب وہیں کے ہو کر رہ گئے ہیں بلکہ یہ شہر ایک سیدزادے کا بھی ہے جو اسی شہر کی مرکزی سڑک شاہراہِ ریشم پر واقع گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 ہری پور میں ابتدائی تعلیم کے حصول کے بہانے اپنا بچپن نچھاور کرتا رہا اور آج دنیا کے کئی ممالک میں ان کے علم وعمل کی گواہیاں بانٹی جارہی ہیں، مگر اس کے باوجود اب انہوں نے اپنے علاقے کی طرف رخ کرلیا ہے۔ ان کی محبتوں کے فیض اپنے علاقے کے لئے اُمڈنے کو بے قرار نظر آ رہے ہیں۔ مجھے اُمید ہو چلی ہے کہ اب میرا شہر لاوارث نہیں رہے گا۔ اس کا انفرادی اعزاز اگر ان مادی اشیاء سے نمایاں نہ ہو سکا تو کیا ہوا۔ اب روحانی فضاؤں کا اعزاز تو ملے گا اگر چہ بہت جلد نہ سہی لیکن مجھے یاد ہے کہ کبھی کوٹنالی کے سفر کے لئے رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام کے گھرانے کا ایک چشم و چراغ، صرف اس وجہ سے اسی شہر کے ایک چھوٹے سے دوکاندار کی سواری کو بھی سوار ہونے کا شرف عطا کر دیتا تھا کہ کوٹنالی کو جانے والی سڑک کچی اور پتھریلی تھی اور نئی سواری وہاں دشواری پیدا کر سکتی تھی اور اسی بہانے سے اُس سواری کی مہار پکڑ کو ڈرائیونگ کرنے کا اعزاز بھی کسی غریب کو حاصل ہو جاتا تھا، مگر آج کوٹنالی ہی نہیں بلکہ اُس کے آس پاس ان تمام مواضعات کی سڑکیں بھی پکی ہوگئی ہیں جن جن راستوں کی نسبت کوٹنالی سے ہو گئی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اب اپنے حبیب ﷺ کی آل پاک کے راستوں سے اور علاقوں کو بھی رحمت کی نظر سے فیض یاب کرنا چاہتا ہے۔

لہٰذا اب یہ امید ہو چلی ہے کہ میرے مرشد کریم مفکر اسلام حضور قبلہ سید ریاض حسین شاہ جی کے قدموں کی برکت سے یہ علاقہ فیض یاب ہوگا۔ بات شروع کی تھی کہ ہری پور شہر کی تجاوزات پر تحریر کروں گا لیکن ربّ کریم نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام اور ان کی آل پاک سے نسبت کا صدقہ قلم کو مسائل درج کرنے کے بجائے مسائل کے حل کی طرف موڑ دیا۔ گویا قلم بھی بزبانِ حال کہہ رہی ہو کہ اب مسائل کے تذکرے چھوڑو، وسیلے کی وساطت سے ربّ کریم کی رحمت پر نگاہ رکھو۔ وسائل کے بھی انبار لگ

جائیں گے اور مسائل بھی خود بخود حل ہوتے چلے جائیں گے۔

کہتے ہیں کہ رب العالمین اپنے دوستوں کو پریشان دیکھ کر خوش نہیں ہوتا بلکہ ان کی پریشانی دور کرتا ہے شاید اسی لیے تو وہ، جس طوائف کے ساتھی نے ایک فقیر کے پاؤں کی دھمک سے اڑنے والے پانی کے چھینٹے اپنی محبوبہ کے کپڑوں پر پڑتے دیکھے تو بے قرار ہو گیا اور فقیر کو ہاتھ کی سزا دے ڈالی، مگر آگے چل کر خود ہی گر کر مرگی میں مبتلا ہو گیا۔ فقیر سے کسی نے پوچھا یہ کیا ہوا تو فرمایا کہ اُس کی دوست کے کپڑوں پر چھینٹے اُسے برداشت نہ ہوئے تھے مجھے دی جانے والی پریشانی میرے دوست کو اچھی نہ لگی حساب برابر ہو گیا۔ ہم بھی سمجھتے ہیں کہ اگر کوٹالی کی سڑکیں کسی سیدزادے کے لئے پکی ہو سکتی ہیں تو کیوں نہ جو سڑک تعمیر کرانی ہو اُس علاقے میں شاہ جی کے آنے جانے کا اہتمام کرایا جائے۔ جو مسئلہ حل کرانا ہو وہاں کہیں محفل ذکر کرا دی جائے۔ اتنے پروگرام کرا دئے جائیں کہ شاہ جی ہری پور سے فارغ ہی نہ ہو سکیں۔ ہمیں ایوب خان سے تو شہرت نہ ملی، ٹیلیفون فیکٹری سے اور تربیلہ ڈیم سے پہچان نہ ملی، مگر آلِ رسول کے قدموں کی نسبت تو مل جائے۔ ہم شاہ جی کے ''گرائیں'' (علاقے کے لوگ) تو کہلا سکیں۔ شاید اسی سے آخرت بھی سنور جائے اور میرے شہر کے باسیوں پر سے ناقدری کا داغ بھی دھل جائے۔

شاہ جی کا درس حکمت

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ نومبر 2007

نبی اکرم ﷺ نے جہاں شعبان المعظم کو" شعبان شھری" قرار دے کر رفعت و بلندی عطا فرمائی وہاں اس کی 15۔ویں رات ''شب برأت'' کو ان گنت عظمتوں کی حامل قرار دیا۔ یہ وہ رات ہے جس میں اللہ اپنی رحمتوں سے نزولِ اجلال فرماتا ہے اور امتِ مصطفےٰ ﷺ کو بخشش کے پروانے عطا کئے جاتے ہیں۔ جو شخص اس رات کو جاگ کر زندہ کرے اس کا دل کبھی موت کے شکنجے میں نہیں آئے گا۔ حضور ﷺ خود بھی اس رات کو خصوصی اہتمام کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے اور امت کو بھی اس رات جاگنے کا سبق دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام اس رات کو خصوصی اہتمام کے ساتھ گذارتا ہے۔ ہر مسلمان کی کوشش ہوتی ہے کہ اس رات کو گذشتہ گناہوں کا کفارہ بنایا جائے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کی جائے، حسب سابق امسال بھی ہمارا پروگرام شاہ جی کے ساتھ شب برأت گذارنے کا تھا۔ایک طرف شبِ برأت کی عظمتیں اور دوسری طرف خونِ رسول کی رفعتیں، ادھر شبِ برأت کی نورانی ساعتیں اور اُدھر نسبتِ رسول ﷺ کی جگمگاتی ضیائیں۔ یک نہ شد دو شد اور آقا حضور ﷺ کی حدیث پاک کہ ''جس نے کسی متقی عالم دین کے ساتھ نماز پڑھی گویا اس نے محمد ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی''۔ چنانچہ ایک سید زادے کی وساطت سے شب برأت کی برکتوں کو سمیٹنے کے لئے ہم اتفاق مسجد روانہ ہوئے۔ ہمارا خیال تھا کہ مسجد کے ہال میں نہیں تو کم از کم برآمدے میں جگہ مل ہی جائے گی لیکن وہاں پہنچنے پر نہایت خوشگوار حیرت ہوئی کہ مسجد کا ہال، برآمدہ اور وسیع گراونڈ کے علاوہ اوپر والا بڑا ہال بھی شاہ جی کے دیوانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ محفل شروع ہو چکی تھی اور نعتِ رسول مقبول ﷺ کا سلسلہ جاری تھا۔ محمد بہاؤالدین نہایت سادگی کے ساتھ اور بغیر کسی ملمع سازی کے معزز نعت خوانوں کو دعوت سخن دے رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد نعت خوانی کا سلسلہ ختم ہوا تو بغیر کسی اعلان کے شاہ جی قبلہ کے عربی خطبہ کی مسحور کن آواز سنائی دی۔ یوں محسوس ہوا جیسے ہمارا مقصد حل ہوا چاہتا ہے، ہماری سماعتوں کو منزل ملنے والی ہے اور ہمارے افکار و خیالات کو صحیح راہ دکھائی دینے لگی ہے۔ ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے۔

شاہ صاحب نے اپنی گفتگو کا آغاز عظیم صوفی بزرگ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے قول سے کیا اوراس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کل ساری دنیا میں اس بات کا اقرار کیا جا رہا ہے کہ حقیقی اسلام صوفیاء کرام کا اسلام ہی ہے کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ محققین تحقیق کرتے رہے، لکھنے والے لکھتے رہے، بولنے والے کروٹ پہ کروٹ لیتے رہے، ایک نسل دوسری نسل کی گود میں دم توڑتی رہی لیکن غلبہ صرف اور صرف صوفیاء کو ہی نصیب ہوا۔ آج ارسطو کا نام زندہ ہے لیکن اس کی تعلیمات اوراس کی باتیں نہ جانے کدھر گئیں، لیکن صوفیائے اسلام کا جھنڈا نازک سے نازک دور میں بھی سرنگوں نہ ہو سکا۔ آیئے! دیکھیں کہ صوفیاء کی زندگی میں ایسی کیا چیز ہے کہ سب داتا داتا کر رہے ہیں، سب بابا فرید فرید کر رہے ہیں۔ صاحبو! انسانیت اور اسلامیت اگر سیکھنی ہے تو ان درویشوں کے پاس آؤ۔ اسلام تذلیل انسانیت کا نام نہیں، خون خواری اور قتل کو اسلام کا نام نہ دیں۔ اسلام تو محبت کا دین ہے۔

بابا فرید الدین نے فرمایا کہ ہم درویش لوگوں کی زندگی گذارنے کے پانچ اصول ہیں:

پہلا اصول: محبت

بابا فرماتے ہیں کہ ہم محبت کرتے ہیں۔ محبت کس سے؟ اللہ سے، اللہ کے رسول سے، آلِ رسول سے، اصحابِ رسول سے، اللہ والوں سے، بندگانِ خدا سے، نیکی سے، اللہ کی مخلوق سے اور انسانوں سے۔

دوستو! یہی وجہ ہے کہ صوفیاء جہاں بھی گئے تلواریں ساتھ لے کر نہیں گئے بلکہ وہ تو پھٹے پرانے کپڑے پہنے بستیوں میں داخل ہوئے اور پھر بستیوں کی تاریخ بدل دی۔ اسلامی معاشرت کی تشکیل میں صوفیاء نے ایسا کردار ادا کیا کہ ان کی تاریخ اسلام کی تاریخ بن گئی۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے جب اجمیر شریف میں قدم رنجہ فرمایا آپ نے گھاس کی چپلی اور سر پر تیلیوں کی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ آپ جب کسی بستی میں جاتے تو ساتھ کھانا لے جاتے اور وہاں موجود بھوکوں کو کھانا کھلاتے۔ چاہے وہ ہندو، سکھ ہی کیوں نہ ہوتے۔ وہ لوگ پوچھتے کہ آپ کون ہو؟ آپ فرماتے کہ میں مسلمان ہوں، وہ کہتے کہ ہم تو سکھ ہیں، ہندو ہیں، غیر مسلم ہیں۔ آپ فرماتے کہ میں نے تم سے مذہب نہیں پوچھا میں تو تمھاری خدمت کے لئے آیا ہوں۔ بابا نے لوگوں کے پسینہ کو اپنے دامن سے صاف کیا، انہیں کھانا کھلایا، ان کے یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھا، ضرورت مندوں کی خدمت کی اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ 90۔ لاکھ بندوں نے کہا بابا! جو کلمہ آپ پڑھانا چاہتے ہو پڑھا دو۔

صوفیاء وہ لوگ ہیں کہ جن گلیوں سے گزرے، جن کوچوں سے گزرے اور جن بستیوں سے گذرے وہاں محبت بانٹی۔

صاحبو!

تلوار گلے کاٹتی ہے لیکن دلوں میں گھر نہیں کرتی۔ آج شب برأت میں کچھ ایسا اہتمام کرو کہ دلوں سے نفرت ختم ہو جائے اور پیار لوٹ آئے اگر محبت لوٹ آئی تو اللہ کی رحمت تمہیں بانہوں میں اٹھا کر محمد عربی ﷺ کے قدموں میں بٹھا دے گی۔

آج کی رات ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے لئے بھی دعا کرو کہ اللہ اس کی تکالیف کو دور کرے۔ اس نے ہماری قوم کو بہت کچھ دیا ہے۔ اس نے شہاب الدین غوری کا مزار تعمیر کیا۔ وہیں پر میری اُن سے ملاقات ہوئی میں نے پوچھا کہ خان صاحب آپ ادھر کیا کر رہے ہیں؟ کہنے لگے کہ میں تو غریب نواز کا نوکر ہوں اور ان کے ایک نوکر کا مزار بنایا ہے اور میں بہت متاثر ہوں کہ شہاب الدین غوری تو ہندوستان سے شکست کھا کر واپس آ گیا تھا اور انتقام کا سوچتا رہتا تھا لیکن سمجھ نہ آتی، بالآخر اجمیر کے غریب نواز نے اسے کہا کہ پہلے تم خود آئے تھے لیکن اب میں تمھیں بلاتا ہوں اللہ تعالیٰ ہندوستان کی چابیاں تمہیں عطا فرما دے گا۔

دوسرا اصول: گناہوں پر توبہ

بابا فرید الدین فرماتے ہیں کہ صوفیاء گناہوں پر توبہ کرتے ہیں۔ معصیت پر اڑتے نہیں ہیں۔ شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے۔ توبہ درویشوں اور فقیروں کا سرمایہ ہے۔ صوفیاء اپنے ضمیر کے دروازے پر ہمیشہ دستک دیتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ہماری زندگی کیسی گذری ہے۔ کہیں ہم سے کوئی کوتاہی تو سرزد نہیں ہوئی۔ بابا فرماتے ہیں کہ ہم توبہ کرتے ہیں اور پھر ساری عمر اس توبہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ دوستو! توبہ جس جگہ بھی کی جائے اللہ قبول فرماتا ہے، لیکن صحابہ کا طریقہ کیا تھا؟ وہ توبہ کیسے کرتے تھے؟ آیئے ایک حدیث سنیئے!

ایک وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ کاشانہ رحمت سے باہر آئے۔ حدیث کے راوی نے حضور ﷺ کا حلیہ بھی بیان کیا ہے۔ فرمایا کہ حضور ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ شریف تھا اور آپ ﷺ نے سرخ عبا پہنی ہوئی تھی۔ اس وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

دونوں نے اپنے اپنے انداز میں حضورﷺ کی تعریف بیان کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ حضورﷺ کا حُسن ایسے لگا جیسے آسمان کا سورج اتر کر چہرہ رسولﷺ میں آ گیا ہو یعنی اتنی روشنی تھی اور حضرت حسان بن ثابتؓ نے فرمایا کہ مصطفےٰ کریمﷺ کے چہرے میں اتنی چمک تھی۔ اتنی دمک تھی، اتنی روشنی تھی، اتنی درخشندگی تھی، اتنی تابندگی تھی اور اتنی زیبائی تھی کہ جیسے چہرہ آئینے کا ٹکڑا ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ دیواروں کا عکس حضورﷺ کے چہرہ مبارک میں نظر آ رہا تھا۔ حضورﷺ تشریف فرما ہوئے تو وفد کے لوگ سمٹ کر حضورﷺ کے قریب ہو گئے۔ عرض کیا یارسول اللہﷺ ہم میں سے بعض مومن ہیں اور بعض اسلام نہیں لائے۔ تو جو اسلام نہیں لائے ان کو کلمہ پڑھا دیں اور ان کو توبہ کروا دیں، تو لوگ آگے بڑھے اور حضورﷺ کے مبارک ہاتھ میں اپنا اپنا ہاتھ دے دیا۔ حضورﷺ نے ہاتھ پکڑے تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہﷺ ہمارے گاؤں میں ایک پرانا معبد ہے، کنیسہ ہے، ہم سارے مسلمان ہو گئے ہیں تو اب اس کا کیا کریں؟ حضورﷺ نے فرمایا کہ مسجد بنا لینا۔ ایک نے عرض کی کہ حضورﷺ وہ جگہ پہلے عیسائی مذہب کی عبادت گاہ تھی اب اس میں نماز پڑھنے کا مزہ نہ آئے گا کیونکہ حضورﷺ آپ نے تو اس میں قدم رکھے ہی نہیں۔ حضورﷺ نے اپنے خادم حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو آواز دی اور کہا میرے وضو کا پانی لاؤ۔ چھاگل (مشکیزہ) میں پانی پیش کیا گیا۔ حضورﷺ نے ہاتھ دھوئے اور منہ میں پانی ڈال کر مشکیزہ میں ڈال دیا اور اسے پانی سے بھرنے کا حکم دیا، پھر اس وفد کے لوگوں سے کہا کہ اسے لے جاؤ راستے میں پیاس لگے تو یہی پانی پینا۔ انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہﷺ چھوٹی سی چھاگل ہے پانی تو ختم ہو جائے گا۔ آپﷺ نے فرمایا سارے پانی ختم ہو جائیں گے لیکن یہ لعاب دہن والا پانی ختم نہ ہو گا۔ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا گھر پہنچ کر اس کنیسہ کو جب مسجد بنا لو تو امام والی جگہ پر اس پانی کو چھڑک دینا اور پھر اس میں نماز پڑھنا۔ تمہیں اس مسجد میں بھی مسجد نبوی کا مزہ آئے گا۔

صاحبو! یہاں رکیئے! میں اس حدیث کی روشنی میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حضورﷺ کے صحابہ اُدھر ہی توبہ نہیں کر سکتے تھے؟ وہ حضورﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ کیوں دیتے تھے؟ ایسا بھی بارہا ہوا کہ صحابہ حضورﷺ کے قدموں پر ہاتھ رکھ دیتے اور حضورﷺ ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے۔ کیا منیٰ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضورﷺ کے قدم نہیں پکڑے تھے؟ پھر خود ہی اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا کہ "میں نے حضورﷺ کے مبارک پاؤں ایسے پکڑے کہ پہلے انگلیوں کے ساتھ تلووں کو ملا اور ملنے کے

بعد انگلیوں کو دبایا۔ حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا حضور ﷺ آپ کے پاؤں سے ٹھنڈک مل رہی ہے، خوشبو مل رہی ہے۔ ایسے معطر پاؤں کہ کسی کافور میں بھی ایسی خوشبو نہ ہو گی۔ صحابہ کا پاؤں پکڑنا اور حضور ﷺ کا صحابہ کو ہاتھوں میں لے لینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام قشیری لکھتے ہیں کہ بچہ دوڑتا دوڑتا ماں کے قدموں میں گرتا ہے اور ماں اسے اٹھا کر اپنی بانہوں میں لے لیتی ہے تو دراصل صحابہ کہتے کہ یارسول اللہ ﷺ ہم قدموں میں گرنے کے لئے آئے ہیں اور مصطفےٰ کریم ﷺ فرماتے کہ میں نے تمہیں رحمت کی بانہوں میں اٹھا لیا ہے۔ گویا یہ سبق ہے کہ توبہ کرنے والے اب غم نہ کرنا کہ توبہ قبول نہ ہوگی، جس کا ہاتھ محمد مصطفےٰ ﷺ پکڑ لیں، پھر چھوڑا نہیں کرتے اور پھر اسے تنہا نہیں رہنے دیتے، نہ دنیا میں اور نہ محشر میں۔

ولو انھم اذظلموا انفسھم جاؤک...(الآیہ)

مفہوم یہ ہے کہ جس کے سفارشی حضور ﷺ ہو جائیں اس کی توبہ رد نہ ہوگی۔

دوستو! صوفیاء کرام کوئی اچھا (نیک) بندہ دیکھ کر اس کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے دیتے اور پھر وہ (مرشد) انہیں حضور ﷺ کے ہاتھوں تک پہنچا دیتا اور کہتا کہ اب حضور ﷺ آپ جانیں اور یہ غلام جانے۔

اور دوسری بات اس حدیث کے حوالے سے کہ مسجدیں تو ساری مسجدیں ہی ہوتی ہیں لیکن جس میں حضور ﷺ کے لعاب دہن والا پانی گر جائے تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مسجد تمہاری ہوگی لیکن مزہ مسجد نبوی کا آئے گا۔ اس سے نسبتِ رسول ﷺ کی قدر پہچانیں۔

حضور ﷺ کے صحابہ کرام کی عادت تھی کہ گھروں میں بھی جب نماز کی جگہ بناتے تو حضور ﷺ سے عرض کرتے کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارے گھر آ کر ہمارے گھر کی مسجد کو اپنی نسبت کی دولت عطا فرما دیں۔

حضور معصوم تھے اور احادیث میں آتا ہے کہ آپ دن میں 70 مرتبہ توبہ کرتے۔ کشف الغمہ میں علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ بذاتِ خود تو معصوم عن الخطاء ہیں۔ آپ کی توبہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ دراصل آپ اپنی امت کے گناہوں کے لئے استغفار پڑھتے تھے کہ یا اللہ میری امت کو معاف فرما دے۔ گویا یہ بھی حضور ﷺ کا اپنی امت پر کرم ہے اور شفقت ہے۔ ایک مرتبہ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا روتی ہوئیں حضور ﷺ کے پاس آئیں۔ حضور ﷺ نے اپنی مبارک چادر سے

آنسو صاف کیئے اور فرمایا روتی کیوں ہو؟ عرض کیا کہ دنیا میں تو آپ کا چہرہ دیکھ لیتی ہوں لیکن محشر میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں گی؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین جگہیں ہیں۔ پہلی جہاں ترازو میں اعمال تولے جائیں گے۔ میں وہاں اپنے سامنے اپنی امت کے اعمال کو تلتے دیکھوں گا اور ان کے نیکیوں والے پلڑے کو جھکا دوں گا۔ دوسری جگہ پل صراط ہے کہ وہاں ''رب سلم'' کی دعا سے اپنے امتیوں کی مدد کروں گا اور تیسری جگہ حوضِ کوثر ہے کہ سخت گرمی میں ان کی پیاس جامِ کوثر سے دور کر رہا ہوں گا۔

تو صاحبو! معلوم ہوا کہ ہر مصیبت میں حضور ﷺ نے ہی کام آنا ہے۔ علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں کہ انسان پر سب سے بڑی مصیبت موت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قبر میں اور موت کے وقت حضور تشریف فرما ہوں گے، کہ مصیبتوں میں حضور ﷺ اپنے امتیوں کو تنہا نہیں چھوڑتے۔

پیارو! اتنے ڈائریکٹ نہ بنو، اگر آدم علیہ السلام محمد عربی ﷺ کے نام کا وسیلہ نہ دیتے تو ان کی توبہ قبول نہ ہوتی، اگر ابراہیم علیہ السلام کی پیٹھ میں نورِ محمد ﷺ نہ ہوتا تو نارِ نمرود ٹھنڈی نہ ہوتی اور اگر نوح علیہ السلام نامِ محمد ﷺ نہ لیتے تو سفینے کو منزل نہ ملتی۔ گویا یہ چہل پہل تو ساری محمد ﷺ کے نام کا صدقہ ہے۔ دل سے شکر کرو کہ حضور ﷺ کی امت میں پیدا کیا گیا ہے۔ ذرا کرم دیکھو کہ کہیں شب برأت دے دی، کہیں لیلۃ القدر دے دی، کہیں 27۔ نمازوں کا ثواب دے دیا، کہیں 700۔ نمازوں کا ثواب، کہیں روزے، کہیں جمعے تاکہ میرا کوئی امتی بھی دوزخ میں نہ رہے۔ یہ کرم ہے۔

تیسرا اصول:

حضرت بابا فرید الدین فرماتے ہیں کہ صوفیاء کی زندگی کا تیسرا اصول مکارمِ اخلاق ہے۔ اخلاق کو ٹھیک رکھنا۔

چوتھا اصول:

دینِ اسلام کی خدمت، تاکہ حضور ﷺ کی شریعت کو قوت مل جائے۔ شریعت مصطفےٰ ﷺ کے جھنڈے اونچے ہو جائیں۔

پانچواں اصول:

صوفیاء کی زندگی کا 5۔واں اصول مخلوق خدا کی خدمت ہے۔ صوفیاء کرام کی کامیابی کی وجہ یہی

ہے کہ انہوں نے مخلوق خدا کی خدمت کی۔ یاد رکھیں جو مخلوق خدا کی خدمت کرے اللہ اسے نہ دنیا میں بے عزت ہونے دے گا، نہ قبر میں نہ محشر میں۔ اللہ کی رحمت اس کی یاور بن جائے گی۔

دوستو! تھوڑا تھوڑا وقت نکال کر صوفیاء اسلام کی زندگی کو پڑھنے کی کوشش کریں۔ آج لوگ مسلمانوں کو دہشت گرد کہنے لگ گئے ہیں تو میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جرمن، ناروے، ڈنمارک، بارہا ایسے ہوا کہ جب گیا تو یونیورسٹیوں کے لڑکوں نے پوچھا کہ داتا صاحب کون ہیں؟ مولانا روم، بابا فرید، بہاؤالحق ذکریا ملتانی کون ہیں؟ میں نے پوچھا کہ ان کے نام آپ کیسے جانتے ہیں؟ کہنے لگے کہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ امن والے مسلمان اللہ نے یہی بنائے تھے۔ جس گلی سے گزرے ہیں امن بانٹا ہے۔ کرم اور رحمت بانٹی ہے۔

دوستو! اخلاق، کریکٹر اور محبت ہی ہماری خوشگوار منزل ہے اسی سے ہم دنیا میں انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔

بابا فرید الدین کے قول کی روشنی میں محبت، توبہ، اخلاق، دین کی پاسداری اور مخلوق خدا کی خدمت کے عنوانات پر شاہ جی کا خطاب علالت کے باوجود ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ جس کے دوران لوگ نعروں، آنسوؤں اور سسکیوں سے محبت بھری داد دیتے رہے۔ صلوٰۃ التسبیح، ذکر، درود وسلام، نفل اور دعا کے بعد رات بھی سمٹنے لگی اور سب لوگ بھی اس کی برکتوں سے اپنے دامن بھر کر گھروں کو لوٹنے لگے۔

دعا ہے کہ شاہ جی قبلہ کی بتائی ہوئی باتوں پر اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ ہمارے معاشرے میں محبت عام ہو جائے، ہمارے اخلاق سنور جائیں، ہمیں دین رسول کی غیرت نصیب ہو جائے اور مخلوق خدا کی خدمت کا سچا جذبہ ہمارے اندر پیدا ہو جائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین۔

جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب کی تقریب حلف برداری

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ نومبر 2007

شجرِ اسلام کی آبیاری سنتِ انبیاء ہے، اسی طرح تمام صوفیاء، علماء اور صلحاءِ امت بھی اپنی اپنی بساط کے مطابق دین اسلام کی خدمت میں مصروف عمل رہے۔ برصغیر پاک و ہند میں داتا گنج بخش علی ہجویری، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ بہاؤالحق ذکریا ملتانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، قاضی ثناءاللہ پانی پتی و دیگر علماء و صوفیاء نے دین کی خدمت کے انمٹ نقوش چھوڑے۔

دینِ اسلام کی خدمت کے اسی سلسلے کو منظم انداز دینے کے لئے غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی و دیگر بزرگوں کی کوششوں سے ''جماعت اہل سنت پاکستان'' معرضِ وجود میں آئی۔ اس طرح نہایت منظم و اجتماعی انداز سے دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام ہونے لگا۔ دورِ حاضر میں جماعت اہل سنت پاکستان مظہر غزالی دوراں پیر سید مظہر سعید کاظمی اور مفکر اسلام پیر سید ریاض حسین شاہ کی قیادت میں اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ عالم اسلام کا ہر پیر و جواں، مرد و عورت اس پلیٹ فارم سے رہنمائی حاصل کر کے دین اسلام کی خدمت میں مصروف عمل ہے۔ سنی سیکرٹریٹ کا قیام، پوری دنیا میں جماعت اہل سنت کی شاخیں اور اس کا تیزی سے پھیلتا ہوا نیٹ ورک اس قیادت کے فعال اور مؤثر ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ حال ہی میں جماعت اہل سنت کے مرکزی انتخابات عمل میں آئے۔ تمام اراکین نے متفقہ طور پر پروفیسر مظہر سعید کاظمی کو مرکزی امیر اور پیر سید ریاض حسین شاہ کو مرکزی ناظم اعلیٰ منتخب کیا اور اس طرح یہ قیادت چوتھی مرتبہ اپنی احسن کارکردگی کی وجہ سے بلامقابلہ منتخب ہوئی۔ اگرچہ پیر سید ریاض حسین شاہ نے اپنی مصروفیات اور علالت کی وجہ سے معذرت چاہی لیکن اراکین کے پرزور اصرار پر انہیں دوبارہ اس عہدہ کے لئے راضی ہونا پڑا۔

مرکزی انتخابات کے بعد جماعت اہل سنت کی صوبائی قیادت اور ڈویژنل نامزدگیاں عمل میں لائی گئیں اور اس طرح 20۔ اکتوبر 2007ء کو لاہور پریس کلب میں صوبہ پنجاب اور پنجاب کی مختلف ڈویژنز کی تقریب حلف برداری ہوئی۔ یہ تقریب اس لحاظ سے منفرد تھی کہ اس میں پورے پنجاب کے

نمائندہ علماء ومشائخ تشریف فرماتھے۔جن میں سے مفتی محمد صدیق ہزاروی، پیر سید فدا حسین شاہ حافظ آبادی، مناظر اسلام علامہ عبدالتواب صدیقی، پیر مظہر فرید، پیر ظہور احمد چشتی، پیر سید محمد اقبال شاہ، مفتی ضیاء الحسنین صدیقی، عثمان غنی، پیر ندیم سلطان، علامہ محمد رفیق شاہ جمالی، مہر عارف ندیم، پیرزادہ خورشید احمد شمس القادری، صاحبزادہ احمد کمال شاہ، مفتی محمد شریف سعیدی، علامہ نثار الحق علوی، پروفیسر عبدالعزیز نیازی، قاری فیروز صدیقی، امجد ارباب عباسی، محمد نواز کھرل، قاری فیض بخش رضوی، علامہ محمد صادق سیرانی، محمد عبدالستار، مولانا حنیف چشتی، مولانا محمد یعقوب رضوی، علامہ باغ علی رضوی، محمد فاروق سلطان، علامہ غلام سرور ساقی، پیر سید انوار الحسن کاشف گیلانی، مولانا سید سرور حسین موسوی، مولانا سلیم ہمدمی، مولانا رب نواز قادری، مولانا غلام فرید فریدی، علامہ رضوان یوسف، محمد بہاؤ الدین وغیرہ شامل تھے۔

صوبہ پنجاب کے نومنتخب شدہ صدر علامہ قاری خالد محمود اور صوبائی ناظم اعلیٰ مفتی محمد اقبال چشتی اس تقریب کے میزبان تھے، جو انتہائی ذمہ داری سے اس پُر وقار تقریب کے نظم ونسق میں مصروف تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا اور افتتاحی کلمات قاری نذیر احمد قادری نے ادا کیئے۔اس کے بعد صوبائی ناظم اعلیٰ مفتی محمد اقبال چشتی نے مائیک سنبھالا اور نعت شریف کے بعد جماعت اہل سنت کے مرکزی ناظم تبلیغ وتربیت، مشہور اسلامی سکالر مفتی محمد صدیق ہزاروی کو دعوت خطاب دی۔مفتی صاحب نے اپنے بلند عزم خطاب میں پنجاب کی قیادت کو مبارکباد دی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔اپنی ذمہ داری کے متعلق بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انشاءاللہ جماعت اہل سنت تعلیم وتربیت کے حوالے سے ایک نئی مثال قائم کرے گی۔انہوں نے کہا کہ تمام صوبوں، ڈویژنز اور ضلع جات کے اندر ناظمینِ تعلیم وتربیت مقرر کیئے جائیں، جن کا ہم سے رابطہ ہو اور ہم ایک نیٹ ورک قائم کر کے قوم کی تربیت کا فرض ادا کریں۔مفتی محمد صدیق ہزاروی کے خطاب کے بعد مفتی اقبال چشتی نے اپنے صوبائی امیر علامہ قاری خالد محمود کو دعوت خطاب دی چونکہ آپ میزبان تھے اس لئے نہایت مختصر خطاب کیا اور اس طرح سٹیج سیکرٹری نے مناظر اسلام علامہ عبدالتواب صدیقی اچھروی مرکزی نائب امیر جماعت اہل سنت کو خطاب کے لئے مائیک پر بلایا۔ مناظر اسلام نے کہا کہ ہم میں باصلاحیت افراد کی کمی نہیں مگر ہم توجہ نہیں کرتے۔انہوں نے کہا کہ اغیار اسلحہ کے زور پر اپنی فکر ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ اہل سنت وجماعت دلیل کی قوت سے اپنا مافی الضمیر بیان

کرتے ہیں۔ مناظر اسلام کے خطاب کے بعد صوبائی ناظم اطلاعات امجد ارباب عباسی نے دو قراردادیں پیش کیں جن کی ہال میں موجود ہر شخص نے ہاتھ اٹھا کر تائید کی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا جبکہ اس میں فحاشی و عریانیت کا دور دورہ ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ عملی اقدامات کر کے ملک کو فحاشی، عریانیت اور بدامنی سے پاک کیا جائے۔ دوسری قرارداد پیش کرتے ہوئے انہوں نے مطالبہ کیا کہ حضرت میاں میر کے مزار سے متصل 60۔ کنال اراضی پر قرآن کمپلیکس کو پشاور کے ایک مولوی کے نام پر منسوب نہ کیا جائے بلکہ اس کمپلیکس کو حضرت میاں میر کے نام سے ہی منسوب کیا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مولوی حسن جان کے نام پر قرآن کمپلیکس کو منسوب کرنا بالکل غیر منطقی، حقیقت سے دور اور فرقہ واریت پھیلانے کے مترادف ہے۔ یہ کام کر کے حضرت میاں میر سے محبت رکھنے والے لوگوں میں اشتعال دلایا جارہا ہے اور ان کے جذبات سے کھیلا جارہا ہے، اس لئے فی الفور قرآن کمپلیکس کا نام حضرت میاں میر کے نام سے منسوب کیا جائے۔

قراردادوں کی منظوری کے بعد ناظم محفل مفتی اقبال چشتی نے اپنے مخصوص انداز سے مرکزی ناظم اعلیٰ پیر سید ریاض حسین شاہ کو نومنتخب شدہ اراکین سے حلف لینے کی درخواست کی اور اس طرح صوبہ پنجاب اور پنجاب کی ڈویژنز کے ہر منتخب شدہ رکن نے شاہ صاحب کے ساتھ حلف نامہ پڑھا اور دستخط کیے، اس کے بعد مرکزی ناظم اعلیٰ کا خطاب شروع ہوا۔

آپ نے اپنے پر مغز اور فکر انگیز خطاب میں فرمایا کہ جماعت اہل سنت کا فکری ہدف یہ ہے کہ دنیا سے کفر اور فسق و فجور کا خاتمہ ہو اور محبتِ رسول ﷺ کا پیغام عام ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم انسان کی اصلاح، صراطِ مستقیم کا سراغ، انسانوں کی خدمت اور پاکستان کے استحکام کا نظریہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان دشمنی دراصل اسلام دشمنی ہے۔ آیئے سوچیں کہ جدید طاغوت کی کوششوں کو کیسے ناکام بنایا جاسکتا ہے۔ مرکزی ناظم اعلیٰ نے کہا کہ اسلام اور مسلمان مغربی حملوں کی زد میں ہیں لیکن ہمیں اپنے حوصلے بلند رکھنا ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسلام دشمن عناصر ہماری تعلیمی، تہذیبی، اور تمدنی زندگی میں چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں اس لئے ہمیں حوصلوں اور ٹیلنٹ کی جنگ جاری رکھنی چاہیئے۔ سید ریاض حسین شاہ نے اپنے دعوتی خطاب میں مزید کہا کہ ہمیں صوفیاء والے راستے کو اپنانا ہے۔ افسوس کہ صوفی ازم کے حوالے سے غلط افکار کو رواج دیا جارہا ہے۔ صوفی ازم کے غلط استعمال کا ذکر کرتے ہوئے شاہ جی نے

نہایت خوبصورت مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ گوشت کے رکھوالے اگر بھیڑیئے بنادیئے جائیں تو گوشت کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔انہوں نے کہا کہ تصوف کے زاویئے کی حفاظت ہم خود کریں گے۔ حکومتی سطح پر فرقہ واریت کی سرپرستی کے متعلق بات کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ کراچی میں میلاد مصطفےٰ ﷺ کے جلسہ پر بم دھماکہ ہوا اور علماء شہید ہوں تو کسی عالم دین کے نام پر ایک مسجد بھی وقف نہیں کی جاتی لیکن عجب اندازِ حکومت ہے کہ پشاور کا ایک مولوی مر جائے تو حضرت میاں میر کی جائیداد اس کے نام کردی جاتی ہے، یہی حکومتی فرقہ واریت ہے۔آپ نے جماعت کے کارکنوں کو ہدایت کی کہ 9۔مارچ کو راولپنڈی میں ہونے والی سنی کانفرنس کے لئے کام تیز کردیں اور اس کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

آپ کے مرکزی خطاب کے بعد صلوٰۃ وسلام اور دعا پر یہ حسین ، پروقار اور انقلاب آفرین تقریب اختتام پذیر ہوئی۔اللہ جماعت اہلسنت کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔
آمین بجاہ سید المرسلین۔

شاہ جی کے ساتھ ایک شام

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ دسمبر 2007

آج ایک عجیب کشمکش میں مبتلا ہوں۔شاہ جی کے ایک ''درس حکمت'' کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کا حکم ہوا ہے۔خوش بھی ہوں کہ

''ایں سعادت بزورِ بازو نیست''

لیکن آج شدت سے احساس ہو رہا ہے کہ میرا قلم کتنا کمزور ہے۔میرے اندر کا لکھاری کتنا ناتواں ہے۔میں شاہ جی کے الفاظ تو نقل کر دوں گا،ان کے جملے تو ہو بہو منتقل ہو جائیں گے لیکن الفاظ میں ''زندگی'' کیسے پیدا کروں گا۔شاہ جی کے جملوں میں رقصاں ''بہار'' قارئین تک کیسے پہنچا پاؤں گا۔ خوبصورت،سوہنا، پیارا، میٹھا،منٹھار، جاذب نظر،خوش شکل، محبوب، یہ سب الفاظ خوبصورتی کا اشارہ تو دیتے ہیں لیکن محبوب کی صورت سامنے نہیں لا سکتے۔شاید یہی وجہ ہے کہ صحابہ جیسے ادباء بھی حضور کے جمال کو لفظوں میں مقید نہ کر سکے۔کسی نے چہرہ مبارک کو سفید برف کے اولوں سے سمجھانے کی کوشش کی، کسی نے انار دانے کی سرخی سے تشبیہ دی، کسی نے چاند اور کسی نے سورج سے رخِ محبوب کی تصویر کشی کی،لیکن سب کو ماننا پڑا کہ ''کانک قد خلقت کما تشاء '' اور بعد والوں کو یہ کہنا پڑا کہ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' معلوم ہوا الفاظ اظہار کا ذریعہ تو ضرور ہیں لیکن کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جن کا اظہار الفاظ سے ممکن نہیں۔ہاں ہاں! شیر کی گرج الفاظ میں کیسے سموئی جائے، پھول کی خوشبو کو الفاظ کا جامہ کیسے پہنایا جائے، چاندنی کے حُسن کو صفحہ قرطاس پر کیسے بکھیرا جائے،سمندر کی وسعتوں کو چند لفظوں میں کیسے سمیٹا جائے اور سب سے بڑی بات کہ ''نیک زبان'' سے نکلنے والے الفاظ کا ''اثر'' کیسے پیدا کیا جائے۔

انھی سوچوں نے پریشان کیا ہوا ہے کہ شاہ جی کا درس، جو ہزاروں دلوں میں نامِ خدا کی روشنی پیدا کر دیتا ہے، بھٹکے ہوؤں کو صراط مستقیم کی جانب موڑ دیتا ہے،صلابتِ قلب کو رقت میں تبدیل کر دیتا ہے اور خشک آنکھوں میں نمی کی لذت پیدا کر دیتا ہے۔ان سب خصوصیات کو میں اپنے قارئین تک کیسے پہنچا پاؤں گا۔شاہ جی کا ایک ایک جملہ ہزار ہا لطف و سرور سمیٹے ہوئے ہے،میرے ہاتھوں میں اتنی طاقت

کہاں کہ شاہ جی کے کسی جملے پر قلم پھیر کر آگے بڑھ جاؤں۔ اس لئے سوچا کہ من وعن شاہ جی کی تقریر نقل کر دوں لیکن اصحاب فن جانتے ہیں کہ تقریر کے کئی جملے صرف اسی خاص وقت کے لئے کہے جاتے ہیں، ان کی عمر لمبی نہیں ہوتی اور اندازِ تقریر و تحریر میں کتنا فرق ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے انداز میں تبدیلی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ بہر حال اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ خلوص کو دیکھتے ہوئے قلمی لغزش کو معاف فرمادے گا۔

قارئین بھی یہ بات نوٹ کر لیں کہ ان تحریروں کا مقصد صرف شاہ جی کی باتوں کو آگے پہنچانا ہے۔ اس احساس کے ساتھ کہ ہم کچھ بھی نہیں اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ شاہ جی کے الفاظ بلا واسطہ اس کے دل میں نور پیدا کریں تو وہ شاہ جی سے ہی رجوع کرے۔ یہ سطور ہر درسِ حکمت کی تمہید ہیں، انھیں ذہن میں رکھ کر شاہ جی کے حکمت بھرے درس سے فیضیاب ہوں!!!

یہ 14۔ جنوری 2006، کی یخ بستہ شام ہے۔ پیکرِ اخلاص و محبت پیر سید عبدالمنان شاہ کی زیر صدارت درس حدیث کی ایک تقریب ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابانِ سرسید سیکٹر نمبر 3، راولپنڈی میں انعقاد پذیر تھی۔ موسم کی سردی گرمیِ عشق پر غالب آنے کی کوشش میں تھی، لیکن پروانے ملک کے طول و عرض بلکہ ملک کے باہر سے بھی تقریب میں حاضر تھے۔ ادارہ کی مسجد کا وسیع ترین حال پُر ہونے کے بعد مسجد کی گراونڈ میں بھی لوگ جمع تھے۔ سخت سردی کے باوجود گراونڈ میں بیٹھے لوگوں کو دیکھ کر احساس ہوا کہ ''موسم تو انسان کے اندر ہوتا ہے''۔

تقریب کا آغاز تلاوتِ کلام سے ہوا اور پھر زمزمہِ نعت سے حاضرین کے قلوب واذہان معطر ہونے لگے۔ اسی دوران شاہ صاحب قبلہ ہال میں تشریف لے آئے۔ نعت شریف کے بعد شاہ جی، خطاب کے لئے رکھی کُرسی پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور اس طرح خطاب شروع ہوا۔

پہلی حدیث شاہ جی نے ارشاد فرمائی کہ ''ایک شخص رسولِ کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا نبی اللہ ﷺ! مجھے کوئی نصیحت کیجئے اور یہ بھی کرم فرمایئے کہ وہ نصیحت مختصر ہو، تاکہ میں اس کو یاد کر کے اپنی زندگی بہتر بنالوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس وقت تو اپنی نماز میں کھڑا ہو تو اس طرح نماز پڑھ کہ جیسے تیری الوداعی نماز ہے، آخری نماز ہے اور پھر شاید تمھیں نماز پڑھنا نصیب نہ ہو، پھر حضور ﷺ نے فرمایا ایسی بات نہ کر جس کے بعد تمھیں معافی مانگنا پڑے۔ گویا حضور ﷺ نے فرمایا کہ زبان کی حفاظت کرو ایسا کلمہ اور ایسی بات زبان سے ادا نہ کرو جس کے بعد تمھیں ندامت اٹھانی پڑے،

پھر تیسری بات حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو مال و دولت ہے اس سے نا اُمید ہو جاؤ۔ یعنی اپنے دل میں لوگوں کا مال دیکھ کر طمع اور لالچ پیدا نہ کرو، حریص نہ بنو، لوگوں کے مال و دولت سے نا اُمید ہو جاؤ اور ساری اُمیدیں اپنے اللہ سے وابستہ کر لو۔ شاہ جی نے حضرت داتا علی ہجویری کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ کسی نے داتا علی ہجویری سے پوچھا کہ یہ مقام رفیع کیسے پایا؟ تو آپ نے فرمایا جب سے لوگوں کو دیکھنا چھوڑا ہے اور اللہ کو دیکھا ہے تو اللہ نے یہ مقام عطا فرما دیا ہے۔ انسان جس وقت دنیا، دنیا داروں، دولت، جائیداد، جھوٹی عزت اور جھوٹی شہرت کی طرف دیکھتا ہے تو کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا لیکن جس وقت بندہ اللہ کی طرف دیکھتا ہے تو اللہ سب کچھ عطا کر دیتا ہے۔

نماز کی حفاظت پر بات کرتے ہوئے شاہ صاحب نے حدیث بیان کی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ''جس شخص نے اپنی نماز پر دوام اختیار کیا یعنی اس کی حفاظت کی، اسے سلیقے سے پڑھا اور اسے ضائع نہ ہونے دیا تو یہ نماز قیامت والے دن اس کے لئے نور ہو گی، برہان ہو گی اور آگ سے نجات کا ذریعہ ہو گی، پھر فرمایا کہ اگر کوئی نماز کی حفاظت نہیں کرے گا تو قیامت والے دن نہ نور ہو گا اور نہ برہان ہو گی۔''

برہان کے متعلق ایک نہایت لطیف نکتہ بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ برہان تو حضور ﷺ کا نام ہے، یعنی قیامت والے دن حضور ﷺ اُسی کے ہوں گے جو اپنی پیشانی میں نماز کے سجدے سجا کر لائے گا، اگر پیشانی اجڑی ہوئی ہے، دل ویران ہے، جھکنے کا سلیقہ نہیں ہے، روح میں تڑپ نہیں ہے، دل کی دھڑکنوں میں بندگی کا درد نہیں ہے، تو قیامت والے دن اس کے لئے نور اور برہان کہاں سے ہو گی؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''بے نمازی کا حشر قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا''۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

ابی بن خلف کے ذکر کی وجہ بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب نے سمجھایا کہ دراصل حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''قیامت والے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہو گا جس نے کسی نبی کو شہید کیا ہو گا یا جس کو کسی نبی نے قتل کیا ہو گا''۔ ابی بن خلف، حضور ﷺ کا گستاخ تھا۔ غزوہ اُحد میں وہ حضور ﷺ کو شہید کرنے کے ارادے سے آگے بڑھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ واپس چلے جاؤ، اس نے انکار کیا تو رحمتِ عالم ﷺ نے نیزہ پر صرف ہاتھ رکھا، حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا نیزے پر ہاتھ

رکھتا تھا کہ نیزہ اڑ کر اس کی طرف بڑھا اور اس کے جسم کو چھوتے ہوئے گزر گیا۔ اگر چہ وہ نیزہ اس کے جسم میں پیوست نہیں ہوا لیکن صرف چھونے سے ہی وہ چیخنے چلانے لگ گیا۔ لوگوں کے پوچھنے پر اس نے کہا کہ یہ تیز ے کا درد نہیں ہے یہ تو کوئی اور درد ہے۔ اس طرح وہ فنافی النار ہوا۔

شاہ جی نے فرمایا کہ میری آج کی پہلی نصیحت یہ ہے کہ نمازوں کی حفاظت کرو، اللہ رب العالمین کے سامنے جھکو، وہ شخص بڑا بد قسمت اور ویران بخت ہے جس کی پیشانی نے اللہ کے آگے جھکنے کی لذت نہیں چکھی۔

دوسری حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت تم ایسا شخص دیکھو کہ اس کی رغبت دنیا کی طرف نہیں ہے، باتیں بھی کم کرتا ہے تو اس کے پاس جاؤ اور اس کی قربت حاصل کرو۔''

میرے دوست! اپنی غربت پر فخر کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ حضرت غوث الاعظم فرماتے تھے کہ فقیر کی ہتھیلی میں جیسے سوراخ ہو، مال جمع ہی نہیں ہوتا، فقیر تو وہ ہوتا ہے کہ اگر مال آئے تو جمع نہ کرے اور نہ آئے تو فکر نہ کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب ایسے شخص کے قریب ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ حکمت کے خزانے تمھارے دل میں ڈال دے گا۔

اگر میرا جملہ بُرا نہ لگے تو سلطانوں، بادشاہوں، وزیروں اور دنیا پرستوں کی دہلیز پر بیٹھنے والے لوگو! حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہاں کچھ نہیں ملے گا، ڈھونڈنا ہے تو کوئی اللہ کا بندہ ڈھونڈو!

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے سوا کسی سے ملنے نہ جاتے، وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ لوگوں سے دنیا کی بُو آتی ہے۔ جب آپ مولا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دامن اور گدڑی کو سونگھتے، پھر فرماتے سلام ہو مولا علی رضی اللہ عنہ تجھ پر کہ تجھ سے دنیا کی بُو نہیں آتی۔ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور ﷺ کی کوئی حدیث سنائیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس وقت کوئی شخص دنیا کے ساتھ اپنا رشتہ کمزور کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت پیدا کر دے گا۔ ایسا شخص دنیا سے صحیح سالم ایمان کے ساتھ اٹھے گا''۔

درسِ حدیث کا دوسرا نکتہ:

مسلمانو! زندگی میں کوئی بندہ ایسا ضرور ڈھونڈو جو دنیا سے بے رغبت ہو پھر اس بندے کے قریب ہو جاؤ۔ حضور ﷺ نے فرمایا علم تو ان لوگوں کو ملتا ہے جن کے دل دنیا سے بے رغبت ہوتے ہیں۔

تیسری حدیث:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی شخص کے خراب ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اس کی طرف انگلی اٹھائی جائے، اس کے دین میں اور اس کی دنیا میں''۔

دین میں انگلی اٹھانے کا معنیٰ یہ ہے کہ لوگ کہیں یہ شیخ الحدیث ہے، یہ رئیس المنطق ہے، یہ قطب الاقطاب ہے، یہ فلاں ہے، یہ فلاں ہے، وغیرہ۔ اللہ ہمیں معاف کرے ہماری حالت اتنی گرگئی ہے کہ ہم ہاتھ میں پکڑنے والی لاٹھی پر بھی پیر طریقت اور رہبر شریعت لکھوانے لگ گئے ہیں۔ جب تک کوئی تیس چالیس القابات سے ہماری تواضع نہ کرے، ہمارے اندر والے انسان کو سکون ہی نہیں ملتا۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی جیسی شخصیت کو اگر کوئی کہہ دیتا کہ یہ غزالی زماں ہیں، یہ رازی دوراں ہیں تو آپ فرماتے کہ نہیں ہم تو اُن کے پاؤں کی خاک بھی نہیں۔ صاحبو! کمال تو یہ ہے کہ بندہ علم کا پہاڑ ہو اور جبل الامۃ ہو لیکن پھر بھی وہ عاجزی کے ساتھ رہے۔ میں 6 سال کی عمر میں اپنے والد صاحب کے ساتھ دریا شریف والے بڑے باباجی کے پاس گیا تو دیکھا آپ عجز، سادگی اور تواضع کی تصویر ہیں، آپ نے بڑی شفقت فرمائی اور فرمایا کہ اس شاہ کو میں حلوہ خود کھلاؤں گا اور حلوے کے لقمے میری زبان پر ڈالے۔ آپ اکثر نصیحت فرماتے تھے کہ بندہ کوئی بھی ہو جیسا بھی ہو اس کو انجام خیر کی فکر کرنی چاہیئے اور اچھے انجام کی دعا کرنی چاہیئے۔ دوستو! دعا کرو کہ اللہ ہمارا انجام بخیر کرے۔

چوتھی حدیث:

حضور ﷺ نے فرمایا: ''حیا اور ایمان دونوں ملے ہوئے ہیں، جب ایک اٹھتا ہے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے''۔ یعنی اگر حیا ختم ہوگئی تو ایمان بھی جاتا رہا۔

صاحبو! فحاشی، بے حیائی اور بے غیرتی کی زندگی سے موت اچھی اور جو حیا کے لئے موت کو قبول کرے تو اس کی موت بھی حیات ہے۔

پانچویں حدیث:

حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہے کہ اس کی روزی میں وسعت ہو اور اس کی عمر لمبی ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے''۔

آج کل غربت بہت بڑا مسئلہ ہے۔ لوگ دعا کے لئے کہتے ہیں، تعویزات کے لئے کہتے ہیں، تو

سنیئے! حضورﷺ نے فرمایا: ''کہ اگر روزی بڑھانا چاہتے ہو تو پہلے گھر والوں کو راضی کرو اللہ تم سے راضی ہو جائے گا''۔ حضورﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ سے پوچھا کیا تمہیں علم ہے کہ کون سا مومن اللہ کو سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ و رسولہ اعلم۔ تو حضورﷺ نے فرمایا جو اپنی بیوی سے اچھا ہے وہ اللہ سے بھی سب سے زیادہ قریب ہے۔ یعنی حقوق کی ادائیگی بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور حضورﷺ کی ذات کے بعد سب سے زیادہ حق ماں اور باپ کا ہے۔ حضورﷺ نے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا۔

چھٹی حدیث:

ابن عمرؓ راوی ہیں کہ حضور اکرمﷺ نے فرمایا: ''میانہ روی آدھی معیشت ہے، لوگوں سے محبت و پیار کے ساتھ پیش آنا آدھی عقل ہے اور اچھا سوال آدھا علم ہے''۔

میرے دوستو! اللہ سے پیار اور اس کے رسولﷺ سے پیار تو بہت اونچی چیز ہے۔ اللہ کے بندوں سے بھی پیار کرو گے تو اللہ تمہیں معاشرے میں خاص اثر عطا کر دے گا۔ خواجہ غریب نواز اور دوسرے صوفیاء نے لوگوں سے محبت کی، ان کی تکلیفوں کو دور کیا، ان کے مسائل کو حل کیا اور اس طرح اسلام کی تبلیغ ہوئی۔

کاموں کی منصوبہ بندی کا درس دیتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! منصوبہ بندی جیسی عقل نہیں ہے''۔ منصوبہ بندی کے اس ضروری مسئلہ کی جانب توجہ مبذول کراتے ہوئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ منصوبہ بندی سے ہم محروم ہیں، ہمارے مدرس، سیاست میں دھکے کھا رہے ہیں، ہمارے سیاستدان، امام مسجد بنے ہوئے ہیں، ہمارے شاعر مدرسوں میں ضَرَبَ، یضرِبُ پڑھا رہے ہیں اور ہمارے ضَرَبَ، یضرِبُ پڑھانے والے استاد شاعری کر رہے ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ کوئی کام بھی سلیقے سے نہیں ہو رہا۔ منصوبہ بندی قوموں کی جان ہوتی ہے۔ منصوبہ بندی کے درس کو عملی جامہ پہناتے ہوئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ کالجز اور یونیورسٹیز کے پڑھے ہوئے کم از کم B.A پاس افراد کو ایک خاص نہج سے اسلامی علوم پڑھا کر تبلیغ دین کے لئے تیار کروں اور دوران تعلیم انہیں تنخواہ بھی دی جائے تا کہ ان کی توجہ تعلیم کی طرف بھرپور طریقے سے ہو اور پھر ان کو مختلف ممالک میں بھیجا جائے تا کہ پوری دنیا میں اسلام کا پیغام عام ہو۔

ساتویں حدیث:

حضورﷺ نے فرمایا کہ ''ایسا نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض، بعضوں کی گردنیں مارنے لگ جائیں''۔

حضور ﷺ کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے، حضور ﷺ نے پہلے آب زم زم کی تعریف کی اور فرمایا کہ: زمین پر سب سے اچھا پانی زمزم ہے، پھر کعبے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا سب سے بڑا گھر کعبہ ہے اور اس کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ کیا تمہیں پتا ہے کہ کعبے سے بھی کوئی افضل ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تو کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور کعبے کو ہی سب سے افضل جانتے ہیں، تو حضور نے فرمایا کہ مسلمان جس کے سینے میں ایمان ہے وہ کعبے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

صاحبو! اگر عام مومن کی یہ شان ہے تو امام الانبیاء کی شان کیا ہوگی؟

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے کہ:

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

تو صاحبو! میں علماء سے کہتا ہوں کہ قتل کے خلاف خطبے دو، لوگ دو دو پیسوں کے لئے گولی مار دیتے ہیں۔ ان کو سمجھاؤ کہ گولی مارنے سے حضور ﷺ ناراض ہو جائیں گے۔ اگر ان لوگوں کو علم ہو جائے کہ انسان کا خون گرانا کس قدر بڑا ظلم ہے تو شاید ان کو ہدایت مل جائے۔ دوستو! تحریک چلاؤ اور لوگوں کو بتاؤ کہ مقامِ انسانیت کیا ہے۔

آٹھویں حدیث:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر کسی کا دل چاہتا ہے کہ سکراتِ موت آسان ہو جائے اور موت کی سختی دور ہو جائے تو وہ تین کام کرے:

1۔ کمزوروں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے

2۔ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے

ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ اچھا بندہ کون لگتا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جس میں دو صفتیں ہوں: ایک زبان کا سچا اور دوسرا امانت دار۔ سائل نے عرض کی یارسول اللہ کچھ اضافہ فرما دیں تو ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر اور مجھ پر درود و سلام پڑھنے والا شخص، سائل نے پھر عرض کیا کہ حضور ﷺ کچھ اور اضافہ فرما دیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ایسا امام جو لوگوں کی بیماری اور بوڑھا ہونے کے خیال سے نماز مختصر پڑھائے۔

آخری حدیث سناتے ہوئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”جو شخص ہر روز مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے، اللہ اس کی سو حاجتیں پوری فرما دیتا ہے، جن میں سے 70۔ دنیا میں اور 30۔ آخرت میں“۔

اس طرح تقریباً 10۔ حدیثوں کے عنوانات میں کئی احادیث، اقوال ائمہ اور بزرگوں کی باتیں سنا کر شاہ صاحب نے اپنا نورانی، وجدانی اور روحانی خطاب مکمل فرمایا۔ درود وسلام، ذکر اور دعا کے بعد محفل کا اختتام ہوا۔

بطور خلاصہ، شاہ جی کے حکیمانہ خطاب سے ہمیں جو اسباق حاصل ہوئے ان کو سلسلہ وار درج کیا جاتا ہے۔

1۔ نماز کی پابندی اور خشوع وخضوع

2۔ دنیا سے بے رغبتی

3۔ اہل اللہ کی دوستی

4۔ شہرت کی خواہش سے دل کو خالی رکھنا

5۔ کسرِ نفسی اختیار کرنا اور غرور وتکبر سے بچنا

6۔ شرم وحیا

7۔ ماں، باپ اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی

8۔ میانہ روی

9۔ مخلوقِ خدا سے محبت

10۔ کاموں کی منصوبہ بندی

11۔ اکرامِ انسانیت

12۔ درود وسلام کی فضیلت

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شاہ جی کے دیئے ہوئے سبق پر ہمیں عمل اور استقامت عطا فرمائے اور ہم میں وہ خصوصیات پیدا ہو جائیں کہ جس سے خدا اور رسول ﷺ راضی ہو جائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

راولپنڈی میں سنی امن کنونشن

صاحبزادہ محمد عثمان غنی

ماہنامہ دلیل راہ دسمبر 2007

تحریکِ پاکستان سے لے کر استحکامِ وطن کے لیے اہلسنت کے اکابرین، جید علمائے کرام و مشائخ عظام کا روشن کردار نہ صرف روشن ہے بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی مینارۂ نور ہے اور یہ اہل سنت ہی ہیں جنھوں نے ہر دور میں غلامیٔ رسول ﷺ کا پرچم اٹھا کر محبتِ رسول کے نور کو بکھیر کر معاشرے میں محبت واخوت کو فروغ دیا اور عالمی سطح پر سفیرانِ امن کی حیثیت سے اُبھر کر پیغام دیا کہ نبیٔ رحمت ﷺ کے ماننے والے محبت و اخوت، ایثار وقربانی، اخلاص اور امن کے پیکر ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کے آخری ولاڈلے رسول ﷺ کی غلامی کا شرف رکھتے ہیں، جنھوں نے اپنی جان کے دشمنوں کے لیے بھی بددعا نہیں کی۔ محبت واخوت، ایثار و قربانی، ہمدردی، اخلاص، دیانت، جرأت کا دوسرے لفظوں میں نام ہی اہل سنت ہے۔ اسلاف کی پاکیزہ زندگیوں، اعلیٰ اخلاقی اقدار کی حامل ملک گیر غیر سیاسی "جماعت اہل سنت پاکستان" نے وطنِ عزیز پاکستان میں انتہا پسندی، مذہبی منافرت، تعصّبات اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ملک گیر سطح پر تسلسل کے ساتھ "سُنی امن کنونشنز" منعقد کر کے اہل سنت کی اکثریت کو متحرک اور فعال بنا دیا۔

جماعت اہل سنت پاکستان کی مرکزی قیادت امیر اہل سنت سید مظہر سعید کاظمی اور نہ صرف پاکستان بلکہ عالمی سطح پر ہر "یارسول اللہ" کہنے والے کے دل کی دھڑکن مفکر اسلام، مفسر قرآن سید ریاض حسین شاہ ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان نے کروڑوں سُنیوں کو نیا جوش وولولہ عطا کیا اور اہل سنت کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو جید علمائے کرام و مشائخ عظام کے ہمراہ یکجا کیا اور جماعت اہل سنت پاکستان کو اہل سنت کا چمکتا ہوا گلستان بنا دیا، جس کی خوشبو اب ہر جگہ محسوس کی جاتی ہے۔

اہل سنت کا دامن تحریکِ پاکستان سے لے کر اب تک ہر الزام سے پاک ہے اگرچہ اہل سنت کو ہر دور میں حکومتوں نے نظر انداز کیا اور جن لوگوں کے آباؤ اجداد نے تحریکِ پاکستان میں قیام پاکستان کی مخالفت کی انھیں حکومتوں میں نوازا جاتا رہا مگر اہل سنت نے اپنے عظیم اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محبت واخوت اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور ہر دور میں اپنے پیارے نبی ﷺ کی محبت کو عام

کرتے چلے آرہے ہیں۔ جماعت اہل سنت پاکستان نے تلخ اور گھٹن زدہ حالات میں بڑے صبر وتحمل سے اپنے پاکیزہ صفت اسلاف کے نقشِ قدم پر گامزن رہتے ہوئے محبتوں کا سفر جاری رکھا۔

جماعتِ اہل سنت پاکستان کی مرکزی قیادت کی ہدایت پر جماعت اہل سنت پنجاب نے صوبے بھر میں ڈویژنل سطح پر ''سنی کنونشنز'' منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کیا اس ضمن میں 18-نومبر راولپنڈی کے مرکز میں واقع راولپنڈی واسلام آباد پریس کلب لیاقت باغ میں ''سُنی امن کنونشن'' منعقد کیا گیا جو عملاً ایک جلسہ عام میں تبدیل ہو کر رہ گیا۔ کنونشن کی صدارت جگر گوشہء سلطان العارفین صاحبزادہ محمد ندیم سلطان نے کی جو کہ راولپنڈی ڈیژن کے صدر ہیں۔ ناظم کنونشن راقم الحروف محمد عثمان غنی جنرل سیکرٹری راولپنڈی ڈویژن کر رہے تھے۔ جنھوں نے کنونشن کو تاریخ ساز اور کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرنے کے لیے پوری ایمانداری، تندہی اور جانفشانی سے شب و روز محنت کی۔ کنونشن میں خصوصی خطاب جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ عالم باعمل حضرت قبلہ پیر سید ریاض حسین شاہ کا تھا۔

کنونشن کا آغاز دن ایک بجے تلاوتِ قرآن اور سرورِ کائنات رسول رحمت ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ نعت اور جماعت اہل سنت پاکستان کے مشہورِ زمانہ ترانہ ''پکارو یارسول اللہ یا حبیب اللہ ﷺ'' سے ہوا۔ سہ پہر 2- بجے تک راولپنڈی واسلام آباد پریس کلب کے وسیع وعریض ہال میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ بعد ازاں پریس کلب کا لان بھی شرکاء کنونشن سے بھر گیا ڈویژنل کنونشن میں صوبائی قیادت سمیت مرکزی رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ روح پرور کنونشن میں جماعتِ اہل سنت پنجاب کے صدر علامہ قاری خالد محمود آف ڈسکہ، جنرل سیکرٹری علامہ مفتی محمد اقبال چشتی آف لاہور، سُنی سپریم کونسل کے چیئرمین حضرت دیوان آلِ سیدی معینی اجمیری، پیر محمد جمیل الرحمٰن عیدگاہ شریف، پیر محمود احمد دریا شریف، پیر جاوید احمد شاہ نوری چُورہ شریف، صوبہ سرحد کے جنرل سیکرٹری مولانا بشیر القادری، پیر سید مدثر نذر شاہ سروبہ شریف، استاذ العلماء مفتی محمد سلیمان رضوی، استاذ العلماء سید محمد زبیر شاہ، مولانا قاضی وزیر حسین رضوی، مولانا سراج الدین صدیقی، مولانا فضل دین نقشبندی، صاحبزادہ سید احسان الحق شاہ سمیت راولپنڈی ڈویژن کے مقتدر علماء ومشائخ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

ڈویژنل عہدیداران علامہ محفوظ الرحمٰن (اٹک) راجہ غلام مرتضیٰ قادر (راولپنڈی) علامہ ظہور احمد چشتی (گوجر خان) علامہ محمود سیالوی (راولپنڈی) علامہ صفدر علی شاکر (حسن ابدال) شیخ محمد ندیم

راولپنڈی کے علاوہ ضلع جہلم کے صدر علامہ مفتی محمود حسین شائق، ضلع راولپنڈی کے صدر مولانا محمد حنیف قریشی، ضلع چکوال کے جنرل سیکرٹری علامہ حامد رضا اور آرگنائزر علامہ محمد داؤد چشتی، ضلع راولپنڈی کے آرگنائزر مولانا محمد صالحین سمیت مرکزی ڈپٹی سیکرٹری صاحبزادہ محمد زبیر، مرکزی سیکرٹری تعلقات عامہ انجینئر سرفراز ضیغم، صوبائی سیکرٹری اطلاعات امجد عباسی، صوبائی سیکرٹری تعلقات عامہ صاحبزادہ فضل عثمان حیدر شاہ اور مرکزی شوریٰ کے رکن راجہ آصف علی خان بطور خاص شریک ہوئے۔ زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات بھی موجود تھیں۔ کنونشن کا نظم وضبط مثالی تھا۔ جماعت اہل سنت دھمیال زون کے عہدیداران نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ سیکورٹی کے فرائض سرانجام دیئے۔ مین مری روڈ سے لے کر پریس کلب تک کو جماعت اہل سنت کے پرچموں اور خوبصورت بینروں سے سجایا گیا تھا، سہ پہر ساڑھے تین بجے کے قریب مرکزی ناظم اعلیٰ کروڑوں ''یارسول اللہ'' کہنے والوں کے عظیم قائد علامہ سید ریاض حسین شاہ راولپنڈی پریس کلب پہنچے تو اُن کی گاڑی پر کارکنان نے پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں اور فلک شگاف نعروں ''نبی ﷺ کا جو غلام ہے ہمارا وہ امام ہے''، ''سیدی مرشدی یا نبی یا نبی'' ''غلامیٔ رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے'' کے پُر جوش نعروں کے ساتھ انہیں ہال میں لایا گیا، جس پر تمام شرکاء کنونشن نے کھڑے ہو کر اُن کا استقبال کیا۔ قائد اہل سنت کا استقبال جاری رہا اور ہال فلک شگاف نعروں سے گونجتا رہا۔

راقم الحروف نے جب اہل سنت کے عظیم روحانی پیشوا، قائد محترم کو دعوتِ خطاب دی تو ایک بار پھر شرکاء کنونشن نے دل کی گہرائیوں سے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند کر کے ماحول کو گرما دیا۔ خاندانِ رسالت کے چشم و چراغ اور اہل سنت کے دلوں کی دھڑکن علامہ سید ریاض حسین شاہ نے اپنا خطاب ذیشان شروع کیا تو کھچا کھچ بھرے وسیع وعریض ہال میں مکمل سناٹا چھا گیا۔

قائد محترم نے دوٹوک الفاظ میں واضح کیا کہ حصولِ اقتدار جماعت اہل سنت کی منزل نہیں بلکہ نظام مصطفیٰ کو اقتدار میں لانا ہمارا مقصدِ حیات اور نصب العین ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے سُنتِ شبیری ادا کرتے ہوئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا ہمارے تمام مسائل کا حل صرف اور صرف نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ہے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی سیاسی قیادتوں کی باہمی رنجشوں کے سبب آج امریکہ اور یورپ براہِ راست ہمارے معاملات میں مداخلت کر

رہے ہیں اور ''آ بیل مجھے مار'' کے مصداق ہمارے سیاست دانوں کی سرگرمیاں کسی خیر کا پیغام نہیں ہیں۔ قائد محترم نے کہا اگرچہ اہل سنت کا سیاسی حوالے سے کوئی مؤثر کردار موجود نہیں لیکن اس کا یہ مطلب اخذ کرنے کی حماقت نہ کی جائے کہ ہم کبوتر کی طرح بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کرلیں گے۔ اہل سنت ہی دینی اور مِلّی غیرت کے وارث ہیں اور محافظ بھی جس کا ادراک حکمرانوں کو بھی ہونا چاہیے اور حصولِ اقتدار کی کاوشوں میں سرگرداں مُلک کی سیاسی قیادت کو بھی علامہ سید ریاض حسین شاہ نے چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ اہل سنت کا کوئی دینی مدرسہ دہشت گردی میں ملوث نہیں ہے اور آج تک کسی ایک مدرسہ پر الزام تک بھی ثابت نہیں ہوسکا۔ انہوں نے کہا جو مدارس اور مساجد دہشت گردی اور ملک دشمنی کے ساتھ ساتھ ریاست کے اندر ریاست کا کردار ادا کر چکے ہیں اُن پر حکومت دہشت گردی کے مقدمے چلا رہی ہے لیکن اُن دہشت گرد عناصر کو جیلوں کی بجائے حکومتی ریسٹ ہاؤسز میں کیوں نظر بند رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ محبِ وطن عوام باشعور ہیں اب عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا سلسلہ بند ہونا چاہیے اور وطنِ عزیز کے محبِ وطن تھنک ٹینک کو غور کرنا چاہیے کہ مدارس اور مساجد کا تقدس جن لوگوں نے پامال کیا انہیں کن بااثر لوگوں کی اشیرباد حاصل ہے۔

علامہ ریاض حسین شاہ نے کہا کہ آئندہ سال 9-مارچ 2008 کو لیاقت باغ راولپنڈی میں منعقد ہونے والی آل پاکستان سُنی کانفرنس کا اعلامیہ استحکامِ پاکستان کے لیے نئی راہیں متعین کرنے کے ساتھ ساتھ ملک دشمن عناصر کی چُولیں ہلا کر رکھ دے گا اور امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان کے ماننے والے یہ ثابت کردیں گے کہ وہ ذاتی مفادات اور منفعت بخش عہدوں کے حصول کے لالچ سے پاک ہیں، تاہم سالمیت پاکستان کے حوالے سے وہ کسی کو کوئی سمجھوتہ کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیں گے۔ جماعت اہل سنت کے ہر دلعزیز سیکرٹری جنرل کے خطاب کے دوران شرکاء کنونشن پوری توجہ سے ہمہ تن گوش رہے۔

قبل ازیں صوبائی صدر علامہ قاری خالد محمود اور دیگر مہمان رہنماؤں اور علماء و مشائخ نے بھی خطاب کیا اور 9-مارچ سنی کانفرنس کا خیر مقدم کرتے ہوئے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری علامہ مفتی محمد اقبال چشتی نے کنونشن میں شیروں کی طرح جس انداز میں اپنے خطاب کا اظہار کیا اور جماعت اہل سنت کے کارکن پر تنقید کرنے والوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور واضح کیا کہ اہل سنت نسبت والے ہیں انہیں ڈرانا اور جھکانا نہیں آتا۔ ان کے پرجوش خطاب نے

متعدد سوالات کے جوابات بھی دے دیے۔ انہوں نے کہا کہ سُنی کانفرنس خصوصاً اہل پنجاب کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے مگر پنجاب کے غیرت مند سُنی اس کانفرنس کو تاریخ ساز بنانے کے لیے تن من دھن داؤ پر لگا دیں گے اور قیادت کا جہاں پسینہ گرے گا وہاں ہمارا خُون گرے گا۔

کنونشن میں مقررین نے پرُ جوش خطاب کر کے اہل سنت کے اندر ولولہ تازہ پیدا کر دیا۔ کنونشن میں راولپنڈی ڈویژن سمیت چاروں اضلاع کے عہدیداران سے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے حلف لیا۔ راقم الحروف ناظم کنونشن نے بتایا کہ کم وقت میں راولپنڈی ڈویژن کی تنظیم سازی کا عمل مکمل کر لیا گیا ہے اور اس کنونشن کے بعد اضلاع اور شہروں سمیت یونین کونسلز کی سطح پر کنونشنز منعقد کیے جائیں گے اور 9-مارچ کُل پاکستان سُنی کانفرنس کی میزبانی کو چیلنج سمجھ کر قبول کرتے ہیں انشاءاللہ ثابت کریں گے کہ راولپنڈی ڈویژن ''یا رسول اللہ'' کہنے والوں کا ہے۔ کنونشن میں نمازِ عصر اور نمازِ مغرب باجماعت پریس کلب کے لان میں ادا کی گئی۔ اختتام پر ہر شرکاء کے لیے پُر تکلف ریفریشمنٹ کا اہتمام کیا گیا تھا۔

بس جائے کہیں اجڑا نگر دیکھتے جانا

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ دسمبر 2007

جماعت اہل سنت کے مرکزی قائدین نے جب سے 9۔مارچ2008ءکوراولپنڈی میں ''سنی کانفرنس'' کے انعقاد کا اعلان کیا ہے، پورے ملک کے اندر جماعت اہل سنت کے کارکنوں میں گویا بجلی کی لہر دوڑ گئی۔صوبہ پنجاب کی نئی قیادت علامہ قاری خالد محمود ڈسکہ اور شیر اہل سنت مفتی محمد اقبال چشتی نے صوبہ بھر کے اضلاع کی تنظیم نو کر کے جماعتِ اہل سنت کا نیٹ ورک پورے صوبہ پنجاب میں پھیلا دیا۔صوبائی ناظم اعلیٰ مفتی محمد اقبال چشتی کی کوششوں سے صوبہ پنجاب کی ہر ڈویژن میں سنی کنونشنز ہونا قرار پائے۔جس کے لئے نہایت شفقت اور مہربانی فرماتے ہوئے مرکزی قائدین پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی اور پیر سید ریاض حسین شاہ نے فیصل آباد، راولپنڈی، لاہور، ڈیرہ غازی خان، سرگودھا، گوجرانوالہ، ملتان اور بہاولپور میں کنونشنز کے لئے وقت اور تاریخ عطا فرما دیئے، چنانچہ22۔نومبر2007ءکولاہور ڈویژن کے زیر اہتمام داتا کے شہر لاہور میں ''سنی کنونشن'' کے انعقاد کا اعلان کر دیا گیا۔لاہور ڈویژن کی قیادت کے لئے مفتی محمد اقبال چشتی کی عقابی نگاہیں پہلے ہی پروفیسر محمد عبدالعزیز نیازی اور علامہ قاری محمد فیروز خان صدیقی پر پڑ چکی تھیں اور مفتی صاحب کے فیصلے کی حقانیت اس عظیم الشان کنونشن سے عیاں تھی۔ہم اس گھڑی کو سلام پیش کرتے ہیں جس گھڑی میں لاہور ڈویژن کے لئے پروفیسر محمد عبدالعزیز نیازی، علامہ قاری محمد فیروز صدیقی اور مولانا اسلم شکوری کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔سنی کنونشن کے اعلان کے فوری بعد لاہور ڈویژن کے مختلف اضلاع میں تحریک شروع ہو گئی۔پروفیسر عبدالعزیز نیازی اور قاری فیروز صدیقی نے ہر ضلع کا دورہ کر کے کارکنوں میں نئی روح پھونک دی۔ضلع لاہور کے نومنتخب امیر پیر سید شمس الدین بخاری اور نومنتخب ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیم ہمدمی کی قیادت میں پیر نور الٰہی انور، قاری نذیر قادری، علامہ احمد حسین رضوی، قاری رب نواز قادری، مولانا اسلم نواز سعیدی و دیگر ضلعی عہدیداران نے سنی کنونشن کے لئے شب و روز ایک کر کے تیاری شروع کر دی۔چار رنگی خوبصورت اشتہارات، بینرز، ہینگرز، سٹیکرز، اخباری اشتہار، خبریں، پریس ریلیز اور کیبل کے ذریعے کنونشن کی دعوت گھر گھر تک پہنچا دی گئی۔جس کا انعام کنونشن میں بھرپور اجتماع کی شکل میں ملا۔لاہور ڈویژن کے مختلف اضلاع

سے کارکنوں کی شرکت نے ایک عجیب سماں باندھ دیا۔لوگ قافلہ در قافلہ کنونشن میں شرکت کے لئے آرہے تھے۔گیارہ بجے تک ہال مکمل طور پر بھر چکا تھا جبکہ حاضرین کی آمد جاری تھی۔کنونشن میں مرکزی امیر پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی، مرکزی ناظم اعلیٰ پیر سید ریاض حسین شاہ کے علاوہ پیر سید شمس الدین بخاری، مفتی محمد صدیق ہزاروی، پروفیسر راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی، میاں غلام شبیر قادری، پیر ناظم حسین شاہ، محمد نواز کھرل اور لاہور ڈویژن کے ہر ضلع کے ناظمین وامراءاور کارکنان نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

ضلع لاہور کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیم ہمدمی، ضلعی سینئر نائب امیر پیر نور الٰہی انور و دیگر عہدیداران نہایت محنت سے کنونشن کے نظم ونسق کے لئے پروفیسر عبدالعزیز نیازی اور قاری فیروز صدیقی کے شانہ بشانہ کام میں مصروف تھے۔حلقہ مزنگ کے کارکنوں کی ڈیوٹی ہال کے انتظامات، گیٹ پر مہمانوں کوخوش آمدید کہنے اور کنونشن کے بعد کھانا کھلانے پرلگائی گئی تھی۔آنے والے مہمانوں کوقاری فیروز صدیقی، مولانا اسلم شکوری اور قاری محمد صدیق چشتی خوش آمدید کہہ کر مناسب نشستوں پر بٹھا رہے تھے۔ضلع لاہور کے چیف آرگنائزر قاری محمد نذیر قادری نظامت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔تلاوت ونعت کے بعد ضلع شیخوپورہ کے ناظم اعلیٰ مولانا غلام مصطفےٰ قادری نے خطاب کیا،اس کے بعد ضلع اوکاڑہ کے امیر محمد رفیع رضا نے خطاب کیا۔دونوں حضرات نے جماعت کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے 9۔مارچ کی سنی کانفرنس میں بھرپور شرکت کا یقین دلایا۔تیسرے خطاب کے لئے سٹیج سیکرٹری نے انجمن طلباءاسلام کے سابق ناظم اور معروف مذہبی سکالر پروفیسر راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی کو دعوت دی۔آپ نے خطاب سے قبل اپنا استغاثہ رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کیا جس کا مطلع تھا:

سرکار ادھر ایک نظر دیکھتے جانا
بس جائے کہیں اجڑا نگر دیکھتے جانا

پروفیسر راؤ ارتضیٰ نے فرمایا کہ میدان میں نکل کر جدوجہد کرنے کا وقت آپہنچا ہے۔پاکستان میں قیام پاکستان سے قبل کے حالات جنم لے رہے ہیں،اس لئے ضروری ہے کہ کسی بڑے اجتماع کی شکل میں طاغوتی قوتوں کو سبق سکھایا جائے۔9۔مارچ کی سنی کانفرنس اسی سلسلے کی ایک حسین کڑی ہے۔پروفیسر راؤ ارتضیٰ کے خطاب کے بعد A.T.I کے سابق رہنما،معروف صحافی اور جماعتِ اہل سنت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات محمد نواز کھرل کو دعوتِ خطاب دی گئی۔آپ نے فرمایا کہ پاکستان ہمارے اسلاف خصوصاً پیر جماعت علی شاہ، پیر آف بھرچونڈی شریف، مولانا عبدالستار نیازی و دیگر علماء ومشائخ نے بنایا، لہٰذا اس کی

حفاظت ہماری ذمہ داری ہے۔انہوں نے کہا کہ آئندہ کے الیکشن میں ہم صرف اسی اُمیدوار کو ووٹ دیں گے جو ''یارسول اللہ'' کہنے والا ہوگا اور جو اس بات کی ضمانت دے گا کہ وہ اسمبلیوں میں حقوق اہل سنت کی بات کرے گا۔9۔مارچ کو لیاقت باغ راولپنڈی میں جماعت اہل سنت بھرپور طاقت کا مظاہرہ کریں گے۔ محمد نواز کھرل کے پُر جوش خطاب کے بعد سٹیج سیکرٹری نے پیر سید شمس الدین بخاری کو خطاب کے لئے درخواست کی۔آپ نے وقت کی نزاکت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نہایت مختصر خطاب فرمایا اور کہا کہ ہم قائدین کی ہدایات کے منتظر ہیں، ضلع لاہور کے کارکن قائدین کے احکامات بجالانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے، انھوں نے جماعت اہلسنت کے کام کو اخلاص کا جامہ پہنانے کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ مسلک کی ترویج کا کام عبادت ہے اور عبادت دنیاوی غرض سے نہیں بلکہ رضائے الٰہی کے لئے کی جاتی ہے اس کے بعد لاہور ڈویژن کے صدر پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی، جو کہ کنونشن کی صدارت بھی فرما رہے تھے، کو دعوت خطاب دی گئی آپ نے کہا کہ خان لیاقت علی خان کو جب کہا گیا کہ اسرائیل کو تسلیم کرو تو انھوں نے کہا تھا My soul is not for sale ''میری روح (ضمیر) برائے فروخت نہیں ہے'' بلکہ میں اپنا سودا دربارِ محمدی ﷺ میں کر چکا ہوں۔محبتِ رسول کا درس دیتے ہوئے پروفیسر نیازی نے فرمایا کہ عشقِ رسول ﷺ اگر مسلمان کے سینے سے نکال دیا جائے تو یہ مر جاتا ہے، لہٰذا انہی کی محبت لے کر اٹھو اور پوری دنیا پر چھا جاؤ۔ پروفیسر عبدالعزیز نیازی کے خطاب کے بعد سٹیج سیکرٹری قاری محمد نذیر قادری نے منفرد اور حسین انداز رکھنے والے باصلاحیت قائد اور خطیب مفتی محمد اقبال چشتی ناظم صوبہ پنجاب کو دعوت خطاب دی۔آپ نے اپنے پُر جوش انداز سے سامعین میں نیا جذبہ اور نیا ولولہ پیدا کر دیا۔آپ نے فرمایا کہ پنجاب کے ہر ضلع میں جماعت کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں اور جماعت کا کام تیزی سے جاری ہے۔غازی علم الدین شہید کا حوالہ دیتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ دین اسلام کو ضرورت پڑی تو ملک کے چپہ چپہ سے کروڑوں غازی علم الدین کے غلام سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے۔انھوں نے کہا کہ محبت رسول ﷺ کا دامن مضبوطی سے پکڑیں اور ادھر اُدھر سے نگاہیں ہٹا کر سوئے مدینہ کر لیں، مرکزی ناظم اعلیٰ پیر سید ریاض حسین شاہ کی وزیر اعلیٰ سے گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ میرے سوا جماعت کے باقی لوگ بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ شاہ جی! نے سابق وزیرِ اعلیٰ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور اسے کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب! ہم ایک متنازعہ مولوی کے نام پر حضرت میاں میر کی مسجد کو منسوب نہیں ہونے دیں گے، چنانچہ شاہ جی کا عزم

اور حوصلہ دیکھتے ہوئے وزیرِ اعلیٰ کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑا اور حکم نامہ جاری کرنا پڑا کہ مسجد کو حضرت میاں میر کے علاوہ کسی سے منسوب نہیں کیا جائے گا۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ اگر ہماری قیادت بکنے والی ہوتی تو وزیرِ اعلیٰ سے اپنے مطالبات نہ منوا سکتی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھی بات نہ کر سکتی۔

مفتی محمد اقبال چشتی کے پر جوش اور جواں عزم خطاب کے بعد A.T.I کے سابق رہنما میاں محمد عبدالرشید اور قاری خالد محمود نے حسبِ ترتیب مختصر خطاب کیا۔ دونوں حضرات نے کامیاب کنونشن پر قائدین و کارکنان کو مبارکباد پیش کی اور قائدین کے ہر حکم پر عمل کی یقین دہانی کرائی۔ اس کے بعد سٹیج سیکرٹری نے استاذ الاساتذہ جناب مفتی محمد صدیق ہزاروی کو دعوتِ خطاب دی۔ مفتی صاحب نے اپنے پر مغز اور منزل نواز خطاب میں فرمایا کہ وہ لوگ خوش قسمت ہوتے ہیں جن کو صالح قیادت میسر آجائے، انھوں نے کہا کہ ہماری قیادت علم، تقویٰ، پرہیز گاری اور لیڈر شپ کے حوالے سے اللہ کی ایک نعمت ہے، ہم اگر ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں تو یہ ہماری بدقسمتی ہو گی۔ انھوں نے کہا کہ بنیادی چیز مشن ہے، مشن کے لئے منظم کوشش کا نام جماعت ہے اور افراد مل کر جماعت چلاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ دینِ اسلام کی خدمت و ترویج کے لئے جماعت کے پلیٹ فارم سے جدوجہد کریں اور محبتِ رسول کے چراغ روشن کریں۔ مفتی محمد صدیق ہزاروی کے خطاب کے بعد سٹیج سیکرٹری نے مرکزی ناظم اعلیٰ پیر سید ریاض حسین شاہ کو حاضرین کے نعروں کی گونج میں خطاب کی درخواست پیش کی، شاہ جی قبلہ خطاب کے لئے کھڑے ہوئے تو ہال میں سناٹا چھا گیا ہر شخص کان لگا کر نہایت توجہ کے ساتھ شاہ جی کی گفتگو سننا چاہتا تھا۔

آپ نے فرمایا کہ میری پہلی گذارش یہ ہے کہ آپ جس سوسائٹی میں بھی رہتے ہیں وہاں اپنے آپ کو موثر بنائیں، آپ نے کہا کہ حقیقی زندگی میں قدم رکھیں، کاغذ کے پھولوں سے زینت نہیں ہو سکتی، سچے اور مخلص مسلمان کی حیثیت سے روحانی منزل کی طرف قدم بڑھائیں۔ انھوں نے کہا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں غدار مل گئے ہیں جو اسلام اور ورثہ روحانیت کے خلاف برسرِ پیکار ہیں، لہٰذا ہمیں دانش مندی کے ساتھ تگ و تاز کا پرچم اٹھانا ہوگا۔ حضور ﷺ کی ایک حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے شاہ جی قبلہ نے فرمایا کہ حضور نے مسلمان کو کھجور کے درخت سے تشبیہ دی۔ علامہ زرقاوی کے الفاظ میں اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ کھجور کا درخت صحرا میں لہلہا کر ماحول کو خوبصورتی عطا کرتا ہے، پھل میں مٹھاس ہوتی ہے، لوگ اس درخت سے پھل کھاتے ہیں، طبیب رس نچوڑتے ہیں، کسان ایندھن حاصل کرتے ہیں، بلکہ اس درخت کو نقصان پہنچانے والے کیڑے بھی اس کے رزق پر پلتے

ہیں، گویا حضور ﷺ نے فرمایا کہ کھجور کی طرح مسلمان کا وجود انسانیت کے لئے نافع ہوتا ہے۔ خدمت خلق مسلمان کا شعار ہے، پھر ایک حسین نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت اسی وقت تک نافع ہوتا ہے جب تک اس کا تعلق اپنے مرکز یعنی زمین سے قائم رہتا ہے، لہٰذا حاضرین! آپ ایڈووکیٹ ہیں یا ڈاکٹر، تاجر ہیں یا ملازم، دولت مند ہیں یا غریب، شیخ الحدیث ہیں یا خطیب، اپنا تعلق حضور ﷺ کی ذات سے مضبوط کریں جب تعلق حضور ﷺ سے مضبوط ہوگا تو ہمیں کوئی پچھاڑ نہیں سکتا اور ہماری منزلیں دور نہیں ہوسکتیں۔ مرکزی ناظم اعلیٰ نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمان کی زندگی کے تین اہم اصول ذکر، فکر اور رضا ہیں، اگر ہم اللہ کے ذکر کے ساتھ، اس کی رضامندی کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے قدم اٹھائیں تو اللہ ہمارے دشمنوں کو خود ہی فنا کردے گا۔ آپ نے فرمایا کہ منصوبہ بندی اور Planning سے زندگی گذارنی چاہئے مچھر کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مچھر کی اوسط عمر 16۔ دن ہوتی ہے لیکن وہ ان 16۔ دنوں میں دوسروں کو پریشان کرکے جیتا ہے، اسی مچھر نے نمرود کو ڈھیر کیا۔ اپنے شہر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ ایک شخص حضور والا کا گستاخ تھا ایک دن تقریر کرتے ہوئے اس کے منہ میں مچھر چلا گیا جو کہ حلق میں ایسا پھنسا کہ اس کا سانس بند ہوگیا اور وہ اسی مچھر سے ہلاک ہوگیا۔ دعوت کو موثر بنانے کا سبق دیتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ ایک لڑکا اگر مری سیر کرنے جائے تو سات آٹھ لڑکوں کو اپنے ساتھ جانے پر رضامند کرلیتا ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ ایک خطیب صرف دس آدمیوں کو بھی اپنے ساتھ نہ لا سکے، لہٰذا اپنی دعوت کو موثر کریں اور 9۔ مارچ کو ہونے والی سنی کانفرنس میں شرکت کے لئے ابھی سے کوشش شروع کردیں۔

ملک کے اندرونی خلفشار اور سیاسی حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ جماعتِ اہل سنت غیر سیاسی جماعت ہے اور اس کے عہدیدار سیاست میں عملی حصہ نہیں لیں گے، لیکن چونکہ ہم پاکستانی ہیں لہٰذا پاکستان کے مفاد کے لئے جدوجہد ہماری فطرت میں شامل ہے۔ ہم اس وطن کے شہری ہیں۔ سیاست میں عملی طور پر ہماری ترجیح جمعیت علمائے پاکستان کے اُمیدوار ہوں گے اور جس حلقے میں JUP کا اُمیدوار نہیں ہوگا وہاں "یارسول اللہ" کہنے والے اُمیدوار کو کامیاب کرایا جائے گا۔ شاہ جی نے اپنے کارکنوں کو پرجوش سبق دیتے ہوئے فرمایا کہ کارکنوں! مر جاؤ لیکن نظام مصطفےٰ کے نعرہ سے باز نہ آؤ۔ انھوں نے کہا کہ ماضی میں ہونے والی سنی کانفرنسز نے قوم کو بہت کچھ دیا ہے۔ انہی کانفرنسوں نے ہمیں سنی سیکرٹریٹ جیسا عظیم الشان گھر عطا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ 9۔ مارچ کو سنی کانفرنس میں

بھی اپنی قوم کو ایسی ہی ایک شے ہدیہ کروں گا۔ آپ نے جماعت کے کارکنوں کو زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ضلع تحصیلوں اور حلقہ جات میں کارنر میٹنگز کر کے عوامی سطح پر "سُنّی کانفرنس" میں شرکت کا شعور اجاگر کریں۔
شاہ صاحب کے دلنواز، منزل آشنا اور مدلل خطاب کے بعد مرکزی امیر پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی مائیک پر جلوہ افروز ہوئے اور خطاب شروع فرمایا۔ آپ نے کہا کہ ہمیں مفکر اسلام پیر سید ریاض حسین شاہ کی باتوں پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ آپ نے کہا کہ اگرچہ جماعت اہل سنت سیاسی جماعت نہیں لیکن کردار سازی اور شخصیت سازی جماعت کا کام ہے، انھوں نے فرمایا کہ جماعت اہل سنت کے پاس ایسے گوہر نمایاں موجود ہیں کہ جن کے دامن پر غربت کا پیوند ضرور ہوگا لیکن دین فروشی کا داغ نظر نہیں آئے گا اور جن کی پیشانی پر نشانِ سجدہ تو ہوگا لیکن دل میں داغِ ندامت نہ ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ آئندہ انتخابات میں غیرت مند سنیوں کو ووٹ دیں اور بے غیرتوں کو ایوان میں نہ آنے دیں۔ انھوں نے کہا کہ سُنّی بیدار ہو جائیں تو انقلاب آجائے گا۔ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے کہا کہ ہم چراغِ سحری ہیں مگر ہمیں آپ سے امیدیں ہیں آپ اگر چاہتے ہیں کہ ملک میں صلوٰۃ وسلام کے نعرے گونجتے رہیں اور عظمتِ رسول کے پرچم بلند ہوتے رہیں تو جماعت اہل سنت کا ساتھ دیں۔

خطاب کے بعد صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا اور پھر مرکزی امیر کی دعا پر یہ منزل نواز اور چشم کشا "سُنّی کنونشن" اپنے اختتام کو پہنچا۔ لاہور ڈویژن نے مہمانوں کے لئے وسیع کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ حاضرین نے اطمینان سے کھانا تناول فرمایا، مسجد میں ظہر کی نماز باجماعت ادا کی اور یوں 9۔ مارچ کو ہونے والی سُنّی کانفرنس کی تیاری کا عزم لئے گھروں کو روانہ ہوئے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس کنونشن کے لئے مرکزی قائدین کے علاوہ صوبائی، لاہور ڈویژن اور ضلعی قائدین نے شب وروز انتھک محنت کی۔ رات کو دو، تین بجے تک سڑکوں پر اپنی نگرانی میں بینرز اور اشتہارات لگوائے، لاہور ڈویژن کے اضلاع کے دورے کیئے اور یوں اس کنونشن کو کامیاب کرایا۔ پیر ناظم حسین شاہ، علامہ قاری عارف سیالوی، میاں اعجاز احمد، قاری رب نواز قادری، مولانا غلام فرید فریدی وغیرہ کا خصوصی تعاون اور بہت سے کارکنوں کی سعی اور دعائیں بھی شاملِ حال تھیں۔ خدا تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے۔ قائدین جماعت اہل سنت کی عمر، علم اور عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور جماعت اہل سنت کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین۔

صوبہ سرحد میں انتخابی چہل پہل اور جماعت کے مرکزی قائدین کی شفقتیں

حافظ محمد زبیر اعوان

چوب قلم ماہنامہ دلیل راہ جنوری 2008

جب سے جماعت اہلِ سنت پاکستان کے سال 2007ء کے انتخابات ہوئے ہیں اور ایک جمہوری اور آئینی طریقہ کار سے اراکین مجلس شوریٰ نے انٹرنیشنل سنی سیکرٹریٹ (زیرِ تعمیر) لاہور کی چھت تلے بیٹھ کر جگر گوشۂ غزالیٔ زماں صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی مدظلہ العالی اور مفکرِ اسلام، مفسّرِ قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ مدظلہ العالی جیسے خوبصورت سادات کرام کے جوڑے کو جس طرح اپنی والہانہ عقیدتوں اور محبتوں کے گلدستوں میں سجا کر بالترتیب جماعت کا مرکزی امیر اور مرکزی ناظمِ اعلیٰ منتخب کیا ہے۔ اس دن سے لے کر ابھی تک جماعت اہلِ سنت پاکستان کی تنظیمی فکری تحریک میں ایک نئی انقلابی جہت نمایاں نظر آ رہی ہے اور یوں لگتا ہے کہ جیسے کوئی روحانی طاقت جماعت اہلِ سنت پاکستان پر اپنا سایہ کر چکی ہے اور جماعت کا ادنیٰ سا کارکن بھی جب کسی بڑے آستانے پر جا کر جماعت میں شمولیت کی دعوت دیتا ہے تو آگے سے جس کشادہ دلی اور شفقت و محبت کا اظہار ہوتا ہے اسے دیکھ کر کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اتنے بڑے بڑے مشائخ طریقت اجتماعی طور پر اگر کسی طرف اپنی محبتوں اور عنایتوں کا رخ موڑ دیں تو یہ کسی جماعت پر اپنے ربّ کریم کا خصوصی فضل و کرم ہی ہوتا ہے۔
راقم الحروف نے جماعت اہلِ سنت پاکستان کی تنظیم تو کے مختلف ادوار دیکھے ہیں اور کم از کم صوبہ سرحد کی سطح پر جماعت کی مرکزی قیادت کے تقریباً ہر دورے میں گزشتہ 12۔سالوں کے دوران ہمسفری کا اعزاز بھی میسر رہا مگر جو جوش اور ولولہ اس دفعہ نظر آ رہا ہے اور ہر کارکن جس انقلابی سوچ کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے خود مرکزی امیر محترم اپنی عمر کے اس حصہ میں جہاں صرف آرام کا ہی مشورہ دیا جاتا ہے جس جوش و جذبے سے پروگرامز میں شرکت فرما رہے ہیں اسے دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہی باپ ہے، جس نے ابھی کچھ عرصہ پہلے ایک جوان بیٹے کا لاشہ اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوگا اور آج بھی ایک دادا کی نظر سے اپنے ننھے مُنے پوتوں کو دیکھتے ہوئے اپنے مرحوم بیٹے کی تصویر کو ہی نظروں میں لاتا ہوگا۔ اسی طرح جماعت کے مرکزی ناظمِ اعلیٰ قبلہ سید ریاض حسین شاہ جس طوفانی رفتار سے ملک گیر تنظیمی دورے کر رہے ہیں اسے دیکھ

کر کون یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی قائدِ اہلِ سنت ہوں گے جنہیں گزشتہ سال برطانیہ سے ڈاکٹرز نے یہ کہہ کر وطن واپس بھیج دیا تھا کہ اب آپ مزید تنظیمی دورے نہیں کر سکتے اور نہ تقاریر کی اجازت ہے بلکہ آپ نے اپنے آبائی علاقہ کوشالی میں وہ جگہ بھی دیکھ لی تھی جہاں بقول ان کے انہوں نے زندگی کے آخری حصہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی سنت مطہرہ کو زندہ کرنے کے لئے بکریاں چرانے کا بھی پروگرام بنالیا تھا، مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ یہ بیماری بھی عجیب تھی اور علاج بھی انداز دلربائی کا عجیب منظر پیش کر رہا تھا۔ جماعت کے صوبہ پنجاب کے نو منتخب ناظمِ اعلیٰ علامہ مفتی محمد اقبال چشتی جنہوں نے اپنے انتخاب کے بعد صرف دو ماہ کے قلیل عرصہ میں ہی پنجاب بھر میں تنظیم سازی کے جال پھیلا دیے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس مریض کے بھی آدمی کیوں نہ قربان ہو جائے، جس کا حال پوچھنے بھی مدینے کا تاجدار آجائے اور نسخہ شفا بھی عطا کر جائے، یہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ آج مرکزی ناظمِ اعلیٰ جماعت اہلِ سنت پاکستان ملک بھر میں تنظیم سازیاں کر کے ربیع الاول شریف سے دنیا کے 28۔ممالک و ریاستوں کے دورے پر بھی روانہ ہو رہے ہیں اور چہرے سے تھکن کے آثار بھی کم ہی نظر آتے ہیں۔

صوبہ سرحد کے اس علاقہ میں جہاں مرکزی ناظمِ اعلیٰ کا آبائی علاقہ کوشالی بھی ہے اور ان کے بچپن کی یادیں بھی اسی علاقہ سے وابستہ ہیں۔ گزشتہ دنوں اسی علاقہ ہزارہ ڈویژن کی تنظیم سازی مکمل ہونے کے بعد تقریب حلف برداری کا اہتمام کیا گیا تو وہاں بھی حضور قبلہ سید ریاض حسین شاہ مدظلہ العالی کی شفقتوں اور عنایات کا سمندر موجزن نظر آیا اور آپ نے اس شرط پر تقریب حلف برداری کے لئے وقت دینے کا اعلان کیا کہ اگر وہاں درسِ قرآن کا موقع ہو اور عوام الناس کو جماعت کا آفاقی پیغام بھی احسن انداز سے پہنچ سکے اور اس سے قبل صوبہ سرحد کی امارت، ہزارہ ڈویژن اور اس کے تینوں مرکزی اضلاع کی تنظیم سازی بھی مکمل ہو جائے، تو عید الاضحیٰ سے دو روز قبل پروگرام رکھ لیا جائے۔ پروگرام کی تاریخ 18۔دسمبر مقرر کی گئی، گویا ہزارہ ڈویژن کی خوش بختی کا دن متعین ہو گیا اور صرف 20۔دنوں میں جتنا بڑا ٹارگٹ صرف دو افراد کی نگرانی میں حاصل ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی کی نظر کا کمال تھا۔ ورنہ ابھی تک صوبہ سرحد کا امیر بھی نامزد نہیں کیا گیا تھا۔ چہ جائیکہ نچلی سطح پر تنظیم سازی کی جاتی اور پورے صوبہ سرحد میں صرف دو احباب کو ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں جن میں سے ایک صوبہ سرحد کے ناظمِ اعلیٰ علامہ محمد بشیر القادری ہیں اور دوسرا شخص وہ ہے جس کا اپنا کوئی تعارف ہی نہیں۔ اس کے لئے یہ ہی اعزاز کافی ہے کہ اسے جو کام کہا

جائے وہ اسے یہ سمجھ کر سرانجام دے دے کہ کرنے والے اس کام کو بہت ہو سکتے تھے مگر تمہارا نام اس کام کے لئے لیا جانا، دراصل اس بات کی گواہی ہے کہ تمھاری نسبت ٹھیک ہے اور تم ابھی ٹھکرائے نہیں گئے، ورنہ تم لاکھ اپنے ساتھ جماعت کے مرکزی نائب ناظم اعلیٰ کا عہدہ لگالو، مگر تمہارے اعمال بہر صورت اس قابل نہیں کہ ان کا صلہ اتنے بڑے اعزازوں کے ساتھ دیا جائے، اس صورتحال سے قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر 18۔دسمبر 2007ء تک صوبہ سرحد کے امیر کا بھی تقرر ہو گیا۔ ہزارہ ڈویژن کے مرکزی عہدیداران بھی چناؤ ہو گئے، نہ صرف ضلع ایبٹ آباد، مانسہرہ، اور ہری پور کی ضلعی باڈیاں بھی مکمل ہو گئیں بلکہ تحصیل ہری پور، تحصیل ایبٹ آباد، تحصیل اوگی اور تحصیل بالاکوٹ وگڑھی حبیب اللہ میں بھی تنظیم سازیاں کر لی گئیں اور کئی یونٹ بھی بن گئے تو اس میں اس دوسرے شخص کا کردار کتنا ہو سکتا ہے یہ سب اگر ہوا تو مرشدِ کریم کی نگاہ عنایت سے اللہ تعالیٰ نے علامہ محمد بشیر القادری صاحب جیسے متقی اور جراٗت مند اور محنت کش شخص کو یہ توفیق بخشی کہ انہوں نے نہ صرف تنظیم سازیاں مکمل کر لیں بلکہ ان عہدیداران کے حلف بھی شاہ صاحب کے ہاتھ پر لے لئے گئے، تاہم 18۔دسمبر 2007ء کو ایبٹ آباد محمدی ٹاؤن، پھل گلاب روڈ پر ایوب میڈیکل کمپلیکس کے سامنے مرکزی جامع مسجد غوثیہ، ادارہ تعلیمات اسلامیہ میں مفکرِ اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ نے نماز ظہر کے بعد درس قرآن دیا۔ جس سے قبل قاری محمد مشتاق ایبٹ آباد والوں نے نعت رسول مقبول ﷺ کے زمزموں سے محفل کے حاضرین کی ارواح وقلوب کو سرشار کیا، فرائض نقابت کی ذمہ داری اسی دوسرے شخص کے ذمہ تھی جو اگر اپنا فرض بھی صحیح طریقے سے ادا نہ کر سکا تو اس کا نام لینے اور لکھنے کی بھی کیا ضرورت ہے۔ البتہ جن لوگوں نے اس درسِ قرآن کی محفل اور تقریب حلف برداری کے لئے اشتہار چھپوائے، دعوتیں بانٹیں، پریس کلب ایبٹ آباد میں پریس کانفرنس کا اہتمام کروایا اور مالی وجانی خدمات سرانجام دیں، نام ان کے لکھنے چاہئیں۔ جن میں ضلع ایبٹ آباد کے امیر علامہ محمد اسحاق صدیقی، ناظمِ اعلیٰ ڈاکٹر سلیم خان جدون، چیف آرگنائزر حنیف عباسی اور رکن عاملہ صاحبزادہ حضرت شاہ شامل ہیں، علامہ مقصود الحسن ہیں جو ادارہ تعلیمات اسلامیہ کے نگران بھی ہیں اور قبلہ شاہ صاحب کی طرف سے میزبانی کے آداب کے لئے مکمل اختیار رکھتے ہیں، اسی لئے تو ان کی طرف سے لنگر کا بھی وسیع اہتمام تھا اور انتظامی حُسن بھی ان کی ہر ادا سے چھلکتا نظر آتا تھا۔ اس محفل کو ''صوبائی سُنّی کنونشن'' بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہاں امیر صوبہ سرحد علامہ احمد خان برق، ٹانک ڈیرہ

اسماعیل خان والوں اور صوبہ سرحد کے چیف آرگنائزر علامہ حافظ عمر فاروق سعیدی کے علاوہ صوبہ سرحد کے نائب امیر علامہ قاضی غلام کبریا نقشبندی نے بھی اپنے اپنے عہدوں کا حلف اٹھایا۔ علامہ غلام سرور ہزاروی نے مرکزی نائب امیر اور پیر محبّ الرحمٰن قادری آستانہ عالیہ بھیرہ شریف نے ہری پور میں رکن سنی سپریم کونسل کی حیثیت سے حلف اٹھائے، جبکہ پیر شاہ محمد کمال کاظمی نے امیر ہزارہ ڈویژن، حافظ آغا عبدالرحمٰن ہزاروی نے ناظم اعلیٰ ہزارہ ڈویژن اور علامہ سید عارف شاہ گیلانی نے چیف آرگنائزر ہزارہ ڈویژن کی حیثیتوں سے اپنی اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں اور ہری پور ایبٹ آباد مانسہرہ کے تمام عہدیداران نے بھی حلف اٹھائے۔ اس طرح یہاں پر حلف اٹھانے والے احباب کی تعداد 100۔ سے تجاوز کرگئی تھی اور ایک میلے کا ساسماں نظر آرہا تھا۔

ایبٹ آباد کی ایسی سرزمین جہاں کبھی یارسول اللہ ﷺ کی صدائیں بلند کرنے والے باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے اپنی مسجد کو بھی ترستے تھے۔ 18۔ دسمبر کو جماعت اہلِ سنت پاکستان کی قوت کا یہ عظیم مظاہرہ جہاں باطل کے ایوانوں کے لئے لرزہ تھا وہاں توحید کی شمع بھی پورے آب وتاب سے روشنی بکھیر رہی تھی اور مغرب کی نماز کے بعد محفل ذکر الٰہی کا بھی اہتمام تھا۔ جس کے بعد صلوٰۃ وسلام بحضور سرور کائنات ﷺ نے یہ پیغام بھی دیا تھا کہ ہم اسی توحید کو مانتے ہیں جو نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی محبت اور اطاعت سے سجی ہو اور اقبال کی روح شاید اسی موقع اور ایسے ہی کارکنان اہلِ سنت کے لئے تڑپ کر بولی ہوگی کہ:

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیرا دیس ہے تُو مصطفوی ہے

محفل اگرچہ یہاں اختتام پذیر ہوگئی تھی مگر صوبہ سرحد کے نائب ناظمِ اعلیٰ علامہ حبیب المالک لقمانوی اور ہزارہ ڈویژن کے نائب ناظمِ اعلیٰ علامہ رشید الرحمٰن رشید کی حلف برداری یہاں بھی تنظیمی محبتوں کا ثبوت فراہم کررہی تھی، جو مانسہرہ میں نمازِ جنازہ کی ادائیگی کی وجہ سے مع دیگر عہدیداران لیٹ ہوگئے تھے۔ بعدازاں ایبٹ آباد کی بزمِ اقبال ہزرہ ڈویژن کے سرپرستِ اعلیٰ جناب صلاح الدین اجمیری کے آستانے پر حضور مفکرِ اسلام نے چائے نوش فرمائی۔ جہاں سادات کرام سے محبتوں اور عقیدتوں کے پھولوں کی بارش بھی جاری رہی اور جناب مرکزی ناظمِ اعلیٰ جماعت اہلِ سنت پاکستان

اپنے ہری پور کے ساتھیوں کے ہمراہ واپس روانہ ہوئے تو رات کا کافی حصہ بیت چکا تھا اور اب مرکزی ناظمِ اعلیٰ کے ساتھ صرف 3۔گاڑیاں باقی رہ گئی تھیں، جبکہ دن کو یہ قافلہ جب ہری پور سے ایبٹ آباد کی جانب روانہ ہوا تو یہ دس گاڑیوں کے جلوس پر مشتمل تھا، جو سلہڈ کے مقام سے 30۔گاڑیوں کی تعداد تک تجاوز کر چکا تھا میں نے کوشش کی تھی کہ میں حضور مفسرِ قرآن کے درسِ قرآن زیرِ آیت کریمہ ''واصبر نفسک مع الذین.... الآخر'' سے چند ارشادات عالی بھی اس رپورٹ میں شامل کروں گا، جن کے حوالہ جات کی بلندی پر بھی بعد میں علماء کرام تحسینی کلمات ادا کرتے رہے تھے مگر شاید میں ہی وہ دوسرا نا اہل شخص ہوں گا جسے جب بھی کوئی کام سونپا جائے تو اس کا کماحقہ حق ادا نہیں کر سکتا اور کبھی بھی جو لکھنا چاہا وہ مکمل نہ لکھ سکا۔ حضور مفکرِ اسلام کے درسِ قرآن کو ان کی اپنی ہی زبان بیان کر سکتی ہے ہم ابھی اس سے مکمل اصلاح تو کیا اتنی معلومات بھی حاصل نہیں کر سکے کہ اسے اصلاح کہہ سکیں۔ اپنی اصلاح کے عمل تک رسائی کی کوشش میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ درسِ قرآن ہو یا درسِ حدیث، اس کے آس پاس پھیلی خوشبوؤں میں ہی اتنا کھو جاتے ہیں کہ قلم ان خوشبوؤں کو بھی صحیح طرح سمیٹ نہیں سکتا تو بیان ہم نے کیا کرنا ہے۔ بس اسی رپورٹ سے جہاں جماعت کی کارگزاری کو بہتر ہوتا دیکھئے گا وہاں کوئی کمی رہ گئی ہو تو سمجھ لیجئے گا کہ یہ دوسرا بے نام شخص واقعی اس قابل ہے کہ کارکردگی میں اس کا نام نہ لیا جائے۔ صرف اس کے حق میں دعا کر دی جائے کہ اللہ اس کی مغفرت کا سامان پیدا کر دے اور اسے بھی کوئی بہتر مقام عطا کر دے۔ آمین

گر کچھ نہ بن سکا، تو ڈبو دیں گے سفینہ!
ساحل کی قسم، منتِ طوفاں نہ کریں گے

جماعت اہل سنت پاکستان کی مرکزی شوریٰ کا ایک اہم اجلاس

حافظ محمد زبیر اعوان

چوب قلم ماہنامہ دلیل راہ فروری 2008

12۔جنوری2008ء ہفتہ 2 محرم الحرام1429ہجری کا دن جب طلوع ہوا تو ہزارہ ڈویژن کا تین گاڑیوں پر مشتمل اراکینِ مرکزی مجلسِ شوریٰ کا ایک قافلہ جماعت اہل سنت پاکستان کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لئے موٹروے پر عازمِ سفر تھا، یہ اجلاس انتہائی اہم ایجنڈے پر مشتمل تھا، جو سنی سیکرٹریٹ لاہور میں مرکزی امیر علامہ سید مظہر سعید شاہ کاظمی مدظلہ العالی کی ہدایت پر مرکزی ناظمِ اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان علامہ سید ریاض حسین شاہ نے بلوایا تھا اور انتہائی دانشمندی اور بہترین قائدانہ صلاحیت کے ساتھ مرکزی قائدین نے اجلاس کے لئے بھیجے جانے والے مختصر سے دعوت نامے میں بھی ایجنڈے کو اس خوبصورت انداز والفاظ سے ڈھانپ لیا تھا کہ بظاہر دعوت نامے میں کوئی چونکا دینی والی بات نہیں تھی، مگر پورے ملک سے آنے والا ہر وہ شخص جو اجلاس میں شرکت کے لئے آرہا تھا، اس امر پر سخت پریشانی اور گہری سوچوں کا شکار محسوس ہو رہا تھا کہ نہ جانے آج کیا فیصلہ ہوگا؟ یہی وجہ تھی کہ ہزارہ ڈویژن کا قافلہ بھی جب چکوال انٹرچینج سے باہر نکل کر اجتماعی ناشتہ کرنے کے لئے موٹروے اور تلہ گنگ چکوال روڈ کے سنگم پر واقع ایک سادہ سے چار پائیوں والے ہوٹل پر بیٹھا۔تو ہر شخص اسی صورتحال پر تبصرہ کر رہا تھا کہ جماعت کی مرکزی قیادت نے 9۔مارچ2008ء کو لیاقت باغ روالپنڈی میں ''سُنی کانفرنس'' کرنے کا اعلان کیا ہوا ہے اور 27۔دسمبر2007ء کو پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن محترمہ بے نظیر بھٹو کو مبینہ طور پر خودکش حملے یا فائرنگ کے نتیجے میں جاں بحق کر دیا گیا ہے۔ پورے ملک میں ہنگامے پھوٹ پڑے ہیں۔ لاہور اور کراچی کے علاوہ پشاور میں بھی خودکش حملوں کی وارداتیں ہو چکی ہیں۔حکومت نے انتخابات کو بھی مؤخر کر کے 18۔فروری2008ء کو کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور اس اعلان پر بھی غیر یقینی سی صورتحال ہے اور دیگر بھی کئی ایسی وجوہات سامنے لائی گئیں۔ جن کے پیش نظر ان تمام شرکاء اجلاس نے متفقہ طور پر طے کیا کہ صوبہ سرحد کی طرف سے یہ متفقہ مطالبہ ہوگا کہ سُنی کانفرنس مؤخر کر کے اکتوبر کے قریب منعقد کرنے کا اعلان کیا جائے۔تاہم ایک بے نام اور نااہل

شخص نے شرکاءِ کارواں کو یہ بتادیا تھا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ہم سوچ کر کچھ اور جاتے ہیں اور اجلاس میں جا کر ہم کچھ اور کہنے لگ جاتے ہیں، مگر یہ طے پایا کہ صوبہ سرحد کے ناظم اعلیٰ علامہ محمد بشیر القادری، ہزارہ ڈویژن کے امیر شاہ محمد کمال کاظمی اور علامہ حافظ عمر فاروق سعیدی صوبائی چیف آرگنائزر صوبہ سرحد جیسے بلند پایہ لوگ اپنا مؤقف وہاں پر کھل کر بیان کریں گے۔ یہ علیحدہ بات تھی کہ ہر شخص اپنے اپنے طور پر بھی سوچوں میں غوطہ زن تھا کہ جن میں ایک گمنام شخص بھی تھا، جو اگرچہ اپنی خاندانی وجاہت، عالی رتبے اور علمی استطاعت کے حوالے سے اس قابل نہیں ہے کہ اتنے بڑے لوگوں میں بیٹھ کر گفتگو کرنے یا اس پر سوچنے کا بھی کام صحیح طریقے سے کر سکے مگر ایک مردِ قلندر کے اعتبار نے اسے اتنا معتبر کر دیا تھا کہ مرکزی انتظامیہ اور مرکزی شوریٰ کے اجلاسوں میں بھی وہ بیٹھ سکتا تھا اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کسی پر اعتبار کر لیتا ہے اور اسے اپنا نائب بنا کر کہیں بھیج دیتا ہے، تو اس کی رکھوالی بھی کرتا ہے۔ اس کی اصلاح کا ذمہ بھی اسی کے پاس ہوتا ہے اور اس کی سوچوں کو مثبت دھارے کی طرف موڑنا بھی اسی کی نگاہِ عنایت کا کمال ہوتا ہے، اسی لئے یہ گمنام شخص بھی سوچ رہا تھا کہ ماہِ محرم الحرام شروع ہو گیا ہے اور کبھی کربلا کی طرف دعوت کوفیوں نے دی تھی اور امام حسین ؓ اپنے مختصر قافلے کو لے کر نکل پڑے تھے اور آج سُنی کانفرنس کی تجویز ایک سیدزادے اور امام حسین ؓ کے اس لختِ جگر نے دی ہے، جس کی ریش مبارک کو دیکھ کر آستانہ عالیہ طوری شریف ایبٹ آباد کے ایک مردِ قلندر سید غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ داڑھی مبارک مجھے مولا علی ؓ کے چہرۂ انور جیسی لگتی ہے، جیسی داڑھی سید ریاض حسین شاہ کی ہے اور راقم الحروف کے سامنے وہ حضور قبلہ سید ریاض حسین شاہ کی ریش مبارک پر آخری ایام میں بھی بوسہ دیتے نظر آتے تھے، تو کیا آلِ رسول کی دعوت مؤخر ہو جائے گی، جبکہ مرکزی ناظم اعلیٰ یہ بھی فرماتے نظر آئے کہ اس کانفرنس کو ملتوی کرنے یا منعقد کرنے کا فیصلہ مرکزی شوریٰ خود کرے گی اور پھر وہ وقت آیا کہ جب صوبہ سرحد کا قافلہ اجلاس میں پہنچا، تو اجلاس بھرپور شرکت سے حضور قبلہ سید مظہر سعید کاظمی شاہ کی صدارت میں جاری تھا اور مرکزی ناظم اعلیٰ تنظیمی عہدوں اور ان کی ذمہ داریوں پر گفتگو فرما رہے تھے جس سے یہ تاثر ابھر رہا تھا کہ وہ اس مرتبہ اپنے نائب ناظمین سے بھی اور دیگر عہدیداران سے بھی صحیح کام لینا چاہتے تھے۔ وہ نائبین، ناظمین خدمت خلق اور صوبائی ذمہ داران کے علاوہ ہر سطح پر عہدیداران کو یہ پیغام دے رہے تھے کہ وہ اپنی تنظیمی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور ان کی ادائیگی کا

اہتمام کریں پھر شاہ جی کی گفتگو نے رخ موڑا۔

اور ملکی حالات حاضرہ پر گفتگو کرتے کرتے بہت سے شرکاء اجلاس کی خود ہی ترجمانی کرنے لگے۔ انہوں نے فرمایا کہ ملکی حالات اگرچہ بہت خراب ہیں، مگر ہم فیصل آباد کی سنی کانفرنس ختم کر کے پہلے ہی احساس ندامت سے دوچار ہیں۔ ہم کب تک امن کا انتظار کرتے رہیں گے؟ اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ جب سنی کانفرنس کی نئی تاریخ رکھی جائے گی تو اس وقت ماحول سازگار ہوگا؟ انہوں نے پوچھا کہ جن لوگوں پر حملے ہو رہے ہیں کیا انہوں نے اب عوامی اجتماعات ختم کر دیئے ہیں یا حکومت نے اب رکاوٹیں ڈالنی بند کر دی ہیں؟ اور کیا صرف ہم ہی رہ گئے ہیں کہ ہم حکومتوں کے ساتھ یک طرفہ تعاون کی پالیسی ہی جاری رکھیں؟ انہوں نے اعلان کیا کہ اگر شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ سنی کانفرنس اپنے وقت اور اپنے مقام پر ہی کرنی ہے تو حکومت پورے ملک سے کسی کو نہ آنے دے۔ میں امام حسین ؓ کی اولاد ہوں اور اکیلا ہی اپنے بیٹوں، بھتیجوں اور برادری کو لے کر اس جگہ ضرور جاؤں گا اور نعرہ حق بلند کروں گا۔ مگر حسین ؓ کے خون کو بدنام نہیں ہونے دوں گا۔ یہ بھی واضح کر دیا کہ میں نے اشتہارات بھی چھپوا لیے ہیں، جو نمونے کے طور پر ہیں۔ اصل تعداد بعد میں چھپوائی جائے گی اور رسالے "دلیل راہ" میں اشتہار بھی شائع ہو چکا ہے، لیکن اسکے باوجود اگر شوریٰ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ کانفرنس نہ ہو تو شوریٰ کی مشاورت کو تسلیم کروں گا۔۔۔۔

جوں جوں حضور قبلہ شاہ صاحب گفتگو فرماتے جا رہے تھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے منظرِ کربلا ہو، امام حسین ؓ اپنے ساتھیوں سے فرما رہے ہوں کہ تم واپس جانا چاہتے ہو تو جاؤ، مگر میرا پروگرام اپنے دین کا پرچم بلند کرنا ہے، مگر ساتھیوں کی مشاورت بھی مان رہے ہوں اور پہلے مسلم بن عقیل ؓ کو روانہ کر رہے ہوں، مگر آج منظر ذرا مختلف تھا۔ آج دعوت کوفیوں کی نہیں تھی، خود آلِ رسول کی تھی۔ کل ساتھی دور تھے، آج ساتھیوں کی جماعت موجود تھی۔ کل قربانی حسین ؓ کی دین کو ضرورت تھی، آج پیغام حسین ؓ کو دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا۔ گویا کل امام حسین ؓ نے جو قربانی دی تھی آج امام کے بیٹوں اور پیروکاروں نے دنیا کو بتانا تھا کہ آج حسین ؓ تنہا نہیں ہیں۔ آج دنیا میں جہاں بھی نظر دوڑاؤ گے تمہیں حسینی خون نظر آئے گا۔ گویا آج کے افراتفری کے دور میں جبکہ عالم اسلام کو بدنام کرنے کے لئے یہود و نصاریٰ نے میڈیا کے ذریعے ایسے مسلم لیڈرز متعارف کر دیئے ہوں، جن کی حرکتوں سے مسلمان صرف

اپنا سر شرم سے جھکا سکتے ہیں اور حسینی خون جب بھی نظر آئے میڈیا اسے نظر انداز کرنے پر تُل جائے، تو گویا ضرورت تو اب ہوئی کہ امت مسلمہ کی وہ تصویر عالم اسلام اور غیر مسلموں کے سامنے رکھی جائے کہ یہ اُمت تو اپنے آقا ﷺ کی محبتوں کا صرف فیض بانٹنے آئی ہے۔ یہ دین دہشت گردوں کا نہیں، بلکہ انسانیت سے پیار کرنے والوں کا دین ہے۔ اور 9۔ مارچ کو راولپنڈی شہر میں صرف اپنے نبی ﷺ کی محبتوں کے ترانے پڑھنے والے ہوں گے، جن کے ہاتھوں میں گولے اور بارود نہیں بلکہ عشقِ مصطفےٰ ﷺ کے جھنڈے ہوں گے اور سینوں پر "یارسول اللہ" ﷺ کا بیج لگا ہوگا اور وہ اپنی جماعت اہل سنت پاکستان کے قائدین سے جو دونوں کے دونوں آلِ رسول ﷺ میں سے ہیں ان سے نئی محبتوں کی پالیسی سن رہے ہوں گے۔ تو کیا یہ کانفرنس ملتوی کر دی جائے، شاہ صاحب کی گفتگو جاری تھی اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ دل ڈھل رہے تھے اور ماحول محبتِ آلِ رسول ﷺ کے رنگوں سے سج رہا تھا۔

شاہ صاحب نے فرمایا کہ اب بات صوبوں کے قائدین سے شروع ہوگی اور قائدین میں اختلاف نظر آیا تو بات ڈویژنوں تک لائی جائے گی، وہاں بھی اتفاق نہ ہوا تو ضلعی قائدین کو شامل کیا جائے گا اور آپ نے پنجاب کے امیر صاحبزادہ خالد محمود کا نام مشاورت کے لئے پیش کر دیا جو تنظیمی اخلاص اور صلاحیتوں سے مزین تنقید بھی کرتے ہیں اور توصیف بھی اور ان کے بارے میں یہ تأثر پھیلا نظر آرہا تھا کہ وہ "سُنّی کانفرنس" کے التواء کی کوشش کریں گے، مگر یہاں تو بات ہی کچھ اور چل پڑی تھی۔ صوبہ سرحد کے علامہ محمد بشیر القادری جنہیں ٹاسک دیا گیا تھا کہ وہ کانفرنس ملتوی کرانے کی بات کریں گے۔ وہ بھی اور ساتھ سندھ سے ڈاکٹر عبدالرحیم، بلوچستان سے صاحبزادہ خالد سلطان ہی کیا بلکہ اسلام آباد والے بھی آلِ رسول کی محبتوں کے بندھن میں بندھ گئے اور سب نے متفقہ طور پر سُنّی کانفرنس 9۔ مارچ کو لیاقت باغ میں دونوں سیدزادوں کی معیت میں کرنے کا ایسے اعلان کیا کہ یوں لگا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ آج اپنی پوری روحانی قوتوں کے ساتھ جماعت اہل سنت پاکستان پر سایہ کر چکے تھے۔ امداد الٰہی کے دروازے کھل چکے تھے، نظر عنایت کا فیضان گنبدِ خضریٰ سے امڈنے چلا تھا اور آقا ﷺ کی خوبصورت مسکراتی نظریں اپنے اُمتیوں کے جذبوں اور آلِ رسول ﷺ سے محبتوں کو دیکھ دیکھ کر اپنے تبسم کو جیسے مزید وسعت دے رہی تھیں۔ اسی لئے تو جب شاہ صاحب نے تمام شرکاء اجلاس کو رائے شماری کے لئے ہاتھ بلند کرنے کو کہا تو سب ہی ہاتھ "سُنّی کانفرنس" کے حق میں اٹھ گئے تھے اور یہ پتہ چل گیا تھا

کہ جماعت کی تمام ذیلی قیادتیں اپنی مرکزی وصوبائی قیادتوں پر بھی بھرپور اعتماد رکھتی ہیں اور یہیں پر مرکزی امیر محترم پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی مدظلہ العالی کا ہاتھ بھی اٹھا ہوا نظر آ رہا تھا، جن کے پہلو میں امجد علی چشتی مرکزی چیف آرگنائزر بھی تائید کنندگان میں شامل تھے، تو دوسری طرف حاجی حنیف طیب رکن سپریم کونسل کا ہاتھ بھی تائیدی چمک دکھا رہا تھا۔ اس چمک میں ''سُنّی کانفرنس'' کے انتظامات کے لئے 5۔ لاکھ روپے کے عطیئے کا اعلان بھی نظر آ رہا تھا، جو امید ہے کہ اب تک مرکزی قیادت کے پاس پہنچ گیا ہوگا، اس موقع پر بہت سے شرکاء کرام بھی جب عطیات کا اعلان کرنے لگے تو پنجاب کے ناظم اعلیٰ مفتی اقبال چشتی نے اپنی طرف سے 25۔ ہزار روپے کا اعلان کر کے اجلاس کو یہ پیغام بھی دیا کہ عطیہ اتنا ہی اعلان کیا جائے جتنا اگلے ہفتے دس دنوں میں ادا ہو جائے، کہیں ادائیگی قیامت تک مؤخر ہی نہ کر دی جائے۔

مرکزی امیر علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی کے صدارتی کلمات کے ساتھ جب اجلاس اختتام پذیر ہوا تو چونکہ اکثریتی شرکاء کرام مسافر تھے اس لئے انہیں یہ بھی سہولت دی گئی تھی کہ وہ نمازِ ظہر اتنی دیر سے پڑھیں کہ چند لمحوں کے بعد ہی وہ عصر پڑھ کر واپسی کے سفر پر روانہ ہو سکیں۔ جس پر اکثر شرکاء ناراض بھی نظر آتے تھے اور دبے لفظوں میں یہ مطالبہ بھی سننے میں آیا کہ اگر امام کے انتظار کی سنت کا مزہ ہو تو نماز لیٹ کرنے میں بھی مزہ آتا ہے لیکن اگر امام موجود ہو تو ان کے ہوتے ہوئے وقت پر ادائیگی نماز کا لطف بھی اگر میسر ہو تو کیا بات ہے۔

❁❁❁

جماعت اہل سنت ملتان ڈویژن کا تربیتی کنونشن اور عظیم الشان امن کانفرنس

قاری فیض بخش رضوی

ماہنامہ دلیل راہ فروری 2008

جماعت اہلِ سنت پاکستان سوادِ اعظم واہلِ سنت جماعت کی واحد نمائندہ دینی وروحانی جماعت ہے۔ جو نہ صرف وطن عزیز بلکہ پوری دنیا میں غلبۂ اسلام، اُمت مسلمہ کے مسائل کے حل اور مذہب کی تبلیغ اور ترویج واشاعت کے لئے سرگرم عمل ہے۔ اہل سنت کی تاریخ جہد ومساعی اور ابتلاء وآزمائش کی زندہ پائندہ تاریخ ہے۔ ہمارے اکابر نے بے پناہ قربانیاں دیں، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں، ہر آمر وجابر قوت سے ٹکرائے لیکن کبھی باطل سے سمجھوتہ نہ کیا اور کسی جابر وظالم کے سامنے سرنہیں جھکایا۔ یہ ہمارے اسلاف تھے، جنھوں نے حالات کی نامساعدت اور ماحول کی ناموافقت کی پروا کئے بغیر ہر دور میں حق وصداقت کا علم بلند کیا۔ جب برصغیر میں فرنگی سامراج نے اپنے ناپاک قدم رکھے تو یہ اہل سنت کے علماء ومشائخ ہی تھے۔ جنھوں نے حالات کی نامساعدت اور ماحول کی ناموافقت کی پرواہ کئے بغیر ہر دور میں حق وصداقت کا علم بلند کیا۔ جب برصغیر میں فرنگی سامراج نے اپنے ناپاک قدم رکھے تو یہ اہل سنت کے علماء ومشائخ ہی تھے، جنھوں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔ تحریک آزادی میں قربانیاں دیں، کالے پانی کی جان لیوا اسیری برداشت کی، دار ورسن کا سامنا کیا، پوری استقامت وعزیمت کے ساتھ تختہ دار پر جھول گئے اور اپنی لازوال قربانیوں کی انمٹ تاریخ اپنے خون سے رقم کی۔ ان اکابر میں امام حریت مولانا فضل حق خیرآبادی، حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی اور مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی اور ایسے دوسرے زعماء کے نام جگمگا رہے ہیں۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

تحریکِ پاکستان اہل سنت کے علماء ومشائخ کی قربانیوں سے عبارت ہے۔ ہمارے بزرگوں نے تحریک پاکستان میں ہراول دستے کا کام کیا اور اس تحریک کو اپنی شبانہ روز مساعی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر سُنی علماء ومشائخ تحریکِ پاکستان میں مجاہدانہ کردار ادا نہ کرتے تو دنیا کے نقشے

پرایک آزاد خودمختار نظریاتی اسلامی مملکت کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا۔ جماعت اہل سنت پاکستان اپنے مرکزی امیر جانشین امام اہل سنت مظہر غزالی زماں حضرت سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی اور مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر اسلام، مفسر قرآن حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب کی ولولہ انگیز سیادت و قیادت میں نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے اہداف حاصل کر رہی ہے۔ الحمد للہ جماعت کے گزشتہ دنوں میں ہونے والے صوبائی انتخابات میں فاضل جلیل علامہ قاری خالد محمود نقشبندی اور عالمی مبلغ اسلام علامہ مفتی محمد اقبال چشتی کی قیادت میں جماعت ایک لمحہ ضائع کئے بغیر مسلسل شبانہ روز مصروف عمل ہے۔ جماعت کی صوبائی قیادت نے صوبہ بھر کی ڈویژنز کی تنظیم نو کر کے پوری تندہی سے تنظیمی سرگرمیاں شروع کر دیں اور ہر ڈویژنل صدر مقام پر تربیتی کونشن، امن کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔

کونشن و کانفرنس کے لئے ملتان ڈویژن کو 4۔ دسمبر 2007 کا وقت دیا گیا۔ ملتان ڈویژن کے امیر جگر گوشۂ فاتح عیسائیت حضرت علامہ صاحبزادہ مفتی محمد مظہر فرید شاہ، علامہ سید محمد رمضان شاہ فیضی، علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی امیر ضلع ملتان اور راقم الحروف نے ان پرگراموں کے لئے دن رات ایک کر کے تگ و دو شروع کر دی۔ علامہ محمد صادق سیرانی اور علامہ قاری خادم حسین سعیدی اور خواجہ پیر محمد افضل اویسی بھی اس مہم میں پیش پیش رہے۔ کونشن سے ایک روز قبل ملتان پریس کلب میں جماعت کی سپریم کونسل کے رکن ممتاز قانون دان جناب وسیم ممتاز ایڈوکیٹ اور سید محمد رمضان شاہ فیضی، علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی، صاحبزادہ سید احمد فاروقی، علامہ قاری خادم حسین سعیدی اور راقم نے بھرپور پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور جماعت کے پروگرام تربیتی کونشن و امن کانفرنس کے اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ پریس کانفرنس میں تمام قومی اخبارات کے نمائندے اور الیکٹرانک میڈیا کے نمائندگان بھی شریک ہوئے اور بھرپور کوریج دی۔ آخر 4۔ دسمبر کا دن آ پہنچا۔ کونشن اور کانفرنس ملتان کی شاہی عیدگاہ میں منعقد ہو رہے تھے۔ عیدگاہ کا پورا چوک اور در و دیوار جماعت کے گنبد خضرا سے مزین پرچموں سے جگمگا رہے تھے۔ چاروں طرف خیر مقدمی بینر قد آدم دیدہ زیب اشتہارات اور سبز خوبصورت پرچموں کی بہار تھی۔ کونشن میں جماعت کے قافلے جوق در جوق چلے آ رہے تھے۔ کارکنوں کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ ناظمین کونشن کی محنت اور کاوش رنگ لا رہی تھی۔ پروگرام کے لئے وہ پلاٹ منتخب کیا گیا جو غزالی زماں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک

کے زیر سایہ عوام وخواص کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ پنڈال وسیع وعریض شامیانے اور خوبصورت رنگین قناتوں سے سجا ہوا تھا۔ معزز مہمانوں کے لئے کرسیاں بچھائی گئی تھیں، جب کہ پر وقار سٹیج پر جماعت کی قیادت جلوہ گر تھی۔ صوبائی امیر محترم علامہ قاری خالد محمود نقشبندی اور صوبائی ناظم اعلیٰ علامہ مفتی محمد اقبال چشتی تشریف لائے تو پر جوش نعروں سے خیر مقدم کیا گیا۔ صوبائی قیادت سٹیج پر جلوہ افروز ہوئی تو قاری مطیع الرسول سعید صاحب نے با قاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا اور علامہ قاری محمد افضل اویسی نے نعت شریف کی سعادت حاصل کی۔ راقم الحروف نے بطور ناظم کنونشن خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے قائدین کی تشریف آوری پر اظہار تشکر کیا۔ ڈویژن بھر میں تنظیمی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور جماعت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کا عہد کیا۔ ابھی مرکزی قائدین کی آمد آمد تھی۔ سٹیج پر جماعت کی سپریم کونسل کے ممبر وسیم ممتاز ایڈوکیٹ اور صوبائی آرگنائزر حضرت مولانا اللہ بخش رضا، سید مہر امام شاہ صاحب اور دوسرے زعماء جلوہ گر تھے۔ مرکزی امیر جانشین امام اہل سنت اور مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر اسلام پنڈال میں تشریف لائے تو تمام پنڈال نے کھڑے ہو کر پر جوش نعروں سے اپنے محبوب قائدین کا بھرپور استقبال کیا۔ جن عہدیداران نے تربیتی کنونشن میں اظہار خیال کیا۔ ان میں صوبائی امیر علامہ قاری خالد محمود نقشبندی، صوبائی نائب امیر علامہ مفتی محمد رفیق شاہ جمالی، صوبائی ناظم اعلیٰ علامہ مفتی محمد اقبال چشتی، صوبائی نائب ناظم علامہ محمد صادق سیرانی، ڈویژنل امیر علامہ مفتی محمد مظہر فرید شاہ، صوبائی آرگنائزر مولانا اللہ بخش رضا، جناب صوفی احسان الحق فریدی، ضلعی امیر ساہیوال علامہ محمد اللہ دتہ فریدی، ضلعی ناظم ساہیوال مفتی ولایت اقبال، نائب امیر ضلع ساہیوال سید غلام یاسین بخاری، ضلعی امیر لودھراں علامہ سید نصر اللہ شاہ ستاری، ضلع ناظم لودھراں، ضلع ملتان کے امیر علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی، ناظم اعلیٰ صاحبزادہ سعید احمد فاروقی، ڈویژنل ناظم مالیات قاری خادم حسین سعیدی، قاری مطیع الرسول سعیدی اور دوسرے نمائندگان نے خطاب کیا چونکہ یہ تربیتی کنونشن تھا اس لئے اس میں تنظیمی حوالوں سے ہی گفتگو ہوئی اور کارکنوں کی تربیت کے حوالے سے نہایت قیمتی اظہار خیال کیا گیا۔ آخر میں جماعت کے مرکزی امیر حضرت علامہ سید مظہر سعید شاہ کاظمی اور مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ نے اپنے گراں قدر اور بیش قیمت خیالات کا اظہار فرمایا اور کارکنوں کو جماعتی نظم ونسق سے آگاہ فرمایا۔ یہ کنونشن اس قدر بھرپور اور ہمہ گیر تھا کہ تمام شرکاء کنونشن کے چہرے مسرت وفرحت سے تمتمارہے تھے اور

ہر شخص ڈویژنل عہدیداروں اور ناظم کنونشن کی مخلصانہ مساعی جمیلہ کو دل وجان سے سراہ رہے تھے۔ کنونشن کا اختتام صلوٰۃ وسلام اور مرکزی امیر محترم کی دعا پر ہوا۔ نماز ظہر کے فوراً بعد عید گاہ کے وسیع وعریض ہال میں تمام مہمانوں کے لئے پرتکلف ظہرانے کا اہتمام کیا گیا۔ مرکزی قائدین نے بھی سب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔

نماز عشاء کے فوراً بعد عظیم الشان امن کانفرنس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا۔ یہ سعادت محترم قاری محمد حسن غفاری سعیدی کے حصہ میں آئی۔ اس کے بعد ملتان کے معروف نعت خوانان حمید ناواز، عاصم احمد، نواز قادری، ملک بختیار حسین چشتی نے بارگاہ رسالت ﷺ میں اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی کے ایمان افروز نعتیہ کلام کا نذرانہ پیش کیا۔ ابتداء میں نقابت کی ذمہ داری شیخ ذوالفقار علی رضوی ناظم خدمت خلق ملتان ڈویژن نے انجام دی بعد میں معروف سکالر بہاؤالدین ذکریا اکیڈمی کے جنرل سیکرٹری اور نشتر میڈیکل کالج کے پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان قادری نے یہ فرائض بحسن وخوبی نبھائے۔ امن کانفرنس ڈویژنل نائب امیر علامہ محمد صفدر رضوی کی صدارت میں شروع ہوئی۔ علامہ محمد اشرف چشتی آرگنائزر ضلع خانیوال علامہ پیر سید محمد خلیل الرحمٰن شاہ ضلعی امیر پاکپتن شریف، معروف سماجی شخصیت الحاج مختار علی انصاری، فخر نوجوانان اہل سنت محترم عمر فاروق خان لودھی، ڈویژنل نائب ناظم علامہ پیر سید محمد رمضان شاہ فیضی مہمانان خصوصی کے طور پر سٹیج پر جلوہ گر تھے۔ جن جماعتی عہدیداران نے خطابات کیئے ان میں علامہ صاحبزدہ محمد عبداللہ سیالوی ضلع امیر خانیوال، علامہ صاحب زادہ سید محمد محمود الحق شاہ ضلعی امیر وہاڑی، چوہدری محمد ارشد تبسم ایڈووکیٹ ضلعی ناظم وہاڑی، جناب محمد شاہد رضا ضلعی ناظم خانیوال، علامہ حافظ فاروق خان سعیدی ضلعی امیر ملتان، صاحبزادہ وسیم ممتاز ایڈووکیٹ، خطیب ملت علامہ عبدالوحید ربانی، پیر سید محمد نصر اللہ شاہ ستاری ضلعی ناظم لودھراں شامل ہیں۔

وسیع وعریض پنڈال میں پھیلے ہوئے ہزاروں افراد کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی امیر علامہ قاری خالد محمود نقشبندی نے کہا برصغیر میں دوقومی نظریہ کے بانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ انہوں نے کہا پاکستان ہمارے علماء ومشائخ نے بنایا۔ تحریک پاکستان سے تعمیر پاکستان تک اہل سنت کی قربانیوں کی لازوال داستان تاریخ میں جگمگا رہی ہے۔

صوبائی ناظم اعلیٰ خطیب شعلہ نوا علامہ مفتی محمد اقبال چشتی نے اپنی روایتی گھن گرج میں خبردار کیا کہ اب کسی کو اہل سنت کے حقوق غصب نہیں کرنے دیئے جائیں گے۔ پنجاب میں پرویز الٰہی کی حکومت نے اہل سنت کے ساتھ مسلسل ناانصافی کا برتاؤ کیا اور دانستہ اکثریت کے حقوق پامال کیئے۔ اب ایسے لوگوں کے محاسبے کا وقت آپہنچا ہے۔

جماعت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر اسلام ومفسر قرآن اہل سنت کے عظیم ترجمان علامہ سید ریاض حسین شاہ فلک شگاف نعروں کی گونج میں مائیک پر جلوہ گر ہوئے تو پورے پنڈال کا جوش وجذبہ عروج پر تھا۔ آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اقتدار جماعت اہل سنت کی منزل نہیں ہم اپنے آقا ومولا پیارے مصطفیٰ ﷺ کے نظام کو رائج و نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اہل سنت ہی بزرگوں کی دینی اور ملی روشن روایات کے وارث ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اہل سنت کا ایک فرد بھی دہشت گردی کی کارروائی میں ملوث نہیں، ہم نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر شجر ملت کی آبیاری کی ہے۔ انہوں نے جماعت کے کارکنوں کو تلقین کی کہ آئندہ انتخابات میں یارسول اللہ ﷺ کہنے والے اُمیدواروں کو ووٹ دے کر اسمبلیوں میں بھجوائیں۔ انہوں نے ارباب اقتدار کو واشگاف الفاظ میں خبردار کیا کہ اکثریت کو نظر انداز کر کے کوئی بھی فیصلہ نافذ نہیں کیا جاسکتا۔

شاہ صاحب کے خطاب کے بعد جماعت کے مرکزی امیر جانشین امام اہل سنت حضرت علامہ پروفیسر سید مظہر سعید شاہ کاظمی کے خطاب کا اعلان ہوا تو پورے پنڈال میں ولولہ انگیز نعروں نے پنڈال کو لرزا دیا آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اہل سنت و جماعت میدان بدر سے اب تک دین حق کے لئے قربانیاں دیتے اور اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے آئے ہیں۔ پاکستان ہمارے اسلاف کی قربانیوں کا ثمر ہے۔ اس کے تحفظ اور سالمیت واستحکام کی ذمہ داری بھی ہم پر عائد ہوتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کے جماعت کے کارکن شہر شہر، قریہ قریہ، بستی بستی، نگر نگر پھیل جائیں اور امن وآشتی پر مشتمل جماعت کا پیغام گھر گھر پہنچائیں۔ جماعت اہل سنت امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی فکری اور نظریاتی تحریک ہے۔ جماعت کا سبز گنبد والا پرچم ہر سنی اپنے گھر پر لہرائے اور جماعت کا ہر کارکن جماعت کے کاز کے لئے خود کو وقف کر دے۔ اس عظیم الشان اور فقید المثال کانفرنس کا اختتام درود وسلام پر ہوا۔ مرکزی امیر محترم نے عالم اسلام پاکستان اور اہل سنت کے اجتماعی وانفرادی مشکلات کے حل کے لئے دعا فرمائی۔ دعا کے دوران ہر آنکھ اشک ریز اور ہر سر عجز وانکساری سے بارگاہ خداوندی

میں جھکا ہوا تھا۔ اس کے بعد شرکاء کانفرنس نے امام اہل سنت غزالیِ دوراں حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی کے مزارِ پُرانوار پر حاضری دی اور جماعت کے قافلے درود و سلام پڑھتے ہوئے اپنی اپنی منزلوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ اہل ملتان کا کہنا ہے کہ یہ لمحات برسوں تک اہل دل کے قلوب و اذہان پر نقش رہیں گے۔

آل رسول سے ایک سید زادے کا پختہ ارادہ
سنی کانفرنس راولپنڈی بالآخر ہوگئی

فیصل آباد کے داغ دھل گئے

حافظ محمد زبیر اعوان

چوب قلم ماہنامہ دلیل راہ مئی 2008

مجھے یاد ہے کہ جب جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت قبلہ سیدی ومرشدی علامہ سید ریاض حسین شاہ مدظلہ العالی نے فیصل آباد میں سُنی کانفرنس کا اعلان کیا تھا، تو پورے ملک میں جوش وخروش کی عجیب سی لہر پیدا ہوگئی تھی اور جوں جوں سنی کانفرنس کا دن قریب آ رہا تھا کارکنان و عہدیداران جماعت اہل سنت پاکستان کے جوش وولولے میں اضافہ ہو رہا تھا کہ اسی اثناء میں آخری ایام میں فیصل آباد کی انتظامیہ نے سنی کانفرنس کا اجازت نامہ دینے سے انکار کر دیا مگر مرکزی انتظامیہ اور شوریٰ نے طے کیا کہ کانفرنس ہر حال میں ہوگی اور پھر تیاریاں عروج پر جا پہنچیں۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے ہر بچہ اور بڑا بے قرار نظر آ رہا تھا۔ اس شہر میں جہاں محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما تھے اور مولانا باغ علی رضوی جیسے مجاہد بھی موجود تھے، جو کانفرنس کا سارا خرچ بھی لگانے کو تیار تھے کہ اچانک دو دن پہلے یہ روح فرسا خبر آئی کہ مرکزی امیر محترم نے کانفرنس ملتوی کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ خبر، خبر نہیں تھی بلکہ ایک ہتھوڑا تھا جو سب کو زخمی کر گیا تھا اور ہم جیسے کیڑے مکوڑوں کے زخموں کا کیا ذکر۔ زخموں سے چور چور ایک سید زادہ بھی نظر آیا جس کے لب یہ فیصلہ نہیں سنانا چاہ رہے تھے کہ یہ سب کیوں ہوا؟ پورا ملک عجیب اضطراب کی کیفیت میں تھا۔ مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں مرکزی ناظم اعلیٰ نے اپنا استعفیٰ بھجوا دیا تھا مگر شوریٰ اب نیا زخم لینے کو تیار نہ تھی۔ بات لمبی ہو جائے گی اور کسی نادان کی قلم سے پڑھنے والوں کا وقت زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ اسی لئے درمیان میں ڈیش ڈیش چھوڑی جاتی ہیں کہ اگر وقت موجود ہو تو یہاں کھڑے ہو کر قاری سوچ سکتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اور پھر یہ جماعت کیسے باقی رہی؟

جماعت کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے یہ زخم مندمل نہیں ہونے دیا اور اسے جذبۂ عشق رسول اور اطاعت امیر میں بدل ڈالا۔۔۔ استعفیٰ واپس ہو گیا، مگر جب بھی تنہائی ہوتی یا اجتماع عام، سنگیوں کی محفل ذکر ہوتی یا سفر کی لمبی ساعتیں، حضور قبلہ سید ریاض حسین شاہ کے دل کے زخم اہل

پڑتے اور ہم سوچتے رہ جاتے کہ کیا اتنی بڑی جماعت ایک ضلع کی مقامی انتظامیہ کے مقابلے پر بھی نہیں آ سکتی کہ وہ بغیر اجازت پروگرام کرلے یا کوئی ایسی پالیسی نہیں کہ انتظامیہ اجازت دینے پر مجبور ہو جائے۔ حالانکہ یہ تو وہ جماعت ہے جس کا سلسلہ کربلا کے شہسوار جنگ امام عالی مقام امام حسین ؓ اور فاتح خیبر شیر خدا مولا علی ؓ سے ملتا ہے۔ تو کیا یہ سب افسانوی باتیں ہیں؟ جو ہم صرف لاؤڈ سپیکر پر کھڑے ہو کر سنا سکتے ہیں، یا اپنی کتابوں میں تحریر کر سکتے ہیں۔۔۔۔

یہ سب اور ان جیسے ان گنت سوالات ذہن میں پیدا ہوتے اور دبتے رہتے تھے، مگر جواب عملی طور پر موجود نہ تھا یہی وجہ تھی کہ تنظیمی عمل رک سا گیا تھا۔ رابطے کم ہوتے چلے گئے۔۔۔ صوبہ سرحد تو بالکل ہی خاموش ہو کر رہ گیا تھا۔ مرکزی امیر محترم کا جواں سال فرزند داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اختلافات پر ہمدردی اور غمگساری کے جذبے حاوی ہو گئے۔ مرکزی ناظم اعلیٰ محترم کو انوکھی بیماری نے دامن میں لے لیا۔ جس کا انوکھا علاج بھی ہو گیا اور پورے ملک میں یہ کیفیت عام ہو گئی کہ آئندہ انتخابات میں کسی نے عہدہ نہیں لینا اور جماعت کے ساتھ کارکن بن کر کام کرنا ہے۔ خود مرکزی ناظم اعلیٰ نے بھی اپنے ساتھیوں کو یہ ہدایات دے دیں کہ مجھے اب کسی بھی عہدے پر نامزد نہیں کرنا ہے اور میں زندگی کے بقیہ ایام گوشہ نشینی میں گذارنا چاہتا ہوں، یہی نہیں گاؤں میں ایک پہاڑی کا انتخاب بھی کر لیا گیا کہ یہاں بکریاں چرانے کی سنت نبوی ﷺ پر عمل درآمد کرنا ہے۔۔۔

مگر پھر انتخابات کا دن آ گیا اور یہ کیا ہوا؟ شوریٰ کا کوئی بھی رکن مرکزی ناظم اعلیٰ کے لئے سید ریاض حسین شاہ کے نام کے علاوہ کوئی اور نام سننے کو تیار نہ تھا۔۔۔ اور شاہ جی نے شوریٰ کی درخواست رد کرتے کرتے ایک نیا انداز لے لیا کہ سُنی کانفرنس کرنا چاہتا ہوں اور وہ بھی راولپنڈی شہر کے لیاقت باغ میں اگر جماعت کر سکے تو ناظم اعلیٰ بننے کو تیار ہوں۔۔۔ یہ وہ وقت تھا کہ کوئی بھی رکن شاہ جی کو چھوڑنے کو تیار نہ تھا اور ''سنی کانفرنس'' کا اعلان ہو گیا، لیکن جب لیاقت باغ راولپنڈی میں خون کی ہولی کھیلی گئی ایک عورت پر بزدلانہ حملہ کر کے مردانگی کی توہین کر دی گئی تو وقت پھر فیصل آباد سنی کانفرنس کی طرف مڑتا دکھائی دیا۔ جماعت کے اندر پھر کھلبلی مچ گئی جس کی روداد گذشتہ دو ماہ پہلے اسی ''چوب قلم'' میں تحریر کر چکا ہوں کہ کیسے کربلا کا میدان سجا اور اس مرتبہ رب کی رحمت کچھ اور انداز سے جلوہ گری کرنے پر تلی ہوئی تھی، لیکن لیاقت باغ تک ٹریفک پلان کارکنان کے لئے پریشانی کا باعث بن رہا تھا۔ جی یہ

چاہتا تھا کہ کانفرنس راولپنڈی میں ہو تو سہی مگر وہ کوئی اور بڑی جگہ ہو۔ جہاں صرف جماعت ہی جماعت نظر آئے۔ جہاں ایک میلے کا سماں ہو اور نمازوں کے لئے بھی کھلی جگہ میسر ہو، لیکن سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اچانک راولپنڈی کی ضلعی انتظامیہ کو بھی شوق چڑھا کہ وہ فیصل آباد کی تاریخ دہرائے۔ قدرت کو بھی یہی منظور تھا کہ حکومت کو بھی پتہ چلے کہ اب بھی جماعت اہل سنت پاکستان کی قیادت امام حسین ﷺ کے جگر گوشوں کے پاس ہی ہے جو پہلے مصلحتاً خاموشی کا لبادہ اوڑھ گئے تھے مگر اب حالات یکسر تبدیل ہو چکے تھے، واقعہ وہی ہوا جو پہلے ہوا تھا، انتظامیہ نے اجازت کینسل کر دی، دوسری طرف راولپنڈی میں اوپر تلے دھماکوں اور خودکش حملوں نے خوف و ہراس کی فضا پیدا کر دی تھی۔ ملک بھر میں اس قدر خوف تھا کہ لیاقت باغ کو مقتل گاہ سمجھ لیا گیا تھا۔ ایک بڑے آستانے کے ایسے پیر صاحب محترم جن کے ساتھ بھی ہر وقت کلاشنکوف بردار پہرے دار رہتے ہیں انہوں نے کانفرنس سے دو دن قبل فون کر کے مشورہ دیا کہ کانفرنس ملتوی کرنے کا اعلان کریں ہم خود کو موت کے حوالے نہیں کر سکتے۔

ایک اور بڑے بزرگ نے فرمایا کہ ہم لیاقت باغ میں بے نظیر بھٹو بننے کے لئے نہیں آ سکتے۔ شاہ جی کانفرنس کینسل کر دیں۔۔۔ بڑا ہی عجیب سماں تھا ایک طرف 9۔ مارچ کی ''سُنّی کانفرنس'' کی تیاریاں، دوسری طرف انتظامیہ کا شدید دباؤ، اور تیسری طرف سب سے افسوسناک صورتحال تھی کہ بڑے بڑے لوگ دھماکوں سے لرزہ براندام تھے اور کانفرنس کی حمایت یا شرکت کا وعدہ بھی کرنے کو تیار نہ تھے۔ ایسے میں جماعت کے مرکزی امیر حضور قبلہ سید مظہر سعید کاظمی امریکہ میں تھے اور ان کی سیٹ واپسی کے لئے 9۔ مارچ کی ہی کنفرم ہوئی تھی اور یہاں مرکزی ناظم اعلیٰ اکیلے تھے مگر نہیں کربلا میں امام حسین ﷺ کو ان کی اولاد یا ان کے ساتھیوں نے تو تنہا نہیں چھوڑا تھا اور آج کربلا کی تاریخ بھی تو دہرائی جانی تھی، مگر نتیجہ مختلف تھا ساتھی بھی مختلف تھے، کوئی سنگیوں کے روپ میں تھا تو کوئی پڑوسیوں کے روپ میں، کوئی جماعت کا ساتھی تھا تو کوئی آلِ رسول کا متوالا۔ سب ہی گھن گھرج کے ساتھ ایسے اٹھے کہ انتظامیہ نے خود ہی بڑی جگہ بھی ایسی دے دی کہ نہ کسی کو کبھی ملی اور نہ آئندہ کسی مذہبی سیاسی پروگرام کو ملنے کا امکان ہے۔ کرکٹ سٹیڈیم راولپنڈی میں ''سُنّی کانفرنس'' منعقد کرنے کا فیصلہ ہائی کورٹ نے بھی دیا۔

راولپنڈی کی انتظامیہ کو فیصل آباد انتظامیہ کی روش مہنگی پڑی۔ یہ سید ریاض حسین شاہ وہ نہیں تھے جو فیصل آباد کے ماحول میں بجھے بجھے سے نظر آتے تھے۔ یہ تو کربلائی خون نظر آ رہا تھا۔ ضلع ناظم

راولپنڈی اور ڈی سی او کو پہلی مرتبہ تاریخ میں کسی لیڈر سے اخبارات میں اوپن معذرت کرنا پڑی۔ ٹی ایم اے کے چار اہلکار معطل ہو گئے جنہوں نے کانفرنس کے بینرز اتارنے کی ناپاک جسارت کی تھی۔ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر راولپنڈی کو کانفرنس کے لئے اوپن راستے دینا پڑ گئے اور مکمل سیکورٹی کے لئے افرادی قوت اور اسلحہ بھی کم پڑ گیا، لیکن یہاں بھی انتظامیہ کو کربلا کا منظر حیران کر گیا۔ جماعت کے ایک ہزار (1000) رضا کاروں نے صرف چھڑیوں اور ڈنڈوں کی سنت صحابہ کو دہرایا اور خود تلاشیاں لیں مگر نہ پولیس کی ضرورت پڑی اور نہ اسلحہ برداروں کی اور یہ بھی کیسا ہی عجیب رنگ تھا کہ نماز فجر سے لے کر رات 2۔ بجے تک ڈیوٹیاں دینے والے جماعت کے ڈنڈہ بردار رضا کار نہ تو تھکے اور نہ خوفزدہ ہوئے، مگر پستول کمر پٹی کے ساتھ باندھنے والے پولیس کے جوان رات 11۔ بجے ہی واپس چلے گئے کہ کہیں اب کوئی خودکش بمبار نہ آ جائے، جبکہ اس سے چند لمحے قبل جماعت کے مرکزی ناظم اعلیٰ اپنے اعلامیئے میں **توکل علی اللہ** کا درس دے رہے تھے کہ ''اگر میرے جسم کو ایٹم بموں سے پرو بھی دیا جائے اور سارے ایٹم بم ایک مرتبہ چلا دیئے جائیں تو موت پھر بھی اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میرا رب نہ چاہے گا اور جب رب چاہے گا تو موت گھر کے اندر نرم بستر پر بھی آ جائے گی''۔

یہ پیغام ان لوگوں کو تو جلا بخش گیا جو ڈنڈوں کو بھی اس لئے پکڑ کر کھڑے تھے کہ مرشد کا آرڈر تھا مگر جو پہلے ہی اسلحے پر بھروسہ کرتے ہیں۔ انہیں **توکل علی اللہ** سے کیا غرض؟ بہرحال پاکستان ''سُنّی کانفرنس'' کرکٹ سٹیڈیم راولپنڈی تاریخ میں ان شاءاللہ سنہرے حروف سے لکھی جائے گی، کیونکہ یہ کانفرنس ہر اعتبار سے قابل تحسین تھی۔ ایک طرف راولپنڈی کے شہریوں کے لئے کانفرنس کے انتظامات حیران کن تھے کہ عین کانفرنس کے دن سے 4۔ دن قبل کانفرنس کا مقام تبدیل ہو گیا اور وہ بھی ایسا مقام جہاں نہ باتھ روم تھے، نہ مسجدیں اور نہ ہی سستے ہوٹلز، نہ روشنی، نہ بجلی، نہ پانی اور نہ ہی جماعت کے پاس فنڈز، مگر یہ سب کیسے ہوا؟ کس طرح ہوا؟ کہ جماعت کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ جو آخری دن تک فنڈز کی کمی پر پریشان تھے مگر مایوس نہ تھے، لیکن کانفرنس کے بعد وہ فنڈز بچنے کا بھی مژدہ سناتے نظر آئے۔ میں اس پر حیران نہیں ہوں کہ یہ کیسے ہوا؟ کیونکہ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ مرشد کریم قبلہ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے 15۔ دیگیں بریانی، ہری پور سے کوشالی تک جا کر 10۔ ہزار افراد کے اجتماع کے لئے لگائے گئے ٹینٹ سروس کے شامیانوں اور ساؤنڈ سسٹم کے بلوں کے لئے مجھے

50۔ہزار روپے عنایت کئے کہ یہ بلز دے دو تو میں اس وقت پریشان ہو گیا تھا کہ یہ سب کیسے ہوگا؟ اور اس وقت تو اور بھی پریشان تھا اور ساتھ فالتو رقم بھی رکھ لی تھی کہ 300۔روپے بچے ہیں اور ساؤنڈ سسٹم والے کا بل بقایا ہے، لیکن میری پریشانی حیرانی میں بدل گئی جب ساؤنڈ سسٹم والے نے مجھ سے صرف 300 روپے کا تقاضا کیا کہ میں شاہ جی کے پروگراموں کا معاوضہ نہیں لیتا۔صرف کرایہ برکت کے لئے رکھوں گا۔۔۔تو مجھے سمجھ آیا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی پر نظر کرم کر دیتا ہے تو پھر وہاں حساب کتاب نہیں ہوتے۔بس جو ارادہ ہوتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔

شاید یہی وجہ تھی کہ شاہ جی قبلہ نے ’’سنی کانفرنس‘‘ کا ارادہ کیا تو وہ کام تو ہونا ہی تھا مگر یوں لگا کہ یہ وہ خاص وقت تھا کہ جہاں ’’سنی کانفرنس‘‘ کی ضرورت تھی۔میری نگاہ جب اٹھتی ہے تو حیران ہوتا ہوں کہ ایک طرف ڈنمارک ناروے کے گستاخان رسول، جن کے خلاف ریلیاں تو نکلیں، مگر تحریکی سطح پر اجتماع کسی بھی جماعت یا مسلک نے نہ کیا، مگر جماعت نے ایسے وقت میں جب یہ کر دکھایا اور ناموس رسالت مآب ﷺ پر دیئے گئے علمی لیکچرز کو پوری دنیا نے انٹرنیٹ پر سنا اور کیا ان گستاخوں نے نہ سنا ہوگا؟ اور اب تو شاہ جی امریکہ اور یورپ میں خود جا کر انہیں عظمت رسول ﷺ کی رفعتیں بتا رہے ہیں اور ’’سنی کانفرنس‘‘ پھر ایسے وقت میں ہونا جب گولیوں، دھماکوں اور بموں کی گھن گھرج برس رہی ہو اور جو بھی بندہ ’’سنی کانفرنس‘‘ میں شرکت کے لئے جائے تو ذہن میں یہ رکھ کر جائے کہ اگر آج موت آ گئی تو خوشدلی سے قبول کروں گا، مگر اللہ کی ذات پر توکل کا جو درس اس کانفرنس میں ملا، وہ شاید ہی کبھی اس دور میں ملا ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ جماعت پر کسی انتظامیہ سے دبنے کا جو داغ لگ چکا تھا نہ صرف وہ دھل گیا بلکہ جماعت کی حیثیت کا بھی حکمرانوں کو علم ہو گیا اور دشمنانِ رسول کو بھی پتہ چل گیا کہ نبی کے دیوانے دھماکوں اور گولیوں سے نہیں گھبراتے۔ساتھ ہی اپنے لوگوں کو بھی یہ پتہ تو چل گیا کہ گھبرانے والے کون تھے اور سروں پر کفن باندھ کر نکلنے والے کون تھے۔نگران کے نام مرکزی ناظم اعلیٰ محترم کا اعلامیہ ہی کافی ہے جو موت سے ڈرتے ہیں، یہ وہ اعلامیہ نہیں تھا جو روایتی طرز کا ہو بلکہ اس میں وقت کے حکمرانوں کی اصلاح کا پیغام بھی تھا۔غلطیوں کی نشاندہی بھی تھی، مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کے علماء و مشائخ کے لئے درد بھی تھا اور عوام کے لئے صحیح سمت کی نشاندہی بھی۔اس اعلامیئے کے بعد کسی کی تقریر کے لئے مزید

کچھ نہیں بچا، مگر پھر بھی مقررین کی لمبی فہرست موجود تھی جن میں صوبہ سرحد کے ان علماء مشائخ کے لئے کچھ نہیں تھا جو صرف ہزارہ ڈویژن سے 70۔ کے قریب گاڑیوں کا عظیم جلوس لے کر ریلیاں نکالتے نکالتے کانفرنس میں پہنچے تھے، مگر یہاں بھی شاہ جی نے قائدانہ وقار سے علامہ محمد بشیر القادری ناظم اعلیٰ صوبہ سرحد کو وقت دلوایا، دلوانے کو تو آپ نے اس نام نہاد سٹیج سیکرٹری کو بھی وقت دلوایا، جو سٹیج سیکرٹری پینل میں تو قبلہ شاہ جی کی شفقتوں کی وجہ سے موجود تھا مگر اسے پینل کے دیگر شرکاء شاید پسند نہ فرماتے تھے۔ اس لئے آخر تک اسے بتایا بھی نہ گیا کہ وہ بھی پینل میں شامل ہے۔ ہم بھی اسی لئے اس کی تقریر کا ذکر یہاں نہیں کرنا چاہتے کہ اس کی تقریر ہی ایسی تھی کہ اس نے بجائے کسی کو خوش کرنے کے چند احباب کو خفا کر ڈالا۔ اس لئے اس کالم میں میری طرف سے یہ قرارداد پیش کی جاتی ہے کہ ایسے نا اہل مرکزی نائب ناظم اعلیٰ کو فوری طور پر اس کے عہدے سے ہٹا کر اسے صرف مرشد کریم کی خدمت پر لگا دیا جائے، اس کا ہری پور سے مکان بیچ کر شاہ جی کے پڑوس میں اسے گھر دے دیا جائے تا کہ اسے اس کی اوقات کا پتہ چل جائے۔

بہر حال موضوع دوسری طرف نکل گیا جب بھی کسی نا اہل آدمی کا ذکر آتا ہے تو سارا ماحول بگڑ جاتا ہے۔ کالم کیا چیز ہے اگر یقین نہ آئے تو بعض بزرگانِ دین کا تنظیمی قواعد اور ضوابط کے اندر میٹھی باتوں کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ جب مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں اسی طرح کوئی نام لیا گیا تھا، مگر اللہ نہ کرے کہ ہمارے کالم میں ایسا کوئی نام آئے، البتہ ایک کام پھر ہو گیا ہے نہ حضور شاہ جی قبلہ کے اعلامئے پر گفتگو ہوئی ہے اور نہ ہی سرحد کے جن علماء و مشائخ کا اس تحریر میں ذکر کرنا تھا وہ ہو سکا ہے ہمیشہ یہی ہوتا ہے لکھنا کچھ اور ہوتا ہے مگر لکھانے والے قلم کا اختیار خود لے لیتے ہیں، لیکن پھر بھی میں سلام پیش کرنا چاہوں گا اپنی جماعت اہل سنت کے ہر عہدیدار اور کارکن کو جنہوں نے تنظیمی ڈسپلن کے ساتھ آل رسول کی آواز پر لبیک کہا اور کانفرنس کی کامیابی میں اپنا کردار ادا کیا الحمد للہ آج ہر بڑی محفل میلاد میں جماعت کا دیا ہوا سیکورٹی کا طریقہ کار دیکھتا ہوں تو شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت اہل سنت پاکستان کے ذریعے ہمیں کام کرنے کا انداز بھی سکھا دیا۔

ایک تاریخی اقدام

تحفظ ناموس رسالت ریلی

عبدالحفیظ معارفی

ماہنامہ دلیل راہ مئی 2008

دنیائے مغرب بالخصوص ڈنمارک اور ہالینڈ میں یہودیوں اور استعماری قوتوں کے گٹھ جوڑ اور منصوبہ بندی سے قرآن اور صاحب قرآن محبوب رحمٰن ﷺ کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا ہے، کہیں مظہر حسن ازل جناب رحمۃ اللعالمین ﷺ کے توہین آمیز خاکوں کی مسلسل اشاعت ہو رہی ہے تو دوسری طرف تعلیمات خداوندی جو انقلاب آفرین قرآن مجید کی صورت میں تاقیام قیامت نسل انسانی کی رہنمائی کے لئے موجود ہیں، ان کو مسخ کرنے کی ناپاک سازش کرتے ہوئے توہین پر مبنی فلم کو ریلیز کیا گیا ہے۔ اس پر آشوب ماحول میں تمام دنیائے اسلام افسردہ اور غمزدہ ہے۔ پورے روئے زمین پر وابستگانِ اسلام، دیوانگانِ عشق رسول بھرپور اور پرزور احتجاج کر رہے ہیں۔ مملکت خداداد پاکستان میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور تحفظ ناموس رسالت کی آواز ہر طرف سے اٹھ رہی ہے۔ کیا عوام، کیا خواص سبھی اس معاملہ میں اپنے جذبات واحساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے احتجاج ریکارڈ کروا رہے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ وہ اسلام دشمن قوتیں کہ جن کی ساری تاریخ نبی کریم ﷺ کی گستاخی اور توہین سے بھری ہوئی ہے وہ بھی آج شانِ مصطفےٰ ﷺ اور حرمت رسول ﷺ کے عنوانات سے اپنے سیاسی اور ذاتی مفادات کے حصول کے لئے اس وقت اور معاملے سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

ضرورت تھی کہ ان حالات میں نبی کریم ﷺ کے سچے جانثار اور وفاشعار کہ جو مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کے پرنور نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں وہ پورے ملک بالخصوص کراچی میں کوئی بہت بڑا عملی قدم اٹھاتے اور تمام دنیائے سنیت کی ترجمانی کرتے ہوئے ناموس رسالت کے تحفظ کی آواز بلند کرتے۔ کچھ عرصہ پہلے کراچی میں 10۔اپریل کو ریلی کا اعلان کیا گیا۔ جماعت اہل سنت پاکستان کراچی نے اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اپنے جلسوں اور جلوسوں میں اس کا بھرپور پرچار شروع کردیا۔

سید شاہ تراب الحق قادری نے نشتر پارک کی عظیم الشان میلاد مصطفےٰ کانفرنس میں 12۔ربیع الاول کو بے شمار عوام کے سامنے اس کا بھرپور اعلان بھی فرمایا اور شرکت کا وعدہ بھی لیا، الغرض کراچی کے طول و

عرض میں جماعت اہل سنت نے اس کا پیغام بھی پہنچایا اور ساتھ ساتھ مختلف ٹاؤنز میں ریلی میں شرکت کے لئے میٹنگز بھی شروع کردیں، مگر 10۔ اپریل کی تاریخ قریب سے قریب ہوتی گئی، آئی اور گذر گئی مگر نامعلوم وجوہات کی بنا پر ریلی کا انعقاد نہ ہوسکا اور وہ آرزو جو عوام اہل سنت کے دلوں کی صدا تھی وہ تشنۂ تکمیل رہی۔ اب ایک طرف عشاقان مصطفےٰ ﷺ اپنے جذبات وفا کے اظہار کے لئے بے قرار اور دوسری طرف مکمل سکوت۔ ایک طرف پرزور احتجاج کی خواہش اور دوسری طرف مکمل خاموشی۔ ایک بڑے عملی اقدام کی تشنگی عوام میں اور خواص میں بھی بڑھتی ہی جارہی تھی لیکن دوسری طرف تمام فیصلہ ساز قوتیں ایک نامعلوم سناٹے اور گہری خاموشی میں مبتلا نظر آرہی تھیں۔ ان حالات میں بھی جماعت اہل سنت پاکستان کراچی اپنے فرض سے غافل نہ ہوئی۔ وقتاً فوقتاً کئی اقدامات اٹھائے جاتے رہے۔ پریس کلب اور دیگر مقامات پر احتجاجی پروگرام اور مظاہرے منعقد کئے گئے اور پھر تمام حالات کا بغور جائزہ لینے اور گہرے غور وخوض کے بعد جماعت اہل سنت پاکستان کراچی نے ایک منزل نواز قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا۔

بحیثیت مادر تنظیم اور جماعت ہونے کے ناتے یہ جماعت اہل سنت کی ذمہ داری بھی تھی کہ وہ تمام سنی تنظیمات کی عملی طور پر رہنمائی کے لئے اس ساکت وجامد پانی میں کوئی ہلچل پیدا کرے، لہٰذا اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی محبت کی میٹھی چھاؤں میں تحفظ ناموس رسالت ایکشن کمیٹی کو ہنگامی بنیادوں پر تشکیل دے کر اس پلیٹ فارم سے 3۔ مئی بروز ہفتہ 2008ء صبح 10۔ بجے ایک بھرپور اور عظیم تر تحفظ ناموس رسالت ریلی کا فیصلہ کرلیا گیا۔ اس اعلان نے کراچی بھر کے غیور اور جانثار سنیوں کے جذبات عشق مصطفےٰ ﷺ میں ایک تلاطم پیدا کردیا اور وہ جماعت اہل سنت پاکستان کراچی کی سرپرستی میں ایک ولولے کے ساتھ مصروف عمل ہوگئے۔ فوری طور پر تمام سنی تنظیمات کا ایک اہم اجلاس جامع میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں طلب کرلیا گیا جس میں اکثر تنظیمات نے بھرپور شرکت کی اور جماعت اہل سنت پاکستان کراچی کے اس فیصلہ کن اور تاریخ ساز قدم اٹھانے کی تائید کرتے ہوئے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ تحفظ ناموس رسالت ایکشن کمیٹی نے کراچی کے تمام علاقوں کا مکمل اور ہنگامی دورہ کیا جس میں تمام سرکردہ سنی علماء کرام اور مشائخ عظام سے ملاقاتیں کیں اور انہیں ریلی میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ کراچی پریس کلب پر ایک پروقار پریس کانفرنس میں ریلی کے لائحہ عمل کا اعلان کیا گیا۔ ملک کے مختلف شہروں میں موجود قائدین اہل سنت سے رابطہ کرکے انہیں شرکت کی دعوت پیش کی گئی۔ کراچی بھر

سے عوام کو بسوں، ٹرکوں اور سوزوکیوں کے ذریعے ریلی میں لانے کے لئے مکمل منصوبہ بندی کرنے کے بعد کراچی بھر کے مختلف علاقوں میں رابطہ شروع کر دیا گیا۔ شہر بھر کے مختلف اہم مقامات پر کیمپ لگا کر دیوانگانِ کوچہ محبوب خدا نے ریلی کا پیغام ہر عام وخاص تک پہنچایا، پوری کراچی میں مختلف گاڑیوں پر اسپیکر لگا کر ہر گلی محلے میں جا کر اعلانات کئے گئے۔ ان تیاریوں کے دوران ہی یہ خوش خبری اہل ایمان کو سرشار کر گئی کہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی شاہ امیر جماعت اہل سنت پاکستان ملتان سے خصوصی شرکت فرمائیں گے ابھی اس خوشی کے ملنے پر اللہ کریم کا شکرادا کر ہی رہے تھے کہ یہ خبر گنبد خضرا کا فیضان قلب وروح کی ٹھنڈک ہوگئی کہ سید ریاض حسین شاہ ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان بیرون ممالک تبلیغی دورہ مکمل کرنے کے بعد پاکستان پہنچ کر ریلی میں جلوہ گر ہوں گے۔ گلستان محدث اعظم پاکستان فیصل آباد سے یہ نوید مسرت آئی کہ پارلیمنٹ میں سب سے پہلے ناموس رسالت کی آواز اٹھانے اور قرارداد پیش کرنے والے صاحبزادہ حاجی فضل کریم مرکزی صدر مرکزی جمیعت علماء پاکستان بھی ریلی میں موجود ہوں گے۔

ان نوازشات مصطفےٰ کریم ﷺ پر جبینیں بحضور رب قدیر وبصیر مصروف سجدہ ہوگئیں۔ ان انعامات الٰہیہ کے ساتھ ہی کینیڈا میں موجود کراچی بھر کے سینوں کے دلوں کے چین سید شاہ تراب الحق قادری کی مقبول بارگاہ خدا دعاؤں کو پانے کے بعد یہ یقین ہوگیا کہ ہماری اس کوشش کو منعقد ہونے سے پہلے ہی مکین گنبد خضرا نے اپنی بارگاہ میں قبول کرلیا ہے۔

اسی یقین کے حصول کے بعد تحفظ ناموس رسالت ایکشن کمیٹی کے جملہ اراکین اور عمائدین ایسے مصروف عمل ہو گئے کہ رات دن کی تمیز ختم ہوگئی۔ ہر وقت ہر لحظہ ہر آن اپنی پاکیزہ نسبتوں پر ناز کرتے ہوئے کام، کام اور بس کام کے مقولہ پر عمل پیرا ہو گئے۔

انہی پیہم کوششوں اور مسلسل جدوجہد کے بعد جب 3۔ مئی 2008ء کو سپیدۂ سحر نے ظلمت شب کو رخصت کیا اور سورج نے نورانی کرنیں مطلع مشرق سے سوئے زمین روانہ کیں تو عشاقان مصطفےٰ ﷺ بھی ہدیہ درود وسلام پڑھتے ہوئے، اپنے آقا کی محبت کے البیلے گیت گاتے ہوئے اپنے اپنے علاقوں سے چھوٹے بڑے قافلوں کی صورت میں نمائش (نورانی) چورنگی کی جانب رواں دواں ہو گئے۔ ہر دل اپنے مولیٰ کی چاہت سے لبریز اور ہر زبان وفا کے ترانے الاپ رہی تھی، بچے، جوان، بوڑھے سب کے سب تحفظ ناموس رسالت کا عزم لئے ریلی میں شریک ہو رہے تھے۔ 10۔ بجے کے لگ بھگ علمائے کرام اور

قائدین عظام کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ استقبالیہ کیمپ سے جیسے ہی کسی عالم دین، شیخ طریقت یا کسی سنی تنظیم کے سربراہ کی آمد کا اعلان ہوتا فضا نعرہ تکبیر ورسالت سے گونج جاتی۔

3۔مئی کی صبح ایک اور خاص چیز جو قابل مشاہدہ اور توجہ تھی وہ یہ کہ پورا شہر کراچی پچھلے چند دن سے شدید گرمی کی لپیٹ میں تھا مگر 3۔مئی کو صبح ہی سے ٹھنڈی ٹھنڈی بادِ نسیم کے جھونکے پوری فضا کو پرنور اور پر سکون کر رہے تھے ریلی میں شریک ہونے والے ہر فرد نے محسوس کیا کہ جیسے ہی سورج کے نور میں شدت اور حدت آتی گئی ویسے ہی ٹھنڈی ہوا بھی تیز تر ہوتی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی انہی برستی ہوئی رحمتوں کے سائے میں عشاقانِ نبی کا قافلہ، ناموس رسالت کے پاسبانوں اور غلاموں کا یہ کارواں، نعرہ تکبیر اللہ اکبر ونعرہ رسالت یارسول اللہ ﷺ کی میٹھی آوازوں کے ساتھ علماء کرام اور قائدین عظام مولانا ابرار احمد رحمانی، مولانا خلیل الرحمٰن چشتی، مولانا محمد اشرف گورمانی، الحاج حنیف طیب، محمد عاطف بلو، ڈاکٹر وقاص جاوید، پیر سید احمد علی شاہ سیفی، طارق محبوب، مولانا غلام محمد سیالوی، عبد الجبار نقشبندی، محمد احمد قادری عطاری، شاہ تراب الحق قادری، سعید صابری، مولانا محمد اکرم سعیدی، پیر محمد فاروق شاہ کاظمی ودیگر کی قیادت میں جب تبت سنٹر کے لئے روانہ ہوا تو اس قافلہ تحفظ ناموس رسالت کے شرکاء کی تعداد کا عالم یہ تھا کہ ریلی کا اگلا حصہ تبت سنٹر اور آخر والا حصہ مزار قائد کے سامنے تھا۔ ہر طرف غلامی رسول کا اعلان کرتے ہوئے غلامان مصطفےٰ ﷺ نظر آ رہے تھے، ایم اے جناح روڈ اپنی وسعتوں کے باوجود بہت کم پڑ رہا تھا۔ دل بھی حاضر، جان بھی حاضر، پیارے آقا آپ کی خاطر، غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے، لبیک یارسول اللہ کی صداؤں میں تبت سنٹر کی جانب بڑھتے ہوئے غلامان مصطفےٰ جب تاج کمپلیکس پہنچے تو اسپیکر سے محمد جاوید قادری کی آواز تمام فضا کو خوشبودار کر گئی کہ جگر گوشہ غزالی زماں سید مظہر سعید کاظمی، امیر ملت مفکر اسلام سید ریاض حسین شاہ اور جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ فضل کریم بھی اس قافلہ عشق ومستی کا حصہ بن گئے ہیں۔ تمام شرکائے ریلی اور وہاں موجود سنی تنظیمات کے سربراہوں نے دیدہ ودل فرش راہ کر کے ان متبرک ہستیوں کو خوش آمدید کہا۔ انہی محبتوں چاہتوں میں، وارفتگی کے عالم میں اپنے آقا پر قربان ہونے کا اعلان کرتے ہوئے جانثارانِ اسلام، فدائیانِ ناموس رسالت ریلی کی صورت میں تبت سنٹر تک پہنچے اور پھر تلاوت کلام رب لم یزل اور نعت رسول مقبول ﷺ کے بعد تبت سنٹر سے مزار قائد تک پھیلے ہوئے ان شرکائے ریلی سے مختلف سنی تنظیمات کے سربراہوں اور علمائے کرام نے خطاب فرمایا:

علمائے کرام اور اہل سنت تنظیمات کے سربراہان کے خطاب کے بعد ناظم اسٹیج نے عوام اہل سنت کے پرجوش استقبال میں مرکزی صدر مرکزی جمعیت علمائے پاکستان صاحبزادہ فضل کریم کو دعوت خطاب دی انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ مسلم حکمران ذمہ دارانہ رول ادا کرتے ہوئے یورپ کا مکمل اقتصادی بائیکاٹ کردیں تو وہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوجائے گا۔انہوں نے کہا کہ حکومت نے اسمبلی میں پیش کی گئی قرارداد تحفظِ ناموس رسالت پر کارروائی نہیں کی تو حکومت کو گھر بھیج دیا جائے گا۔ان کے خطاب کے بعد سرمایہ عالم اسلام،سنیوں کے شہنشاہ،امیر ملت مفکر اسلام سید ریاض حسین شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان کو بھرپور محبتوں میں دعوت خطاب پیش کی گئی امیر ملت نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ گستاخانہ خاکے بنانے والے اوران کے سرپرست ممالک دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد ہیں اور اسلام،انسانیت اور دنیا کے امن کے دشمن ہیں۔انہوں نے فرمایا کہ مسلمانوں کے کسی بھی ردعمل کے ذمے دار گستاخ کارٹونسٹ،فلم ساز اوران کے سرپرست ممالک ہوں گے،اگر او آئی سی اپنا بھرپور کردار ادا کرے تو یورو،ڈالرز اور پاؤنڈ کو شکست دی جاسکتی ہے۔انہوں نے فرمایا کہ مملکت پاکستان کے شمع رسالت کے پروانے گستاخ ممالک کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے اپنی جدوجہد مسلسل جاری رکھیں گے۔

امیر ملت کے بصیرت افروز خطاب کے بعد آخر میں تمام سنیوں کے لئے اللہ کا احسان اور گنبد خضرا کا فیضان بن کر ریلی میں آنے والے کروڑوں سنیوں کے امیر جگر گوشہ غزالی زماں پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی شاہ مرکزی امیر جماعت اہل سنت پاکستان کو دعوت دی گئی حضرت امیر محترم نے فرمایا کہ ہولوکاسٹ ایک جھوٹا مفروضہ ہے جس کی مخالفت کرنا یورپ میں جرم ہے،لیکن مسلمانوں کے دینی شعائر وقرآن مجید اور حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہر شخص کو کھلی اجازت ہے۔اظہار رائے کی آزادی کا مغرب نے دوہرا معیار اپنا رکھا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ امریکہ کی جانب سے گوانتاناموبے جیل میں اپنی سرپرستی میں قرآن مجید کی بے حرمتی کرانے والے میجر جنرل ہڈ کو اور گستاخ ممالک کے سفیروں کو فی الفور ملک بدر کیا جائے اور اس معاملے میں اقوام متحدہ کو گستاخ ممالک کے خلاف کارروائی کے لئے مجبور کیا جائے۔

حضرت امیر محترم کے خطاب کے بعد ہدیہ درود وسلام سے پہلے کینیڈا میں خدمت وتبلیغ کے سلسلے میں موجود عالمی مبلغ اسلام حضرت قبلہ سید شاہ تراب الحق قادری کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا جس میں حضرت نے فرمایا کہ تحفظ ناموس رسالت ایکشن کمیٹی کے زیر اہتمام نکالی جانے والی اس عظیم الشان ریلی کے

تمام شرکاء کو سلام پیش کرتا ہوں، خصوصا ہمارے مرکزی امیر اور ناظم اعلیٰ اور اندرون شہر اور بیرون شہر سے آنے والے تمام علماء، مشائخ اور اہل سنت کی تنظیمات کے سربراہوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی جانب سے تمام دنیا کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ ناموس رسالت کی خاطر اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔شاہ صاحب کے پیغام کے بعد درود و سلام اور دعا کے ساتھ یہ شاندار تاریخی اور فقید المثال ناموس رسالت ریلی اختتام پذیر ہوگئی۔

آخر میں ناانصافی ہوگی کہ ان شخصیات کا ذکر نہ کیا جائے کہ جو اس اہم مرحلے پر ہمارے ساتھ شریک رہے ان میں محسنِ اہل سنت الحاج محمد حنیف طیب صدر نظام مصطفےٰ پارٹی اور مولانا محمد اشرف گورمانی صدر سنی علماء کونسل گلستان جوہر کہ جو ریلی کے انعقاد تک ہر لمحہ ہر موڑ پر معاون و سرپرست رہے اور ہر مشکل میں دست و بازو بنے۔جن کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ جماعت اہل سنت کراچی کے قائم مقام امیر مولانا ابرار احمد رحمانی، ناظم اعلیٰ خلیل الرحمان چشتی، محمد الطاف قادری، محمد حسین لاکھانی، دفتر میں رابطے کے حوالے سے سلمان قادری، دانش قادری جو اس پورے سفر میں سالار قافلہ رہے۔مولانا غلام محمد سیالوی مرکزی جمعیت علمائے پاکستان، ڈاکٹر وقاص احمد جاوید انجمن طلبہ اسلام، طارق محبوب انجمن نوجوانانِ اسلام، شاہ سراج الحق پاکستان سنی موومنٹ، عاطف بلو تحریک عوام اہل سنت، سید احمد علی شاہ جماعت نقشبندیہ سیفیہ، عبدالجبار نقشبندی تبلیغ اسلامی، علامہ یونس شاکر جمعیت رضائے مصطفےٰ محمد سعید صابری مجلس درس پاکستان، حاجی احمد عطاری حج عمرہ آپریٹر ایسوسی ایشن، مولانا نسیم احمد صدیقی انجمن ضیائے طیبہ، مولانا مفتی آصف عبداللہ قادری نور القرآن انٹرنیشنل درگاہ عالیہ عیدگاہ شریف راولپنڈی، عبدالحبیب قادری تحریک اتحاد اہل سنت، احمد عبدالشکور اور مناف الانہ المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی، مولانا ظہور سعیدی تنظیم السعید، سجادہ نشین درگاہ خواجہ آباد شریف پیر فاروق انور شاہ کاظمی، پیر سید گل احمد شاہ خیر پور سندھ، قاری عبدالباسط ٹھٹھہ سندھ، مولانا محمد اکرم سعیدی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت سندھ، مولانا حمزہ علی قادری بھی ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں کہ جنہیں جب بھی آواز دی تو ان سب نے بھرپور تعاون کیا سب سے زیادہ محمد جاوید قادری لائق تحسین ہیں کہ جو سارے پروگرام کے روح رواں رہے وہ اور ان کے ساتھی جو اس کامیاب ریلی کا باعث بنے۔ان سب کے لئے ہماری دعا ہے کہ اللہ ان سب کو جزائے دارین عطا فرمائے۔آمین

وہ جدھر گذرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

سید ریاض حسین شاہ کا دورہ امریکہ

ڈاکٹر ظفر اقبال نوری

ماہنامہ دلیل راہ مئی 2008

ربیع الاول کا چاند طلوع ہوتے ہی بلادِ عالم تذکارِ رسول ﷺ کی ٹھنڈی میٹھی روشنیوں اور خوشبوؤں میں ڈوب کر چمکنے اور مہکنے لگتے ہیں۔ بستی بستی، قریہ قریہ، نگر نگر اور شہر شہر میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے، جلوس، کانفرنسیں، سیمینارز اور محافل نعت عاشقان رسول کے قلوب میں عشق نبی ﷺ کے چراغوں کی لو تیز تر کرنے لگتے ہیں۔ اسلامی ممالک میں تو جشن میلاد رسول ﷺ کی بہاریں اپنے جوبن پر ہوتی ہی ہیں دیار مغرب میں بسنے والے مسلمان بھی اپنے آقا و مولا سرور کائنات، فخر موجودات، پیغمبر امن و رحمت حضور محسن انسانیت نبی کریم ﷺ کے ذکر محبت سے غافل نہیں ہوتے، بلکہ جب سے ڈنمارک کے انسانیت کش کارٹونسٹوں نے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے پورے یورپ اور امریکہ میں عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات کی رونقوں میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ مغربی ممالک میں رہنے والے ہر اہل محبت مسلمان نے بقول منیر نیازی مرحوم اب اپنا مشن بنالیا ہے کہ

فروغ اسم محمد ہو بستیوں میں منیرؔ
قدیم یاد نئے مسکنوں سے پیدا ہو

عید میلاد النبی ﷺ کی تقاریب جدید بستیوں میں فروغ اسم محمد ﷺ کے ذریعے اسلام کے پیغامِ امن و رحمت کو عام کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ میں بھی جشن میلاد النبی ﷺ ہر سال انتہائی عقیدت و احترام اور جوش و جذبہ سے منایا جاتا ہے۔ اس سال اس جشن عقیدت کا سماں اور بھی پر کیف ہوگیا تھا کہ کئی سالوں کے انتظار کے بعد مفکر اسلام مفسر قرآن حضرت علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ دامت برکاتہم القدسیہ تقریبات میلاد سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب نے راقم الحروف بندہ ناچیز کی بار بار کی درخواستوں کو قبول فرماتے ہوئے کرم فرمایا تھا۔ بیس روزہ دورے کا پروگرام طے ہوا تھا۔ جس کا آغاز 21۔ مارچ 2008ء کو نیویارک سے ہوا، ورجینیا سے خاکسار کے ہمراہ کوثر جاوید اور سید قارب شاہ نیویارک پہنچے۔ جہاں انجمن غوثیہ نیویارک کے احباب نے جے ایف

کے ائرپورٹ پر حضرت قبلہ شاہ جی کا استقبال کیا۔ وہاں سے یہ قافلہ محبت ہری پور ہزارہ کے ایک گرم جوش صاحب عقیدت لالہ عبدالقیوم کی رہائش گاہ پہنچا۔ عبدالقیوم صاحب جماعت اہل سنت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل حافظ محمد زبیر کے بڑے بھائی ہیں۔ محبت وعقیدت اور مہمان نوازی میں ان سے بھی آگے ہیں کیونکہ آخر کوان کے بڑے بھائی ہیں۔ نیویارک میں حضرت قبلہ شاہ جی کی میزبانی کا شرف انہی کے حصے میں آیا۔ ورجینیا کا مختصر سا قافلہ اجازت لے کر واپس آ گیا اور لالہ عبدالقیوم جمعۃ المبارک اور ہفتہ کی تقریبات میں حضرت شاہ صاحب کے ساتھ ساتھ خدمات سرانجام دیتے رہے۔

خطبہ جمعہ حضرت مفسر قرآن نے نیویارک میں اہل سنت کی سب سے قدیم اور بڑی جامع مسجد مکی مسجد میں ارشاد فرمایا اور رات کو بروکلین نیویارک ہی میں طیبہ اسلامک سنٹر کے سالانہ جلسہ میلاد النبی ﷺ میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ خطاب کے بعد آپ اپنے ایک سنگی عامر کے ہمراہ اٹلانٹک سٹی تشریف لے گئے۔ اگلے روز فقیر بھی کوثر جاوید کے ہمراہ وہیں حاضر ہو گیا۔ عامر بھی بڑے سعادت مند نوجوان ہیں، ان کے بھائی اور دوسرے نوجوانوں نے بھی حضرت شاہ صاحب سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ جماعت اہل سنت امریکہ کے رہنما علامہ مقصود احمد قادری بھی وہیں پہنچ گئے۔ رات کو مسلم فیڈریشن آف نیوجرسی کے سالانہ جلسہ عید میلاد النبی ﷺ میں شرکت کرنا تھی۔ علامہ قادری صاحب کے ہمراہ روانہ ہوئے، عصر اور مغرب کی نمازیں ان کی مسجد میں ادا کیں۔ ان کی مسجد انتظامیہ کے عہدیداروں کے ساتھ چائے پی کر قاری سیف النبی کی مسجد کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے تو ہال سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ قاری غلام رسول خطاب کر رہے تھے۔ حاضرین نے کھڑے ہو کر حضرت مفسر قرآن قبلہ شاہ جی کا استقبال کیا۔ مسلم فیڈریشن کے صدر ڈاکٹر ارشد چٹھہ نے شاہ صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ یہاں پر قبلہ شاہ جی کے پچاس منٹ کے خطاب میں تمام حاضرین ایک خاص کیف وسرور میں ڈوبے رہے۔ آنکھوں سے مسلسل اشک بہتے رہے۔ درد وسوز اور عشق رسول ﷺ کی وجد آفریں کیفیت کچھ ایسی تھی کہ لوگ نعرہ تک لگانا بھولے رہے۔ جب خطاب ختم ہوا تو ایسے لگا جیسے وقت کے رُکے ہوئے لمحوں نے پھر نئے سرے سے سفر شروع کر دیا ہو۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ تہذیب انسانی کے عروج اور سائنسی وتکنیکی ترقی کے اس پوسٹ ماڈرن دور میں بھی حضور رحمت عالم ﷺ کی تعلیمات ہی اخلاق، تہذیب اور انسانی اقدار کے تحفظ کی ضامن ہیں۔ مشرق ومغرب کے مفکرین کے تصور انسانیت

سے پیغمبر اسلام ﷺ کا پیش کردہ نظریہ انسانیت کہیں برتر و اعلیٰ ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مادی مفادات اور قومی تحفظات کے زیر اثر ترتیب پانے والی پالیسیوں کے تحت لوگ کمزور اقوام کی مدد بھی کرتے ہیں۔ انسانی حقوق کا چرچا بھی کرتے ہیں لیکن اپنے مخالف یا اتفاق نہ کرنے والے کو انسان ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔ ضرورت ہے کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ پیغمبر اسلام وہ محسن انسانیت ہیں جن کے اخلاق عالیہ نے اپنی جان کے دشمنوں کو بھی محروم نہیں رکھا۔ مکہ مکرمہ میں جب قحط پڑا اور انہوں نے مدینہ منورہ میں وفد بھیج کر مدد کی درخواست کی، تو آپ نے انہیں محروم نہ فرمایا بلکہ اپنے کرم سے ان کی جھولیاں بھر دیں۔ دشمنوں کے ساتھ یہ حسن سلوک تاریخ انسانی میں صرف آپ ہی کی ذات پیش کرتی ہے۔ جلسہ کے بعد اپنے سلسلہ کے ایک اور سنگی مظہر چیمہ کے گھر قیام کیا۔

اتوار کی صبح انجمن غوثیہ بروکلین نیو یارک کے جلوس میلاد النبی ﷺ میں شرکت کی، جس میں حضرت ڈاکٹر پیر فضیل عیاض قاسمی موہڑہ شریف، خطیب پاکستان علامہ سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی اور حضرت مولانا غلام رسول آف چکسواری بھی مہمان خصوصی تھے۔ جلوس کے اختتام پر ڈاکٹر پیر فضیل عیاض قاسمی نے ذکر کروایا۔ اور حضرت شاہ جی نے دعا کرائی۔ رات کو مکی مسجد میں انجمن غوثیہ کے اٹھارویں سالانہ جلسہ میلاد النبی ﷺ میں آپ مہمان خصوصی تھے۔ انجمن کے صدر حافظ سید صفدر شاہ قاسمی اور مکی مسجد کے خطیب اور حکومت آزاد کشمیر کے مشیر حافظ محمد صابر نے آپ کا استقبال کیا۔ اس جلسہ کی صدارت پیر صاحب موہڑہ شریف ڈاکٹر فضیل عیاض قاسمی نے فرمائی، جبکہ حضرت پیر سلطان ریاض الحسن قادری، مولانا غلام رسول آف برطانیہ، حضرت پیر سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی اور مکی مسجد کے خطیب حافظ محمد صابر نے بھی خطاب کیا۔ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک، الحاج نور محمد جرال اور محمد اصغر چشتی نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ اپنے خطاب میں حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضور سرکار دو عالم ﷺ ذات وصفات کبریا کے مظہر اتم ہیں۔ توحید باری کی سب سے کامل دلیل اور برہان ذات مصطفیٰ کریم ﷺ ہی ہیں۔ ایک گھنٹے سے زیادہ کے اس پر جوش خطاب میں حاضرین بار بار نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند کرتے رہے۔ جلسہ کے بعد حضرت شاہ صاحب نے مسلم فیڈریشن آف نیو جرسی کے قائدین ڈاکٹر ارشد چٹھہ، انور خاں اور قاری سیف النبی کے ہاں عشائیے میں شرکت کی اور پھر وہاں سے ورجینیا کے لئے روانہ ہو گئے۔

پیر کے روز فجر کی نماز پر آپ فقیر کے غریب خانے پر تشریف فرما ہوئے۔ رات کو جناب انیس احمد

کے گھر پر سالانہ محفل میلاد اور زیارت موئے مبارک کی بابرکت تقریب میں ایمان افروز خطاب فرمایا۔ اگلے روز اسلامک فاؤنڈیشن آف نارتھ امریکہ کے زیراہتمام مسجد المدینہ کے لئے خریدے گئے مکان میں نماز عصر پڑھائی اور مسجد کے لئے دعا فرمائی۔ اس موقعہ پر فاؤنڈیشن کی انتظامیہ کے تمام افراد موجود تھے۔ رات کا کھانا حضرت شاہ صاحب کے دیرینہ عقیدت مند سید منور شاہ کے گھر پر کھایا۔ بدھ کی دوپہر پاکستانی امریکن بزنس مین ایسوسی ایشن کے چیئرمین محمد صدیق شیخ نے ایک مقامی ریسٹورنٹ میں حضرت مفکر اسلام قبلہ شاہ صاحب کے اعزاز میں ظہرانہ دیا، جس میں ورجینیا کی ممتاز سماجی وسیاسی شخصیات نے شرکت کی۔ محمد صدیق شیخ نے اپنی اور تنظیم کے بورڈ آف گورنرز کی طرف سے حضرت مفسر قرآن کی خدمت میں استقبالیہ کلمات پیش کیے۔ راقم کی تلاوت اور کوثر جاوید کی نعت کے بعد حضرت قبلہ شاہ جی نے انتہائی فکر انگیز گفتگو فرمائی۔ جس کے بعد ورجینیا کے سماجی سیاسی اور شعبہ تجارت سے وابستہ رہنماؤں کا تاثر یہ تھا کہ اس طرح کی گفتگو کسی دینی رہنما سے انہوں نے پہلی مرتبہ سنی ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگ قابل قدر ہیں جو وطن سے دور بیٹھ کر وطن سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ بیرون ملک پاکستانیوں نے زلزلہ کے موقع پر جو خدمات سرانجام دیں وہ لائق تحسین ہیں، تاہم یہاں پر آپ اسلام اور پاکستان کے سفیر ہیں۔ آپ کو اپنے طرز عمل سے امریکہ میں اسلام اور پاکستان کے ہمدرد اور بہی خواہ پیدا کرنے چاہئیں۔ حضرت مفسر قرآن نے فرمایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ تبلیغ دین صرف علماء و مشائخ کا ہی کام ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علماء و مشائخ تو دین کی حفاظت کرتے ہیں اور عام لوگوں تک عام مسلمان ہی دین پہنچاتے ہیں۔ مشرق بعید کے ممالک انڈونیشیا ملائشیا وغیرہ میں دین کی اشاعت کا کام تجارت کے لئے جانے والے عام مسلمانوں ہی نے ادا کیا، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ان کی سرپرستی ورہنمائی حضرت بہاؤالدین ذکریا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور باقاعدہ منصوبہ بندی سے اپنے مریدوں اور شاگردوں کو کاروبار تجارت اور تبلیغ دین کے لئے وہاں بھیجا۔ آج بھی ضرورت ہے کہ علماء و مشائخ دیار مغرب میں دین کی تحفیظ اور تدریس کا فریضہ نبھائیں اور ان کی رہنمائی میں تاجر اور عام مسلمان عام غیر مسلموں تک اپنا پیغام پہنچائیں۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ امریکہ میں بسنے والے مسلمانوں کو یہاں کے مسائل سے بے نیاز نہیں رہنا چاہیے۔ یہاں کے سیاسی، سماجی معاملات و مسائل میں بھرپور کردار ادا کر کے وہ اپنے وطن اور دین کی بہتر خدمت کر سکتے ہیں۔ دینی زندگی کا مطلب دنیوی زندگی کو برباد کرنا نہیں ہوتا اور دنیاوی

کامیابی کا مقصد دینی معمولات کا ترک کرنا نہیں ہے۔ آپ مادی ترقی کے لئے بھی بھرپور تگ و دو کریں مگر اپنی روح کے تقاضوں کو بھی فراموش نہ کریں۔ آپ کے شعور کی تہہ میں یہ احساس جاگزیں رہنا چاہیئے کہ آپ بڑے سے بڑے بن کر بھی ایک برتر و بالا ہستی کے زیرفرمان ہیں اور اس خالق و مالک عزوجل کی خوشنودی پانے کے لئے اس کے محبوب رسول ﷺ کی محبت واطاعت ناگزیر ہے۔ تقریب کے آخر میں شرکاء کا حضرت شاہ صاحب سے تعارف کرایا گیا۔ حاضرین نے شاہ صاحب کی گفتگو کو سراہا اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔

اسی روز بعد نماز مغرب راجہ علامہ جابر کی رہائش گاہ پر درس حدیث تھا۔ راجہ صاحب کا تعلق راولپنڈی سے ہے، اس لئے ان کے گھر پر پنڈی اسلام آباد کے دوستوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ ان میں سے کئی ایک تو وہ تھے جنہوں نے 1988ء کے انتخابات میں حضرت شاہ جی کی انتخابی مہم میں حصہ بھی لے رکھا تھا۔ اس محفل میں قبلہ شاہ جی نے حاضرین کو اپنے گھر والوں، رشتہ داروں، بچوں اور عورتوں کا خیال رکھنے کی تلقین فرمائی۔ جمعرات کی شام کوثر جاوید کی رہائش گاہ پر محفل ذکر میں شرکت فرمائی۔ اگلے روز لی سینٹر میں نماز جمعہ کے بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ جمعہ کے اجتماع کے لئے خصوصی انتظام کیے گئے تھے۔ شیخ صدیق نے پھولوں کے بڑے بڑے گلدستوں اور خوشبو کے چھڑکاؤ کا بندوبست کر رکھا تھا۔ حضرت شاہ صاحب کے خطبے کے دوران حاضرین زاروقطار روتے رہے، نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند کرتے رہے۔ جمعہ کے بعد بہت سارے افراد نے گھر حاضر ہو کر حضرت شاہ صاحب کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ رات کو بعد نماز عشاء ہالیڈے ان سپرنگ فیلڈ ورجینیا سہیل شیخ کی طرف سے اپنے بچے کے عقیقے کی خوشی میں محفل میلاد کا انعقاد کیا گیا، جس میں قبلہ شاہ جی نے ایمان افروز اور فکر انگیز خطاب فرمایا۔

ہفتہ انتیس مارچ کو نارتھ امریکن اسلامک فاؤنڈیشن کی طرف سے انٹرنیشنل میلاد کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جس میں شام کے معروف روحانی پیشوا الشیخ محمد یحییٰ نینوی، امریکہ کے مقامی روحانی رہنما الشیخ نورالدین درکی، الشیخ عبدالرشید نقشبندی، مولانا وفاء المصطفیٰ (بھارت) بھی مدعو تھے۔ الحاج نور محمد جرال اور الحاج اصغر سلطانی (مدینہ منورہ) نے نذرانہ نعت پیش کیا۔ حضرت مفسر قرآن سید ریاض حسین شاہ نے محبت رسول ﷺ کی ضرورت واہمیت پر وجد انگیز خطاب فرمایا۔

کانفرنس کے بعد ورجینیا کی ممتاز شخصیت چوہدری محمد اکرام چٹھہ کی رہائش گاہ پر عشائیے میں شرکت فرمائی۔ وہاں پر بھی قبلہ شاہ جی نے میلاد مصطفیٰ کریم ﷺ کے حوالے سے خوبصورت گفتگو فرمائی۔

اتوار تیس مارچ کو اسلامک فاؤنڈیشن آف نارتھ امریکہ کا پندرھواں سالانہ جلسہ میلاد النبی ﷺ تھا۔ اس میں بھی آپ کا کلیدی خطاب تھا۔ یہاں پہ آپ نے محبت رسول، عظمت رسول ﷺ اور اصلاح معاشرہ کے حوالے سے ولولہ انگیز خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہاں بھی پورے خطاب میں حاضرین کو وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہوا۔ سوا گھنٹے کے اس خطاب میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ یوں تو سارے کا سارا قرآن ہی نعت مصطفیٰ ﷺ کا بیانِ ذی شان ہے مگر سورۂ الکوثر ایسا آئینہ ہے جس میں سے عظمت و شان مصطفیٰ ﷺ کے ایسے ایسے جلوے منعکس ہوتے ہیں کہ فکر انسانی کے لئے احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم، صاحبِ کوثر ﷺ کو ہر خوبی وکمال کی کثرت عطا فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ دینے کے لئے قرآن کریم ''اتیا'' اور ''عطا'' دونوں لفظ استعمال کرتا ہے مگر لفظ عطا کا حسن یہ ہے کہ اس میں دینے والا صرف دیتا ہی نہیں بلکہ مالک ومختار بنا دیتا ہے۔ ایک اور معانی بیان کرتے ہوئے حضور مفسر قرآن نے فرمایا کہ عطا تھوڑا اور قلیل دینے کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ کوثر میں کثرت کا مفہوم پایا جاتا ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ عطا قلیل بھی ہو اور کثیر بھی ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خوبیاں اور انعام کو لاتعداد اور کثیر ہیں مگر انہیں عطائے قلیل اس لئے کہا گیا ہے کہ رب کریم جانتا ہے کہ اس نے اپنے محبوب کو جو مرتبہ ومقام عطا فرما رکھا ہے اس کے سامنے یہ خیر کثیر بھی قلیل ہی قلیل ہے۔ حضرت مفسر قرآن نے سورہ الکوثر کا ربط سابقہ سورہ الماعون اور اس سے ماقبل 26۔ سورتوں سے بیان کیا اور بتایا کہ اگر تین، چھ، اور بارہ کر کے پیچھے جائیں تو یہ سب سورتیں رسول اکرم ﷺ کی تین تین، چھ چھ اور بارہ بارہ صفات بیان کرتی ہیں۔ سورہ الماعون کی روشنی میں یتامیٰ سے زیادتی، مساکین کو کھلانے سے گریز، نمازوں میں غفلت اور ریاکاری ایسے عیوب ہیں جو تکذیب دین کے مترادف ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ یتیموں سے نرمی کر کے، مساکین کو کھانا کھلا کر، نمازوں میں خشوع وخضوع اور زندگی میں اخلاص اختیار کر کے اپنے دین کی تصدیق کرنا چاہیئے۔ جلسہ اگرچہ رات گئے اختتام پذیر ہوا مگر پھر بھی جلسے کے بعد بہت سے لوگ گھر پر شاہ صاحب کی زیارت کے لئے پہنچ گئے اور تادیر اکتساب فیض کرتے رہے۔

پیر اکتیس مارچ کو فقیر کے غریب خانے پر ہفتہ وار محفل ذکر تھی۔ اس مرتبہ ہماری کٹیا کی قسمت بھی چمک اٹھی تھی۔ حضرت شاہ جی کے محبت نور میں ذکر کا کیف وسرور ہی کچھ اور تھا۔ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کی محفل ذکر کے بعد جب شاہ صاحب نے دعا شروع کی تو ایسے لگ رہا تھا کہ محفل جیسے زمین پر نہیں کہیں آسمان پر ہو رہی ہے۔ ایک عجب قسم کا نور پوری محفل پہ چھایا ہوا تھا۔ آہوں اور سسکیوں کا شور کم ہوا تو ہر ایک نے محسوس کیا کہ ایک عجیب نور و سرور نے ساری محفل کو ڈھانپ رکھا ہے۔ دعا کے بعد ڈاکٹر اورنگ زیب اور ساجد سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔ ازاں بعد کوثر جاوید کے بھائی طارق نے یہ شرف حاصل کیا۔ اس عاجز کے چھوٹے بھائی حافظ محمد عمران اور وہ قریبی احباب فیصل اور واصف صاحب بھی بیعت کرتے ہوئے جذب شوق کی منزلوں کے حسین سفر کے راہی بنے۔ محفل کے بعد عشاء کی نماز پڑھی گئی۔ طعام ماحضر پیش کیا گیا۔ اس کے بعد بھی نصف شب کے بعد تک لوگ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر رہے۔

یکم اپریل کو رانا محمد ارشد کے گھر محفل ہوئی۔ دو اپریل کو لائبریری آف کانگرس کا مطالعاتی دورہ تھا مگر نہ جاسکے۔ شاہ صاحب کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے دریائے پوٹامک کے کنارے ہوا خوری کے لئے گئے۔ وہاں پر مدینہ منورہ سے آئے ہوئے ہمارے مہمان اصغر سلطانی نے اپنی پرسوز آواز میں نعت پڑھ کر ایک سماں باندھ دیا۔

جمعرات تین اپریل کو تنویر بٹ کی رہائش گاہ پر محفل میلاد اور محفل ذکر کا انعقاد ہوا۔

جمعتہ المبارک 4۔ اپریل کو بھی خطبہ جمعہ لی سینٹر میں ارشاد فرمانا تھا۔ شہر میں ہفتہ بھر کی مصروفیات نے لوگوں کو شاہ جی کا دیوانہ بنا دیا تھا۔ اس لئے جمعہ کی نماز میں آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی لوگ آ چکے تھے۔ آج بھی خطبہ جمعہ سے لوگ بے حد محظوظ ہوئے۔ شام کو داتا علی ہجویری اسلامک سنٹر کے سالانہ جلسہ میلاد النبی ﷺ میں حضرت شاہ صاحب نے وجد آفریں خطاب فرمایا۔ ہر ہر جملہ اور ہر ہر لفظ ادب اور فصاحت و بلاغت کا شاہکار تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے یہ محفل حرم داتا کے جوار میں ہو رہی ہو۔ اس روحانی اجتماع کے بعد خیابان سرسید راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے ہمارے ایک اہم دوست حاجی اقبال مغل نے اپنے گھر پہ محفل میلاد کا اہتمام کر رکھا تھا۔ وہاں بھی راولپنڈی کے کئی ایک دوستوں نے شرکت کی۔ محفل کے بعد رات گئے ہم گھر واپس ہوئے۔

ہفتہ 5۔ اپریل کو ریاست میری لینڈ کے شہر بالٹی مور میں حافظ حبیب اللہ نے سالانہ جلسہ میلاد النبی کا اہتمام کر رکھا تھا۔ وہاں پر ایک عرب شیخ معتصم عطیہ نے انگلش میں میلاد رسول بیان کر کے لوگوں کے دل موہ لئے۔ شاہ صاحب کا خطاب سننے کے لئے میری لینڈ کے علاوہ واشنگٹن اور ورجینیا سے بھی بہت سارے لوگ پہنچے ہوئے تھے۔ قبلہ شاہ جی کے خطاب کے دوران فضائیں سیدی مرشدی یا نبی یا نبی کی صداؤں سے گونجتی رہیں۔ جلسے کے بعد حافظ حبیب اللہ صاحب کے گھر پر کھانا تناول کیا اور رات گئے گھر لوٹے۔

اتوار 6۔ اپریل ورجینیا میں حضرت کے قیام کا آخری جلسہ تھا۔ رات کو ہالیڈے ان ہوٹل الیگزینڈر ورجینیا میں گلوبل پیس مشن کی طرف سے جشن میلاد محسن انسانیت کے عنوان سے جلسہ تھا چونکہ دو ہفتوں سے مسلسل جلسے ہو رہے تھے اس لئے ہمارے دوست پریشان تھے کہ کہیں حاضری کم نہ ہو جائے، مگر شاہ جی نے میری پریشانی دیکھتے ہوئے فرمایا غم نہ کرو اللہ تعالیٰ بندے بھیجے گا اور پھر ایسا ہی ہوا جیسے ہی ہم ہال میں پہنچے، دیکھتے ہی دیکھتے دونوں ہال کھچا کھچ بھر گئے اور سابقہ تمام جلسوں کے ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ اس جلسہ میں فقیر نے گلوبل پیس مشن کا پروگرام پیش کیا اور نومسلموں میں ایک ہزار قرآن حکیم تقسیم کرنے کا اعلان کیا۔ حضرت شاہ جی سے درخواست کی کہ وہ آئندہ سال گلوبل پیس مشن کی طرف سے کیپیٹل ہل واشنگٹن میں جشن میلاد محسن انسانیت میں تشریف لائیں۔

جلسہ کے بعد پھر حسب سابق بہت سے لوگ فقیر کے گھر حضرت شاہ جی کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور رات بھر جاگتے رہے۔

پیر سات اپریل کو حضرت شاہ جی کی ورجینیا سے واپسی تھی۔ عجب منظر تھا جو لوگ رات کو گئے تھے فجر کی نماز پر پھر حاضر تھے۔ نماز کے بعد جو گئے تھے ناشتے کے بعد پھر حاضر تھے اور شاہ صاحب کی روانگی کے وقت آنسوؤں کے ساتھ آپ کو الوداع کہہ رہے تھے۔ فقیر اور بشارت چوہدری شاہ جی کے ہمراہ نیویارک روانہ ہوئے۔ وہاں مکی مسجد میں آپ نے پیر کو بعد نماز مغرب درس قرآن دیا۔ رات لالہ عبدالقیوم کے گھر قیام فرمایا۔ منگل 8۔ اپریل کو دوپہر جماعت اہل سنت امریکہ کی طرف سے قاری عثمان صدیقی کی مسجد میں حضرت شاہ جی کے اعزاز میں الوداعی ظہرانہ دیا گیا۔ جس میں قاری فضل رسول چشتی، علامہ مقصود قادری، قاری ظہور احمد چشتی، سید آصف رضا قادری، حافظ فیض رضا اور قاری عثمان صدیقی نے شرکت کی۔ اسی شام

کوشاہ صاحب کی جے ایف کے سے انگلینڈ کے لئے فلائٹ تھی۔علی نوید انگلینڈ سے ساتھ آئے تھے اور اب ساتھ ہی واپس جا رہے تھے۔میری آنکھوں کے ساتھ دل بھی رو رہا تھا اور بار بار یہ خیال آ رہا تھا:

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
حسن گل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شد

واپسی پر بشارت چوہدری میرے ساتھ تھے اور ہم اداس نگاہوں اور بوجھل دلوں کے ساتھ واپس آ رہے تھے۔میں انہیں کہہ رہا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے یہ گذرنے والے دو ہفتے ماہِ رمضان کے ہفتے تھے۔ہر روز نماز فجر کے بعد محفل ذکر شاہ جی کے ساتھ اور پھر دعائیں۔باجماعت نمازیں،لوگوں کا ہجوم، ہر شخص کا چند لمحوں کے لئے شاہ جی کو اپنے گھر لے جانے کا اصرار اور پھر بہت سے دوستوں کا سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر روحانی منزلوں کی طرف عازم سفر ہونا۔ایسے محسوس ہوتا جیسے ورجینیا پر اللہ تعالیٰ کے خاص انوار کی برکھا برس رہی ہے۔دلوں کی دنیا بدل رہی ہے۔شاہ جی کے دورے نے ورجینیا کے مسلمانوں کے قلوب پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ان کی خدمت میں، ان کی معیت میں گزرے ہوئے لمحوں میں بکھرتی روشنیوں اور لوگوں کی سنورتی حالتوں کو دیکھ کر ان کے سارے دورے کو ان دو مصرعوں میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

ان کا سایا اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گذرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

لبیک یارسول اللہ سیمینار

علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ

لاہوریات روزنامہ نوائے وقت لاہور 19۔ جون 2008ء

جماعتِ اہلِ سنت پنجاب نے ایوانِ اقبال لاہور میں ایک عظیم الشان لبیک یارسول اللہ سیمینار کا اہتمام کیا جس میں علمائے کرام و مشائخ عظام نے اپنے اپنے علم و بصیرت کی روشنی میں اسلام دشمن قوتوں کو ظلمتِ گمراہی سے نکال کر اسلام کی راہِ رشد و ہدایت پر ڈال دینے کا تبلیغی فریضہ ادا کیا اور بدفطرت و بدبخت شاتمانِ طاغوت پر واضح کرنے کی کوشش کی کہ وہ اسلام کے دامانِ صبر و تحمل و بردباری کے سائے میں آکر جہنم واصل ہونے سے بچ نکلیں اور مسلمانانِ عالم کے خلاف اپنی معاندانہ سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو ختم کر کے پیغمبرِ اسلام حضرتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کے عطا کردہ سرچشمۂ اصلاح و فلاح سے فیضان پانے کی فکر استوار کریں۔ اس تقریب کی صدارت کے فرائض سید مظہر سعید کاظمی نے ادا کئے جبکہ جسٹس (ر) میاں نذیر اختر، پروفیسر ساجد الرحمن، سید بلال حسین چشتی، حاجی فضل کریم، ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری، میاں ابوبکر نقشبندی، سید ظفر اقبال، مفتی محمد محب اللہ نوری، علامہ عبد المصطفےٰ ہزاروی، مولانا غلام محمد سیالوی، قاضی محمود احمد، صاحبزادہ رضا حیدر، قمر سلطان امیر افضل، سید ادریس زنجانی، قاری خالد محمود، علامہ سید ریاض حسین شاہ اور مفتی محمد صدیق ہزاروی کے خیالات سے ایوان مستفید و مستفیض ہوا، محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر طاہر رضا بخاری بھی اس محفل میں موجود تھے، جبکہ میاں مرغوب احمد ایم این اے، سید عمران شاہ ایم این اے اور مہر اشتیاق ایم پی اے کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ تلاوتِ قرآن مجید کی سعادت قاری غلام رسول کے حصے میں آئی جبکہ مختار احمد صدیقی نے ہدیہ نعت پیش کیا۔

ہم جب اس ایوان میں داخل ہوئے تو علماء کرام و مشائخ عظام اور ان کے ارادت کیش و عقیدت گزار و شاگردان باصفا جوق بہ جوق اس ایوان میں داخل ہو رہے تھے، مگر تقاریر بھی جاری تھیں۔ یوں تو ایوانِ اقبال کے آغوش میں بے پایاں وسعت نظر آتی ہے مگر جب مخلوق کا رجحان اس کی طرف ہو جائے تو اس کا دامانِ تواضع بھی تنگ نظر آنے لگتا ہے، تاہم اس سیمینار کے ناظم اور سٹیج سیکرٹری مفتی محمد

اقبال چشتی دربار حضرت داتا گنج بخش میں منعقد ہونے والی تقاریب کے حسنِ انتظام کے تقاضوں سے گزرتے رہتے ہیں، لہٰذا آج بھی نظم وضبط قائم رکھنے میں انہیں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔

آج کے سیمینار کا بنیادی مقصد وہی معلوم ہو رہا تھا کہ اسلامیان عالم مغربی ممالک کی طاغوتی طاقتوں پر واضح کر دیں کہ پوری دنیا کے فرزندانِ اسلام، نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ وحفاظت کے لئے ہمہ وقت سر بکف اور کفن بر دوش ہو کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں اور وہ طاغوتی طاقتوں کے نشریاتی اور اشاعتی اداروں پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے ہیں کہ وہ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں آدابِ اظہار و بیان کو پوری طرح ملحوظ رکھیں ورنہ ان کی کوتاہی آداب کے سامنے اسلامیانِ عالم ایک طوفان کی طرح اٹھ جائیں گے اور دنیائے طاغوت ایک ایسی تباہ کن صورتحال سے دوچار ہو جائے گی جس کا تصور کر لینے سے بھی شاید وہ قاصر ہے۔ ڈنمارک، ہالینڈ اور جرمنی کے علاوہ دیگر طاغوتی ممالک اور ظلمتِ شرک وکفر میں گھرے ہوئے ان کے اسلام دشمن عوام، فرزندانِ توحید کی دلآزاری سے باز آ جائیں اور جس طرح مسلمان اللہ تبارک وتعالیٰ کے مبعوث کردہ تمام مرسلین کرام وانبیاء علیہم السلام کی عزت وناموس کا تحفظ کرنا اور ان کی صداقتِ بعثت پر یقین رکھنا اپنے ایمان کی تکمیل کا باعث سمجھتے ہیں اور جس کے بغیر نہ تو وہ مسلمان کہلا سکتے ہیں نہ مسلمان ہو سکتے ہیں اور نہ مسلمان رہ سکتے ہیں۔ اسی طرح اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ بھی پیغمبر اسلام ونبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت وناموس اور تکریم واحترام کو پوری طرح ملحوظ رکھا کریں تاکہ اسلامیانِ عالم کی دلآزاری کا امکان کسی طرح بھی پیدا نہ ہو بلکہ اگر طاغوتی طاقتوں کے اندر ایسے عناصر موجود ہوں جو اسلامیانِ عالم کی دلآزاری اور ان کی غیرت وحمیت کو چیلنج کرنے کا باعث بنتے رہتے ہوں تو خود طاغوتی طاقتوں کے اندر موجود اصلاح پسند لوگوں کو ایسے عناصر پر اس طرح قابو پا لینا چاہئے کہ وہ کسی کی توہین ودلآزاری کا باعث نہ بن جایا کریں۔

آج سید ریاض حسین شاہ کے طویل مقالے میں بھی بڑے بلیغ انداز میں اس خیال کا ابلاغ کرنے کی کوشش کی گئی اور واضح کیا گیا کہ احترام تو انسان کو فطرت، ماں کی گود میں سب سے پہلے عطا کرتی ہے، پھر آہستہ آہستہ حیاتِ انسانی اس فطری جذبہ سے فیض یاب ہونے لگ جاتی ہے کیونکہ جس نسل اور قوم میں احترام کا جذبہ نہیں رہے گا وہ ماضی سے کٹ جائے گی لہٰذا انسانیت کو خود باعزت وباوقار

رہنے کے لئے نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوۂ حسنہ وتعلیمات ورشد وہدایت سے مربوط ہونا ہوگا کیونکہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس وبابرکات کے فیضانِ بے پایاں ہی سے انسان کی چشمِ بصیرت کو بینائی مرحمت ہوئی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے بنی نوع انسان کے دلوں کو شفاف ومنزہ ومصفا کیا۔ ارواح کو سکون عطا فرمایا اور دماغ کو درخشندہ وتابندہ وروشن کردیا۔ آپ ﷺ ہی کی ذات سے تخت عالم پر امن عامہ قائم ہوا اور اس کو استحکام ملا۔ آپ ﷺ نے غم وطرب کے ہر پیمانے میں انسان کی رہنمائی فرمائی ہے۔ آپ ﷺ ہی کی جلوہ نمائی سے کائنات کے موسم بدلے اور خاکدانِ عالم میں بہاریں گل فشاں ہوئیں، مگر یہود ونصاریٰ ان درخشاں حقائق سے پوری طرح آگاہ ہوتے ہوئے بھی اس چشمۂ فیضان سے متمتع ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں کیونکہ یہودی نسلی تعصبات کو عام کردینے کے خلجان میں مبتلا ہیں اور اس وقت پوری دنیا میں بارگاہِ رسالت مآب کی عزت واحترام سے صرف نظر کرنے کے باب میں جتنی سازشیں ہورہی ہیں ان میں مرکزی کردار صیہونی شیطان وابلیس ہی ادا کررہے ہیں اور انہوں نے ایک ایسی صورت پیدا کردی ہے کہ اسلام کے دامانِ انسانیت پرور وعافیت اماں سے گریزاں ہوکر سوائے وحشت وبہیمیت کے دنیا میں کچھ نہیں رہتا۔ اس وقت انسانیت ایک کٹھن آزمائش سے گزر رہی ہے۔ عزت واحترام کے تقاضوں کو نظر انداز کرکے انسانی فطرت کو مسخ کرتے رہنے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں جو کسی طرح بھی انسان کی فلاح وبہبود کا راستہ نہیں ہے۔ انسانی فلاح وبہبود تو قرآن وسنت ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوجانے میں مضمر ہے۔ نبی آخرالزماں حضرتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس وبابرکات ایک ہمہ پہلو اور ہشت جہت رحمت ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی ذات والا صفات ہی انسانیت کا عز ووقار ہے اور انسانیت کو اپنی فلاح وبہبودِ دنیوی اور نجاتِ اخروی کے لئے بارگاہِ نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی طرف لوٹنا ہوگا۔

”لبیک یارسول اللہؐ“ سیمینار سے مقررین کا خطاب

امجد ارباب عباسی

روزنامہ اوصاف لاہور 13۔جون 2008ء

اندرونی اور بیرونی سطح پر رسول محترم و محتشم آقا مصطفیٰ کریم رؤف الرحیم ﷺ کی ذات گرامی القدر کی عزت و ناموس پاک پر شیطانی چیلے تیزی سے حملہ آور ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت پر حملوں کے مختلف انداز و اطوار ہوں یا خاکوں کی اشاعت سے لے کر تحاریر و تقاریر میں شانِ رسالت مآب ﷺ کے خلاف جسارتوں کی کوششیں ہمیں ہر سطح پر فتنہ گو بر سرِ پیکار نظر آتے ہیں۔ ان سب کے ردعمل میں ہمارا انفرادی اور اجتماعی کردار کیا ہونا چاہیے اور ہم اس سب سے اہم و بنیادی حوالے سے اپنی ذمہ داریاں کس طرح ادا کر رہے ہیں۔ حکمرانوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور وہ کس طرح مصلحتوں کا شکار ہیں۔ عالمی سرمایہ دارانہ نظام نے عام آدمی سے روٹی کا نوالہ تک چھین لینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور مسلمانوں کے جان و ایمان، مرکز کائنات، مختار و ممتاز نبی ﷺ کی عزت و عظمت کے جذبوں سے بھی خالی کر دینے کے لئے کس قدر گھٹیا حربے اپنائے جا رہے ہیں۔ الامان والحفیظ۔۔۔۔۔ ان سب حالات میں گذشتہ کچھ عرصہ کے دوران گستاخانہ جسارتوں کی مذمت نیز بیداریٔ اُمت کے لئے لاہور، کراچی، ملتان سمیت جا بجا بڑی بڑی ریلیوں کا انتظام و اہتمام جماعت اہل سنت کی مختلف سطح کی تنظیمات نے کیا جبکہ ملک و بیرون ملک مختلف جلسوں، مذاکروں، سیمینارز وغیرہ کے ذریعہ محبت عزت و عظمت رسالت مآب ﷺ کے لئے کوششیں اور کاوشیں جاری ہیں۔

گزشتہ اتوار 8۔ جون 2008 کو اس سلسلہ میں جماعت اہل سنت پاکستان صوبہ پنجاب نے اقبال ہال لاہور میں ایسی فکری نشست کا اہتمام کیا جس کے اثرات اور ثمرات اس راستے کی بہت سی کمزوریوں کو دور کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے، تاہم معاملہ جتنا سنگین، حساس اور طاقتور ردعمل کا متقاضی ہے اس کے لئے 8۔ جون کے سیمینار سمیت جا بجا دھرائے جانے والے ردعمل کے لئے مسلم دنیا کے حکمرانوں کے کردار کی ضرورت باقی ہے۔ 8۔ جون اقبال ہال (لاہور) کے ''لبیک یا رسول اللہ سیمینار'' کی میزبانی جماعت اہل سنت پاکستان صوبہ پنجاب کے ذمہ تھی جبکہ اس کی صدارت مرکزی امیر

جماعت اہل سنت پروفیسر پیر سید مظہر سعید کاظمی نے کی اور قابل ذکر مقررین میں سیکرٹری جنرل مفکر اسلام مفسر قران علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ جی سمیت ارکان قومی اسمبلی علامہ حامد سعید کاظمی، صاجزادہ حاجی محمد فضل کریم، جسٹس (ر) نذیر اختر، ڈاکٹر ساجد الرحمان، سابق صوبائی وزیر ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری، علامہ صدیق ہزاروی، آزاد جموں وکشمیر حکومت کے وزیر صاجزادہ حامد رضا، سید صفدر شاہ، مرکزی ناظم اطلاعات ونشریات رائے محمد نواز کھرل، انجمن طلباء اسلام کے مرکزی صدر سید راشد شاہ گردیزی، میاں ابوبکر شرقپوری، صاجزادہ محب اللہ نوری سمیت متعدد دانش وروں نے خطاب کیا۔

پیر سید مظہر سعید کاظمی نے کہا کہ جماعت اہل سنت پاکستان تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ گستاخانِ رسول کی سرکوبی کے لئے غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور غازی عامر چیمہ شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جزبوں کو اپنائیں گے بھی اور پھیلائیں گے بھی، تاکہ گستاخی کی جسارت کرنے والوں کو اپنا انجام سامنے نظر آئے اور وہ ایسی جسارتوں سے باز رہیں۔ عقیدہ ختمِ نبوت پر حملوں، توہین آمیز خاکوں اور شیطانی سوچ پرمبنی فلم سمیت تمام شیطانی چالیں اور حربے یورپ اور امریکہ کی ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اپنا رہے ہیں تاکہ اہل اسلام میں اس کے ردعمل میں اشتعال پیدا ہو اور وہ دینِ اسلام کو دہشت گرد ثابت کر سکیں۔ ان مذموم ہتھکنڈوں پر اہل یورپ اور امریکہ کو شرم آنی چاہیئے۔ دین اسلام امن کا داعی ہے اور ہر طرح کی دہشت گردی کو برا سمجھتا ہے۔ اہل اسلام کے دینی جذبات اور ایمانی احساسات کے ساتھ کھیلنے والے اہل مغرب اور ان کے مقامی ایجنٹ اصل دہشت گرد ہیں ان کے چہرے انتہائی بھیانک اور مکروہ ہیں۔

مفکر اسلام مفسر قران علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ جی نے ڈنمارک کے اخبارات میں پیغمبر اسلام کے خلاف کارٹونوں کی اشاعت کی شیطانی کوشش کو ایک ارب پچیس کروڑ مسلمانوں کی غیرت کے لیے چیلنج قرار دیتے ہوئے "لبیک یا رسول اللہ ﷺ سیمینار" سے اپنے خطاب میں کہا کہ ان گستاخیوں کی جرأت مسلمان حکمرانوں کی بزدلی کے باعث پیدا ہو رہی ہے، لیکن ہم اہل مغرب کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ اس چیلنج کا جواب جہاد میں مضمر ہے، اس لئے ہم ان کے حملوں کے جواب میں اعلان جہاد کرتے ہیں۔ جماعت اہل سنت کے کارکن پہلے سے زیادہ منظم ہو کر نگر نگر اپنے پیارے نبی ﷺ کے ناموس پاک کے لئے ہر محاذ پر خوب محنت اٹھائیں۔ ہماری تحریک ہی فروغ محبت رسول ﷺ کے لئے

ہے۔ محبتوں کے اتنے چراغ روشن کریں گے کہ اندھیروں کو سر پٹخنے بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا۔ ہر سطح کے عہدے داران اور کارکنان کو اپنے رویوں کا احتساب کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے کہ وہ وقت کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے ایمانی، روحانی اور عملی صلاحیت کس قدر حاصل کر سکے ہیں اور اس راستے میں ان کے سفر کو منزل آشنا ہونے میں کیا رکاوٹیں درپیش ہیں۔ اصلاح کا جو بیڑا جماعت اہل سنت پاکستان نے اٹھایا ہے وہ کٹھن ضرور ہے لیکن اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کا حوصلہ بھی ہماری میراث ہے۔

جسٹس (ر) نذیر اختر نے اپنے خطاب میں کہا کہ انسانی حقوق کے علمبردار بننے والوں نے توہین آمیز خاکے شائع کر کے دنیا بھر کے مسلمانوں کے بنیادی حقوق پامال کر دیئے ہیں، دل آزار کارٹونوں کے شیطانی محرکین کڑی سے کڑی سزا کے مستحق ہیں۔ رکن قومی اسمبلی اور نظام مصطفیٰ پارٹی کے سیکرٹری جنرل علامہ صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی نے کہا کہ کتوں اور بلیوں کے حقوق کے نام پر تنظیمیں قائم کرنے والوں کو شرم نہیں آئی کہ وہ بار بار دنیا بھر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے حقوق دینی کو اس بری طرح پامال کیا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کا یہ رویہ ناقابل معافی اور مذموم ہے۔

ڈاکٹر ساجد الرحمان نے قرار دیا کہ یورپ اور امریکہ مسلمانوں کے جذبہ عشق رسول ﷺ سے خوف زدہ ہونے کے سبب یہ حرکتیں کر رہا ہے۔ مفتی غلام سرور قادری نے عشق رسالت مآب ﷺ کے جذبہ کو اہل ایمان کا اسلحہ قرار دیتے ہوئے اسے استعمال میں لانے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہود و ہنود کے ہولوکاسٹ پر لب کشائی قانونی جرم ہے لیکن کائنات کی سب سے عظیم ہستی کے حوالے سے دریدہ دہنی کو آزادی رائے قرار دینا سب سے بڑی منافقت ہے۔

انجمن طلباء اسلام کے مرکزی صدر سید راشد گردیزی نے اعلان کیا کہ اے ٹی آئی کا ہر کارکن جماعت اہل سنت کے مقدس مشن پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہے۔ رائے محمد نواز کھرل نے کہا کہ جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب نے یہ سیمینار بلا کر نمایاں خدمت کی ہے۔

جنرل سیکرٹری پنجاب مفتی محمد اقبال چشتی نے جذبہ عشق رسول ﷺ کے فروغ کے لئے شب و روز محنت کے عزم کا اعادہ کیا۔ صوبائی صدر علامہ خالد محمود نقشبندی نے کہا کہ محبتوں کے یہ قافلے رواں دواں رہیں گے اور دشمنانِ مصطفیٰ کریم کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ مختلف قراردادوں کے ذریعہ مہنگائی کے خاتمے،

روزگار کی فراہمی، لوڈشیڈنگ سے نجات، عدلیہ کی بحالی، ڈاکٹر قدیر خان کی رہائی سمیت وکلاء کے لانگ مارچ کی بھی تائید وحمایت کی گئی۔

لبیک یارسول اللہ سیمینار

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ جولائی 2008

یہود ونصاریٰ کی اسلام دشمنی، گستاخانہ خاکوں اورقرآن پاک کی بے ادبی پر مشتمل فلم سے عالم اسلام جس کرب واذیت میں مبتلا ہے، کسی ذی ہوش شخص سے پنہاں نہیں۔ چار دانگ عالم ہونے والے احتجاجی مظاہرے، ریلیاں، سیمینارز اور کانفرنسز اس کا بین ثبوت ہیں کہ ہر مسلمان اپنی اپنی بساط کے مطابق سراپا احتجاج بنا ہوا ہے۔ جماعت اہل سنت پاکستان ایک خالصتاً مذہبی غیر سیاسی تنظیم ہے جس کا مقصدِ اولین عزت وناموس رسالت کا تحفظ اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت ہے۔ اہل مغرب کی جانب سے کی جانے والی گستاخیوں کے واقعات پر جماعت اہل سنت نے ہر مقام اور ہر موقع پر احتجاج کیا۔ 9۔ مارچ کو راولپنڈی میں ہونے والی آل پاکستان سُنی کانفرنس، ہر صوبہ میں لبیک یارسول اللہ ریلیاں، سیمینارز اور احتجاجی مظاہرے اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ گزشتہ دنوں جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب کی عزم وہمت سے بھرپور، جواں ہمت اور بلند حوصلہ قیادت خصوصاً قاری خالد محمود اور علامہ مفتی محمد اقبال چشتی کی زیر نگرانی داتا علی ہجویری کے مزار شریف سے لے کر جی پی او چوک تک جو عظیم الشان اور کامیاب ''لبیک یارسول اللہ ریلی'' نکالی گئی وہ اپنی مثال آپ تھی۔ لاہور کے در و دیوار ''لبیک یارسول اللہ'' کی صداؤں سے گونج رہے تھے۔ اس کامیاب وکامران ریلی کے بعد کارکنوں میں گویا بجلی کی لہر دوڑ گئی چنانچہ صوبہ پنجاب کی سمجھدار قیادت نے 8۔ جون کو ایوان اقبال لاہور میں ''لبیک یارسول اللہ سیمینار'' کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ اعلان ہونا تھا کہ صوبہ پنجاب کی ذیلی تنظیمیں، خصوصاً لاہور ڈویژن اور ضلع لاہور حرکت میں آ گیا۔ جگہ جگہ اشتہار، بینرز، کارنر میٹنگز، انفرادی دعوتیں اور اجتماعی کاوشیں کی جانے لگیں۔ ظاہر ہے ان سب کوششوں کی صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ مسلک حق اہل سنت کے بے باک ترجمان، خطیب اسلام مفتی محمد اقبال چشتی نگرانی کر رہے تھے اور آپ کا ساتھ جماعت کی ذیلی تنظیمیں خصوصاً لاہور سے پیر سید شمس الدین بخاری، پروفیسر محمد عبدالعزیز نیازی، قاری فیروز صدیقی، مولانا محمد سلیم ہمدمی اور قاری نذیر قادری و دیگر دے رہے تھے۔ ان کے علاوہ لاہور سے باہر دوسرے اضلاع کی

تنظیمیں اپنے اپنے دائرہ میں رہتے ہوئے سرگرم عمل ہوگئیں۔ لاہور انتظامیہ سے اجازت، ہال کی بکنگ اور جلسہ گاہ کی بینروں سے سجاوٹ کی ذمہ داری ضلع لاہور کے جواں سال ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیم ہمدمی نے احسن انداز سے نبھائی، جبکہ مختلف وفود کی شکل میں تقریباً ہر عالم دین اور شیخ طریقت کو دعوت دی گئی۔

8۔ جون 2008 کا سورج طلوع ہوا، اگرچہ سیمینار کا وقت ایک بجے دوپہر تھا لیکن 12۔ بجے ہی لوگ ایوان اقبال پہنچنا شروع ہوگئے، حتیٰ کہ ایک بجے تک ایوان اقبال کا وسیع ہال اپنی وسعتوں سمیت تنگ نظر آنے لگا۔ ایوان اقبال کے آڈیٹوریم سے ملحقہ مسجد میں نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد ''لبیک یارسول اللہ'' سیمینار کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا۔ قاری ضمیر محمود یار سعیدی کی تلاوت اور حاجی ذوالفقار شمسی و قاری صدیق چشتی کی نعت کے بعد جب سٹیج سیکرٹری قاری نذیر احمد قادری نے تلاوت کلام پاک کے لئے استاذ القراء قاری غلام رسول کو دعوت دی تو سارا مجمع ہمہ تن گوش ہوگیا۔ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود قاری غلام رسول نے قرآن کے نور سے وہ سماں باندھا کہ آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ آپ نے مختلف مقامات سے حضور ﷺ کے القابات والی آیات پڑھ کر قرآن کا نعتِ رسول مقبول ﷺ ہونا بھی ثابت کیا اور حاضرین کے جذبہ عشق رسول کو بھی مہمیز عطا کی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد ملک کے مشہور ثنا خواں قاری مختار احمد صدیقی اور ان کے ساتھی نے ''لبیک یارسول اللہ'' کے مصرع پر مبنی برموقع اور برمحل نعت سنا کر حاضرین کو جذبات کی رو میں بہا دیا۔ اس کے بعد خطابات کا سلسلہ شروع ہوا اور سب سے پہلے جماعت اہل سنت لاہور ڈویژن کے امیر پروفیسر محمد عبدالعزیز نیازی کا خطاب ہوا۔

پروفیسر محمد عبدالعزیز نیازی امیر لاہور ڈویژن:

آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا جال بنا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ گزشتہ سات سالوں کے اندر عراق میں 15۔ لاکھ اور افغانستان میں پانچ لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا جاچکا ہے۔ یاد رکھیں امن اور سلامتی کا پیغام صرف اسلام دیتا ہے، جب تک ایمان نہ لایا جائے گا دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکے گا۔ کائنات میں امن مدینے کے صدقے قائم ہوگا۔ مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اپنے فرائض پورے کرنے ہوں گے۔

پروفیسر صاحب کے خطاب کے بعد مائیک صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ مفتی محمد اقبال چشتی نے

سنبھالا اور اپنے مخصوص دلنشیں، پر جوش اور ولولہ انگیز انداز کے ساتھ نہایت احسن طریقہ سے پروگرام کو چلانا شروع کیا، چنانچہ آپ نے استاذ العلماء شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی کو دعوت خطاب دی۔

مفتی محمد صدیق ہزاروی:

مرکزی ناظم تعلیمات جماعت اہل سنت پاکستاآپ نے اپنے پُر مغز، مدلل اور عالمانہ خطاب میں قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ سے ثابت کیا کہ شاتم رسول کی سزا موت ہے۔انھوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی گستاخی کرنے والے موت کو دعوت دیتے ہیں۔آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے حوالے سے کہا کہ حضور ﷺ سے کامل محبت کی نشانی آپ کے دشمنوں سے کامل عداوت ہے۔آپ نے کہا کہ محبّ، محبوب کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتا۔اسی طرح محبوب کے دشمنوں سے محبت نہیں رکھ سکتا۔

علامہ سید فدا حسین شاہ:

ملک کے مشہور ومعروف خطیب نے اپنے زوردار خطاب میں کہا کہ اگر ملک کے کسی وزیر، جج یا اعلیٰ عہدیدار کی توہین کی جائے تو سارا قانون حرکت میں آجاتا ہے لیکن کس قدر ظلم ہے کہ حضور ﷺ کے گستاخوں کے لئے قانون حرکت میں کیوں نہیں آیا۔انھوں نے سیاستدانوں خصوصاً میاں نواز شریف اور آصف علی زرداری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے عزت و ناموس رسالت کی بات کریں۔

میاں مرغوب احمد:

مسلم لیگ (ن) کے رہنما نے کہا کہ جب تک اپنی جان مال حضور ﷺ کے لئے قربان کرنے کا جذبہ پیدا نہ ہوگا کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔انھوں نے کہا کہ جس طرح مسلمان پس رہے ہیں یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔حضور ﷺ کے لئے اپنی جان قربان کرنا اور کٹ مرنا اعزاز کی بات ہے۔

پیر سید شمس الدین بخاری:

امیر ضلع لاہور عالم باعمل، شہرہ آفاق خطیب اور ضلع لاہور کے امیر نے اپنے زوردار خطاب میں صوبہ پنجاب کی قیادت کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم صرف اور صرف عزت وناموس رسالت کے تحفظ کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور ضرورت پڑی تو اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کرنے میں خوشی محسوس کریں گے۔انھوں نے عالمانہ انداز میں کہا کہ حضور ﷺ تو ''محمد'' ہیں اور وہ ''محمد'' ہی رہیں گے۔

انھوں نے کہا کہ آج اگر اقوام عالم پر غلبہ چاہتے ہو تو حضور ﷺ کے لئے غیرت کا مظاہرہ کرو، ساری دنیا تمھارا احترام کرے گی۔

جسٹس میاں نذیر اختر:

آپ نے اپنا تحقیقی مقالہ پڑھتے ہوئے تاریخی اعتبار سے ثابت کیا کہ گستاخی رسول کے جرم کی سزا بلا شک وشبہ موت ہے۔ آپ نے دورِ رسالت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک صحابی نے گستاخیِ رسول پر اپنی بیوی کو قتل کر دیا تو حضور ﷺ نے اسے بری کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ حضور کے وصال کے بعد کسی شخص کو حضور کی گستاخی معاف کرنے کا حق حاصل نہیں۔ اُمت کا فریضہ ہے کہ گستاخوں کو کیفرِ کردار تک پہنچائیں۔ انھوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی ذات تو ورا الوراء حضور کی قبر انور بلکہ نسبت والی ہر شے کی توہین جرم ہے۔ پاکستانی حکومت کے کردار پر نکتہ چینی کرتے ہوئے آپ نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ پاکستان کو گستاخ ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے تھا، لیکن افسوس کہ ہمارے صدر نے ناروے کا دورہ کیا اور ان گستاخیوں کے خلاف ایک لفظ بھی ادا نہ کیا۔

ڈاکٹر سید طاہر رضا بخاری:

آپ نے اپنے خوبصورت خطاب میں برجستہ شعروں کا نہایت دلنشیں انداز سے استعمال کیا خصوصاً اقبال کے حوالے سے عشقِ رسول کی آگ کو مزید گرماتے ہوئے کہا کہ مسولینی کو علامہ اقبال نے کہا تھا کہ آپ اگر اسلامی نظامِ فکر کو اپنا لیں تو پورے یورپ پر آپ کا تسلط قائم ہو جائے گا۔ آپ نے یہ شعر پڑھ کر اپنے مضمون کو تقویت دی:

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

ڈاکٹر پروفیسر ساجد الرحمان:

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسر نے کہا کہ حضور ﷺ ہمارے دین وایمان کا مرکز ہیں اور اگر مرکز کو نکال دیا جائے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ انھوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی اداؤں کا نام ہی شریعت ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر اپنی عظمت وشوکتِ رفتہ دوبارہ چاہتے ہو تو پھر پیچھے مڑ کر دیکھنا ہوگا اور حضور ﷺ کی گردِ راہ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانا ہوگا۔ ہمیں اٹھنا بیٹھنا

حضور ﷺ کی سنت کے مطابق کرنا ہوگا۔ یہ افسوس کی بات نہیں کہ پاکستان میں 16 سالہ پڑھائی میں قرآن پاک بھی مکمل طور پر نہیں پڑھایا جاتا۔ کیا یہی حضور ﷺ سے محبت ہے؟

مولانا غلام محمد سیالوی:

آپ نے اپنے مخصوص انداز سے کہا کہ یہ سیمینار حضور ﷺ کی عزت و ناموس کے لئے کفن باندھ کر نکلنے کا نام ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگر ججوں کی بحالی کے لئے لانگ مارچ ہو سکتے ہیں تو عظمت رسول ﷺ کے لئے لانگ مارچ کیوں نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے کہا کہ آیئے اپنے اپنے زاویوں سے باہر نکل کر دنیا کو بتا دیں کہ ہم عظمت رسول ﷺ کے لئے جان قربان کرنے کو بھی تیار ہیں۔

حاجی محمد فضل کریم ایم این اے:

ممبر قومی اسمبلی نے قائدین صوبہ پنجاب کو اس عظیم الشان تقریب منعقد کرنے پر مبارکباد پیش کی اور کہا کہ ہم گستاخان رسول کے خلاف سیمینار میں شریک ہیں لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ Telenor کی سمیں ہماری جیبوں میں ہیں۔ انھوں نے کہا کہ بذریعہ اشتہار عوام سے اپیل کی جائے کہ گستاخ ممالک کی ہر شے کا بائیکاٹ کیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ گستاخانہ خاکوں کے خلاف میں نے جو قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کی موجودہ حکومت جان بوجھ کر اسے دبائے ہوئے ہے۔ انھوں نے کہا کہ جماعت کے ہر پروگرام میں شامل ہونا بلکہ سر کے بل چل کر آنا فرض منصبی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ روحانی جماعت ہے اور اسی جماعت سے مجھے عزت ملی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم وکلاء تحریک کے ساتھ ہیں لیکن وکلاء سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے حقوق کے لئے آواز بلند کی جائے۔

حاجی محمد فضل کریم کے خطاب کے بعد صوبائی ناظم اعلیٰ مفتی محمد اقبال چشتی نے ولولہ انگیز اور محبت و عقیدت سے بھرپور انداز کے ساتھ جب مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر اسلام مفسر قرآن پیر سید ریاض حسین شاہ کو دعوت خطاب دی تو پورے ہال میں موجود حاضرین کا جذبہ شوق دیدنی تھا۔

سید ریاض حسین شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان:

لبیک یارسول اللہ کی صداؤں میں جب مرکزی ناظم اعلیٰ نے خطاب شروع کیا تو پورا ایوان اقبال گویا سناٹے میں ڈوب گیا۔ شاید سوئی گرنے کی آواز بھی سماعتوں پر بوجھ تصور ہوتی۔ ان لمحات میں شاہ جی نے صوبہ پنجاب کی قیادت خصوصاً قاری خالد محمود اور مفتی محمد اقبال چشتی کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ

ہمارے دور میں مادی لحاظ سے ترقی کا گراف اونچا ضرور ہوا ہے لیکن اقدار اور روحانیت زائل ہوگئی ہے۔ تہذیبِ مغربی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ جی نے کہا کہ ''بچھوؤں سے تہذیب نہیں سیکھی جاسکتی''۔ انھوں نے کہا کہ اگر ہم مسلمان اپنا مذہب صحیح طریقے سے مان لیں تو ہمارے سارے مسئلے حل ہو جائیں۔ انھوں نے کہا آؤ کوشش کریں کہ اس دھرتی پر نظام مصطفےٰ نافذ ہو جائے۔شاہ جی نے مسلمانوں پر یہود و نصاریٰ کے ظلم وستم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ عراق میں تقریباً 15۔لاکھ اور افغانستان میں 5۔لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ دراصل وہ لوگ ''یارسول اللہ'' کہنے والی نسل کو ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن یاد رکھیں! اگر میرے رسول کا نام نہ ہوگا تو تمہاری دنیا قائم نہ رہ سکے گی۔ انھوں نے کہا کہ ہم علماء و مشائخ سے درخواست کرتے ہیں کہ مدرسوں اور خانقاہوں میں پھر سے بہار لاؤ، اس دنیا میں آج بھی صوفیاء کے قدموں کے نشاں باقی ہیں۔آپ نے چونکا دینے والے انکشافات کرتے ہوئے کہا کہ انگریزوں نے جرم اور مجرموں کو تقویت دینے کے لئے مختلف کتابیں لکھیں اور مسلمان ممالک میں پھیلا دیں تاکہ مسلمانوں میں لاقانونیت اور جرم عام کیا جاسکے۔ چنانچہ آپ نے مندرجہ ذیل کتابوں کے نام بھی گنوائے جو آپ نے بذات خود ملاحظہ فرمائی تھیں:

1. How not to pay IncomTax
2. How to comit suicide
3. Two thousands Insults
4. How to comit fraud
5. How to kill your husband

مندرجہ بالا کتب کے نام ہی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ کسی مہذب معاشرہ کی عکاس نہیں ہوسکتیں۔

آپ نے تمام مسلمانوں کو خوشخبری سناتے ہوئے کہا کہ وائٹ ہاؤس میں میلاد منانے کی اجازت امریکی انتظامیہ سے حاصل ہوگئی ہے، لہٰذا انشاء اللہ آئندہ سال 12۔ربیع الاول کو امریکہ کے وائٹ ہاؤس میں محفل میلاد کا انعقاد کیا جائے گا اور اقوام عالم کو بتایا جائے گا کہ اگر دنیا کو بچانا ہے تو حضور ﷺ کے قدموں میں بیٹھنا ہوگا۔

شاہ جی کے خطاب کے بعد جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب کے امیر قاری خالد محمود نقشبندی نے

تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا بیحد شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں اس سیمینار کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد مرکزی امیر حضرت علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی کو خطبہ صدارت کی دعوت دی گئی تو تمام حاضرین نے کھڑے ہوکر آپ کا نعروں کی گونج میں والہانہ استقبال کیا۔

پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی: مرکزی امیر جماعت اہل سنت پاکستان:

آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں کہا کہ موجودہ صورتحال میں مسلمانوں کے لئے جس نعرہ مستانہ کی ضرورت ہے وہی اس سیمینار کا موضوع اور عنوان ہے۔ انھوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی نسبت ہی ہماری جان اور ہماری پہچان ہے۔ دین کی اصل اور نجات کی راہ حضور ﷺ ہی کی ذات اقدس ہے۔ بندگی کی انتہاء حُبِ رسول کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ مسلمانوں کے احوال پر گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ آج ہم حُبِ رسول کے معیار پر کس قدر پورا اترتے ہیں، دامن رسول سے ہماری وابستگی کتنی گہری ہے۔ انھوں نے کہا کہ صرف کھانا پینا ہی زندگی نہیں بلکہ زندگی وہ ہے جو شرف انسانیت کے تقاضے پورے کرنے والی ہو۔

سیمینار کی کارروائی کے دوران سٹیج سیکرٹری صوبائی ناظم اعلیٰ اور ناظم سیمینار حضرت مفتی محمد اقبال چشتی اپنی ولولہ انگیز، پر جوش اور عشق و مستی میں ڈوبی نقابت سے حاضرین کو مستفید فرماتے رہے۔ آپ نے کہا کہ ہم اس سیمینار میں صرف اور صرف حضور ﷺ سے وفا کے رشتے کو مدنظر رکھتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے حاضرین کے جوش و جذبے کو مہمیز لگاتے ہوئے کہا کہ گرمی کے اس موسم میں آپ لوگوں کا عزت و ناموس مصطفےٰ کے لئے گھروں سے نکلنا حضور ﷺ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اور گرمی عشق رسول نے آپ کو موسمی گرمی سے محفوظ بنا دیا ہے، بلکہ یقیناً آپ جہنم اور محشر کی گرمی سے بھی محفوظ ہوگئے ہیں۔ آپ کی نظامت کے دوران پورا آڈیٹوریم مندرجہ ذیل نعروں سے گونجتا رہا:

نعرہ تکبیر: اللہ اکبر

نعرہ رسالت: یارسول اللہ ﷺ

ہر مومن کی صدا لبیک یا رسول اللہ

غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے

جو ہو نہ عشق مصطفےٰ تو زندگی فضول ہے

آخر میں قاری غلام رسول نے سلام کے اشعار پڑھ کر حاضرین پر رقت طاری کر دی۔ سلام کے بعد اجمیر شریف کے سجادہ نشین سید بلال حسین چشتی کی دعا سے اس عظیم الشان، فکری اور تاریخی سیمینار کا اختتام ہوا۔

سیمینار میں جن شخصیات نے شرکت کی ان میں نمایاں طور پر مفتی غلام سرور قادری، میاں محمد ابو بکر نقشبندی مجددی آستانہ عالیہ شرقپور شریف، صاحبزادہ عبد المصطفےٰ ہزاروی جامعہ نظامیہ لاہور/ شیخوپورہ، صاحبزادہ رضائے مصطفےٰ نقشبندی، علامہ حافظ عبد الستار سعیدی، حضرت پیر قاضی محمود احمد اعوان شریف، الحاج قمر سلطان امیر افضل آستانہ عالیہ حضرت سلطان باہو، پیر ظفر اقبال، صاحبزادہ صفدر گیلانی، میاں غلام شبیر قادری، محمد نواز کھرل، قاری محمد فیروز احمد صدیقی، مولانا محمد سلیم ہمدمی اور جماعت کی دیگر تنظیموں کے راہنماؤں اور علماء و مشائخ نے بھرپور شرکت کی۔

سیمینار میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

1۔ گستاخانہ ممالک سے سفارتی تعلقات ختم کئے جائیں

2۔ نظام مصطفےٰ کا فوری نفاذ کیا جائے۔

3۔ تحفظ ناموس رسالت کے سلسلہ میں اقوام متحدہ میں قانون سازی کرائی جائے۔

4۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مکمل عملدرآمد کرایا جائے۔

5۔ حکومت اسلامی اقدار کی پامالی سے باز رہے۔

6۔ ججوں کو بحال کیا جائے۔

7۔ میڈیا سے فحاشی اور عریانیت کا خاتمہ کیا جائے۔

8۔ پاکستان میں غیر ملکی مداخلت کا سدباب کیا جائے۔

9۔ مسلمان فوج کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام بند کیا جائے۔

10۔ مہنگائی پر کنٹرول کیا جائے۔

لبیک یارسول اللہ کانفرنس سیالکوٹ

حافظ محمد رضوان یوسف

ماہنامہ دلیل راہ جولائی 2008

پاکستان سنی کانفرنس راولپنڈی (9۔مارچ) میں جماعت اہل سنت پاکستان کی بیدار مغز اور پر عزم قیادت نے گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے خلاف جس جاندار انداز میں صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ اس کی بازگشت ملک کے کونے کونے سے سنائی دے رہی ہے۔ خیبر سے لے کر کراچی تک فضائیں ''لبیک یارسول اللہ'' کے نعروں سے گونج رہی ہیں۔ لبیک یارسول اللہ ریلی لاہور 24۔اپریل سے لے کر تحفظ ناموس رسالت ریلی کراچی 3۔مئی تک اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

شہر اقبال کے باسیوں کی آواز کو اس تحریک کا حصہ بنانے کے لئے جماعت اہل سنت پاکستان ضلع سیالکوٹ نے ایک فقید المثال اور باوقار ''لبیک یارسول اللہ کانفرنس'' کا انعقاد کیا۔ کانفرنس 24 مئی بروز ہفتہ بعد نماز عشاء دربار امام علی الحق شہید کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ شہر بھر میں لگے خوبصورت پوسٹر، جگہ جگہ کی گئی وال چاکنگ، سُنی تنظیمات کے تائیدی بینرز اور تمام سڑکوں پر لگے بڑے بڑے فلیکس سائن بورڈ جہاں کانفرنس کی تیاریوں کا پتہ دے رہے تھے وہاں صدر جماعت ضلع سیالکوٹ جناب علامہ خضر حیات رضوی اور ان کی ٹیم کی دن رات کی مسلسل محنت کی گواہی بھی پیش کر رہے تھے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ جب سے علامہ خضر حیات رضوی ضلعی صدر اور علامہ ضیاء الحق رضا جنرل سیکرٹری بنے ہیں، جماعت میں اک تحرک پیدا ہوا ہے۔ سنی کانفرنس میں شمولیت کا معاملہ ہو یا ''لبیک یارسول اللہ'' ریلی میں شرکت کا موقع ضلع سیالکوٹ کی نمائندگی کو بھرپور رکھنے میں ہر دو شخصیات اور ان کی ٹیم کی کوششیں قابلِ ستائش ہیں۔ لبیک یارسول اللہ کانفرنس انہی کوششوں کا ایک خوبصورت تسلسل ہے۔

کانفرنس کے لئے منتخب کردہ پنڈال کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ حاضرین کے بیٹھنے کے لئے وسیع وعریض گراؤنڈ میں کرسیاں لگائی گئی تھیں۔ جبکہ قائدین اور مہمانان گرامی سٹیج پر جلوہ فرما تھے۔ عشاء کی نماز کے فوراً بعد جب علامہ ضیاء الحق رضا نے نقابت کی ذمہ داری سنبھالتے ہوئے کانفرنس کا باقاعدہ آغاز کیا تو پنڈال میں تمام نشستیں حاضرین سے پر ہو چکی تھیں۔ تلاوت و نعت کے بعد مقامی

علمائے کرام کے خطابات کا سلسلہ شروع ہوا اور ساتھ ہی ساتھ یہ اعلان بھی حاضرین کے قلب وجگر کو تسکین بخشتا رہا کہ تھوڑی ہی دیر میں مفکر اسلام، مفسر قرآن، امیر ملت قائد اہل سنت حضرت علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ صاحب مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان کانفرنس میں جلوہ فرما ہونگے۔ کانفرنس کے اشتہار پر اگرچہ اور بھی قائدین کے نام درج تھے۔ مگر تند و تیز موسم کی وجہ سے پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی اور شاہ جی کے علاوہ دیگر مہمان حسب پروگرام پہنچ نہ سکے۔ سٹیج پر موجود علمائے کرام میں علامہ حافظ نیاز احمد الازہری، قاری عنایت اللہ قادری، علامہ سید علی رضا شاہ، مولانا صفدر علی پسیہ، علامہ خاور نقشبندی، علامہ عبدالحمید چشتی، علامہ ظفر اقبال گھسن کے علاوہ مہمانان گرامی میں چوہدری طاہر محمود ہندلی، ایم پی اے اور حافظ محمد رضا شامل تھے۔ اہلیان سیالکوٹ ہاتھوں میں گنبد خضریٰ والا جھنڈا اٹھائے سینوں پر ''صدقے یارسول اللہ'' کا بیج لگائے اور زبانوں پر ''لبیک یارسول اللہ'' کے نغمے سجائے، والہانہ اپنی عقیدتوں کا اظہار اپنے کریم آقا ﷺ سے کر رہے تھے تقاریر کا سلسلہ جاری تھا کہ اچانک موسلا دھار بارش شروع ہوگئی بارش کی شدت اور ہوا کی تیزی کی وجہ سے جنریٹر جس سے لائٹنگ اور لاؤڈ سپیکر کا نظام منسلک تھا وہ بھی ٹرپ کر گیا۔

ابھی چند لمحے قبل جس گراؤنڈ میں کھڑے ہونے کی جگہ نہیں مل رہی تھی اندھیرے اور بارش کی وجہ سے تقریباً خالی ہو چکا تھا البتہ سٹیج پر موجود علماء کرام اور چند عاشقان رسول جو سٹیج کے قریب آکر دیوانہ وار ''لبیک یارسول'' اللہ کا ورد کر رہے تھے وہ گراؤنڈ میں ثابت قدم رہے۔ اسی دوران کروڑوں سینوں کے دلوں کی دھڑکن اور اہل سنت کی محبتوں کے مرکز ومحور قائد اہل سنت علامہ سید ریاض حسین شاہ بھی سٹیج پر جلوہ فرما ہوئے۔ شاہ جی کو دیکھ کر علماء کرام کے چہرے کھل اٹھے اور ان کے ٹوٹتے ہوئے حوصلوں کو ایک نئی توانائی میسر آگئی۔ قائد اہل سنت کا سٹیج پر آنا تھا کہ بجلی کی رونقیں بھی بحال ہوگئیں اور ساؤنڈ سسٹم بھی ٹھیک ہوگیا۔ لوگ دیوانہ وار شاہ جی پر اپنی عقیدتیں نچھاور کر رہے تھے کوئی قدموں سے لپٹ کر بوسے لے رہا تھا کوئی ہاتھوں کو چوم رہا تھا ''سینوں کے شہنشاہ: ریاض شاہ ریاض شاہ'' کا نعرۂ مستانہ جب بلند ہوا تو وہ لوگ جو بارش کی وجہ سے ''پناہ گاہوں'' کی تلاش میں سرگرداں تھے جوق در جوق پنڈال میں آموجود ہوئے۔ شاہ جی کو سٹیج پر دیکھ کر لوگ بارش کی شدت کو بھول گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ جلسہ جو بارش کی وجہ سے تقریباً ویران ہو چکا تھا شاہ جی کے بابرکت قدموں کے طفیل پھر سے آباد ہوگیا۔ اب کہ کانفرنس کا ماحول دیدنی تھا

ایک طرف چھم چھم برستی بارش اپنے پورے جوبن پر تھی اور دوسری طرف غلامان رسول والہانہ حضور انور ﷺ سے اظہار عقیدت کر رہے تھے۔

خطابات کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوگیا۔ مولانا عبدالحمید چشتی کے مختصر خطاب کے بعد علامہ قاری خالد محمود صدر جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب خطاب کے لئے تشریف لائے ان کے خطاب کے دوران ہی جانشین شیخ الحدیث جناب صاحبزادہ حافظ حامد رضا مرکزی نائب ناظم جماعت اہل سنت پاکستان بھی سٹیج پر تشریف لے آئے۔ صاحبزادہ صاحب کے لیٹ آنے کی وجہ ان کا ایکسیڈنٹ سے فریکچر ہوا بازو تھا لیکن وہ ڈاکٹر کی ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے برستی بارش میں اپنے زخم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کانفرنس کی رونق بنے۔ صاحبزادہ صاحب کی آمد سے کچھ دیر بعد امیر اہل سنت جگر گوشہ غزالی زماں حضرت پروفیسر پیر سید مظہر سعید کاظمی بھی تشریف لے آئے آپ کا بھی والہانہ نعروں سے استقبال کیا گیا۔ قاری خالد محمود کے خطاب کے بعد صاحبزادہ حافظ حامد رضا گفتگو کے لئے تشریف لائے اور امیر اہل سنت اور قائد اہل سنت کے حضور ہدیہ سپاس پیش کیا کہ موسم کی سختی کے باوجود آپ کانفرنس میں تشریف لائے۔

صاحبزادہ صاحب کی گفتگو کے بعد پروفیسر پیر سید مظہر سعید کاظمی امیر جماعت اہل سنت پاکستان خطاب کے لئے تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ آج یورپ اسلام اور بانی اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں وہ مسلمانوں کا اپنے آقا کریم ﷺ سے رشتہ کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ وہ نام نہاد آزادی اظہار رائے کے نام پر عالم اسلام کا امن تہہ و بالا کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ آزادی اظہار رائے کا ڈرامہ اس وقت ناکام نظر آتا ہے جب وہ ہولوکاسٹ پر بات کرنے کو جرم قرار دیتے ہیں۔ امیر اہل سنت کے خطاب کے بعد جب علامہ ضیاء الحق رضا نے خصوصی خطاب کے لئے قبلہ شاہ جی کو دعوت دی تو سارا پنڈال استقبال کے لئے کھڑا ہوگیا نعروں کی گونج میں مفکر اسلام، مفسر قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ نے خطاب شروع فرمایا۔

آپ نے فرمایا موسم کی تندی اور تیزی کے باوجود عشق رسول کا چراغاں کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ میں آپ کو اس سے بھی زیادہ سخت ماحول کی طرف لے چلتا ہوں جب سورج سوا نیزے پر آگ برسا رہا تھا اور زمین کوئلہ بنی ہوئی تھی اور بلال ﷺ اس پر لیٹے ہوئے "لبیک یارسول اللہ" کا

نعرہ لگا رہے تھے۔شاہ جی نے فرمایا اے غلامان رسول تمہارا عشق رسول قبول ہے، تمہارے جذبے قبول ہیں، تمہاری عقیدتیں اور محبتیں بارگاہ رسالت میں قبول ہیں۔آپ نے اپنے نورانی اور وجدانی خطاب میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے غلامو! عشق رسول ﷺ تمہارا سرمایہ ہے لہٰذا جان دے دو لیکن اس دولت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔انہوں نے کہا کہ اہل سنت پرامن لوگ ہیں، ہم فرقہ واریت اور دہشت گردی پر یقین نہیں رکھتے، ہمارا دین محبتوں کا دین ہے، ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی برگزیدہ نبی اور پیغمبر مانتے ہیں، ہم کسی نبی کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔انھوں نے مزید کہا کہ اسلام دشمن اور پاکستان دشمن قوتیں جان لیں کہ ہم اپنے حقوق کا تحفظ کرنا جانتے ہیں۔شاہ جی کے بصیرت افروز خطاب کے بعد یہ عظیم الشان کانفرنس حافظ حامد رضا کی دعا کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔

پاکستان بچاؤ کانفرنس

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ ستمبر 2008

ملک پاکستان اس وقت جن حالات سے دو چار ہے کوئی ذی شعور اس سے غافل نہیں ۔ ہر شخص ملکی صورتحال سے پریشان دکھائی دے رہا ہے۔ آئے روز بڑھتی ہوئی مہنگائی، بجلی کی طویل اور بار بار لوڈ شیڈنگ، سیاسی طور پر عدم استحکام، انصاف کی عدم دستیابی اور آٹے کے بحران جیسے مسائل نے پاکستانی شہریوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔

افسوس اور صد افسوس کہ جس مقصد کی خاطر یہ وطن معرض وجود میں آیا ہم اس مقصد کو حاصل نہ کر سکے۔ جس نظام کو اپنانے کے لئے یہ ملک صفحۂ ہستی پر بنایا گیا ہم نے اس نظام کو پیٹھ پیچھے دھکیل دیا۔ جس منزل کو حاصل کرنے کے لئے یہ خطۂ پاک تخلیق ہوا، ہم اس منزل کی راہوں سے کوسوں دور چلے گئے۔ افسوس کہ ہم نے جن لوگوں پر بھروسہ کیا انہوں نے ہی ہمارے حقوق غصب کیے۔ ہمیں جن پر امید تھی کہ یہ لوگ اختیار کی کنجیاں تھام کر آسائشوں کے دروازے کھولیں گے، انہوں نے مصائب اور دشواریوں کی راہیں ہموار کر دیں۔ ہم نے جن لوگوں کو دن رات محنت کر کے اسمبلیوں میں بھیجا وہ لوگ اسمبلیوں کی نرم و گداز کرسیوں پر بیٹھتے ہی ہمیں بھول گئے۔ جن لوگوں نے ہمارے ساتھ نظام مصطفٰے کے وعدے کیے وہی لوگ دین اور دینداروں کو دقیانوسی کہنے لگے۔ جو لوگ اپنی آنکھوں میں خاک حجاز و نجف رکھنے کا دعویٰ کرتے تھے وہ لوگ سفید چمڑی اور ڈالروں کی چمک سے چندھیا گئے۔ ہم اس جہاں میں نہتے ہو کر رہ گئے، ہم اقوام عالم کے درمیان اکیلے ہو کر رہ گئے، ہم اپنا مقام کھو بیٹھے شاید اس لئے کہ ہمارے افکار مغربی ہو گئے، ہماری سوچوں کا محور یورپ بن گیا، ہم ظاہری و باطنی طور پر نیم فرنگی ہو گئے۔ **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ** کو بھول کر اپنا آئیڈیل یہود و نصاریٰ کو بنا بیٹھے۔ شاید اس بات کی سزا ہمیں ملکی حالات کی صورت میں مل رہی ہے، لیکن بقول اقبال:

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

مصیبت اور مشکلات کی ان گھڑیوں میں لوگوں کی ٹوٹی ہوئی امیدوں کو سہارا اور بکھرے ہوئے افکار کو سوئے حرم کرنے کے لئے جماعت اہل سنت پاکستان نے اپنی روایت کے مطابق ایک مرتبہ پھر عوام کی رہنمائی کے لئے 15۔اگست کو''پاکستان بچاؤ کانفرنس'' کا انعقاد کیا۔جس میں مقررین نے سیر حاصل گفتگو کر کے ہمارے زخموں پر مرہم رکھا اور ریزہ ریزہ ہوتی امیدوں کو پھر سے نئی امنگ دیتے ہوئے پیغام دیا کہ اپنی ذات پر نظامِ مصطفیٰ کو نافذ کرلو تو پورے ملک میں خود بخود نبی آخر الزمان کا قانون نافذ ہو جائے گا۔

اس مقدس تقریب کی صدارت عالم باعمل پیر سید شمس الدین بخاری کر رہے تھے جبکہ مرکزی ناظم اعلیٰ مفسر قرآن مفکر اسلام پیر سید ریاض حسین شاہ بطور مہمان خصوصی تشریف لائے تھے۔صوبائی ناظم اعلیٰ مفتی محمد اقبال چشتی بھی انگلینڈ کے دورے کے بعد اس تقریب میں کارکنوں کے حوصلے بلند کرنے کے لئے تشریف فرما تھے۔قاری نذیر احمد قادری نقابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔کانفرنس کے روح رواں جماعت اہل سنت ضلع لاہور کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیم ہمدمی کی پر خلوص محنت پریس کلب کے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہال سے نمایاں ہو رہی تھی۔

مولانا محمد سلیم ہمدمی: ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت ضلع لاہور

مولانا محمد سلیم ہمدمی نے مرکزی،صوبائی،ڈویژنل اور ضلعی کارکنان و اراکین جماعت اہل سنت کو خراج تحسین پیش کیا خصوصاً مرکزی ناظم اعلیٰ پیر سید ریاض حسین شاہ کی قابل قدر خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی 61۔سالہ حیات اپنوں کے تیرِ ستم سے مجروح اور اغیار کے ترک تازیوں کا نشانہ رہی ہے۔ہمارے دشمن ہمیں مٹانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔اس وقت پاکستان بجلیوں کی زد میں ہے۔اندرونی طور پر جمہوریت کے اس نئے سفر میں تاج لرزتے اور تخت ڈولتے دکھائی دے رہے ہیں۔سیاسی اور مذہبی حقوق پامال ہو رہے ہیں۔مہنگائی اور بے روزگاری کی وجہ سے مائیں اپنی اولاد فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔ان حالات میں جماعت اہل سنت ضلع لاہور نے ''پاکستان بچاؤ کانفرنس'' کے ذریعے پاکستان کے علماء ودانشور اور زعمائے ملت کے افکار و نظریات پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے تاکہ ملک کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کنارے لگانے میں ہم اپنا فریضہ ادا کر سکیں۔

پروفیسر محمد عبدالعزیز نیازی: امیر جماعت اہل سنت لاہور ڈویژن

پروفیسر عبدالعزیز نیازی نے کہا کہ 10۔لاکھ مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا تو پاکستان

معرض وجود میں آیا۔ قیام پاکستان کے وقت ایک مغربی اخبار نے لکھا تھا کہ بھارت کا مستقبل مخدوش ہے کیونکہ اس میں بہت سے کلچر، اور بہت سی زبانیں ہیں لیکن پاکستان کا مستقبل روشن ہے کہ دینِ اسلام نے تمام پاکستانیوں کو یکجا کر دیا ہے، لیکن افسوس کہ 40۔سال کے بعد حالات اس کے برعکس ثابت ہوئے۔ بھارت تو ایک طاقت بن گیا جبکہ پاکستان کے دوٹکڑے ہو گئے۔ پروفیسر صاحب نے گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے ایک نکتہ کی طرف اشارہ کیا کہ کوریا کے جب دوٹکڑے ہوئے تو شمالی کوریا اور جنوبی کوریا کے الفاظ سے کوریا کا نام زندہ رکھا گیا لیکن افسوس کہ مشرقی پاکستان جب علیحدہ ہوا تو پاکستان کا لفظ ہی کاٹ دیا گیا اور بنگلہ دیش نام رکھ دیا گیا کاش کہ پاکستان کا نام قائم رکھا جاتا۔ قائداعظم نے اسلامیہ کالج پشاور میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ

Wealth is gone nothing is gone

Health is gone something is gone

character is gone everything is gone

دولت چلی گئی تو سمجھیں کہ کچھ نہیں گیا

صحت چلی گئی تو سمجھیں کہ کچھ چلا گیا

اور اگر کردار چلا گیا تو سمجھیں کہ سب کچھ چلا گیا

محمد نواز کھرل: مرکزی ناظم اطلاعات

محمد نواز کھرل نے جماعت اہل سنت ضلع لاہور کی قیادت کو اس کانفرنس کے بروقت انعقاد پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ کانفرنس ثابت کر رہی ہے کہ پاکستان بنانے والے مشائخ کے فکری وارث ہی اس ملک کو بچائیں گے۔ قیام پاکستان سے لے کر آج تک صرف مخصوص 40۔خاندانوں کا اس ملک پر قبضہ رہا ہے اور افسوس کہ پاکستان کو دوٹکڑے کرنے والے کو بھی پرچم میں لپیٹ کر سپرد خاک کیا گیا۔ انہوں نے دکھ بھرے لہجے میں کہا کہ غریب آدمی کو چھوٹے سے جرم پر قید کر دینا اور بڑے بڑے سیاستدانوں کے مقدمات فی الفور ختم کر دینا، ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے مترادف ہے۔ مرکزی سیکرٹری اطلاعات نے کہا کہ جماعت اہل سنت تشدد اور غنڈہ گردی پر یقین نہیں رکھتی، خودکش حملوں کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ انتہا پسندانہ حرکتوں سے اسلام بدنام ہو رہا ہے۔ انہوں نے

مطالبہ کیا کہ مخصوص مکتبہ فکر کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے اور پاکستان کو دل سے تسلیم نہ کرنے والے عناصر کو حکومتی اتحاد سے نکالا جائے۔

مفتی محمد اقبال چشتی: ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب

جماعت اہل سنت ضلع لاہور کی قیادت کو مبارکباد دیتے ہوئے عالم اسلام کے معروف خطیب نے کہا کہ صرف جماعت اہل سنت کے کارکن ہی فخر کر سکتے ہیں کہ ہمارے اکابر میں سے کوئی ایک بھی پاکستان بنانے کا مخالف نہیں ہے، لیکن ظلم در ظلم کہ جو لوگ مخالف تھے انہیں ہیرو بنا دیا گیا۔ ملکِ عزیز میں نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ سرزمین پاکستان کو نظامِ مصطفیٰ ﷺ سے خالی کرنا چاہتے ہیں انہیں سوچنا چاہیے کہ مفکر پاکستان علامہ اقبال اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح دونوں کا نظریہ اسلام پر مبنی تھا۔ پیر سید جماعت علی شاہ نے قائداعظم کو تسبیح، مصلےٰ اور قرآن پاک کا تحفہ بھیجا تھا کہ ہماری اصل یہی ہے۔ مفتی محمد اقبال چشتی نے ملک پاکستان کے اندرونی حالات کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ ملکِ عزیز میں فساد کرنے والوں میں کوئی سنی نہیں ہے پاکستان ہمارا گھر ہے اور اپنے گھر کو کوئی آگ نہیں لگاتا۔

مفتی صاحب کے بعد سٹیج سیکرٹری نے جماعت اہل سنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر اسلام مفسر قرآن پیر سید ریاض حسین شاہ کو دعوت خطاب دی تو ہال میں موجود سب لوگوں نے کھڑے ہو کر اور نعرہ تکبیر و رسالت بلند کرتے ہوئے اپنے قائد کا استقبال کیا۔

پیر سید ریاض حسین شاہ: مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان

مرکزی ناظم اعلیٰ نے اپنے فکر رسا اور پر مغز خطاب میں ضلع لاہور کی قیادت کو اس انتہائی حساس عنوان پر سیمینار منعقد کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ جماعت اہل سنت غیر سیاسی جماعت ہے لیکن ملک پاکستان کے وفادار شہری ہونے کے ناتے ہمارا فرض ہے کہ اس کی بقا اور اس کی ترقی کے لئے سوچیں۔ ہماری باتوں کا کوئی سیاسی منظر نامہ نہیں اور نہ ہی کوئی سیاسی خواہش ہے انھوں نے کہا کہ سیاسی، عمرانی، معاشی اور معاشرتی لحاظ سے ہم بکھرے ہوئے ہیں ایک قوم محسوس نہیں ہوتے اور ان حالات میں مغربی دنیا ہمیں تر نوالہ سمجھتی ہے۔ کیا ہمارے سیاستدان، زعما اور دانشور جواب دے سکتے ہیں کہ ہم جو نسل اپنے ملک کے اندر پیدا کر رہے ہیں کیا وہ پاکستانی ہے؟ ہمارا نظام تعلیم انحطاط کا شکار

ہے۔ہم امریکی قوم پیدا کر رہے ہیں۔انھوں نے کہا کہ ہمیں اپنے افکار،سوچوں اور تربیتی نظام کا رخ مدینہ شریف کی طرف پھیرنا ہوگا ورنہ ترقی ممکن نہیں ہو سکتی ، ہم نے قائداعظم کی فکری بنیادوں سے غداری کی ہے۔تحریک پاکستان کے کروڑوں کارکنوں سے بے وفائی کی ہے۔امت مسلمہ کو اپنی فکری بنیادیں فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

مفکر اسلام نے پاکستان کے شہریوں کو ہمت و حوصلہ دیتے ہوئے کہا کہ پاکستانی شہریو! جانیں دے دو لیکن مصطفےٰ کریم کا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے دو۔انہوں نے کہا کہ پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ (establishment) نالائق ہے ورنہ مشرقی پاکستان جدا نہ ہوتا، افسوس کہ ہمارے ملک میں میٹرک پاس لوگ پالیسیاں بناتے ہیں۔حالیہ ملکی حالات پر گفتگو کرتے ہوئے مرکزی ناظم اعلیٰ نے کہا کہ کراچی خطرناک بھیڑیوں کے ہاتھوں میں آ گیا ہے۔قبائل، سرحد اور بلوچستان دہشت گردوں کا تر نوالہ بن چکا ہے، معاشی لحاظ سے ہمارا دیوالیہ ہو چکا ہے۔لوگوں کی قوت خرید ختم ہو چکی ہے۔

Big Marketes (بڑے سٹور) بنا کر پاکستانی تاجر کو ناکام بنایا جا رہا ہے۔خفیہ ہاتھ مذہبی جماعتوں کو استعمال کر رہے ہیں۔پیر سید ریاض حسین شاہ نے اپنی قوم کو پیغام دیتے ہوئے کہا کہ ملک کا ہر شہری اپنے وطن کی خاطر محنت کرے اپنی فیکٹریاں آباد کریں اور اگر صرف ایک وقت کی روٹی بھی کھانا پڑے تو برداشت کریں اور اپنے وطن کی عظمت کا جھنڈا بلند سے بلند کریں۔

عالم اسلام کا حوصلہ بلند کرتے ہوئے مفکر اسلام نے کہا کہ مسلمانو! تمہیں امریکہ کا کوئی بم تباہ نہیں کر سکتا کیونکہ تمہاری مدد مدینہ سے آتی ہے۔ہمیں سیسہ پلائی دیوار بن کر اپنے ملک کی حفاظت کرنی چاہئے۔انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے سیاستدان اسلامی بات کرتے ہوئے شرماتے ہیں کہ کہیں امریکہ ناراض نہ ہو جائے ،حالانکہ امریکہ خود اندرونی مسائل کا شکار ہے وہ اپنے مسائل بھی حل نہیں کر سکا۔مرکزی ناظم اعلیٰ نے سابق صدر پرویز مشرف کے ساتھ جماعت کے ایک وفد کی ملاقات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ میں نے صدر صاحب سے کہا کہ کچھ لوگ ہماری مساجد پر قبضہ کر رہے ہیں تو صدر نے کہا کہ آپ لوگ (کثرت Majority) میں ہو آپ بھی ان پر حملہ کریں تو میں نے اس وقت کہا تھا کہ صدر صاحب! پاکستان کے جھنڈے تلے ایسی باتیں آپ کو زیب نہیں دیتی، لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی ٹھیک نہیں ہوتی۔

اپنے خطاب کے آخر میں مرکزی ناظم اعلیٰ نے پاکستانی قوم کو پیغام ہمت اور درسِ ہدایت دیتے ہوئے کہا کہ مسلمانو! کم ہمت نہ ہو بلکہ مدینہ کی طرف رخ کر کے کہو کہ یا رسول اللہ! ہم آپ کو اور اپنے وطن کو نہیں چھوڑ سکتے۔ منافقت ختم کر کے، اخلاص پیدا کر کے، خدا کا بندہ، حضور کا غلام اور پاکستان کا شہری بن کر زندہ رہیں۔ اللہ میرے وطن کو قائم رکھے۔ آمین

مرکزی ناظم اعلیٰ کے خصوصی خطاب کے بعد تقریب کے صدر جماعت اہل سنت ضلع لاہور کے امیر پیر سید شمس الدین بخاری نے اپنے صدارتی خطبہ میں تمام شرکاء خصوصاً مفکر اسلام پیر سید ریاض حسین شاہ، مفتی محمد اقبال چشتی، پروفیسر محمد عبدالعزیز نیازی، میاں حنفی سیفی و دیگر علماء ومشائخ ضلع لاہور کے اراکین تمام ذیلی تنظیموں، کارکنان اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے قائد پیر سید ریاض حسین شاہ نے ہمیں جو پیغام دیا ہے ہمارے قلوب واذہان اسے قبول کرتے ہیں انہوں نے اس کانفرنس کے انعقاد وانصرام، وانعرام اور دیگر معاملات میں ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیم ہمدمی کی خدمات کو سراہا اور انہیں کانفرنس کی کامیابی پر خصوصی مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا وجود حضور ﷺ کی محبت سے قائم ہے اور حضور ﷺ سے محبت کرنے والے صرف اہل سنت ہیں لہذا اہل سنت کی بدولت ہی پاکستان قائم رہے گا۔

آخر میں معروف روحانی شخصیت میاں محمد حنفی سیفی کی دعا سے اس پر مغز کانفرنس کا اختتام ہوا اور لوگ اپنے دلوں میں اپنے اللہ، اپنے رسول اور اپنے وطن کی محبت کا پاکیزہ درس لے کر گھروں کو روانہ ہوئے۔

جامعہ ہجویریہ میں دورہ حدیث شریف کی تقریب

علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ

لاھوریات روزنامہ نوائے وقت لاہور 22۔نومبر 2008ء

جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء داتا دربار محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب کے پرنسپل مولانا محمد بدرالزماں قادری نے 20۔نومبر 2008 کو صبح گیارہ بجے دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش لاہور میں دورۂ حدیث شریف کے آغاز پر ایک ایسی تقریب سعید کے انعقاد کا اہتمام کیا جس میں سیکرٹری مذہبی امور و اوقاف چودھری خضر حیات گوندل نے صدارت کے فرائض ادا کیے جبکہ علامہ سید ریاض حسین شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان نے خصوصی مقرر کے طور پر خطاب کیا۔ اس موقع پر چیئرمین علما بورڈ پنجاب مولانا فضل کریم مہمان خصوصی تھے جبکہ دیگر اہم شخصیات میں مولانا محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی، علامہ محمد مقصود احمد قادری، حافظ محمد عبدالستار سعیدی، مولانا محمد عارف سیالوی، داتا دربار کے ایڈمنسٹریٹر راؤ فضل الرحمان اور حاجی محمد شفیع بھی شامل تھے۔

اس تقریب کے تمام انتظامات اور حسن انصرام کی نگرانی ڈائریکٹر جنرل محکمہ اوقاف ڈاکٹر طاہر رضا بخاری نے سرانجام دی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مفتی محمد اقبال چشتی نے ادا کیے اور اس تقریب سعید میں ''لاہوریات'' کی موجودگی سے بھی سامعین کو آگاہ کیا۔

جس ہال میں وہ تقریب منعقد کی جا رہی تھی اسے ''درس نظامی ہال'' کے اسم سے موسوم کیا گیا اور تاریخی طور پر بیان فرمایا گیا کہ 2002ء میں درس نظامی کا آغاز کیا گیا تھا۔ آج بھی اس تقریب کے انعقاد کے لیے خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ پورے ہال میں چاندنی بچھا دی گئی تھی اور ایک دیوار سے دوسری دیوار تک ایک سفید پوش طویل میز کے پار دورۂ حدیث شریف کے مرحلے میں داخل ہو جانے کی مرتبت حاصل کرنے والے 28۔طلباء بالکل سفید ملبوس زیب تن کیے احادیث مبارکہ کی کتاب سامنے رکھے براجمان تھے اور ان کے پیچھے جامعہ ہجویریہ کے دیگر سینکڑوں طلبا تشریف فرما تھے۔ مذکورہ طویل میز کے آر یعنی اس طرف طلباء کے سامنے وہ تمام شخصیات جلوہ گر تھیں جن کے اسمائے گرامی کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

سید ریاض حسین شاہ کے لئے ایک خصوصی روسٹرم تیار کیا گیا تھا جس کے سامنے بیٹھ کر انہوں نے خطاب کیا۔ دیگر مقررین کے لئے ایک بڑا روسٹرم ہال کے دائیں طرف نصب کر دیا گیا تھا جس پر کھڑے

ہو کر ڈائریکٹر جنرل اوقاف نے اپنے استقبالیہ کلمات ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ جامعہ ہجویریہ، لاہور کا شمار چند نمائندہ دینی تدریسی اداروں میں ہوتا ہے اور جتنی زرخیز دماغ اور معتبر فیکلٹی اس ادارے کو حاصل ہے لاہور کے کسی اور دینی تدریسی ادارے کو شاید ہی حاصل ہو۔ یہاں نہایت محنت اور جامعیت کے ساتھ تدریس کا کام ہو رہا ہے اور آج جو طلبا دورۂ حدیث شریف کے مرحلے میں داخل ہوئے ہیں، ایک روز اپنے علم و فضل کے باعث اساتذہ میں شمار کئے جائیں گے کیونکہ آج کے طلبا ہی کل کے استاد ہیں۔

علماء بورڈ پنجاب کے چیئرمین صاحبزادہ فضل کریم نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ''خوانِ گاہی'' نظام میں اہم کردار مدارس اسلامیہ ہی نے ادا کیا چنانچہ غوث الاعظم حضرت عبدالقادر جیلانی، حضرت عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی سے آگے حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحم اللہ علیہم تک وہ فیضان عام کیا گیا اور اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا کہ عشاقانِ اطاعت گزارانِ حضرت محمد ﷺ کی تعداد اس دنیا کے اندر برصغیر میں سب سے زیادہ ہے''۔

ان مقررین کے بعد علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب نے اپنے بحرِ ذخار علم کو نہایت قابلیت سے محدود وقت کی حدود کا پابند کیا اور طلباء کو تلقین فرمائی کہ زندگی میں انہیں اس منصب کی ذمہ داری کو نہایت پاسداری علم و تقویٰ سے سرانجام دینا ہوگا کہ علم رائیگاں نہ ہونے پائے اور اس کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جن مستحکم اور ارفع بنیادوں پر نظام و ایوانِ علم کو استوار فرمایا اب اس کا تحفظ اور اس کو گرد آلود ہونے سے محفوظ رکھ لینے کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ واقعتاً جو قومیں اپنے نظام تعلیم کو صحیح خطوط پر استوار نہیں کرتی ہیں وہ نہ تو روحانی طور پر محفوظ رہتی ہیں اور نہ ہی مادی میدان میں ترقی پذیر ہو جانے کی اہلیت کا اظہار کر پاتی ہیں۔

سید ریاض حسین شاہ نے آج دورۂ حدیث شریف کے طلباء کو بعض اہم نسخے بھی عطا کئے۔ مثلاً فرمایا کہ دریائے راوی کے کنارے پر ایستادہ ہو کر احادیث کو حفظ کرنا زیادہ دقت طلب ہوتا ہے۔ اسی طرح سیب اور دانے دار انگور کھانے سے بھی قوتِ حافظہ کمزور پڑتی ہے۔

آخر میں سیکرٹری اوقاف چودھری خضر حیات گوندل نے اس تقریب کو نہایت اہم اور مبارک باد کا مستحق گردانتے ہوئے طلبہ کے وظائف میں اضافہ کر کے ان کو دگنا کر دینے کا اعلان کیا۔ اسی طرح پاکستان کی سطح پر اول آنے والے طالب علم بلال احمد کو پانچ ہزار روپے نقد انعام دیا اور دیگر پوزیشن ہولڈرز اور ان کے اساتذہ کے لئے بھی مراعات کا اعلان کیا تو ہاؤس میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ایک اللہ اور ایک رسول کی محبتوں اور عظمتوں کے
عظیم اثاثوں سے مزین جماعت

حکمرانوں کے لئے قابل تقلید نمونہ

حافظ محمد زبیر اعوان

چوب قلم ماہنامہ دلیل راہ دسمبر 2008

''چوب قلم'' پڑھنے والے اپنے ان قارئین سے معذرت خواہ ہوں، جنہیں چند ماہ یہ تحریر ''ماہنامہ دلیل راہ'' میں پڑھنے کو نہ ملی۔ اگرچہ یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اگر ''چوب قلم'' تحریر نہیں ہوا تو اور کچھ بھی تحریر نہ ہوا، ورنہ یہ امر اب ہم سے محال ہے کہ جو ہاتھ ''شاہ جی'' کے رسالے کے لئے حرکت نہ کریں، وہ کسی اور کے لئے حرکت کرلیں۔ چاہے اردو روزناموں میں وہ اخبار ہی کیوں نہ ہو کہ جس میں لکھنا محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان بھی اپنے لئے اعزاز سمجھتے ہوں، مگر اب ہم کیا کریں؟ جو بات ہمیں ماہنامہ دلیل راہ میں نظر آتی ہے، وہ اب ہمیں کہیں اور نظر بھی تو نہیں آتی۔ میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر عبدالقدیر خان بھی اسی جذبے سے ماہنامہ دلیل راہ پڑھیں جس جذبے سے ڈاکٹر ظفر اقبال نوری پڑھتے ہیں اور بہت سے دیگر اہل علم و دانش پڑھتے ہیں تو ڈاکٹر عبدالقدیر خان بھی اس رسالے میں اپنی تحریر لگوانا روزنامہ جنگ سے زیادہ بڑا اعزاز سمجھنے لگیں، مگر چھوڑیں! ہمارا موضوع یہ تھوڑا ہے۔ ہمیشہ کی طرح ہمارے ساتھ پھر وہی ہو گیا ہے کہ جو لکھنا چاہا اسے لکھنے کی بجائے قلم کہیں اور چل پڑا۔ اسی لئے اب میں اپنے کالم کا عنوان بعد میں لکھتا ہوں کہ یہ کنفرم ہو جائے کہ کالم جس موضوع پر تحریر ہوا ہے۔ عنوان بھی وہی ہے۔۔۔۔۔۔

کافی دنوں سے دماغ کے اندر سوچوں کا ٹکراؤ جاری تھا کہ ملک کے اقتصادی بحران پر لکھوں، جس پر گورنر سٹیٹ بینک شمشاد اختر کا یہ کہنا بھی کافی ہو گا کہ موجودہ حکومت کے اخراجات زیادہ ہیں اور سٹیٹ بینک کے پاس صرف 9۔ ہفتوں کا ذخیرہ رہ گیا ہے۔ یہ بیان 12۔ نومبر 2008ء کا ہے، لہٰذا اب تک کیا صورتحال ہوگئی ہے۔ اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے یا وزارتوں کی تعداد پر قلم اٹھاؤں کہ موجودہ حکومت نے وزارتوں کی نصف سنچری مکمل کرلی ہے اور مزید وزارتیں بھی دے کر سنچری مکمل کرنے کا سفر شروع کرلیا ہے۔ صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری نے اپنی دولت غریبوں میں تقسیم کرنے کا جو پروگرام بنایا ہے۔ اس کی پہلی قسط کے طور پر انہوں نے مبینہ طور پر اہم وزراء اور ان کے اہل خانہ کو ایک کروڑ روپے کی خطیر رقم سے

عمرہ کروادیا ہے، جبکہ اس عظیم نیکی پر بھی قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی خاں نے ان سے حساب مانگنا شروع کردیا ہے، حالانکہ ہم نے سنا ہے کہ صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کا حساب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ جس طرح کہ سابق صدر پرویز مشرف کو حقوق العباد کی ادائیگیوں میں آج کل حساب کا سامنا ہے۔ اور ''ق'' لیگ کے حسن وعشق کی داستانیں تاریخ کے سنہری اوراق کو آلودہ کر رہی ہیں۔ ایسے میں ملکی اقتصادی بحران پر لکھنے اور توجہ دینے کی بجائے بندے کو ان دنوں کہیں سے کوئی سلنڈر خرید کر گھر میں رکھ لینا چاہیئے۔ تاکہ آئندہ گیس کی لوڈشیڈنگ کے دوران کم از کم گھر کا چولہا تو جل سکے اور اس اقتصادی بحران پر توجہ دینی چاہیئے۔ جو گیس سلنڈر رکھنے اور مہنگائی بڑھنے سے ہر گھر میں اٹھنے والا ہے۔

شاید اسی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی جماعت اہل سنت پاکستان کی مرکزی انتظامیہ، سپریم کونسل اور انٹرنیشنل سنی سیکرٹیریٹ لاہور کا انتہائی اہم اجلاس، جو ملکی صورت حال اور اسلام کی سربلندی کے لئے کی جانے والی کوششوں کا جائزہ لینے کے ایجنڈے پر بلایا گیا تھا۔ وہاں بھی اپنے گھر یعنی اپنے سیکرٹریٹ اور اپنے کارکنان وعہدیداران پر اخلاقی توجہ دینے کے اہم فیصلے کر کے اختتام پذیر ہوگیا اور ملکی و عالمی صورت حال کو ایک پراثر دعا کے ساتھ اللہ کے حوالے کر دیا گیا۔ شاید اب اللہ ہی ہمارے دکھوں کا مداوا کرے گا اور یہ محسوس ہو رہا ہے کہ کچھ عنقریب اچھا اچھا بھی ہونے کو ہے کہ خانقاہ نشینوں کی جماعت میں بھی اب کچھ اتحاد اہل سنت کی ضرورت کو سمجھا جانے لگا ہے۔ اپنے مرکز کو مضبوط بنانے کی طرف توجہ بڑھنے لگی ہے۔ اندرون خانہ مشائخ عظام کی محافل ذکر الٰہی کا دائرہ وسیع ہو کر منافقین کے دائروں کو منتشر کرنے لگا ہے۔ اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کو تسلیم کیا جا رہا ہے۔ قیادت پیشہ ور قائدین کے ہاتھوں سے نکل کر کارکنوں تک آتی جا رہی ہے۔ جو خود چندہ دے کر دوسروں سے بھی چندہ لینے کا ہنر جانتے ہیں۔ اجلاسوں کی تند و تیز گفتگو بھی اب باہمی تعلقات اور مسلکی محبت کے فروغ میں رکاوٹ پیدا کرنے میں ناکام نظر آرہی ہے اور یہ سب باتیں تبھی سمجھ میں آسکتی ہیں جب ہم جماعت اہل سنت پاکستان کی مرکزی انتظامیہ، سپریم کونسل اور سیکرٹریٹ کی ایڈوائزری کونسل کے اجلاس میں آخر تک بیٹھیں اور سنجیدگی کے ساتھ اجلاس کی کارروائی کا مطالعہ کریں۔ اس مرتبہ ''چوب قلم'' کے قارئین کو اس جلاس کی رپورٹ پڑھوائی جا رہی ہے کہ وہ دیکھیں کہ اجلاسوں میں کیا ہوتا ہے اور مرکزی قیادت کس عرق ریزی کے ساتھ چھوٹے سے چھوٹے مسئلے پر بھی مشاورت کا نظام قائم کرواتی ہے اور پہلے خود کو قربانی کے لئے پیش کرتی ہے۔

یہ اجلاس 5۔نومبر بروز بدھ، اتفاق اسلامک سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں جب شروع ہوا تو اس وقت اجلاس کے صدر محفل جگر گوشۂ غزالی زماں امیر جماعت اہل سنت پاکستان پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی مدظلہ العالی لاہور کی ٹریفک میں پھنسے ہوئے تھے کیونکہ ان کے پاس ایسا کوئی پاکستانی سرکاری عہدہ نہیں تھا کہ ان کے لئے ٹریفک روک لی جاتی۔ ویسے بھی حکومت کی طرف سے انہیں جب سرکاری عہدہ دینے کا آغاز کیا گیا اور انہیں اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن بنایا گیا تو دو تین اجلاسوں ہی میں تحفظ حدود اللہ آرڈیننس میں مشرف حکومت سے اختلافات پر اپنے اختلافی نوٹ لکھ کر وہ حاجی حنیف طیب کو بھی ہمراہ لے کر اسلامی نظریاتی کونسل سے علیحدہ ہو گئے اور نہ ہی وہ مولانا فضل الرحمٰن جیسے سیاست دان کے بھائی ہیں کہ جنہیں حکومت کی ہلکی سی حمایت کرنے پر بھاری سیکیورٹی اور سرکاری زمینیں ملتیں، بلکہ وہ تو موجودہ وفاقی وزیر برائے مذہبی امور صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی کے بڑے بھائی ہیں اور انہیں نہ پروٹوکول کی ضرورت ہے اور نہ ہی سرکاری زمینوں کی، لہذا وہ اجلاس میں جب پہنچے تو اجلاس پیر سید خضر حسین شاہ مرکزی نائب امیر جماعت اہل سنت پاکستان کی قائم مقام صدارت میں جاری تھا اور بحث زوروں پر تھی اور وہ اسی پر زور فضا میں مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔ قبل ازیں جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر اسلام، مفسر قرآن علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ جب وقت مقررہ پر جائے اجلاس پہنچے تو اجلاس کی حاضری کورم پورا کرنے والی نہ تھی، تاہم بعد ازاں کورم پورا ہونے پر مرکزی ناظم اعلیٰ نے اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کرنے کے لئے جس شخصیت کو حکم دیا، اسے اجلاس کے سب شرکاء سے کم عقل ہونے کا منفرد اعزاز حاصل تھا اور شاہ جی نے شاید اسی لئے اسے حکم دیا کہ قرآن پڑھنے کی برکت سے اس کے ذہن کی صفائی بھی ہو جائے گی۔ قرآن پاک کی عظمت اور جلالت کے ہمراہ، اللہ کے پاک ذاتی وصفاتی اسماء الحسنٰی سے مزین آیات ربانی کی تلاوت کے بعد غیر متوقع طور پر جس شخصیت کو نعت رسول مقبول ﷺ پڑھنے کی دعوت دی گئی وہی اس وقت مسند صدارت پر بھی جلوہ افروز تھے۔ گویا سب سے چھوٹے کے بعد اجلاس کے صدر نے نعت شریف پڑھی تو محفل پر عجیب درد کی کیفیت تھی۔ ویسے بھی پیر سید خضر حسین شاہ نہ صرف وسیع حلقہ عقیدت کے شاہسوار ہیں اور شاعری میں قادر الکلام ذوق رکھتے ہیں بلکہ وہ بہترین نعت گو شاعر بھی ہیں اور ان کی نعتوں میں آل رسول کا تذکرہ اسی طرح لازمی ہوتا ہے۔ جیسے درود شریف بھی آل رسول کی شمولیت کے بغیر مکمل نہیں

ہوتا۔ سید خضر حسین شاہ کے نعت پڑھنے کے بعد مرکزی ناظم اعلیٰ نے صدارت کے لئے بھی سید خضر حسین شاہ کا ہی نام پیش کر دیا۔ جس کی شرکاء نے تائید کر دی۔ اجلاس میں گذشتہ اجلاس کی کاروائی کی توثیق کے بعد مرکزی ناظم اعلیٰ شاہ جی نے ایجنڈے کو بحث کرنے کے لئے اوپن کرنے کا اعلان کیا۔ جو تین بنیادی نکات پر مشتمل تھا:

1۔ ملکی اور قومی حالات

2۔ انٹرنیشنل سنی سیکرٹریٹ کی ترقی

3۔ اسلام کی سربلندی کے لئے کی جانے والی کوششوں کا جائزہ اور اس سلسلہ میں اقدامات!

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ جماعت اہل سنت پاکستان ملکی سطح پر موجود تمام تر سیاسی ومذہبی جماعتوں میں اس لحاظ سے انفرادی حیثیت کی حامل ہے کہ ہم اسے خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے والی جماعت کہہ سکتے ہیں، جو اسے بنیادی ضرورتوں کے لئے فنڈز بھی مہیا کرے اور اس کے کارکنان وعہدیداران کے لئے باقاعدہ میڈیا سیل قائم کر کے ان کی کارگزاری بھی عوام میں مقبول کرے۔ تاہم باوجود اس کے جماعت کے زیر اہتمام جلسے جلوس اور ریلیاں بھرپور عوامی شرکت سے لبریز ہوتے ہیں، گویا عوام موجود ہے مگر اسے منظم کرنے کے لئے فنڈز نہیں ہیں۔ ایسے میں اگر مرکزی ناظم اعلیٰ کے عہدے پر علامہ سید ریاض حسین شاہ جیسی ایثار وقربانی کرنے اور اللہ کی ذات پر توکل کر کے اپنا سب کچھ دین پر خرچ کرنے والی شخصیت نہ ہو اور وہ اپنے خرچ پر ملک گیر رات دن دورے نہ کریں تو جماعت کا ایک اجلاس کرنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف بن جائے، یہ اور بات ہے کہ پاکستان میں کسی بھی اہم شخصیت کی قدر اس کے دنیا سے پردہ کر جانے کے بعد ہوتی ہے ورنہ گھر کی مرغی کو دال برابر بھی درجہ نہیں دیا جاتا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ زندگی میں ایسی شخصیات کو ان کا رب ہی اپنے فضل وکرم سے اتنا نوازتا رہتا ہے کہ انہیں کسی مخلوق سے خود کو منوانے کی حاجت ہی نہیں رہتی۔ خود شاہ جی بھی فرماتے ہیں کہ بندہ دنیا میں اگر خود کو منوانے کے لئے اپنے نام کے ساتھ بے شک کتنے ہی القابات لگا لے اور بہت سے مریدین بھی جمع کر لے تو آخرت میں اگر وہ القابات نہ ہوئے تو کیا فائدہ؟ اور اگر آخرت میں نبی پاک ﷺ کے سامنے باوقار مقام مل گیا تو دنیا کی کیا حاجت ہے؟

بات ہو رہی تھی جماعت کے اجلاس کے ایجنڈے کی ایک ایسی جماعت کے ایجنڈے کی جس جماعت کے پاس سیکر ٹریٹ کے نگران الحاج امجد علی چشتی نے سیکر ٹریٹ فنڈ میں بقایا رقم تین ہزار سے کچھ زائد بتائی اور اس جماعت کا ایجنڈہ اسلام کی سر بلندی کے لئے تھا اور ملکی و قومی حالات پر اس نے اپنی گرفت مضبوط بنائی تھی۔ایسے میں مرکزی ناظم اعلیٰ شاہ جی نے اپنے ابتدائی کلمات میں جو کچھ پیغام دیا اس کے چند نکات یہ تھے:

آپ نے کہا کہ:

1: ہمیں اپنے شعبۂ تعلیم و تبلیغ پر اس کی ترقی کے لئے خاطر خواہ توجہ دینا ہو گی۔جس کے لئے مرکزی ناظم تعلیم و تبلیغ علامہ محمد صدیق ہزاروی کی کاوشیں قابل تحسین ہیں۔مرکزی ناظم اعلیٰ نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ جماعتی درد کا احساس بیدار نظر آیا، ورنہ چند عہدوں کے سوا ہر شخص خود کو خانہ پری کے لئے سمجھتا ہے۔

2: ہم ایک لٹی پٹی قوم ضرور ہیں، مگر مایوسی نہیں کرنی۔ہم نے آگے بڑھنا ہے اور اپنی قوم کو بیدار کرنا ہے۔

3: ہر خطیب و امام کو اپنی اپنی علیحدہ اصلاحی تحریک چلانے کی بجائے جماعتی ڈسپلن اور مرکزی پالیسی کے تحت اپنی اصلاحی تحریک کو اجتماعی تحریک بنانا ہو گا، ورنہ تاریخ ہمیں معاف کرے نہ کرے۔ہم اللہ کو ضرور جوابدہ ہوں گے۔

4: مرکزی ناظم اعلیٰ نے مرکزی انتظامیہ کے تحت 6۔یونٹوں سرحد، بلوچستان، کشمیر، پنجاب، سندھ، اسلام آباد اور فاٹا میں جماعت کی کارکردگی اور مسائل پر روشنی ڈالی اور کہا کہ پنجاب میں مفتی محمد اقبال چشتی ناظم اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم نے جوش اور جذبوں کی نئی لہریں پیدا کی ہیں اور تنظیمی ڈسپلن دیکھنے میں آیا ہے۔بلوچستان میں اگرچہ جماعتی لوگ کم ہیں مگر صاحبزادہ خالد سلطان امیر بلوچستان اور ان کی ٹیم کی کامیاب حکمت عملیوں سے جلسے بڑے اور کامیاب ہوتے ہیں اور بڑی معقول عملی تجاویز سامنے آتی ہیں۔انہوں نے کہا کہ سندھ میں سید عاشق علی شاہ اور علامہ اکرم سعیدی نے اندرون سندھ بڑا کام کیا ہے اور گذشتہ دنوں وہ جس اجتماع میں شریک ہوئے۔اس کے شرکاء کی تعداد 80۔ہزار کے قریب تھی۔اسی طرح کراچی

میں شاہ تراب الحق قادری اوران کے رفقاء کارکام کررہے ہیں۔اسلام آباد میں درس قرآن کی ہفتہ میں چار نشستوں نے اور دیگر علاقوں میں درس قرآن کی پے در پے محافل نے عوام میں مذہب سے لگاؤ کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔فاٹا میں کام اگرچہ مشکل ہے،مگر ہم حکمت عملی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔اسی طرح سرحد میں تین زون ہیں۔پختون، گومل، ہزارہ زون۔یہاں بھی ہم نے ہزارہ میں علامہ محمد بشیر القادری ناظم اعلیٰ صوبہ سرحداور مرکزی انتظامیہ کے لوگوں کی مدد سے حکمت عملی کے ساتھ بہترین رزلٹ حاصل کئے ہیں۔پختون بیلٹ کو فی الحال ہم نے خاموش رکھا ہوا ہے،جبکہ گومل زون میں ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں وغیرہ کے علاقوں میں کام کو آگے بڑھایا گیا ہے۔کشمیر میں علامہ حبیب الرحمٰن شاہ نے بہترین تجاویز دی ہیں اوران کی روشنی میں پہلے سے موجود کام کو بہتر انداز میں آگے بڑھایا جائے گا۔مرکزی ناظم اعلیٰ نے گذشتہ اجلاس میں اعلان کردہ لانگ مارچز کے پروگراموں کو ملکی حالات کے تحت نہ کرنے کی حکمت بیان کی۔تاہم انہوں نے کراچی میں ''تصوف کانفرنس'' نہ ہونے پرافسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ ہمیں اپنے تنظیمی، مذہبی اوراسلامی رویوں کی اصلاح کرنی ہوگی اور قربانیوں کی تاریخ رقم کرنا ہو گی۔گمراہ لابیاں میڈیا کے ذریعے بھرپور انداز سے اسلام کی ایسی تصویر پیش کررہی ہیں جن سے اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔۔۔۔۔اور وہ مشترکہ حکمت عملی کے تحت کام کررہی ہیں۔ دوسری طرف ہم ہیں کہ جماعت کو مدر آرگنائزیشن کہتے ہیں اور مخالف دھڑے بھی بناتے ہیں، لہٰذا ہمیں بھی اتحاد کی صورت اپنانا ہوگی۔مرکزی ناظم اعلیٰ نے تجویز کیا کہ مرکزی امیر محترم علامہ سید مظہر سعید شاہ کاظمی خود لیٹر جاری کریں اوراہل سنت کے تمام دھڑوں کو ملتان بلائیں، ورنہ مجھے حکم کریں، میں انہیں لاہور یا راولپنڈی بلاتا ہوں۔ہم اتحاد کی دعوت دیں، دروازہ کھٹکھٹائیں۔انہوں نے کہا کہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ذاتی ادارے تو کامیاب ہیں،مگر مشترکہ ادارہ سنی سیکرٹریٹ کمزور ہے۔غلط فہمیاں پیدا کرنے والے اپنا بھرپور کردارادا کر رہے ہیں۔جماعتی عہدیدار اپنی تقاریر میں برکت کے لئے بھی جماعت کا نام لینے سے گریزاں رہتے ہیں۔اوپر سے جماعت کے نام پر حکومت بلائے تو جماعت سے مشاورت کے بغیر اپنی پالیسی بیان کرکے آجاتے ہیں۔مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ بولتے جارہے تھے

اور کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ ویسے بھی جنہیں جواب دینا تھا وہ اجلاس میں موجود نہیں تھے۔ مرکزی ناظم اعلیٰ نے مزید کچھ تفصیلات اور حقائق سے آگاہ کیا اور پھر ہاؤس سے اوپن تجاویز ایجنڈے پر مانگیں۔

اس موقع پر اہم تجاویز جو سامنے آئیں وہ درج ذیل تھیں۔ بعض شکایات بھی تھیں، اور بعض وضاحتیں بھی، مگر ہم یہاں پر صرف اہم تجاویز ہی لکھیں گے۔ اور تجویز کس نے دی؟ یہ ریکارڈ پر تو موجود ہے لیکن یہاں اس کا ذکر مناسب نہیں ہے۔ البتہ یہ بتانا ضروری ہے کہ جن لوگوں نے بحث میں حصہ لیا اور تجاویز بھی سامنے لائے ان میں مرکزی ناظم تعلیم وتبلیغ علامہ محمد صدیق ہزاروی، صوبہ پنجاب کے امیر صاحبزادہ خالد محمود، صوبہ سرحد کے ناظم اعلیٰ علامہ محمد بشیر القادری، سابق ناظم اعلیٰ سندھ محمد حسین لاکھانی، پنجاب کے ناظم اعلیٰ مفتی محمد اقبال چشتی، کشمیر سے جناب علامہ حبیب الرحمان، مرکزی نائب امیر سید خضر حسین شاہ، امیر صوبہ بلوچستان صاحبزادہ خالد سلطان، سید صفدر شاہ، مرکزی ناظم اطلاعات محمد نواز کھرل، علامہ اللہ بخش رضا، مرکزی چیف آرگنائزر الحاج امجد علی چشتی، قاری محمد فیروز، علامہ احمد اور رکن خصوصی سنی سپریم کونسل حاجی حنیف طیب کے علاوہ وہ بے نام شخص بھی شامل تھے جن کی زبان نے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت کلام سے کیا تھا۔

جو تجاویز سامنے آئیں وہ یہ تھیں:

1: سیکرٹریٹ کا ہر رکن اپنا ماہانہ چندہ باقاعدگی سے ادا کرے۔ تو ماہانہ اخراجات پورے ہو سکتے ہیں۔

2: سیکرٹریٹ میں مرکزی امیر یا مرکزی ناظم اعلیٰ خود بیٹھیں یا اپنا دفتر مرکزی ناظم اعلیٰ خود پہلے کی طرح ایکٹو کریں۔

3: سیکرٹریٹ کی مسجد میں امام کا تقرر کیا جائے۔

4: سیکرٹریٹ میں ایک عدد مدرسہ قائم کر کے اسے خود تعمیر کر کے طلباء کی کفالت کی ذمہ داری کی جو آفر امیر بلوچستان کی طرف سے آئی ہے اسے منظور کیا جائے۔

5: سیکرٹریٹ کے لئے ہنگامی فنڈز اکٹھے کرنے کے لئے صوبوں سے مدد لی جائے یا پھر سیکرٹریٹ کی ایڈوائزری کونسل کے اراکین سے کہا جائے۔

6: سیکرٹریٹ میں ایک جدید ایجوکیشن انسٹیٹیوٹ قائم کر کے شیئر ہولڈرز بنا کر مستقل آمدن اور رابطے کو مؤثر بنایا جائے۔

7: اضلاع یا صوبوں کی سطح پر تربیتی کنونشنز کا انعقاد کر کے عہدیداران اور اراکین کو جدید صورتحال کے چیلنجوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے تیار کیا جائے۔

8: مرکزی ناظم تعلیم وتبلیغ تربیتی نصاب مرتب کریں، تاکہ ایک نہج پر تمام علاقوں میں تربیت کا اہتمام ہو سکے۔

9: ہر عہدے دار خود کو ذمہ دار سمجھے اور اپنے آپ کو جماعت کے لئے وقف کرے۔

10: جماعت کے اراکین سے سالانہ رکنیت فیسوں کی باقاعدہ وصولی کا اہتمام کرایا جائے۔

11: سیکرٹریٹ میں رابطے اور جوابی خطوط کی ترسیل کے لئے سیکرٹری شپ کی خامیاں دور کی جائیں۔

12: مرکزی اور صوبائی عہدے داروں کے ساتھ آئین میں معاون بنانے کی ترمیم لائی جائے، جیسے امیر اور ناظم اعلیٰ کے ساتھ نائبین ہوتے ہیں تاکہ تقسیم کار کا نظام کامیاب ہو سکے۔

13: فنڈ زکی وصولی اضلاع کی سطح پر کامیاب بنانے کے لئے فنڈ کو تقسیم کیا جائے اور دستور میں شامل کیا جائے کہ کتنے فی صد فنڈ ضلع، ڈویژن، صوبے اور مرکز کو جائے گا تاکہ ترغیب ہو سکے۔

14: اس وقت سنی سپریم کونسل کے اراکین میں تین ایم این ایز ہیں جن میں دو وفاقی وزراء ہیں۔ یہ لوگ اگر مل کر اتحاد اہل سنت کے لئے میٹنگ کال کریں، تو نہ صرف میٹنگ بھرپور ہوگی، بلکہ اس کے اثرات بھی پائیدار رہوں گے۔

15: اتحاد اہل سنت کے لئے مؤثر کمیٹی قائم کی جائے جو ابتدائی سطح پر مرکزی جماعت کے لوگوں سے مذاکرات کر کے آئندہ کا لائحہ عمل طے کرے اور مرکزی امیر و ناظم اعلیٰ کو آگاہ کر کے مشاورت طلب کرے۔

16: مرکزی چیف آرگنائزر اپنا تنظیمی کردار ادا کر کے پورے ملک میں تنظیمی دورہ کریں اور جن اضلاع میں تنظیمیں قائم نہیں ہیں وہاں تنظیمیں قائم کروائیں۔

17: جو تجاویز مرکزی ناظم اعلیٰ نے سیکرٹریٹ چلانے کے لئے دی ہیں ان پر عملدرآمد کر کے سیکرٹریٹ کو فعال کیا جائے۔

18: مرکزی انتظامیہ کے اجلاسوں کا دورانیہ کم از کم دو دنوں تک بڑھایا جائے اور تمام شرکاء کی تجاویز سن کر ایک کمیٹی بنائی جائے جو تمام تجاویز سن کر ان کا جائزہ لے اور قابل عمل تجاویز پر فیصلے کروائے۔

19: میڈیا سیل قائم کیا جائے اور مؤثر ٹیلیفونک رابطے کے ذریعے ہر قومی و عالمی ایشو پر جماعت کا مؤقف جاری کیا جائے۔

20: سنی وزراء مملکت مسلک کے کام کریں گے تو وہی یادگار بھی رہیں گے۔ سنی وزارتوں سے دینی فوائد حاصل کرنے کے لئے حکمت عملی طے کی جائے۔

21: سیکرٹریٹ کا بینک اکاؤنٹ کھولا جائے۔

22: عہدے دیتے وقت ہر ذمہ داری کے لئے دو عہدے دیئے جائیں۔ ایک کام والا اور دوسرا نام والا ہو۔ ظاہر ہے نام والا تو کام نہیں کرے گا اس لئے اس طرح کام ہونے کی امید ہے۔

23: سیکرٹریٹ میں دارالافتاء قائم کرکے ٹیلیفونک انداز سے مسائل کے حل بتائے جائیں۔

24: سیکرٹریٹ میں تمام صوبوں کو دفتر دیئے جائیں تاکہ ہر صوبے کا سیکرٹریٹ سے رابطہ موثر ہو سکے۔

25: سیاسی جماعتوں کو ان کے حال پر چھوڑیں۔ کم از کم مذہبی جماعت کو ایک کر لیں۔

26: میڈیا پر اب کھل کر سوالات کئے جاتے ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی معمولات کی وضاحت اور کھل کر جواب دینے والے علماء کرام کو سامنے لائیں۔

27: ماہنامہ خبرنامہ اہل سنت جو سیکرٹریٹ سے جاری ہوتا تھا۔ اس کے بند ہونے پر افسوس کا اظہار کیا گیا اور ماہنامہ دلیل راہ جیسے ان تمام رسائل کا شکریہ ادا کیا گیا جو جماعت اہل سنت پاکستان کی ترویج واشاعت کر رہے ہیں۔

نتائج فیصلہ:

1: مرکزی امیر محترم نے سنی سیکرٹریٹ کے لئے اپنا 2000 روپے ماہانہ چندے کا بقایا وایڈوانس چندہ جناب امجد علی چشتی کے حوالے کیا۔

2: مرکزی ناظم اعلیٰ نے اپنی طرف سے سیکرٹریٹ کے لئے ہنگامی فنڈ کے طور پر ایک لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا جو مسجد شریف کو مکمل کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

3: مرکزی ناظم اعلیٰ نے اعلان کیا کہ وہ یکم دسمبر 2008ء سے اپنا دفتر سیکرٹریٹ میں اپنے

خرچ پر اپنے سٹاف کے ذریعے چلائیں گے۔

4: بلوچستان کے امیر صاحبزادہ خالد سلطان کی آفر قبول کر کے اجلاس نے اس امر کی منظوری دے دی کہ صاحبزادہ خالد سلطان کو سیکرٹریٹ میں جگہ دی جائے گی جس پر وہ خود مدرسہ کی عمارت تعمیر کر کے طلباء کو حفظ القرآن کے لئے لائیں گے اور ان کی کفالت ورہائش کا بھی اہتمام کریں گے۔

5: مرکزی ناظم اعلیٰ جو سٹاف اپنے دفتر کے لئے رکھیں گے۔ فی الحال مسجد میں امامت وتدریس کے فرائض بھی انہی کے سپرد ہوں گے۔

6: سیکرٹریٹ میں ہر صوبے کو پندرہ پندرہ دن دیئے جائیں گے جو سیکرٹریٹ میں بیٹھ کر اپنے صوبے کی شکایات ومسائل کے حل اور سیکرٹریٹ سے بین الصوبائی رابطے کو مستحکم بنانے کی کوشش کریں گے۔

7: ایڈوائزری کونسل کے اراکین سے ماہانہ 2 ہزار روپے لینے کی بجائے تین سال کے لئے ایک ایک لاکھ روپے لئے جائیں گے۔

8: مرکزی ناظم تعلیم وتبلیغ علامہ محمد صدیق ہزاروی مرکزی ناظم اعلیٰ کی مشاورت سے تربیتی نصاب وکورس مرتب کریں گے۔

9: ہر صوبے میں تربیتی کورسز مرکزی تربیتی نصاب وپالیسی کے تحت کرانے کا اہتمام کیا جائے گا جن میں مرکزی ناظم اعلیٰ یا مرکزی امیر محترم کو مدعو کرنے سے پہلے ان کی مصروفیات سے آگاہی حاصل کی جائے گی۔

10: ہر صوبہ سیکرٹریٹ کے لئے کم از کم ایک لاکھ روپے فنڈز دینے کے لئے اپنی پالیسی مرتب کرے گا۔

11: ملک بھر میں درسِ قرآن وحدیث کے عنوانات پر ہفتہ وار یا ماہانہ محافل کا انعقاد کرانے کے لئے شیڈول بنائے جائیں گے۔

12: اتحاد اہل سنت کے لئے صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر اور مرکزی جماعت اہل سنت کے مختلف دھڑوں سے مذاکرات کے لئے کمیٹی قائم کی گئی۔ جس میں مرکزی امیر محترم، مرکزی ناظم

اعلیٰ اور حاجی حنیف طیب کے علاوہ صاجزادہ خالد سلطان، حبیب الرحمٰن شاہ اور سید صفدر شاہ کے علاوہ ضرورت پڑنے پر مرکزی امیر و مرکزی ناظم اعلیٰ کسی رکن کو شامل کر سکیں گے۔

13: صاجزادہ عتیق الرحمٰن کشمیر والوں سے مرکزی امیر محترم خود بات کریں گے۔

14: مذاکراتی اجلاس ملتان میں مرکزی امیر محترم بلوائیں گے جس میں صاجزادہ سید حامد سعید کاظمی صاحب کو بھی ایکٹیو کیا جائے گا۔

15: وفاقی حکومت کو اسلامی تعلیمات کے حوالے سے جماعت کا پیغام پہنچانے کے لئے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ کو اجازت دی گئی کہ وہ سترہ اٹھارہ نومبر کو حکومتی اجلاس میں شرکت کریں۔

16: مرکزی ناظم اعلیٰ نے اعلان کیا کہ سنی سیکرٹریٹ باقاعدہ ٹرسٹ بن چکا ہے جس کے کاغذات انہوں نے مرکزی امیر محترم کے حوالے کر دیئے۔

17: مرکزی امیر محترم نے اعلان کیا کہ سنی سیکرٹریٹ کو چلانے کے لئے ایڈوائزری کونسل کو ایکٹیو کیا جائے گا۔

بلوچستان کے امیر صاجزادہ خالد سلطان نے بتایا کہ انہوں نے جماعت کی طرف سے بلوچستان میں زلزلہ زدگان کے لئے امدادی سامان فراہم کیا ہے اور وہ خود چونکہ صوبائی زکوٰۃ کمیٹی کے بورڈ کے رکن ہیں، اس لئے ہر ضلع میں جہاں سب کو زکوٰۃ کمیٹیوں میں آنے کی دعوت دی جاتی ہے وہاں جماعت اہل سنت کو بھی باقاعدہ دعوت دی جاتی ہے اور میرٹ پر آنے کی وجہ سے اب تک سات اضلاع میں جماعت کے لوگ ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین بن چکے ہیں۔ جن پر لوگوں کا اعتماد ہے۔

اجلاس میں اس امر کی شدت سے کمی محسوس کی گئی کہ جو وزراء اہل سنت کی باتیں کرتے ہوئے وزارت کے قلمدانوں تک پہنچے۔ وہ اب اہل سنت کو بھولنے لگے ہیں اور سنیوں سے بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے امور پر بات چیت اور بحث مباحثوں کا سلسلہ جاری رہا۔ جس میں داتا دربار کی مسجد میں خطیب کے تقرر پر محکمہ اوقاف کی متنازعہ پالیسی کی بھی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور نعلین پاک کی گمشدگی کے معاملے میں بعض تنظیموں کے بیگانہ رویوں کی وجہ سے سرکاری لیت ولعل پر

افسوس کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ سابق دورِ حکومت میں اس معاملے پر غفلت برتنے والے حکمرانوں اور افسران کے خلاف انکوائریاں کرائی جائیں۔ داتا دربار کی مسجد میں خطیب کے تقرر کے لئے جماعت اہل سنت پاکستان کی سفارشات پر عمل کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

یہ اجلاس صبح 10۔ بجے سے شام ساڑھے چار بجے تک جاری رہا۔ جس میں یہ حیرت انگیز امر بھی دیکھنے میں آیا کہ جو لوگ اجلاس میں ایک دوسرے کے ساتھ تند و تیز لہجے میں گفتگو کرتے رہے۔ وہ اجلاس کے بعد باہم شیر و شکر نظر آئے اور کسی کو یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ اجلاس میں ان لوگوں کا باہمی رویہ سخت رہا ہوگا۔ پورے اجلاس میں حسب معمول مرکزی ناظم اعلیٰ ایک طرح سے بہترین منتظم اور بہترین قائد کے ساتھ ساتھ با اعتماد دوست کا روپ اپناتے نظر آئے، جنہوں نے سب کی تجاویز کو سنا یہ اور بات ہے کہ تجاویز میں اکثر تجاویز وہی مانی گئیں جو انہوں نے اپنے ابتدائی کلمات میں اور درمیانی گفتگو میں پیش کیں۔ اس موقع پر مرکزی امیر محترم علامہ سید مظہر سعید شاہ کاظمی مدظلہ العالی کی پروجاہت شخصیت غزالی زماں کا پیکر نظر آ رہی تھی، جن کی ہر ہر ادا سے شفقت اور محبتوں کی بوندیں ٹپکتی نظر آ رہی تھیں۔ اجلاس جب ختم ہوا تو ہمیں اس وقت پتہ چلا جب ہم رات کے پچھلے اور آخری پہر ہری پور اپنی رہائش گاہ پہنچے۔ کوئی پوچھے کہ اجلاس تو شام ساڑھے چار بجے ختم ہوگیا اور آپ کو رات کے آخری پہر پتہ چلا۔ تو بات یہ ہے کہ ہمارا اجلاس تو شروع بھی 4۔ نومبر کی دوپہر 2۔ بجے سے ہوا تھا۔ جب ہم ہری پور سے چلے تھے۔ اب یہ کوئی نہ پوچھے کہ وہ کیسے؟ کیوں کہ اگر ہم یہ بتانے بیٹھ گئے تو اس ماہ یہ کالم پھر ماہنامہ دلیل راہ میں نہیں آسکے گا اور محمد بہاؤالدین کو بھی اب پتہ چل گیا ہے کہ چوبِ قلم کی چابی کہاں ہے؟ اور اسے گھمانے کے لئے ہاتھ کس کا چاہیے؟ لہذا 3۔ ماہ اپنا ہاتھ استعمال کرنے کے بعد اب انہوں نے جو ہاتھ استعمال فرمایا ہے ہم میں اتنی سکت نہیں ہے کہ ہم اس دستِ شفقت وعنایت کے سامنے ہلکی سی جنبش کرسکیں، ویسے بھی کسی پر ایک شفقت ہو تو بندہ بیان بھی کرے۔ بعض اوقات اتنی شفقتیں اور عنائتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں کہ بندہ پریشان ہو جاتا ہے اور پھر راویوں کی تحقیق کرنا شروع کر دیتا ہے کہ واقعی یہ بات ٹھیک ہے؟ اسی لئے ہم بھی آج کل ان شفقتوں اور عنایتوں کے حوالے سے چپ ہیں۔ اوپر سے محترم شیخ المبرورہ، شیخ محمد قاسم اس حسین پیرائے میں یادوں اور باتوں کو سجاتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں اپنی یادوں کو سجانا عجیب لگتا ہے۔ ویسے بھی جنگل میں ایک بادشاہ ہی ٹھیک ہے۔ مور اگر جنگل میں ناچ بھی لے تو بھی لوگ یہی کہیں گے۔ جنگل میں مور ناچا۔ کس نے دیکھا؟

جامعہ ہجویریہ میں دورۂ حدیث کی افتتاحی تقریب

علوم اور فنون کی بارانِ رحمت

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ دسمبر 2008

محکمہ اوقاف کو پاکستان کے دوسرے محکموں پر اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے کہ اس کے فرائض میں دینِ اسلام کی ترقی وترویج اور مزاراتِ اولیاء کی خدمت کا کام شامل ہے۔ مزاراتِ اولیاء روحانی تربیت گاہیں ہونے کے ساتھ ساتھ قرآنی تعلیم کی آماجگاہیں بھی ہیں ۔ برصغیر پاک وہند میں داتا علی ہجویری کا مزار پرانوار جس شان وشوکت کا حامل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، لیکن عرصہ دراز سے اس عالی شان اور پرشکوہ مزار پر دینی تعلیم وتربیت کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ خدا بھلا کرے محکمہ اوقاف کے ذمہ داران کا، جنہوں نے اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے 2001ء میں مرکز ''معارف اولیاء'' کی بنیاد رکھی۔

اس مرکز کے تحت اولیائے کرام سے متعلقہ مختلف امور پر کام ہو رہا ہے، جن میں سے ماہنامہ معارف اولیاء کا اجراء اور جامعہ ہجویریہ کا قیام سرفہرست ہیں۔ قرآن وسنت کی تعلیم کے اس عظیم الشان ادارہ جامعہ ہجویریہ کو لاہور کے باقی اداروں پر داتا علی ہجویری کی نسبت سے قال اللہ اور قال الرسول کے درِ بے بہا کی دولت تقسیم کرنے کا امتیاز حاصل ہے۔

جامعہ ہجویریہ میں درس نظامی کی کلاسوں کا آغاز 2002ء میں کر دیا گیا تھا اور موقوف علیہ تک کلاسیں جامعہ ہجویریہ میں پڑھائی جاتی رہیں لیکن دورہ حدیث شریف کا آغاز ابھی تک نہ ہوا تھا۔

21۔نومبر 2008ء بروز جمعرات جامعہ ہجویریہ کی تاریخ میں بڑا مبارک دن تھا جب دورہ حدیث کی کلاس کا آغاز کیا گیا۔ محمد بہاؤ الدین کی دعوت پر جب جامعہ ہجویریہ پہنچے تو دورہ حدیث کے ہال میں طلباء بڑے منظم انداز میں بیٹھے تھے۔ حدیث کے ان طلباء کو دیکھ کر حضور کی حدیث کہ ''طالب علم کی راہ میں فرشتے پر بچھاتے ہیں'' جب یاد آئی تو ان کی قسمت پر رشک آنے لگا۔ طلباء کے سفید عماموں سے مزین تر وتازہ چہرے، ماحول کی نورانیت میں اضافہ کر رہے تھے۔ بخاری شریف کے اس افتتاحی درس میں مفکرِ اسلام مفسر قرآن، پیر سید ریاض حسین شاہ کا خطاب ہونا تھا، چنانچہ جب شاہ جی تشریف لائے تو تمام اساتذہ، علماء خصوصاً مفتی محمد صدیق ہزاروی، مفتی محمد اقبال چشتی، ڈائریکٹر مذہبی

امور ڈاکٹر طاہر رضا بخاری ودیگر علماء شاہ صاحب کے استقبال کے لئے جامعہ سے باہر کھڑے ہو گئے۔شاہ صاحب تشریف لائے تو بڑے پروقار انداز میں خوش آمدید کہا گیا اور علماء کے جلو میں انہیں درس حدیث کے مقام پر لے جایا گیا۔ سادہ اور پروقار انتظام کو دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔سٹیج پر بھی فرشی نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔علماء ایک سیدھی رَو میں طلباء کی طرف رخ کر کے تشریف فرما ہو گئے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے جلوہ فرما علماء میں شاہ جی، حاجی فضل کریم، مفتی محمد صدیق ہزاروی، علامہ مقصود قادری، حافظ عبدالستار سعیدی، صاحبزادہ عبدالمصطفٰے ہزاروی، ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، جناب خضر حیات گوندل، قاری عارف سیالوی، علامہ سید مسعود احمد رضوی، پروفیسر راؤ ارتضٰی حسین اشرفی اور علامہ چوہدری اصغر کوثر وڑائچ شامل تھے۔ ملک کے مایہ ناز خطیب مفتی محمد اقبال چشتی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سنبھالے۔جامعہ ہجویریہ کے طالب علم قاری جمیل احمد کی تلاوت اور قاری فیض رسول کی نعت رسول مقبول ﷺ سے اس نورانی تقریب کا آغاز کر دیا گیا۔تلاوت ونعت کے بعد مفتی محمد اقبال چشتی نے ڈائریکٹر مذہبی امور اوقاف پنجاب ڈاکٹر طاہر رضا بخاری کو دعوتِ خطاب دی۔انہوں نے داتا صاحب کے قول سے اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ شریعت مطہرہ کا پہلا حصہ کتابِ مجید اور دوسرا حصہ حدیث مبارکہ ہے۔صوفی وہی ہے جس کے ایک ہاتھ میں کتاب اللہ اور دوسرے ہاتھ میں سنتِ رسول اللہ ﷺ ہو۔انہوں نے بتایا کہ اس جامعہ ہجویریہ کا خواب حاجی فضل کریم نے دیکھا تھا جسے محکمہ اوقاف نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔اسی وجہ سے حاجی فضل کریم اس کی سرپرستی فرماتے رہے۔انہوں نے بتایا کہ جامعہ کے افتتاح کے موقع پر مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے افتتاحی دعا کروائی تھی جبکہ شاہ جی (سید ریاض حسین شاہ) نے اپنے وزٹ میں خصوصی دعاؤں سے نوازا تھا۔

ڈائریکٹر مذہبی امور ڈاکٹر طاہر رضا بخاری کے بعد سٹیج سیکرٹری مفتی محمد اقبال چشتی نے علماء بورڈ پنجاب کے چیئرمین اور مرکزی جمعیت علماء پاکستان کے صدر حاجی محمد فضل کریم کو دعوتِ خطاب دی۔

صاحبزادہ حاجی فضل کریم:

آپ نے اپنے خطاب میں علم کی فضیلت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ حضرت غوث پاک سے لے کر امام ربانی مجدد الف ثانی تک، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور خواجہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی سے لے کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تک تمام درگاہوں میں علم کو عام کیا جاتا رہا۔حضرتِ غوثِ اعظم کے درس

میں 2۔ہزار آدمی حدیث پڑھتے ۔انہوں نے کہا کہ آج پورے (جامعہ ہجویریہ) کو تناور درخت بنتے دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا ہے۔انہوں نے کہا کہ میاں نواز شریف کے دورِ وزارت عظمیٰ میں داتا صاحب کمپلیکس کے افتتاح کے موقع پر میں نے میاں نواز شریف سے عرض کی تھی کہ ٹھوکر نیاز بیگ کے قریب محکمہ اوقاف کی 50۔ایکڑ اراضی پڑی ہے،اس پر عالی شان علی ہجویری یونیورسٹی قائم کی جائے ۔انہوں نے سیکرٹری اوقاف سے اس معاملہ پر غور کرنے کی بھی درخواست کی۔

صاحبزادہ حاجی فضل کریم کے خطاب کے بعد سٹیج سیکرٹری مفتی محمد اقبال چشتی نے درسِ حدیث ارشاد فرمانے کے لئے مفکر اسلام، مفسر قرآن، پیر سید ریاض حسین شاہ کو دعوتِ خطاب دی تو حال میں موجود ہر شخص نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا۔پر وقار نعروں کی گونج میں آپ مسندِ حدیث پر جلوہ افروز ہوئے۔اگرچہ آپ کے پیچھے بڑے بڑے علماء تشریف فرما تھے لیکن آپ کا رنگ سب سے جداگانہ محسوس ہو رہا تھا۔آپ مسند پر جلوہ فگن ہوئے تو ایک طالب علم نے قصیدہ بردہ شریف کے اشعار پڑھ کر ماحول میں عجب سرور پیدا کر دیا۔کانوں میں قصیدہ بردہ شریف کے نورانی نغمے، آنکھوں کے سامنے شاہ جی کا نورانی چہرہ، مقام کو داتا علی ہجویری کی نسبت اور فضا میں درس حدیث کا نور، آپ خود اندازہ کر لیں اس وقت ماحول میں کتنی نورانیت اور کیسا کیف ہوگا۔

مفکرِ اسلام، مفسر قرآن شیخ الحدیث والقرآن

حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ:

آپ نے اپنے درس کے لئے بخاری شریف کے باب ''حفظ العلم'' سے ایک حدیث منتخب فرمائی:

حدثنا ابو مصعب احمد بن ابی بکر قال حدثنا محمد بن ابراھیم بن دینار عن ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ قال قلت یا رسول اللہ انی اسمع منک حدیثا کثیرا انساہ قال ابسط ردآء ک فبسطتہ فغرف بید یہ ثم قال ضم فضممتہ فما نسیت شیئاً بعد.

''حضرت ابو مصعب احمد بن ابی بکر، محمد بن ابراہیم بن دینار سے اور آپ بن ابی ذئب سے، آپ سعید المقبر ی سے اور آپ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنتا ہوں

مگر ان کو بھول جاتا ہوں۔آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلائیں۔میں نے چادر پھیلائی۔
ابوہریرہؓ نے کہا آپ ﷺ نے دونوں مبارک ہاتھوں سے چلو بنا کر چادر میں ڈال دیا
پھر فرمایا اسے اپنے اوپر لپیٹ لو اور میں نے اس کو لپیٹ لیا تو اس کے بعد کچھ نہ بھولا"

شاہ جی نے کہا کہ آج قافلہ اسلام جن نازک حالات سے دوچار ہے حفظ علم کے باب میں یہ حدیث روشنیاں بانٹتی ہے اور کاروانِ اسلام کو زوال سے عروج کی طرف لے جانے کا سرمایہ رکھتی ہے۔ اگر ہم احادیث رسول اور فرمانِ نبوی ﷺ کو مشعل راہ بنالیں تو اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔آپ نے کہا کہ جس مضبوط بنیاد پر حضور ﷺ نے نظام تعلیم اٹھایا تھا اس سے گردوغبار ہٹانے کی ضرورت ہے۔ یہ اعزاز صرف اسلام کو حاصل ہے کہ رحمت عالم کے سینے پر جو صحیفہ نور نازل ہوا تھا وہ (اقراء) پڑھنے کے پیغام سے شروع ہوتا ہے اور قلم کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔جو قومیں پڑھنے سے محروم ہو جاتی ہیں وہ نہ روحانی اور نہ مادی معراج پا سکتی ہیں۔

زندگی کے مختلف شعبوں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے شاہ جی نے حضرت ابوہریرہؓ کا قول نقل فرمایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا جو مہاجر بھائی (صحابہ) تھے وہ تجارت کرتے اور انصار بھائی کھیتی باڑی میں مصروف ہوتے لیکن میں حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پڑا رہتا اور احادیث یاد کرتا رہتا۔ یہاں شاہ جی نے بہت حسین نکتہ اٹھایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے اس قول میں "اخواننا" (ہمارے بھائی) کا لفظ استعمال فرمایا گویا ایک قوم کے لئے ضروری ہے کہ اس کے افراد ہر شعبے پر توجہ دیں اور ہر شعبے کا فرد اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے قوم وملت کی خدمت کا فریضہ انجام دے۔اسی نکتے کو شاہ جی نے کسی اور مقام پر سمجھایا تھا کہ بحیثیت قوم ہمارا یہ المیہ ہے کہ ہماری قوم کے شعبہ جات بکھر گئے، ہر شخص اپنے اپنے شعبے کو چھوڑ کر دوسروں کے شعبوں میں ٹانگ اڑانے لگا۔یہی وجہ ہے کہ سیاستدان دینی فتوے دینے لگے، کھلاڑی سیاست کرنے لگ گئے، علماء کاروبار میں مشغول ہو گئے، ان پڑھ اور جاہل خطیب بن گئے۔حضرت ابوہریرہؓ نے کاروبار اور کھیتی باڑی کرنے والوں کو بھائی کہہ کر یہ سبق دیا کہ ایک قوم کے لئے ہر شعبہ ضروری ہے اور ملتِ اسلامیہ کا ہر فرد بھائی بھائی ہے۔

علم کے حصول اور فضیلت علم پر بات کرتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے لکھنے کی خاص ہدایت فرمائی اور تلقین کی کہ علم کو ضائع نہ کیا جائے، شاید اسی لئے حضور ﷺ نے علم حاصل کرنے کے لئے

چین تک جانے کی رغبت دلائی۔ایک تاریخی گوشہ بے نقاب کرتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس کاغذ پر قرآن پاک یا احادیث لکھی گئیں وہ کاغذ بھی چین سے آیا تھا۔

چونکہ امام بخاری نے باب حفظ العلم میں یہ حدیث نقل کی اور امام بخاری کا مطمح نظر علم کو یاد کرنے کے متعلق روایات اکٹھی کرنا تھا۔اس لئے شاہ جی نے اسی موضوع پر بات کرتے ہوئے علم یاد کرنے کے متعلق چند آداب بیان فرمائے کہ ابن جوزی نے کہا کہ جو شخص عمامہ، سرمہ اور مسواک کا استعمال کرے تو اللہ تعالیٰ حدیث یاد کرنے میں مدد فرماتا ہے۔امام شہابی نے فرمایا کہ حافظہ بڑھانے کے لئے کشمش زیادہ کھائی جائے، اسی طرح محمد بن محمد قتیبہ نے لکھا کہ اگر نسیان کا مرض ہو جائے تو 40۔دن دودھ سے روٹی کھائے، تو اللہ تعالیٰ نسیان دور کر دیتا ہے۔حضرت سفیان ثوری نے فرمایا کہ دریا کا پانی بہہ رہا ہو تو حدیث یاد نہ کی جائے کیونکہ توجہ بٹ جائے گی۔شاہ جی نے فرمایا کہ لیٹ کر پڑھنے سے حافظہ کمزور ہوتا ہے، اسی طرح کھڑے پانی اور پیشاب کے مقام دیکھنے، دانے دار انگور اور زیادہ پیاز کھانے سے بھی حافظہ کمزور ہوتا ہے کیونکہ طبی لحاظ سے زیادہ پیاز کھانے سے ریشہ پیدا ہوتا ہے۔

پھر شاہ جی نے حدیث کے روحانی پہلوؤں پر اشارہ فرماتے ہوئے کہا کہ سب کچھ مادیت ہی نہیں، روحانیت بھی اپنا وجود رکھتی ہے۔استاد چاہے تو اس طرح بھی عطا کر دیتا ہے۔اسی کو بزرگوں کی نظر اور عنایت کہا جاتا ہے۔شاہ جی کے خطاب کے بعد فارغ التحصیل علماء میں اسناد تقسیم کی گئیں اور اس کے بعد سیکرٹری اوقاف جناب خضر حیات گوندل نے تمام علماء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اگر "داتا علی ہجویری یونیورسٹی" بن جائے تو یہ ہمارے لئے بڑا اعزاز ہوگا۔انہوں نے کہا کہ ہم اس معاملہ میں مشاورت کریں گے اور اس طرح شاہ جی کی اختتامی دعا کے ساتھ یہ پروقار اور نورانی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

ادارہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی کا

سالانہ جلسہ تقسیم اسناد

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ جنوری 2009

یہ 27۔دسمبر 2008 کی یخ بستہ رات ہے، شاہ جی سے محبت کرنے والا ہر شخص راولپنڈی کے علاقے خیابانِ سید کی طرف کھنچا چلا آ رہا ہے۔ملک کے کونے کونے سے اہل محبت مرکزِ محبت کی طرف بڑھ رہے ہیں، آج شاہ جی کے ادارہ تعلیماتِ اسلامیہ کا سالانہ اجتماع ہے، جسے سالانہ کانووکیشن یا سالانہ جلسہ دستار فضیلت بھی کہتے ہیں۔لیکن معاملہ صرف اتنا نہیں، بات تو محبت اور عقیدت کی ہے، جلسے تو ہر ادارے میں ہوتے ہیں۔کانووکیشن اداروں کا معمول ہے، لیکن یہ کون سی قوت ہے جس نے لوگوں کو ٹھنڈی رات اور دھند سے معمور فضا میں سفر کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔غور کرنے پر علم ہوا کہ یہ فقط شاہ جی کی اللہ سے محبت ہے اور اس کے بدلے میں وہ محبت جو اللہ نے لوگوں کے دلوں میں شاہ جی کے لئے پیدا کر دی ہے، یہ اسی کی کارستانی ہے۔ابھی ایک ہفتہ پہلے شاہ جی کے چچا جان، یادگار اسلاف، پیکر خلوص ومحبت، پیر سید عبدالمنان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔وہ لمحات بھی بھلائے نہیں جا سکتے، ہر آنکھ اشکبار اور ہر زبان سسکیوں سے معمور تھی۔ہمارے سروں سے گویا ایک سایہ رخصت ہو رہا تھا، قریب تھا کہ چچا جان کی رحلت سالانہ اجتماع میں اثر انداز ہو، لیکن شاہ جی کے عزم مصمم اور خدمتِ دین کے جذبے نے ہم جیسے لوگوں کے اندر بھی جذبوں کو جنم دے دیا اور کربلا کا سبق یاد دلا دیا کہ اولاد اور گھربار سب کچھ لٹ بھی جائے تو رسول اللہ کے مشن میں ذرا بھی سستی اور رکاوٹ نہ آنے دی جائے، یہی جذبہ تھا کہ لوگ ایک ہفتے بعد پھر راولپنڈی کے لئے عازم سفر ہو رہے تھے۔

ادارہ تعلیماتِ اسلامیہ سے سال رواں میں فارغ ہونے والے علماء کی دستار بندی تو شاہ جی نے گذشتہ رات تہجد کے وقت ہی فرما دی تھی، شاہ جی کے اس فعل میں بھی بہت سی حکمتیں اور اسباق پنہاں ہیں۔رات کی عمیق گہرائیوں میں جو نور کی برسات اور قربِ خداوندی کی نعمتیں چھپی ہوتی ہیں۔وہ شب زندہ دار مسلمان ہی جان سکتا ہے۔رات کی ان آخری گھڑیوں میں فارغ شدہ علماء کے لئے شاہ جی نے جو پرخلوص دعائیں کیں اس کا بدل کیا ہو سکتا ہے، میرے خیال میں اگر کوئی جلسہ منعقد نہ کیا جاتا اور کسی

تزک واحتشام کا اہتمام نہ کیا جاتا تو پھر بھی سحری کی سحر انگیز دعائیں ان علماء کے لئے کافی ہوتیں۔ اس موقع پر شاہ جی نے فرمایا:

اللہ کی تعریف وتسبیح، حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات پر ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد عزیزانِ محترم میری خواہش تھی کہ صرف فارغ التحصیل لڑکوں کے ساتھ ملاقات کروں، ملاقات دوسرے وقت بھی کرسکتا تھا لیکن یہ وقت خاص اللہ کی معرفت، بندگی، قبولیت، استغفار، اس کے حضور حاضر ہونے اور وارفتگی کا وقت ہے، چنانچہ چاہا کہ ان ساعتوں میں آپ سے ملاقات کروں۔ دیکھ رہا ہوں کہ چند عزیزوں کے اقرباء اور سرپرست بھی تشریف فرما ہیں، باقاعدہ باتیں تو اجلاس میں ہوں گی، چونکہ یہ لڑکے میرے پاس رہے ہیں اور بڑی مشکل اور جانگسل سی زندگی انہوں نے اختیار کی۔ جس کے ایک ایک لمحہ میں خطرات منزل سے ہٹانے کے لئے برسرپیکار رہے یعنی شیطان۔ جو نہیں چاہتا کہ کوئی بندہ اللہ کی راہ میں نکلے اور استقامت اختیار کرے لیکن اللہ کی مدد اور توفیق سے آپ اور میری زندگی کا مختصر حصہ دین کی خدمت کے لئے وقف ہوا اور تحریک جاری رہی۔

دراصل آپ میرے پاس رہے، مجھ سے پڑھے، اس دوران ہوسکتا ہے میرے زیرِ عتاب بھی آئے ہوں تو دراصل میں آپ سے کسی بھی زیادتی پر معافی چاہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارا معاملہ آخرت میں خراب ہو۔ آخرت کے تصور سے ہمارے اسلاف لرز جاتے تھے۔ دعا ہے کہ ہمارا معاملہ آخرت میں بہتری کے ساتھ جائے۔ آپ لوگوں نے میری خدمت کی اگر کوئی بہتری آئی تو اللہ کی طرف سے ہی آئی ہے۔

میں نے اس فیلڈ میں قدم رکھا تھا تو خدمتِ دین کے لئے نہ کہ تجارت کے لئے اور یہ مدرسہ فیکٹری سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ کی بندگی سمجھ کر کھولا تھا۔ خاصا عرصہ تک میرے پاس جو کچھ ہوتا طالبعلموں پر خرچ کردیتا، بڑا مشکل وقت بھی دیکھا ہے، اساتذہ کی تنخواہیں نہیں ہوتی تھیں، جب میں خود فارغ التحصیل ہوا تھا اور میرے سر پر دستار رکھی گئی تو میں اتنا خوش نہیں ہوا تھا اس لئے کہ میں نے اپنے آپ کو کبھی فارغ سمجھا ہی نہیں، آج بھی اللہ کے فضل سے کم از کم 200 صفحات روزانہ لازمی طور پر پڑھتا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ زندگی کی آخری سانس ہو تو بھی علم کے حصول کے لئے لگا رہوں۔ آپ سے یہی توقع ہے کہ دین سے منہ نہیں موڑیں گے۔ برملا کہتا ہوں کہ اگر آپ دین سے منہ موڑیں گے تو اللہ اپنی رحمتوں کو

آپ سے موڑ لے گا، اس لئے کہ اللہ نہ آپ کا محتاج ہے نہ میرا محتاج ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ ہماری دی گئی امانت کی حفاظت کریں گے تو انشاءاللہ آپ کا تھوڑا علم بھی بہت کام کرے گا، کیونکہ حقیقی علم اللہ دلوں میں اتارتا ہے۔

بلاشبہ مجھے ان بچوں کے سر پر عمامہ سجاتے ہوئے شرمندگی ہوگی جنہوں نے کورس تو مکمل کر لیا ہے لیکن داڑھیاں حضور کی سنت کے مطابق نہیں رکھ سکے۔ میں ان کے معاملے میں شرمندہ ہوں۔ بلاشبہ جس طرح بہت سے پیر قیامت والے دن اپنے مریدں کے معاملات میں شرمندہ ہوں گے، اسی طرح استاد شاگردوں کے معاملات میں شرمندہ ہوں گے۔ میرے نزدیک وہ بچہ بہت عظیم ہوگا جو اپنے مشن پر ڈٹا رہے گا، تگ ودو کرتا رہے گا۔ اس کے ساتھ اللہ کا فضل ہوگا، حضور ﷺ کا کرم اور مجھ ناتواں کی دعائیں ہوں گی۔ آپ کے اساتذہ کے لئے بھی دعا گو ہوں جنہوں نے بہت محنت کی اور میرا ہاتھ بٹایا۔

یاد رکھیں کہ کسی درخت کی کوئی ٹہنی، شاخ، پھول، پتے اور کلیاں، تنے سے جدا رہ کر اپنی زندگی قائم نہیں رکھ سکتے، اگر آپ اپنے مرکز سے وابستہ رہیں گے تو دنیا جہان میں عزت ہوگی۔

گذرتی رات اور طلوع فجر کے نورانی لمحات میں جب اللہ تعالیٰ خود بندوں کو مانگنے کی ترغیب دیتا ہے، ان قبولیت کے لمحات میں شاہ جی نے بڑے خلوص اور محبت سے فارغ ہونے والے علماء کے لئے دعائیں کیں۔

> ”اے اللہ تعالیٰ! ان بچوں سے اپنے دین کا کام لے لے، مولا! اصل علم تو وہ ہے جو تو دل میں ڈالے، یا اللہ! اپنی محبت میں فائز المرام رکھ، شاہ جی اپنے الٰہ سے مانگ رہے تھے کہ مولا! میں ان کو دنیا کی افسری کی پیٹی نہیں باندھ رہا، ان کو وزارتوں کے قلمدان نہیں دے رہا، میں تو انہیں تیری راہ میں فقیری کی دستار دے رہا ہوں، مولا! اس میں عزت پیدا کردے۔“

شاہ جی نے اپنے چچا جی حضرت پیر سید عبدالمنان شاہ، ادارے کے اساتذہ، معاونین، خدمتگاروں اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی خصوصی دعائیں کیں۔

دعا کے بعد فارغ التحصیل ہونے والے ہر ایک عالم دین کے سر پر شاہ جی نے اپنے دست مبارک سے سیاہ عمامہ سجایا اور اس طرح تقسیم اسنادو دستار فضیلت کی پہلی تقریب قرب خداوندی کی نورانی

گھڑیوں میں اپنے اختتام کو پہنچی اور شرکاء نے نماز فجر کی تیاری شروع کر دی۔

تہجد کے وقت ہونے والی دستار بندی کے بعد 27۔دسمبر ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب ادارہ میں تقسیم اسناد کے حوالے سے ایک عالی شان عوامی اجتماع کا انتظام کیا گیا تھا۔ یہ اجتماع نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد کیا جا رہا تھا۔ یوں کہیئے کہ تہجد کی تقریب شاہ جی کے صوفیانہ مزاج کا مظہر تھی اور رات کا یہ اجتماع شاہ جی کے عالمانہ وقار، شان وشوکت، تمکنت اور عز وجاہ کا مظہر تھی۔ ادارہ کے مین گیٹ سے داخل ہوتے ہی بائیں جانب پارک میں ایک بہت بڑی سکرین آویزاں تھی جس پر کارروائی دکھانا مقصود تھی اور دائیں جانب اکیڈمی کے کشادہ گراؤنڈ میں وسیع وعریض کھانے کا اہتمام تھا۔ ہال کے مین گیٹ کے ساتھ ہی دائیں جانب ساؤنڈ سسٹم، ریکارڈنگ اور انٹرنیٹ کی ٹیمیں طالب حسین مرزا کی زیر نگرانی اپنے فرائض کی بجا آوری کے لئے تیار بیٹھی تھیں۔ یہ اجتماع انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا کے گوشے گوشے میں نور بانٹ رہا تھا اور شاہ جی سے محبت کرنے والے بیرون ممالک کے لوگ بھی انٹرنیٹ کے ذریعے اپنے آپ کو اس اجتماع میں شامل کئے ہوئے تھے۔ ادارہ کے مرکزی ہال میں دائیں طرف ایک خوبصورت اور وسیع سٹیج ترتیب دیا گیا تھا، جس پر علماء ومشائخ تشریف فرما تھے۔ نماز عشاء کے فوراً بعد اجتماع کی کارروائی کا آغاز کر دیا گیا۔ حافظ محمد زبیر نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سنبھالتے ہوئے سب سے پہلے ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھنے والے ادارہ کے طالب علم قاری محمد ظفر کو تلاوت قرآن کی دعوت دی، اس دوران شاہ جی سٹیج پر تشریف لے آئے۔ تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر نعرہ تکبیر ورسالت بلند کر کے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ تلاوتِ کلام پاک کے بعد معروف نعت خواں ظفر علی چشتی نے ''پکارو یارسول اللہ'' اور ''نعتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا'' نعت شریف پڑھ کر محفل پر ایک وجد کی کیفیت پیدا کر دی۔ نعت رسول مقبول کے بعد سٹیج سیکرٹری حافظ محمد زبیر نے جماعت اہل سنت صوبہ سرحد کے ناظمِ اعلیٰ علامہ محمد بشیر القادری کو دعوت خطاب دی۔

علامہ محمد بشیر القادری:

فضیلتِ علم پر نہایت مدلل گفتگو کرتے ہوئے آپ نے سورہ آل عمران کی آیت **شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائم بالقسط** کو عنوان بنایا اور علامہ قرطبی کے حوالے سے کہا کہ یہ آیت اہل علم کی فضیلت بیان کرتی ہے، کیونکہ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ اور

اہل علم کا اکٹھے ذکر فرمایا ہے پھر حضور کی احادیث بیان فرمائیں کہ ارشادِ نبوی ہے کہ علم میرا ہتھیار ہے۔ علماء دنیا میں انبیاء کے خلفاء ہیں اور آخرت میں شہداء کے ساتھ ہوں گے، اسی طرح حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمھیں نہ بتاؤں کہ سب سے زیادہ سخی اور جواد کون ہے؟ پھر فرمایا، اللہ سب سے بڑا جواد ہے، پھر اولادِ آدم میں، میں محمد ﷺ ہوں اور میرے بعد وہ جس نے علم سیکھا اور آگے پھیلایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہوئے علامہ بشیر القادری نے کہا کہ مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ خوبصورتی اور جمال اچھے کپڑے پہننے میں نہیں بلکہ علم وادب میں ہے۔ اسی طرح یتیم وہ نہیں جس کا باپ فوت ہو جائے بلکہ اصل یتیم تو وہ شخص ہے جو عقل سے کورا ہو اور جس کو علم و حکمت سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ علم نافع پر بات کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ظاہری علم جب دل میں داخل ہو جائے تو علمِ نافع بن جاتا ہے اور یہ دولت کسی مردِ کامل کی صحبت میں بیٹھنے سے ہی نصیب ہوتی ہے۔ ادارہ تعلیماتِ اسلامیہ کے طلباء کو صاحبانِ فضیلت قرار دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ یہاں طلباء کو علم باطن اور علم نافع سے مالا مال کیا جاتا ہے کیونکہ انہیں شاہ جی جیسے مردِ کامل کی صحبت میسر ہے آخر میں علامہ بشیر القادری نے اپنے سننے والوں کو ایک بہت قیمتی راز دیتے ہوئے کہا کہ اگر علم نافع حاصل کرنا چاہتے ہو تو کسی کے قدموں کی خاک بن جاؤ۔ یوں سمجھئے کہ یہ جملہ ان کی ساری تقریر کا خلاصہ تھا۔۔۔۔ واقعی اگر کوئی اچھے قدموں والا مل جائے تو خاک بھی خاکِ شفاء بن جاتی ہے۔

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

علامہ بشیر القادری کی تقریر کے بعد سٹیج سیکرٹری نے زینت القراء قاری محمد عبد الغفار نقشبندی کو تلاوت کی دعوت دی۔ قاری عبد الغفار نے اپنی خوبصورت آواز میں آیاتِ قرآنی تلاوت کیں تو محفل ایک خاص کیف پرور ماحول میں داخل ہو گئی۔

تقسیم اسناد کی یہ تقریب حقیقتاً نورانی پھولوں کا ایک حسین گلدستہ اور مختلف نوری کرنوں کی ایک کہکشاں ثابت ہو رہی تھی۔ بہت سے جلسہ ہائے تقسیم اسناد میں جانے کا اتفاق ہوا لیکن افسوس کہ روائتی جلسوں میں ان طلباء اور اساتذہ کو ثانوی درجہ دے دیا جاتا ہے جن کے گرد یہ تقریبات گھومتی ہیں، لیکن شاہ جی کی حکمت اور حسنِ انتظام ملاحظہ ہو کہ اس تقریب میں 25۔ علماء کو اسناد دی گئیں اور نہ صرف ہر

فارغ التحصیل عالمِ دین کو انفرادی عزت ووقار کے ساتھ سٹیج پر بلایا گیا بلکہ اس کی خصوصیات اور کارہائے نمایاں سے بھی حاضرین کو مطلع کیا گیا، ورنہ دوسری تقریبات میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ تحکمانہ انداز اور تحقیر آمیز رویہ اختیار کر کے طلباء کی عزت نفس کو مجروح کر دیا جاتا ہے، شاید اسی وجہ سے بعض طلباء میں احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے۔ یقیناً طلباء کی عزت نفس مجروح کرنے والے اور ان میں احساس کمتری پیدا کرنے والے مدارس کو دیکھ کر ہی علامہ اقبال نے کہا تھا:

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا

کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

اور دوسری بات یہ کہ جن اساتذہ کی محنت اور کوشش سے مدارس کے گلشن میں بہار آتی ہے اور بے قیمت بیج، بیش قیمت پھول بن جاتے ہیں ان کو اکثر اوقات تقریب میں فراموش کر دیا جاتا ہے لیکن قربان جائیں شاہ جی کی فراست کے، کہ آپ نے اساتذہ کو یکے بعد دیگرے سٹیج پر بلایا، ان کا تعارف اور ان کی خدمات سے حاضرین کو مطلع کر کے ہر استاد کی خدمت میں دس، دس ہزار روپے پیش کیے گئے اور ان کی تنخواہوں میں 500 روپے فی کس اضافے کا اعلان کیا گیا۔ شاہ جی نے بتایا کہ ادارہ میں کوئی استاد پوسٹ گریجوایشن سے کم تعلیم یافتہ نہیں اور ادارہ کے اساتذہ میں گورنمنٹ ڈگری کالج بنوں کے ریٹائرڈ پروفیسر کریم خان، صاحبِ علمِ ظاہر وباطن حافظ نور محمد بندیالوی، یادگار اسلاف پیر علامہ سید صادق حسین شاہ جیسے انمول ہیرے موجود ہیں۔

اس تقریب کا حسن انتظام کچھ یوں کیا گیا کہ ہر خطاب کے بعد فارغ التحصیل علماء میں سے ایک ایک یا دو دو علماء کو بلا کر مہمانوں سے اسناد دلوائی جاتی رہیں، اس طرح علماء کو اسناد بھی دے دی گئیں اور ماحول میں بھاری پن بھی پیدا نہیں ہوا۔

شاہ جی نے خود پہلی سند کا اعلان فرماتے ہوئے پوسٹ گریجوایشن B.ed، فاضل عربی، Spoken Arabic Language کی اسناد رکھنے والے اور درسِ نظامی میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے خوش قسمت عالمِ دین علامہ آصف محمود کو سٹیج پر بلایا اور پیر سید خضر حسین چشتی کے ہاتھوں انہیں سند عطا کی گئی۔

علامہ بشیر القادری کے خطاب، قاری عبد الغفار کی تلاوت اور علامہ آصف محمود کو پہلی سند دینے

کے بعد سٹیج سیکرٹری حافظ زبیر اعوان نے نعت کے لئے قاری افضال انجم کو دعوت دی۔ نعت رسول مقبول کے بعد ان اساتذہ کو انعام واکرام سے نوازا گیا جن کی محنت سے علماء کا یہ دستہ (بیج) تیار ہوا۔ ان میں پروفیسر کریم خان، پیر سید صادق حسین شاہ، حافظ نور محمد بندیالوی، علامہ محمد اشرف، علامہ محمد لیاقت، علامہ محمد رضوان انجم، عارف سہیل اور علامہ حافظ محمد قاسم نمایاں ہیں۔

تقریب کے دوسرے خطاب کے لئے سٹیج سیکرٹری نے نہایت خوبصورت اور مدلل گفتگو کرنے والے خطیب علامہ رضا ثاقب مصطفائی کو دعوت دی جو درس قرآن کے حوالے سے خاصی شہرت رکھتے ہیں چنانچہ آپ کو عنوان بھی قرآن سے متعلق ہی دیا گیا۔

علامہ رضا ثاقب مصطفائی:

حمد وصلوٰۃ کے بعد آپ نے کہا کہ اس پرنور محفل میں گفتگو آزمائش اور اعزاز ہے جو ہمیشہ ساتھ رہے گا۔ آپ نے کہا کہ قرآن درماندہ لوگوں کو ہدایت کا نور دیتا ہے۔ من کے ساور اندر کی غلاظتیں صاف کر کے روشنیاں بانٹتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان جب تک قرآن سے وابستہ رہا، ساری دنیا اس کی باجگزار رہی، حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ فتنوں کے دور میں بچنے کی صورت کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید۔ دور حاضر میں قرآن سے دوری کے المیئے پر بات کرتے ہوئے علامہ رضا ثاقب نے کہا کہ افسوس آج قرآن سے تعلق واجبی سا رہ گیا ہے ہم تعلیمات قرآن سے ناآشنا ہو گئے اور کتاب ہدایت کو صرف قسم اٹھانے کے لئے سمجھ لیا گیا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ کتاب بیماریوں کو شفا دینے والی ہے، مرنے والوں کی قبروں میں نور اتارنے والی ہے۔ اس سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں لیکن اس کا اصل مقصد تو زندگی اور حیات دینا ہے۔ افسوس کہ ہم نے قرآن سے زندگی تلاش نہیں کی، بلکہ قرآن سے مرنا ہی سیکھا۔ کاش اس کتاب ہدایت سے زندگی خریدی ہوتی، علامہ رضا ثاقب نے کہا کہ اسلام کی تھیوری قرآن اور اس کا پریکٹیکل حضور ﷺ کی سیرت ہے۔ قرآن کی اہمیت اور فضیلت پر بات کرتے ہوئے آپ نے حضرت جنید بغدادی کی ایک حکایت بیان فرمائی کہ حضرت جنید بغدادی نے اپنے ایک مرید کو صندوق دیتے ہوئے کہا کہ اسے دریائے دجلہ میں بہا دو لیکن صندوق کو کھول کر نہ دیکھنا۔ مرید نے صندوق پانی میں پھینکا تو پانی نے راہیں چھوڑ دیں، مرید کو شدید خواہش ہوئی کہ اس صندوق میں کیا تھا، چنانچہ اس نے واپس جا کر حضرت جنید بغدادی سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے 12 سال کی

محنت سے تصوف پر کتاب لکھی، پھر 12۔سال اس کتاب کی نوک پلک سنوارتا رہا اور پھر 12۔سال یہ سوچتا رہا کہ اس کتاب کو لوگوں کے سامنے لاؤں یا نہ لاؤں تو آخر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ قرآن کے ہوتے ہوئے جنید کی کتاب کی کوئی ضرورت نہیں۔علامہ رضا ثاقب نے کہا کہ ہمیں اس کتاب کو لے کر نکلنا ہے اور دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے قرآن پاک سے وابستگی کو پختہ کریں کہ

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

علامہ رضا ثاقب کی گفتگو ختم ہوئی تو شاہ جی نے 3۔علماء کو اسناد کے لئے بلایا چنانچہ علامہ صہیب کو راجہ آصف، علامہ عامر سلطان کو علامہ رضا ثاقب اور علامہ یاسر فاروق علوی کو سید ضیاء الحق شاہ گیلانی کے ہاتھوں سے اسناد تقسیم کی گئیں۔اس دوران شاہ جی نے عقیدے پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ گستاخ رسول کافر ہو جاتا ہے پھر شاہ جی نے بتایا کہ ادارہ کے 2۔طلباء کو Nimal میں داخل کروایا گیا، جہاں چار مہینوں کی فیس 18000 روپے ہے۔آدھی فیس والدین ادا کریں گے اور آدھی فیس شاہ جی اپنی جیب سے ادا کریں گے۔شاہ جی نے بتایا کہ ہمارے ادارے کے طلباء وعلماء ہر ایمبیسی میں پاس ہیں، کیونکہ ایمبیسی والے جانتے ہیں کہ یہ لوگ دہشتگرد نہیں ہیں پھر شاہ جی نے خود ہی معروف عالمِ دین، اعلیٰ پائے کے خطیب وادیب وشاعر پیر سید خضر حسین شاہ چشتی کو سٹیج پر آنے کی دعوت دی۔

پیر سید خضر حسین چشتی:

آپ نے شاہ جی کو بڑے حسین اور پیارے انداز سے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

شاہ جی! بادشاہ جی! عالم پناہ جی! خضرِ راہ جی! اک نگاہ جی!

ان چند الفاظ نے محفل میں ایک خاص سرور پیدا کر دیا، لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آتے دیکھے گئے۔آپ نے شاہ جی کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا:

تیری شفقت اور محبت کے ہیں چرچے کو بہ کو
بس تیرے روز دروں کا غلغلہ ہے چار سو
تیرا ہر ہر لفظ میٹھا ہے تو ہے شیریں مقال
ہے تیرے بیانوں میں حق و صداقت کی نمو

تیری تقریروں میں شاہ جی ہیں ہزاروں فلسفے
ہے علاجِ مرضِ دل سید تمہاری گفتگو
شوخ تحریروں میں تیری گم ہے پیغام حسین
اے ریاض سیدا جیسے ختن میں مشک بو
ہو سراپائے جمال عزت دین رسول
اس لئے کہ ہے رگوں میں شاہِ کربل کا لہو
ہے خضر کا راہنما تو اور استادِ معین
حضرت جعفر کے جلووں کی ہو صورت ہو بہ ہو

آپ نے کہا ایک مرتبہ امام موسیٰ کاظم سے امام احمد بن حنبل اور امام محمد ملاقات کے لئے گئے۔ امام موسیٰ کاظم ان دنوں جیل میں قید تھے، ایک عقیدت مند سپاہی نے جاتے ہوئے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتائیں میں پیش کروں، آپ نے انکار فرمایا اس سپاہی کے جانے کے بعد امام موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ یہ شخص رات کو فوت ہو جائے گا، امام محمد نے پیچھا کیا تو وہ واقعی رات کو فوت ہو گیا، امام محمد واپس امام موسیٰ کاظم کے پاس حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آپ کو کیسے علم ہوا کہ یہ سپاہی فوت ہو جائے گا تو آپ نے فرمایا کچھ علوم اللہ نے آلِ رسول ﷺ کے لئے خاص کر رکھے ہیں۔ پیر سید خضر حسین چشتی نے ادارہ تعلیماتِ اسلامیہ کے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ بہت خوش نصیب ہیں جو آلِ رسول کی معیت میں علم دین حاصل کر رہے ہیں، ان بچوں کو مبارک ہو جو مولا علی کے بیٹے سے علم پڑھ رہے ہیں اور جو امام حسین کے لخت جگر سے قرآن و حدیث سیکھ رہے ہیں۔

پیر سید خضر حسین چشتی کے خطاب کے دوران اجمیر شریف کے سجادہ نشین حضرت دیوان آل سیدی تشریف لائے اور پیرانہ سالی کے باوجود دیر تک محفل میں بیٹھے رہے۔ علامہ پیر سید خضر حسین چشتی کے بعد شاہ جی نے 9۔ فارغ التحصیل علماء کو یکے بعد دیگرے سٹیج پر بلایا جن میں علامہ محمد عثمان، جن کو شاہ جی کی ساری ساری رات خدمت کی سعادت حاصل ہے، چنانچہ علامہ محمد عثمان کو اجمیر شریف کے سجادہ نشین دیوان آلِ سیدی، حافظ اشیاق احمد کو حافظ محمد اکبر، صاحبزادہ توقیر الحسن کو دیوانِ آلِ سیدی، علامہ محمد حسن اور علامہ محمد اویس کو سید امجد عزیز شاہ، علامہ غلام محی الدین کو صوفی ولی الرحمٰن، علامہ عمیر عارف کو عبدالرزاق

ساجد، علامہ محمد منصور رشید کو حمزہ مصطفائی، علامہ عمر نعیم کو ڈاکٹر اظہر نعیم کے ہاتھوں اسناد عطا کی گئیں۔ اس کے بعد شاہ جی نے اگلے خطاب کے لئے علامہ غلام بشیر نقشبندی کو دعوت دی۔

علامہ غلام بشیر نقشبندی زیب سجادہ باؤلی شریف:

''فیض صحبت'' کے عنوان پر بہت خوبصورت، سبق آموز اور اصلاحی خطاب کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ اس محفل میں گفتگو کرنا میری بخشش کا ساماں ہے۔ مجھے فیض صحبت پر بیان کرنا ہے اور لطف کی بات یہ کہ میں خود اس وقت فیض صحبت سے لطف اندوز ہو رہا ہوں اور شاہ جی کی موجودگی میں روحانی فیض اور سکون محسوس کر رہا ہوں۔ آپ نے آیت کریمہ یاایھا الذین امنوا اتقو اللہ و کونو مع الصادقین پر حسین نکات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان اور تقویٰ حاصل کر لینے کے بعد اولیاء و اتقیاء اور صادقین کے پاس جانے کا حکم دیا، اس لئے کہ صرف عبادت سے ایمان کو خطرہ باقی رہتا ہے لیکن صوفیاء کی صحبت سے شیطانی خطروں کا ڈر نہیں رہتا، انہوں نے مولوی اشرف علی تھانوی کے حوالے سے کہا کہ جو اولیاء کی محافل میں بیٹھتے ہیں ان کا ایمان محفوظ ہو جاتا ہے، پھر ایک خوبصورت نکتہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ''کونوا مع الصادقین'' کی بجائے ''کونوا مع الصادقین'' کہا یعنی پہلے سچوں کے پاس جاؤ پھر سچے بننے کی نوبت آئے گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر انسان 50۔ ہزار سال بھی ریاضت کرتا رہے تو اللہ کے قرب کا راستہ طے نہیں کر سکتا لیکن کسی کامل کے پاس بیٹھنے سے یہ سفر مہینوں، ہفتوں بلکہ کبھی کبھی ایک ہی نشست میں طے ہو جاتا ہے۔ آپ نے کہا کہ علم ہو اور صحبت نہ ہو تو علم بیکار ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلاف میں بڑے بڑے علماء گوہر مقصود حاصل کرنے کے لئے کسی نہ کسی ولی کے پاس ضرور حاضر ہوتے رہے۔ ایک بہت خوبصورت بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آج کل دنیا میں ولی موجود نہیں، انہوں نے کہا کہ جب تک قرآن میں ''و کونوا مع الصادقین'' والی آیت کریمہ موجود ہے، اس وقت تک دنیا میں ولی موجود رہیں گے، ورنہ قرآنی حکم نا قابل عمل ہو جاتا ہے، پھر آپ نے کہا کہ میں صرف اپنی بخشش کے لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر دل کی دنیا بدلنے والی شخصیت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو شاہ جی کو دیکھ لیں، شاہ جی بولتے ہیں تو گلاب لٹاتے ہیں۔ باطل کو للکارتے ہیں تو کربلا سے امام حسین کی للکار کا جلوہ عیاں ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت نبوی میکدے کے امام سید ریاض حسین شاہ ہیں، اس ایک شخصیت میں

عالم، عابد، عارف، عاشق سبھی خوبیاں جمع ہیں۔ حاضرین کو درس محبت دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ فیض صحبت حاصل کرنے کے لئے سنابل نور پڑھیں اور رات کو سونے سے پہلے کم از کم ایک صفحہ ضرور سنابل نور کا پڑھیں تا کہ فیض صحبت حاصل کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ اس دور کے رازی اور غزالی کی صحبت میں بیٹھنا ہو تو شاہ جی کی خدمت کریں۔

علامہ غلام بشیر نقشبندی کی چشم کشا اور محبت سے لبریز گفتگو کے بعد شاہ جی نے ایک مرتبہ پھر مائیک سنبھالا اور علامہ غلام بشیر نقشبندی کی گفتگو پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں سوائے اللہ کا بندہ اور حضور کا نوکر ہونے کے، آؤ دعا کریں کہ اللہ آج کی اس بزم حسن میں اپنے محبوب کے جلوہ حسن کی زیارت کرا دے، پھر آپ نے علماء سے اظہار محبت کرتے ہوئے کہا کہ مولا! مجھ فقیر سے پہلے ان علماء کو جنت کی بہاریں عطا فرما۔ میں ان علماء سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

پھر آپ نے یکے بعد دیگرے فارغ التحصیل علماء کو سٹیج پر بلایا اور انہیں اسناد عطا کی گئیں جن میں علامہ حسین احمد کو صاحبزادہ اجمل عرفان دانش، علامہ ضیاء الرحمٰن (جنہیں اسی ادارہ کے لئے بطور استاد سلیکٹ کیا گیا) کو علامہ اسحاق صدیقی، تین سال شاہ جی کی خدمت کرنے والے علامہ محمد ذاکر کو علامہ محمد اسحاق صدیقی، اسی طرح علامہ مقصود الحق کو دیوان آل سیدی کے ہاتھوں اسناد عطا کی گئیں۔ شاہ جی نے اس دوران نصیحت کی کہ مجھ سے محبت کرنے والا ہر شخص اپنے چہرے پر داڑھی سجائے کہ مجھے قیامت والے دن حضور ﷺ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ بندگی کا کمال حضور ﷺ کے قدموں میں بیٹھنا ہوتا ہے۔

درگاہ عالیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے سجادہ نشین حضرت دیوان آل سیدی پیرانہ سالی اور ناسازئ طبع کے باوجود زیادہ دیر بیٹھنے سے قاصر تھے، اس لئے شاہ جی نے اپنے چچا جان یادگار اسلاف، پیکر خلوص ومحبت حضرت سید عبدالمنان شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے لئے انہیں دعا کا کہا اور فرمایا کہ مجھ پر میرے چچا جی کا قرض ہے کیونکہ انہوں نے مجھے پالا، مجھ پر اپنی دولت خرچ کی تا کہ میں دین کا خادم بن جاؤں، لہٰذا میں حضرت دیوان آل سیدی سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے چچا جی کے لئے دعا فرمائیں، چنانچہ دیوان آل سیدی نے دعا کرائی اور دعا کے بعد دیوان آل سیدی محفل سے تشریف لے گئے۔

ان کے جانے کے بعد شاہ جی نے فرمایا کہ اب میں اس نوجوان کو دعوت خطاب دینے والا ہوں

جس نے سیکنڈ ایئر سے میرے ساتھ محبت شروع کی اور آج تک مجھ سے محبت کر رہا ہے یعنی:

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری ڈائریکٹر اوقاف و مذہبی امور:

خوبصورت اور دھیمے لہجے میں مختصری گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ 1983ء میں فیصل آباد زرعی یونیورسٹی میں شاہ جی ایک مرتبہ آئے تو اسی دن سے ان کا عقیدت مند ہو گیا۔ آپ نے کہا کہ علامہ غلام بشیر نقشبندی نے جن خیالات، درد دل اور سوز دروں کا اظہار کیا ہے اس کے بعد کچھ کہنے کی ضرورت نہیں:

''میں نے جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے''۔

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری نے اپنی گفتگو میں حسب موقع خوبصورت اشعار سجائے اور کہا کہ ہم جب بھی پریشان ہوتے ہیں تو شاہ جی کے شجر سایہ دار میں پناہ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری کی مختصر گفتگو کے بعد شاہ جی نے فرمایا کہ میں اپنی تعریف کے جملے نہیں سنتا، بس اتنا جانتا ہوں کہ کوئی مجھ سے محبت کر رہا ہے، لہٰذا دعا دے دیتا ہوں پھر آپ نے اپنے چچا جی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہیں دل و جان سے ولی تسلیم کرتا ہوں۔ وصال سے چند دن پہلے مجھے بلایا اور کہا کہ مزارات بنانا درست ہے لیکن چونکہ والد صاحب نے اپنے مزار کی اجازت نہیں دی تھی اس لئے میں بھی تمہیں مزار بنانے کی اجازت نہیں دیتا پھر شاہ جی نے فرمایا کہ میرے دادا جی نے اپنا مزار بنانے کی اجازت نہیں دی تھی اگرچہ آپ کے کئی مریدوں کے مزارات موجود ہیں اور آپ اُس دور میں جامعہ الازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے یعنی اس قدر بڑے عالم دین اور صوفی باصفا ہونے کے باوجود گوشہ نشینی اور کسر نفسی کا سبق دیا۔

پھر شاہ جی نے یکے بعد دیگرے سات علماء کو سٹیج پر بلایا جن میں علامہ محمد بشارت کو راجہ آصف، علامہ محمد عمران اختر کو ڈائریکٹر سماجی بہبود آزاد جموں و کشمیر، علامہ عظیم خان کو پیر سید خضر شاہ، علامہ سبطین خان کو پیر سید خضر شاہ، علامہ محمد منظور احمد کو مفتی اقبال چشتی، علامہ محمد عمران کو 91۔ مساجد بنانے والے انجینئر مشتاق احمد اور پھولوں والے بابا جی محمد سلیم، اسی طرح علامہ سید ارسلان حیدر شاہ کو پیر سید صادق حسین شاہ کے ہاتھوں اسناد عطا کی گئیں۔

ادائیگی اسناد کے بعد نعت رسول مقبول کے لئے محمد اختر بزمی کو دعوت دی گئی۔ انہوں نے نعت شریف اور جماعت اہل سنت کا ترانہ ''پکارو یا رسول اللہ'' بڑے حسین انداز میں پڑھا۔

اس کے بعد پھر شاہ جی نے مائیک سنبھالا اور حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ دور دراز سے، محبت اور پیار کے ساتھ آئے ہیں، میں آپ کے لئے ضرور دعا کروں گا۔ شاہ جی نے بتایا کہ اس مرتبہ امریکہ گیا تو اللہ نے دین کا بہت کام لیا، امریکہ میں 18۔ دنوں کے قیام کے دوران 60۔ تقریبات سے خطاب کیا اور دین کا پیغام پہنچایا۔ آپ یقیناً خوش ہوں گے کہ آئندہ ربیع الاول شریف میں White House کے اندر حضور ﷺ کا میلاد منایا جائے گا۔ جس کا اہتمام شاہ جی کے خلیفہ اور شاگرد خاص ڈاکٹر ظفر اقبال نوری کر رہے ہیں۔ اس کے بعد شاہ جی نے مہمانوں میں تبرکات تقسیم کیے جن میں امریکہ سے آئے ہوئے عبد القیوم کو اپنی چادر عطا کی، انگلینڈ سے آئے ہوئے مظہر بٹ (جنہوں نے اجتماع کے لئے روشنی کا انتظام کیا) کو بھی چادر عطا کی گئی۔ اسی طرح وہ خوش قسمت بابا جی جو ہر تقریب میں شاہ جی پر پھول نثار کرتے ہیں اور اپنی محبت کا والہانہ اظہار کرتے ہیں انہیں شاہ جی نے اپنی تسبیح عطا کی۔ اس عطا پر بہت سے لوگوں نے رشک کیا اور آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ کاش اس بابا کی جگہ ہم ہوتے، مگر خاص نعمتیں قسمت والوں کو ملتی ہیں۔ اتنے میں شاید ہمارے دل کی آواز شاہ جی نے سن لی کہ یکا یک فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ آپ سب لوگوں کو کچھ نہ کچھ عطا کروں اور اگر ہو سکتا تو اپنے جگر کے ٹکڑے کاٹ کر دے دیتا۔ آپ کے اس جملہ نے سینکڑوں حاضرین کی آنکھوں کو بھیگنے پر مجبور کر دیا اور محفل میں موجود ہر شخص اپنی اپنی قسمت پر نازاں محسوس ہونے لگا۔

پھر شاہ جی نے ایسے خطیب کو دعوت دی جس کی شیروں والی دھاڑ باطل کے میدانوں میں تہلکہ مچائے رکھتی ہے میری مراد ہے:

خطیب اسلام علامہ مفتی محمد اقبال چشتی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب:

شاہ جی کو بڑے حسین انداز میں جان محفل، شان محفل، آن محفل، مفکر اسلام، مفسر قرآن، قائد ملت رسول کے القاب سے مخاطب کرتے ہوئے آیت کریمہ **قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین** کو عنوان بنایا اور کہا کہ اس ادارہ کا مقصد حضور کے عشق کی خوشبوئیں تقسیم کرنا ہے، مجھے یقین ہے کہ اس محفل میں سرکار کی آل کا دامن تھام کر جو مانگے گا خالی نہیں جائے گا۔

آپ نے کہا کہ ہر قرآن پڑھنے والا اعزاز کا مستحق نہیں، جو قرآن کا ترجمہ کر کے نبی سے دور کرے وہ مردود ہے اور جو قرآن کے ساتھ نبی کی محبتوں کا تحفہ دیں اس کو اپنا محبوب جانو۔ اہل سنت کے

مدارس کا یہ اعزاز ہے کہ قرآن پڑھا کر نبی کا غلام بنایا جاتا ہے، آج تک ان مدارس سے کوئی صحابہ یا اہل بیت کا گستاخ پیدا نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ تحویل قبلہ کے وقت صحابہ نے حضور ﷺ کا طواف کر کے رخ تبدیل کیا، گویا زبان حال سے کہا کہ ہم قبلے کے پابند نہیں بلکہ چہرہ مصطفےٰ کے پابند ہیں۔ مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی المرتضےٰ کا ذکر کرتے ہوئے مفتی اقبال چشتی نے کہا کہ مولا علی کسی محرر کی تحریر، مقرر کی تقریر، خطیب کی خطابت اور مدرس کی تدریس کے محتاج نہیں۔ مولا علی سے پیار جنتیوں کا کام اور مولا علی سے جلنا منافقوں کا کام ہے۔ جو چاہتا ہے کہ ایسی زندگی جئے کہ مصطفےٰ کریم خوش ہوں اور ایسی موت مرے جس پر حضور خوش ہوں اور اس جنت میں رہنا چاہے جس کا وعدہ خدا نے فرمایا ہے تو اسے چاہیئے کہ علی سے پیار کرے۔ علی سے پیار کرنے والا عزت کی زندگی جئے گا اور عزت کی موت مرے گا۔ جنت میں رہنا چاہتے ہو تو علی سے پیار کرو۔ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ میری بخشش کا ذریعہ آلِ نبی ہے۔ مفتی اقبال چشتی نے بڑی خوبصورت اور قابلِ رشک بات بتاتے ہوئے کہا کہ مجھے فخر ہے کہ شاہ جی نے ایک موقع پر میرا ہاتھ پکڑ کر کہا تھا کہ حشر کے دن اکھٹے ہوں گے۔ آخر میں مفتی صاحب نے کہا کہ شاہ جی کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کوئی ان کی مسکراہٹوں اور کوئی برستی آنکھوں کا اسیر ہے۔ اللہ شاہ جی اور شاہ جی کے گلشن کو آباد رکھے۔

اس کے بعد مفتی اقبال چشتی نے خود شاہ جی کو دعوتِ خطاب دی۔ حاضرین نے کھڑے ہو کر نعروں کی گونج میں شاہ جی کا استقبال کیا، سٹیج کے درمیان رکھی ایک کرسی پر شاہ جی تشریف فرما ہوئے، آپ نے گفتگو کا آغاز کچھ یوں فرمایا:

مفکرِ اسلام مفسرِ قرآن پیر سید ریاض حسین شاہ

بانی ادارہ تعلیمات اسلامیہ و مرکزی ناظمِ اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان

اللہ کی تعریف و حمد و ثنا، ذکر، شکر اور اس کے محبوب کی ذات برکات پر ایسا درود جو اس سے پہلے کسی نے نہ بھیجا ہو، آپ کی آل اور اصحاب کے حضور سلام! تمام نیک روحوں، علماء و مشائخ کو سلام! آپ سب کی مہربانی اور شکریہ کہ آپ اس قدر رات گذر جانے کے باوجود پیار و اخلاص کی روشنی میں تشریف فرما ہیں۔ آپ نے بجلیوں کی کڑک جیسے خطاب بھی سنے اور گرتی شبنم اور پھولوں کی خوشبو جیسے دھیمے انداز میں بھی گفتگو سماعت کی، اب مناسب نہیں کہ طویل دیر تک مخاطب رہوں۔ شاہ جی نے کہا کہ

لوگو! زندگی اللہ کی امانت ہے اسے ضائع نہ کرو، یہ عمر امانت ہے، اسے رائیگاں نہ ہونے دو، ہم نے قبروں میں اتر جانا ہے اس نعمت کی قدر کرو، جانو، پہچانو، معرفت حاصل کرو، غور کرو، اور ان موتیوں کو دامنِ طلب میں محفوظ کرو۔

حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ دین کا خلاصہ دو چیزیں ہیں: حکمت اور شریعت۔ شاہ جی نے کہا کہ خاوند اور بیوی سے معاشرے کی بنیاد پڑی، بچے، پڑوس، خاندان بنے، معاشیات، معاشرت، سیاست، حکمت، قوانین بنے، معاش میں حلال و حرام، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سفر و حضر، علم، بلاغت، فصاحت، شوخی و وارفتگی سب آ گئے اور ان سب کا طریقہ سیکھنے کے لئے جب خداوند کریم سے دستِ سوال دراز کیا کہ مولا کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں یہ سب اکٹھا ہو، فرمایا:

من یطع الرسول فقد اطا ع اللہ

یعنی ان سب مسائل کا حل حضور کی ذات میں ڈھونڈو۔

میرے حضور نے جہاد کی بات کی اور یہ بات کرتے ہوئے مجھے کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا کہ یہ تقریب مغرب میں سنی جا رہی ہے۔ یاد رکھیں! جہاد حضور کے غلام کے لئے منشورِ حیات ہے، شاہ جی نے وقت کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے اور حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر تمام حاضرین سے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ اگر انڈیا حملہ کر دے تو جہاد کرو گے یا نہیں؟ تمام لوگوں نے نہایت جوش و جذبے سے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ جہاد کریں گے۔ شاہ جی نے کہا کہ محمد ﷺ کا غلام اپنی جان دے دے گا لیکن اپنے وطن کو ٹیڑھی نظر سے دیکھنے نہیں دے گا۔ شاہ جی نے کہا کہ یہ میرے ذمہ وطن کا قرض تھا، پیر جماعت علی شاہ، کچھوچھ شریف، مانکی شریف، گولڑہ شریف، سب بزرگوں نے پاکستان کے لیے قربانیاں دی، کیا تم ان بزرگوں کے غلام نہیں ہو؟ شاہ جی نے زور دیتے ہوئے اور راہِ عمل منکشف کرتے ہوئے کہا کہ میرا پہلا نکتہ اور سبق یہ ہے کہ ہم اپنے وطن کے لئے ہر قربانی دیں گے۔ شاہ جی نے کہا کہ حضور کا ارشاد ہے کہ اچھی زندگی والا ایک وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ہر وقت گھوڑے کی لگام تھامے رکھے، جب بھی جہاد کے لئے پکارا جائے یہ جہاد کے لئے پہنچے اور کہے مولا! یا تو اس کفر کو ختم کر کے واپس لوٹوں گا یا پھر جام شہادت نوش کروں گا۔ شاہ جی نے مخاطبین سے کہا کہ اگر قلم چلا سکتے ہو تو قلم پکڑو، بول سکتے ہو تو زبان استعمال کرو، تدریس کر سکتے ہو تو پڑھاؤ، مال ہے تو مال لگاؤ اور دین رسول کا علم بلند کرو۔ جب تک ایک بھی

مسلمان زندہ ہے محمد عربی کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہونے دے گا۔

شاہ جی نے کہا کہ میرا دوسرا پیغام آپ کے نام یہ ہے کہ سنتوں کی مخالفت عروج پر ہے تہذیب وتمدن میں یہود ونصاریٰ ہمارے حضور ﷺ کی سنتوں کی مخالفت کر رہے ہیں اگر تمہیں اتنی بات سمجھ نہیں آتی تو کم از کم یہود ونصاریٰ کی مخالفت میں حضور ﷺ کی سنتیں اپناؤ، داڑھیاں رکھو۔ یہود ونصاریٰ نے مسلمانوں کی داڑھیاں نوچیں ہیں تم داڑھیاں بڑھا کر رسول اللہ ﷺ کی سنت اپناؤ۔ خصوصی طور پر طلباء اور علماء کو نصیحت کرتے ہوئے شاہ جی نے کہا کہ میں نے اپنے محترم اور جان سے پیارے چچا جان کے وصال والے دن بھی تدفین سے پہلے حدیث شریف پڑھائی اس لئے کہ حضور ﷺ کا غلام کبھی ریٹائر نہیں ہوتا، دین کے لیے کمربستہ ہو جاؤ، رات ہو تو اللہ کے آگے کھڑے ہو جاؤ اور دن ہو تو بدیوں اور برائیوں کے سوراخوں پر ہاتھ رکھو کہ ہاتھ کٹ جائیں گے لیکن بدی بڑھنے نہیں دیں گے۔ بچو! دین کے لئے سوچو، ہر آدمی سوچے کہ میں نے دین کے لیے کیا کام کیا ہے۔ قرآن مجید کی تحریک چلاؤ، درس قرآن دینے والا ہر عالم دین سوچے کہ پاکستان کی ہر مسجد میں درسِ قرآن ہونا چاہئے۔ شاہ جی نے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ تم پر وہ دن حرام ہے جب تم کہیں درسِ قرآن نہ دو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اچھی زندگی والے دوسرے شخص کے متعلق فرمایا کہ جو آدمی بکریاں لے کر پہاڑ کی چوٹی یا درّے پر چلا جائے، پھر نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے اور اللہ کی عبادت کرے۔

یہاں شاہ جی نے تیسرا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ خود کو لوگوں کے شر اور لوگوں کو خود کے شر سے بچاؤ۔ اپنے آپ کو نفع مند بناؤ، ثمر بار شجر بناؤ، اگر نفع مند بنو گے تو خدا انقلاب پیدا کر دے گا۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے شاہ جی نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں ساہیوال جا رہا تھا کہ ایک بچہ ٹرک کے پیچھے سے چوری چھپے گنا کھینچ کر کھا رہا تھا، میں نے اس بچے سے کہا کہ بیٹا یہ حرام ہے، تو اس نے کہا صوفی جی! یہ میٹھا ہے، میں نے کہا کہ اس سے بھی میٹھی ایک چیز ہے۔ اس نے کہا کہ وہ کیا چیز ہے؟ میں نے کہا کہ پڑھو یا محمد یا رسول ﷺ، اس بچے نے پڑھا اور کہا کہ واقعی بہت لطف آیا ہے پھر وہ بچہ اپنے والدین سے اجازت لے کر میرے ساتھ آیا اور علم دین پڑھنے لگا اور الحمدللہ آج وہ گنا چرا کر کھانے والا بچہ عالم دین بن کر جا رہا ہے۔ شاہ جی نے یہاں الفاظ کے تیروں کا ذکر فرمایا لیکن نظروں کے تیر کو چھپا گئے، مگر یہ اظہر من الشمس ہے کہ اصل کام تو شاہ جی کی نظر اور ان کی مبارک زبان کے اثر نے کیا تھا کہ وہ خوش قسمت

بچہ گھائل ہو گیا۔

شاہ جی نے قبلہ لالہ جی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی سنایا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ مونگ پھلی خریدنے جاتے ہیں تو بیچنے والے سے پوچھے بغیر دانہ اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے ہیں، ایسا کرنا حرام ہے۔ شاہ جی نے بتایا کہ ایک شخص بدعقیدگی میں مبتلا تھا اس نے مجھ سے قرآن پڑھنا چاہا میں نے حامی بھر لی، پھر ایک دن اس نے مجھ سے پوچھا کہ مجھے کتنے عرصہ بعد فارغ کریں گے میں نے کہا کہ سات سال بعد۔ اس نے لوگوں سے کہنا شروع کر دیا کہ سات سال بعد میں مر جاؤں گا۔ لوگوں نے پوچھا کیسے؟ تو کہنے لگا کہ شاہ جی کے منہ سے سات سال کا نکلا ہے لہٰذا مجھے یقین ہے کہ سات سال ہی میری زندگی ہو گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ شخص سات سالوں بعد ہی مر گیا، لیکن اللہ کا شکر کہ بدعقیدگی سے تائب ہو کر سچا پکا حضور کا غلام بن چکا تھا۔

شاہ جی نے دینی علم کے حصول کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی جدید تعلیم یافتہ گریجوایٹ شخص حضور کے دین کا علم پڑھنا چاہے تو میں اس کی تین چار ہزار روپے ماہوار خدمت بھی کروں گا تا کہ وہ توجہ سے علم حاصل کر سکے۔ شاہ جی نے بتایا کہ پہلے مزدوروں کو مزدوری دے کر قرآن پڑھایا کرتا تھا۔ انگلینڈ میں رہنے والے ایک ڈاکٹر نے شاہ جی سے کہا کہ برطانوی حکومت نے برطانیہ چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ آپ میرے لئے مدینہ شریف جا کر دعا کریں۔ چنانچہ اس نے ٹکٹ کا انتظام بھی کر دیا، میں نے مدینہ شریف جا کر حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! شرمندہ ہوں کسی کے خرچے پر آیا ہوں۔ آپ اس کا کام کر کے مجھے شرمندگی سے بچالیں، تو میں ابھی مدینہ شریف میں ہی تھا کہ اس ڈاکٹر صاحب کا فون آ گیا انہوں نے بتایا کہ ایک برطانوی منسٹر کے ذریعے اطلاع ملی ہے کہ برطانوی حکومت نے آنر کے ساتھ انگلینڈ کی شہریتNationality کی اجازت دے دی ہے۔ شاہ جی نے کہا کہ دراصل اگر ایمان پکا ہو تو دوزخ کے شعلے بھی جنت بن جاتے ہیں۔ شاہ جی نے پھر اپنے مخاطبین کو توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ صوفی بن جاؤ یا پھر مجاہد بن جاؤ۔ کسی مرد صالح کے پاس بیٹھو اور اللہ کا ذکر کرو۔ بھروسہ اللہ کی ذات پر رکھو۔ شاہ جی نے بتایا کہ دورہ حدیث شریف کی اگلی کلاس میں تیس طلباء ہیں دعا کریں کہ اللہ تکمیل کی توفیق دے۔ امید ہے کہ آپ یہ باتیں دل میں رکھیں گے۔ علماء کرام کو اس محفل میں دیر تک بیٹھنے سے جو تکلیف ہوئی اس پر معذرت خواہ ہوں۔

تقریر کے بعد شاہ جی نے درود شریف پڑھوایا، خفی ذکر کیا گیا اور پھر ڈاکٹر سرفراز سیفی کی دعا سے اس نورانی، وجدانی، روح پرور، سبق آموز اور دیر تک یاد رہنے والی تقریب کا اختتام ہو گیا۔ اختتام کے بعد حاضرین کو دوبارہ کھانا کھلایا گیا۔ اکثر لوگ کھانا کھا کر اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہوئے جبکہ کچھ لوگ رات وہیں قیام کر کے صبح ناشتہ کے بعد ادارہ سے رخصت ہوئے۔

اس محفل میں آنے والوں نے بیش بہا قیمتی موتی اپنی اپنی جھولیوں میں حاصل کئے۔ شاہ جی کی زیارت کی، علماء اور صوفیاء کی صحبت حاصل کی، شاہ جی کے فیض صحبت سے ہمکنار ہوئے، علماء کی پرسوز باتیں سنیں، شاہ جی کی مبارک زبان سے نکلنے والے دلدوز نغموں کو پردہ سماعت پر آویزاں کیا۔ المختصر نہ جانے کیا کیا انعامات اللہ نے اپنے محبوب بندوں کے طفیل اس محفل کے شرکاء پر ارزاں کئے۔ علامہ غلام بشیر نقشبندی کے جملے پر بات ختم کرتا ہوں کہ قبر کے اندر اور قیامت والے دن اس محفل کی قدر کا علم ہوگا اور پھر اس وقت خواہش ہوگی کہ کاش یہ "سالانہ اجتماع" کی بجائے "روزانہ اجتماع" ہوتا۔

سُنی سیکرٹریٹ میں جماعت اہل سنت صوبہ سرحد کے پندرہ یوم کیف ومستی کی عجب دنیا

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ فروری 2009

پانچ نومبر 2008ء کو جماعت اہل سنت کی مرکزی انتظامیہ کا اہم اجلاس مرکزی امیر پیر سید مظہر سعید کاظمی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں سنی سیکرٹریٹ کی ترقی، اتحادِ اہل سنت، ملکی حالات اور دیگر اہم جماعتی امور پر غور وخوض کیا گیا۔ اجلاس میں تربیتی کیمپس کے انعقاد، سنی سیکرٹریٹ کی ترقی کے لئے صوبائی سطح پر فنڈز کی فراہمی اور سنی سیکرٹریٹ کے دفاتر میں کام شروع کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ چنانچہ ہر صوبہ کی یکے بعد دیگرے 15، 15 روز کے لئے سنی سیکرٹریٹ کے دفاتر میں ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ اس ضمن میں کام کی تقسیم یوں کی گئی:

یکم جنوری تا 15۔ جنوری 2009 صوبہ سرحد

یکم فروری تا 15۔ فروری 2009 صوبہ پنجاب

یکم مارچ تا 15۔ مارچ 2009 صوبہ سندھ

یکم اپریل تا 15۔ اپریل 2009 صوبہ بلوچستان

یکم مئی تا 15۔ مئی 2009 صوبہ وفاقی علاقہ جات

یکم جون تا 15۔ جون 2009 آزاد کشمیر

یکم جولائی تا 15۔ جولائی 2009 ایڈوائزری کونسل سنی سیکرٹریٹ

یکم اگست تا 15۔ اگست 2009 لاہور ڈویژن (مقامی)

اجلاس کے فیصلوں کی رُو سے تو سُنی سیکرٹریٹ میں یکم جنوری سے ڈیوٹیوں کا آغاز ہونا تھا لیکن سیکرٹریٹ میں مرکزی ناظم اعلیٰ پیر سید ریاض حسین شاہ کے دفتر کو دسمبر 2008ء کی پہلی تاریخ سے ہی فعال کر دیا گیا۔ محمد بہاؤالدین نے اپنی ٹیم کے اراکین کی ڈیوٹیاں لگائیں اور یکے بعد دیگرے شاہ جی کے سنگ سُنی سیکرٹریٹ میں حاضر رہے۔ یکم جنوری 2009ء کو مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان نے مستقل طور پر سیکرٹریٹ میں اپنا سیکرٹری علامہ محمد عمیر عارف کو مقرر کر دیا۔

حسب پروگرام یکم جنوری 2009ء کو جماعت اہل سنت صوبہ سرحد کا وفد سنی سیکرٹریٹ پہنچ گیا۔
وفد میں مرکزی نائب ناظم اعلیٰ حافظ محمد زبیر اعوان، صوبائی ناظم اعلیٰ علامہ محمد بشیر القادری، ضلعی ناظم مالیات ہری پور محمد اشتیاق، امیر یونین کونسل ضلع ایبٹ آباد محمد اقبال اور محمد آصف شامل تھے۔
مرکزی ناظم اعلیٰ مفسر قرآن، مفکر اسلام حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ نے سنی سیکرٹریٹ میں کام کے حوالہ سے ہدایات دی تھیں کہ:

(1) روزانہ عصر کی نماز کے بعد درس قرآن دیا جائے۔

(2) قرب وجوار کے علماء ومشائخ کو سنی سیکرٹریٹ میں مدعو کیا جائے اور ان سے سنی سیکرٹریٹ کو فعال بنانے کے لئے تجاویز وآراء لی جائیں۔

(3) قریبی دیہاتوں وقصبات میں مقیم لوگوں کو سنی سیکرٹریٹ کا تعارف کرایا جائے۔ قریبی مساجد واداروں سے رابطہ۔

(4) جماعت کے مقامی ذمہ داران سے رابطہ ہدایات کے مطابق صوبہ سرحد کے وفد نے سنی سیکرٹریٹ میں اپنے کام کا آغاز کردیا۔

درسِ قرآن:

قرآنی تعلیمات کا پرچار جماعت اہل سنت کے مقاصد میں شامل ہے۔ تمام علوم ومعارف کا مخزن قرآن ہے اور قرآن پاک ہی ہماری تنظیم کا چارٹر ہے۔ چنانچہ سنی سیکرٹریٹ میں سب سے پہلے درس قرآن حکیم کا اہتمام کیا گیا۔ خوش قسمتی سے اس پروقار تقریب میں مرکزی ناظم اعلیٰ پیر سید ریاض حسین بھی تشریف فرما تھے چنانچہ آپ نے درس قرآن کے ان مبارک پروگرامز کا افتتاح فرمایا۔ اپنے افتتاحی درسِ قرآن میں سورہ فاتحہ پر خوبصورت، جامع اور اصلاحی گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم کثرت سے اللہ کی حمد وثناء اور اس کا ذکر کریں، اس کی نعمتوں پر شکر بجا لائیں، آخرت کا ہمیشہ یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی کبھی ترک نہ کریں، دنیا اور دنیاداروں سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی اپنا قبلہ حاجات بنائیں۔ انعام یافتہ، نیک لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے اور گمراہ لوگوں سے اعراض کیا جائے۔
مرکزی ناظم اعلیٰ کے درس سے سنی سیکرٹریٹ کی فعالیت کا آغاز ہو چکا تھا اب صوبہ سرحد کے

اراکین نے اپنے کام کا آغاز کرنا تھا، چنانچہ جماعت اہل سنت صوبہ سرحد نے باجماعت نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ مندرجہ ذیل عنوانات کے ساتھ صوبہ سرحد نے کام شروع کر دیا۔

درسِ حدیث:

قرآن کے بعد حدیثِ رسول مقبول ہی مومن کا اثاثہ ہے۔ کوئی شخص حدیثِ نبوی ﷺ کے نور سے بے پرواہ ہو کر صراطِ مستقیم کا تعین نہیں کرسکتا، چنانچہ سنی سیکرٹریٹ میں روزانہ بعد نمازِ فجر درسِ حدیث کا اہتمام کیا گیا۔ جماعتِ اہل سنت صوبہ سرحد کے ناظم اعلیٰ علامہ محمد بشیر القادری نے پہلا درس حدیث شریف دیا۔ دیگر ایام میں علامہ بشیر القادری کے ساتھ درسِ حدیث ارشاد فرمانے والے علماء میں ادارہ تعلیمات اسلامیہ سے فارغ التحصیل علامہ محمد عمیر عارف، صوبہ سرحد کے امیر علامہ غلام احمد برق اور علامہ آغا عبدالرحمٰن شامل ہیں ہر روز بعد نمازِ فجر درسِ حدیث نے سنی سیکرٹریٹ کی فضاؤں کو نورانی بنا دیا۔

محفل ذکر:

الا بذکر للہ تطمئن القلوب اللہ کے ذکر کے بغیر نہ تو انفرادی طور پر سکون ملتا ہے اور نہ ہی اجتماعی نصرت و کامیابی ممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ میدانِ جہاد میں بھی بزرگانِ دین اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہوئے۔ جماعت اہل سنت نے ذکر اللہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے سنی سیکرٹریٹ میں محفل کا ذکر کا انعقاد کیا، چنانچہ ہر روز نمازِ فجر اور درسِ حدیث شریف کے بعد محفل ذکر کا انعقاد کیا گیا اور ذکر کے بعد انفرادی طور پر نمازِ اشراق ادا کی جاتی رہی۔

درسِ فقہ وسوال و جواب:

روزانہ ساڑھے دس بجے تا 12۔ بجے دن درسِ فقہ کا اہتمام کیا گیا۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے تعلق رکھنے والے حضرت علامہ عبد القیوم قادری رضوی درسِ فقہ اور پوچھے جانے والے سوالوں کے جواب دینے کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

علماء سے ملاقات ومشاورت:

مرکزی ناظم اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق صوبہ سرحد کے اراکین نے علماء سے ملاقات کا سلسلہ بھی شروع کیا، چنانچہ 3۔ جنوری بروز ہفتہ جماعت کا وفد گوجرانوالہ میں علامہ ابوداؤد حاجی محمد صادق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ علامہ صاحب کچھ دنوں سے علیل ہیں، ان کی بیمار پرسی کی گئی اور مرکزی ناظم اعلیٰ

کا سلام ودعا پہنچایا گیا۔ مختصر ملاقات میں علامہ ابو داؤد محمد صادق دامت برکاتہم نے بڑی شفقت کا مظاہرہ فرمایا، مرکزی ناظم اعلیٰ کے لئے کتابوں کا تحفہ دیا اور دعا کے ساتھ جماعتِ اہل سنت صوبہ سرحد کے وفد کو رخصت فرمایا۔

سنی سیکرٹریٹ میں مہمانوں کی آمد:

(1) قاری غلام فرید مدرس جامعہ ہجویریہ:

4۔جنوری بروز اتوار دوپہر 1۔ بجے قاری غلام فرید سنی سیکرٹریٹ میں تشریف لائے۔ انھوں نے فرمایا کہ قرب وجوار کی ضلعی وتحصیلی اور ڈویژنل جماعتیں اپنے اپنے پندرہ روزہ یا ماہانہ ورکرز کے تربیتی کنونشن سیکرٹریٹ میں رکھیں تو اس طرح لوگوں کا رابطہ سیکرٹریٹ سے ہو جائے گا۔

(2) مولانا علامہ عبدالقیوم قادری رضوی ڈیرہ اسماعیل خان:

آپ روزانہ صبح 9۔ بجے سے 12۔ بجے تک سیکرٹریٹ میں موجود رہے اور سیکرٹریٹ میں درس فقہ دیتے رہے۔

(3) محمد اشفاق مانسہرہ:

4۔جنوری کو مانسہرہ سے تشریف لانے والے جماعت اہل سنت کے رکن 15 جنوری تک سیکرٹریٹ میں ہی موجود رہے اور سنی سیکرٹریٹ کی تقریبات میں حصہ لیتے رہے۔

(4) استاذ العلماء مولانا محمد منشاء تابش قصوری (لاہور):

4۔جنوری کو شام 4۔ بجے آپ سیکرٹریٹ میں تشریف لائے نمازِ عصر ان کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ آپ نے اپنی کتابوں کا سیٹ بھی عنایت فرمایا۔ آپ نے مندرجہ ذیل تجاویز وآراء سے نوازا:

ا۔ فی الفور چند طلباء کو یہاں پر رکھا جائے اور ان کے لئے ایک مدرس معین کیا جائے

ب۔ مسجد کو فوراً آباد کیا جائے نمازِ جمعہ شروع کی جائے قائدین جماعت اہل سنت خود ایک ایک جمعہ پڑھائیں اور اس کے لئے خوب اشتہاروں کے ساتھ تشہیر کی جائے۔

ج۔ عید کے اجتماعات بھی کیے جائیں اور اجتماعی قربانیاں بھی کی جائیں۔

د۔ جن لوگوں سے زمین خریدی گئی ہے۔ انہیں بھی اور گردونواح کے دیگر سرکردہ لوگوں کو بھی جماعت کے پروگراموں میں مدعو کیا جائے۔

ہ۔ مسجد میں لاؤڈ سپیکر لگا کر درس قرآن شروع کیا جائے اور درس قرآن کے حوالے سے ایک بورڈ بنوا کر باہر روڈ پر سامنے نصب کیا جائے۔

و۔ سکول کا قیام خوش آئند ہے مگر اس کا معیار اچھا ہو اور مناسب فیس بھی ضرور رکھی جائے، اس کے لئے درست منصوبہ بندی کی جائے اور ان کاموں کو فی الفور شروع کیا جائے۔

ز۔ قبلہ شاہ جی کی وجہ سے ہی اہل سنت کو یہ عظیم جگہ ملی ہے اور انشاء اللہ انہی کی وجہ سے یہ آباد بھی ہو گی۔

(5) علامہ مولانا محمد عارفین و مولانا محمد میر زمان (ایبٹ آباد):

6۔جنوری کو ایبٹ آباد سے دونوں رہنما سنی سیکرٹریٹ میں تشریف لائے اور درج ذیل آراسے مستفید فرمایا:

ا۔ سیکرٹریٹ میں مدرسے کا قیام عمل میں لایا جائے۔

ب۔ سیکرٹریٹ کی مسجد کو جلد فعال کیا جائے۔

ج۔ ہزارہ ڈویژن میں بھی اسی طرح کا ایک سیکرٹریٹ تعمیر کیا جائے۔

(6)۔ مولانا محمد شوکت (ہری پور):

ہ۔ 6جنوری کو ہی ہری پور سے تعلق رکھنے والے جماعت اہل سنت کے رہنما مولانا محمد شوکت صاحب تشریف لائے، سنی سیکرٹریٹ کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ بچوں کا مدرسہ از جلد شروع کیا جائے۔

(7)۔ محترم جناب عبد السلام (ایبٹ آباد):

7جنوری کو عصر کے وقت ایبٹ آباد سے محترم عبد السلام تشریف لائے۔

(8)۔ محترم محمد حنیف عباسی (چیف آرگنائزر ایبٹ آباد):

8جنوری کو سنی سیکرٹریٹ میں تشریف لائے اور سیکرٹریٹ میں جاری دینی وملی سرگرمیوں کو سراہا۔

(9)۔ مولانا محمد ضیاء الحق رضا (ناظم اعلیٰ سیالکوٹ):

8۔جنوری مغرب کے وقت سیکرٹریٹ میں تشریف لائے اور رات گئے تک سیکرٹریٹ میں موجود رہے۔سیکرٹریٹ کی عمارت، مسجد و دیگر شعبہ جات پر اطمینان اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

(10)۔مولانا قاری نذیر چشتی، مولانا داؤد رضوی، علامہ ابن اکرم رضوی، مولانا عبدالقادری:

9۔جنوری بروز جمعہ سیکرٹریٹ میں بصورت وفد تشریف لائے۔

(11)۔پیر سید ریاض حسین شاہ (مرکزی ناظم اعلیٰ)

اتفاق مسجد لاہور میں جمعہ پڑھا کر اور دیگر مصروفیات کے بعد مرکزی ناظم اعلیٰ سنی سیکرٹریٹ میں تشریف فرما ہوئے اور سیکرٹریٹ میں موجود علماء کے وفد سے ملاقات فرمائی۔اسی اثنا میں

(12)۔میاں محمد حنفی سیفی:

راوی ریان سے سلسلہ سیفیہ کے معروف روحانی پیشوا تشریف لائے اور مرکزی ناظم اعلیٰ سے ملاقات کی۔

(13)۔علامہ آغا عبدالرحمان (ناظم اعلیٰ ہزارہ ڈویژن)، مولانا قاری سعید (ہزارہ ڈویژن):

10 جنوری ہفتہ سُنی سیکرٹریٹ میں تشریف لائے۔آپ نے تجاویز دیتے ہوئے فرمایا کہ سُنی سیکرٹریٹ کی چاروں صوبوں میں شاخیں ہونی چاہییں ۔مرکزی ناظم اعلیٰ نے ایبٹ آباد میں جو مسجد بنائی ہے، اس میں سنی سیکرٹریٹ کا دفتر بنا دینا چاہیئے ۔انہوں نے بتایا کہ ہزارہ ڈویژن میں جماعت اہل سنت کا کام تیزی سے پھیل رہا ہے اور لوگوں میں شعور اجاگر ہو رہا ہے۔انہوں نے بتایا کہ سُنی کانفرنس راولپنڈی میں 75۔سے زائد گاڑیاں ہزارہ سے شریک ہوئی تھیں۔علامہ آغا عبدالرحمان نے سنی سیکرٹریٹ میں درس بھی ارشاد فرمائے۔آپ بقیہ دنوں سیکرٹریٹ میں ہی تشریف فرما رہے۔

(14)۔مولانا غلام احمد برق:

صوبہ سرحد کے امیر مولانا غلام احمد برق سنی سیکرٹریٹ میں ایک ہفتہ قیام پذیر رہے اور واپسی پر آپ نے تاثراتی کتاب میں لکھا:

''سُنی سیکرٹریٹ'' ایک بہت ہی موزوں جگہ پر تعمیر کی گئی ہے۔یہاں پر اگر ایک جامعہ کی بنیاد رکھوا دی گئی تو انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا اور ہر سُو سے سنیوں کی آمد شروع ہو جائے گی۔جامعہ سے جو رقوم حاصل ہوں گی اس کو اگر سیکرٹریٹ کی تعمیر پر لگایا جائے تو مزید ترقی کے موجب ہوگا۔جن حضرات نے یہ نیک سوچ سوچی اور اس کو عملی جامہ پہنایا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر نصیب فرمائے اور دین و دنیا میں

سرخرو فرمائے۔آمین ثم آمین ۔بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

جماعت اہل سنت پنجاب کی صوبائی انتظامیہ کا اجلاس:

14۔جنوری کو ظہر کے بعد پنجاب انتظامیہ کا ہنگامی اجلاس سُنی سیکرٹریٹ میں منعقد ہوا۔جس میں تقریباً تمیں کے قریب صوبائی قائدین نے شرکت کی۔اجلاس مغرب تک جاری رہا۔اجلاس میں مفتی محمد اقبال چشتی صوبائی ناظم اعلیٰ، علامہ خالد محمود ڈسکہ صوبائی امیر، پروفیسر عبد العزیز نیازی، قاری نذیر احمد قادری، قاری فیروز صدیقی، مولانا محمد سلیم ہمدمی و دیگر نے شرکت کی۔صوبائی قائدین نے کہا کہ صوبہ سرحد سے اتنے علماء ومشائخ کا پندرہ دنوں کے لئے اپنے آپ کو سُنی سیکرٹریٹ کے لئے وقف کر دینا صرف اور صرف شاہ جی سے محبت کا ایک انداز ہے۔

اس طرح پندرہ جنوری کو باجماعت نماز فجر، درس حدیث، محفل ذکر، درس قرآن اور اشراق کی نماز کی ادائیگی حسب معمول کرنے کے بعد صوبہ سرحد سے تشریف لانے والے علماء ومشائخ کا یہ وفد روانگی کے لئے تیار تھا۔15۔دنوں کے لئے انہوں نے سُنی سیکرٹریٹ میں جو رونقیں لگائی تھیں ان پر سُنی سیکرٹریٹ کا عملہ اور مقامی قائدین سبھی ان کا شکریہ ادا کر کے انہیں رخصت کر رہے تھے۔صوبائی امیر مولانا غلام احمد برق نے اس موقع پر فرمایا کہ مرکزی ناظم اعلیٰ نے سُنی سیکرٹریٹ میں عملہ بہت مخلص اور بااخلاق رکھا ہے۔ان 15۔دنوں میں ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ بالکل گھر والا ماحول میسر آیا ہے۔اللہ اس سُنی سیکرٹریٹ کی رونقوں کو بحال رکھے اور دین اسلام کی خدمت کا جذبہ ہر مسلمان کے دل میں پیدا کرے۔

سکول کی عمارت کی تعمیر کا افتتاح:

قوم وملت کی تعلیم وتربیت کا اہتمام جماعت اہل سنت کے اولین مقاصد میں شامل ہے۔اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے سُنی سیکرٹریٹ میں ایک سکول کی تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا، چنانچہ 24۔جنوری کو جماعت اہل سنت کے مرکزی امیر پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے سکول کی تعمیر کا افتتاح فرمایا۔اس پروقار تقریب میں مرکزی ناظم اعلیٰ پیر سید ریاض حسین شاہ، عبد الرزاق ساجد، حاجی حنیف طیب، علامہ ثاقب رضا مصطفائی، مفتی محمد اقبال چشتی، محمد احمد، حمزہ مصطفائی، محمد بہاؤ الدین و دیگر رہنما بھی موجود تھے۔

تھیاں سرسبز فرید دیاں جھوکاں

پیر سید ریاض حسین شاہؒ کا دورہ امریکہ

ڈاکٹر ظفر اقبال نوری

ماہنامہ دلیل راہ مئی 2009

دیارِ مغرب میں آ کر بس جانے والے مسلمانوں میں کچھ تو وہ ہیں جو ہر کہ درکان نمک رفت نمک شد کا منظر پیش کرتے ہیں اور کچھ وہ خوش نصیب ہیں جن کی تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو بنی رہتی ہے، جنہیں اپنی شناخت کے گم ہو جانے اور اپنی نسلوں کے بے نام ونشاں ہو جانے کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ وہ اپنے دین اور وطن کی یادوں سے چراغاں کا اہتمام کیے رکھتے ہیں۔ ماہِ رمضان اور ربیع الاول وہ مبارک مہینے ہوتے ہیں جب اہلِ محبت مسلمانوں کا جوش وخروش دیدنی ہوتا ہے۔ ربیع الاول تو وہ ماہِ کریم ہے جب دلوں کے آنگنوں میں حبِ رسول کے گلاب مہکتے ہیں اور ہر طرف جشنِ بہاراں کا سماں ہوتا ہے۔ کسی اہلِ محبت کے بقول:

ربیع فی ربیع فی ربیع
ونور فوق نور فوق نور

بہار کے موسم میں بہار کے مہینے میں اس جانِ بہاراں کی آمد نورٌ علیٰ نور ہے۔ روہی کی رسیلی دھرتی کے عشق آباد کوٹ مٹھن شریف کے میٹھے ملتھار اور مدھرلجوں کے شاعر خواجہ غلام فرید کے بیت بھی کچھ ایسا ہی بھید کھولتے ہیں۔ جب ان کی کافیوں میں ہم پڑھتے ہیں:

روہی وٹھڑی چنگھ ملھاراں
بوئے بوئے تھیاں گلزاراں یا پھر
ساون آیا ، روہی وٹھڑی ، بارتھئی گلزار

تو ایسے لگتا ہے ہر سوز کر رسول اور یادِ محبوب کی بہاریں کھل اٹھی ہیں۔ امریکہ میں رہتے ہوئے یوں تو مجھے دس سال ہونے کو آئے ہیں لیکن حقیقت میں دو ہی سال ہیں جنہیں میں آباد اور زندہ سال کہہ سکتا ہوں، کیونکہ ان دو سالوں میں مجھ سمیت یہاں کے لوگوں کو دلوں کی جھوکیں یادِ محبوب سے آباد کرنے والے مرشد کریم حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ کی نور بار نور خیز محبت پرور سیرت ساز صحبتیں میسر آتی رہی ہیں۔

بقول خواجہ غلام فرید:

تھیاں سر سبز فرید دیاں جھوکاں
مہروں سبز تھیاں ول سوکاں
بخشیں واگ ولائی رو یار

اجنبی اور بدیسی دیاروں میں بسنے والے میرے جیسے لوگوں کی مثال ان بیلوں جیسی ہے جنہیں اصل دھرتی سے اکھاڑ کرنامانوس زمین میں گاڑ دیا گیا ہو۔اب ان کی زندگی کی شادابی وآبادی کی ایک ہی صورت ہے کہ وطن کی ہوائیں آتی رہیں اور روحوں کی مرجھاتی بستیوں کوتازگی عطا کرتی رہیں۔حضرت شاہ جی کا بائیس روزہ دورہ ایسا ہی حیات بخش تھا کہ ہر دن ہر رات جشن کا سماں تھااور دلوں کی سرشاری کا یہ عالم تھا کہ جسم کاروواں رواں الاپتا تھا:

تھیاں سر سبز فرید دیاں جھوکاں

ایک ایک دن میں دودو، تین تین، چار چار پروگرام ہوتے۔لوگوں کی محبتوں کا یہ عالم تھا کہ ان کا اصرار ہوتا تھا کہ اگر انہیں کسی محفل کے لئے وقت نہیں مل سکتا تو قبلہ شاہ جی پانچ منٹ کے لئے بس ان کے گھروں کوگلزار بناتے دعا کرتے گزر جائیں اور پھر محبتوں، شفقتوں اور بندہ نوازیوں کے امین ہمارے شاہ جی نے بھی کسی کو محروم نہیں کیا۔آپ کی تشریف آوری سے قبل جو پروگرام ترتیب دیا گیا تھا اس میں تو کچھ آرام کے وقفے رکھے گئے تھے لیکن لوگوں کی عقیدت اور اصرار کے سامنے منتظمین بے بس ہو گئے اور لگا تار بے شمار پروگرام رکھنے پڑے۔بیس دنوں کے چالیس سے زیادہ خطابات کی رپورٹ مرتب کرنے بیٹھا ہوں تو سوچتا ہوں کہاں سے شروع کروں اور کہاں ختم کروں۔علم وعرفان، آگہی و وارفتگی اور محبت ومعرفت سے لبریز آپ کے روحانی خطابات کا احاطہ کرنا تو دشوار ہے۔ہلکی ہلکی جھلکیاں قارئین دلیل راہ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

12۔مارچ 2009ء کی حسین خوشگوار خنک شام شاہ جی علی نوید کے ہمراہ جے ایف کے ائرپورٹ نیویارک تشریف لائے۔ورجینیا سے کوثر جاوید، محبوب سبحانی، عامر خان اور راقم الحروف پر مشتمل مختصر سا قافلہ شوق دیدہ ودل فرش راہ کئے پہلے سے ائرپورٹ پر موجود تھا۔نیویارک سے ورجینیا تک کا سفر شاہ جی کی میٹھی میٹھی باتوں کی خوشبو میں جیسے پلک جھپکتے ہی طے ہو گیا تھا۔تقریبا تہجد کا وقت ہو چکا تھا جب یہ

قافلہ فقیر کے غریب خانے پر پہنچا۔ آتے ہی سب سے پہلے قبلہ شاہ جی نے نماز عشاء پڑھائی، پھر رات کا موخر شدہ کھانا کھایا گیا۔ اتنے میں فجر کی اذان کا وقت ہو گیا۔ سب نے شاہ جی کی امامت میں نماز ادا کی اور پھر مختصر سی محفل ذکر کے بعد حضرت شاہ صاحب آرام کے لئے اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔

آج جمعۃ المبارک تھا اور حضور مفسر قرآن نے جمعۃ المبارک کی نماز انٹرنیشنل پیس مشن کے مرکز دارالسلام Peace House میں پڑھانا تھی Peace House کو نئے فانوس، قمقموں اور جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ پیس مشن کے تمام عہدیدار پیس ہاؤس کے باہر شاہ جی کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ قبلہ شاہ جی کی تشریف آوری سے قبل ہی لوگ جوق در جوق پہنچ چکے تھے۔ آج حاضری معمول سے زیادہ تھی۔ ہال نمازیوں سے کھچا کھچ بھر چکا تھا، بلکہ جگہ کی کمی کے باعث امام صاحب کے ساتھ ہی ایک اضافی صف بنانا پڑی۔ حضرت مفسر قرآن قبلہ سید ریاض حسین شاہ نے اپنے ایمان افروز خطاب میں حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے تبسم جاں فزا اور اپنے سے چھوٹوں پر کمال شفقتوں کا تذکرہ جمیل آپ ﷺ کی احادیث نور کی روشنی میں فرمایا۔ آپ نے حاضرین کو مشکلات اور مصائب اور تکالیف کے بیچوں بیچ خدا پرستی اور رسول پیوستگی سے ہنستے مسکراتے زندگی گزارنے کا سبق دیا۔ آپ نے فرمایا کہ مصائب میں بے صبری، نکتہ چینی اور شکوہ گری مایوسیوں کو جنم دیتی ہے جبکہ صبر، توکل، عالی حوصلگی اور خوش نظری کامیابیوں کے باب وا کرتی ہے۔ نماز جمعہ کے فوراً بعد شاہ جی کے مخلص محبّ اور عقیدت مند سید منور حسین شاہ کی رہائش گاہ پر دوپہر کے کھانے کا اہتمام تھا۔ وہاں سے فراغت کے بعد فقیر کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ چائے نوش کی گئی۔ کچھ مشتاقان دید و شنید بھی حاضر مجلس تھے۔ چائے کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ جی دوستوں کی احوال پرسی بھی فرماتے گئے۔ علم و حکمت اور دانش و بصیرت کے انمول موتی بھی لٹاتے رہے۔ جسے ہر ساتھی اپنے کشکول طلب میں سمیٹتا رہا۔ مغرب کے بعد پیس مشن کے ایک ساتھی راولپنڈی کے ناصر خاں کے ہاں محفل میلاد النبی ﷺ کا اہتمام تھا۔ اسد کمال اور کوثر جاوید کی عشق انگیز نعت خوانی کے بعد شاہ صاحب نے پچاس پچپن منٹ میں سامعین کے قلوب و ارواح تک کو سیراب کر دیا۔ یہ خطاب بھی خطاب جمعہ کا ہی تسلسل تھا جس میں آپ نے حضور نبی رحمت ﷺ کی بچوں سے بے پناہ شفقت، ان کی غلطیوں سے چشم پوشی اور حوصلہ افزائی کا ذکر فرمایا اور حاضرین کو تلقین کی کہ وہ جس ذوق شوق سے محافل میلاد کا انعقاد کر رہے ہیں اس جذبہ صادقہ کو قوت تعمیر میں بدل کر اپنی نئی نسل کے اخلاق و کردار کی تشکیل کا فریضہ سرانجام دیں۔ انہیں حب خدا اور عشق نبی ﷺ کا درس

دیں تاکہ وہ اعلیٰ انسانی قدروں کو ہضم کر کے جدید معاشرے کی تباہ کاریوں کا مقابلہ کر سکیں۔ نماز عشاء محفل ذکر، صلوٰۃ وسلام اور کھانے کے بعد یہ محفل نور اختتام کو پہنچی۔ ناصر خان سمیت حاضرین نے گھر سے باہر نکل کر حضرت شاہ جی کو انتہائی محبت وعقیدت سے الوداع کہا۔ رات گئے تک فقیر کے ڈیرے پر وارفتگان محبت کی محفل جمی رہی۔ قبلہ شاہ جی متلاشیان مہر و محبت کو جرعہ جرعہ حکمت و معرفت کی مئے شبانہ تقسیم فرماتے رہے۔ تاروں کی چھاؤں میں لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کی راہ لی۔ قبلہ شاہ جی سر بسجود ہو کر اپنے خالق و مالک سے راز و نیاز کی خلوتوں میں کھو گئے۔ یہ جلوہ گہ خلوت جانے کب تک بجی رہی۔ تو جب نماز فجر کے بعد مسجد سے لوٹا تو حضرت شاہ جی ابھی نماز اشراق ادا فرما رہے تھے۔ تھوڑی دیر اس عاجز کو بھی اپنے ساتھ ذکر خدایا دالہ کی سرمستیوں میں شریک کیا اور پھر دعائیں دے کر رخصت فرما دیا۔

آج 14۔ مارچ بروز ہفتہ نیویارک میں انجمن گلزار مدینہ نیویارک کی میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں سالانہ محفل نور تھی جس میں حضور مفسر قرآن کا خصوصی خطاب ہونا تھا۔ آج ڈرائیونگ کی سعادت واصف علی کے حصے میں آئی تھی۔ سب سے پہلے ہری پور ہزارہ کے ساتھی اور قبلہ شاہ جی کے دیوانے مرید لالہ عبدالقیوم کی رہائش گاہ پہ پہنچے۔ چائے نوش کی اور پھر اسلام آباد انجمن طلباء اسلام کے پرانے ساتھی سید قابل شاہ کے ہاں رات کا کھانا تناول کیا۔ انجمن گلزار مدینہ نیویارک کے ہوٹل پیراڈائیز ایسٹ کے وسیع وعریض ہال میں جلسے کا اہتمام کیا تھا جو قابل شاہ جی کے گھر کے قریب ہی تھا۔ شاہ جی جب جلسہ گاہ تشریف فرما ہوئے تو عالم دین حضرت علامہ غلام رسول چکراری، حضرت شیخ الحدیث صفدر علی قادری، علامہ شہباز اختر چشتی، راجہ اظہر عباس سیالوی، ڈاکٹر سیف الملوک، غلام مرتضیٰ، صاحبزادہ سید صفدر شاہ، علامہ بشارت شازی، قاری محمد یونس اور دیگر علماء کرام اور نعت خوانان پہلے سے موجود تھے۔ حضرت مفسر قرآن سید ریاض حسین شاہ نے اپنے ایمانی وعرفانی خطاب میں ارشاد فرمایا کہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ آفاق کائنات پر امن، انصاف، محبت، اخوت، بندہ پروری، انسان دوستی، غریب نوازی اور آزادی وحریت کی نوید بن کر طلوع ہوئے۔ آپ کے میلاد مسعود سے بزم گیتی میں ایسا انقلاب خیز ابھرا کہ ہر سو بہاریں مہکنے لگ گئیں۔

حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ کا خطاب اس قدر اثر انگیز، پر کیف اور قلب وروح میں اترنے والا تھا کہ ایک گھنٹہ بھر کے خطاب میں کسی کو وقت کے گزرنے کا احساس تک نہ ہوا۔ دوران خطاب نعرہ ہائے تکبیر ورسالت کی صدائیں بلند ہوتی رہیں اور بہت سے سامعین کی آنکھیں آنسوؤں

سے اپنے آقاومولاﷺ کی یادوں کا چراغاں کرتی رہیں۔

حضرت مفسرقرآن نے فرمایا کہ میلادِ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل روم وایران اور حبشہ کے سرخ وسفید اور سیاہ سامراج خطہ حجاز کو ہڑپ کر جانے کی تیاری کر رہے تھے، انہیں اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے ارادے باندھ رہے تھے کہ دفعتاً فاران کی چوٹی سے ایک ایسے سراجِ منیر نے طلوعِ اجلال فرمایا کے افکار وکردار اور خلقِ عظیم کی روشن روشن کرنوں سے سماجی اقدار، معاشرتی رویوں اور قلبی و روحانی کیفیات میں انقلاب خیر برپا ہوا اور پھر عرب کے صحرانشیں دیکھتے ہی دیکھتے ایک ایسی قوت بن گئے کہ انہوں نے اس عہد کی سپر پاور کو شکست دے کر انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے آزاد کرایا۔ مفسر قرآن سید ریاض حسین شاہ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب کو سیرت وصورت، ظاہر و باطن اور گفتار وکردار میں، کامل واکمل بنایا اور پھران کی ہر جہت صفات کا قرآن کریم میں جابجا ذکر فرمایا۔ میلاد منا کر ہم اپنے رب کریم کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے احسان عظیم پر جذبات تشکر کا اظہار کرتے ہیں۔ شاہ صاحب نے دیار مغرب میں بسنے والے تمام مسلمانوں کو بالعموم اور نوجوانوں کو بالخصوص دعوت دی کہ وہ محبت واطاعتِ رسول سے اپنے اخلاق وکردار کو اس طرح سنواریں کہ اپنے اپنے ماحول میں اپنے آقا مولاﷺ کی پہچان اور اپنے دین کی برہان بن جائیں۔ انہوں نے کہا کہ تم اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرو، زیادہ سے زیادہ محنت کرو، بہتر سے بہتر صلاحتیں حاصل کرو مگر اپنے دلوں کو یادِ رسول اللہﷺ کی گرمیوں سے اور اپنی سانسوں کو ذکرِ رسول کی خوشبوؤں سے مہکا کے رکھو۔ انہوں نے کہا کہ آج دکھوں، مصیبتوں، غموں، محرومیوں، بے سکونیوں اور نفرتوں کی ڈسی ہوئی انسانیت کو حضور رحمت عالمین کے دامن ہی میں پناہ مل سکتی ہے اور ان کے قدموں تک اقوام عالم کو پہنچانے کا فریضہ مسلم امہ کے نوجوان ہی ادا کر سکتے ہیں۔

نیو یارک کے پروگرام کے بعد رات کا قیام اٹلانٹک سٹی میں عامر بھائی کے ہاں تھا۔ شب بسری وہیں ہوئی۔ نماز فجر کے بعد محفل ذکر نے روحوں کی بالیدگی اور پاکیزگی کا اہتمام کیا۔ اشراق کے بعد گیارہ بجے تک آرام کا وقفہ تھا۔ ناشتے کے بعد عامر بھائی کے پھوپھا اور کچھ دوسرے احباب قبلہ شاہ جی سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ شاہ جی نے ان کی معروضات سنیں۔ سوالوں کے جواب دیئے اور پھر دعائیں دے کر انہیں رخصت کیا۔ نماز ظہر کے بعد یہ قافلہ بالٹی مور میری لینڈ میں ہمارے دیرینہ دوست سرفراز خان کی رہائش گاہ کے لئے عازم سفر ہوا۔ نماز عصر ہمارے ایک عزیز چوہدری محمد شریف کے گھر پر ادا کی، چائے پی اور

پھر نماز مغرب کے بعد سرفراز خاں کے گھر پہنچے۔ سرفراز خان نے اپنے نوتعمیر شدہ عظیم الشان گھر کی زیریں منزل کے وسیع وکشادہ ہال میں محفل میلاد کا اہتمام کر رکھا تھا۔ جہاں پہ میری لینڈ اور ورجینیا بھر سے ان کے دوست کشاں کشاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ خان صاحب کے بیٹے کاشف خاں نے یہ ہال بنوایا اس نیت سے تھا کہ یہاں میلاد کی محافل کا انعقاد کیا کریں گے، سو آج ایک طرح اس میلاد ہال کا افتتاح بھی تھا۔

حضرت شاہ صاحب نے 50۔منٹ کے خطاب میں حاضرین کو عظمتِ مصطفیٰ ﷺ سے آگاہ کیا اور تمام تہذیبوں اور معاشرتی اقدار کو اپنے اندر ضم کرتی تہذیب جدید کے خطرات سے خبردار کرتے ہوئے دامنِ رسول ﷺ سے تعلق قلبی اور نسبت عشق استوار کئے رکھنے کا درس دیا۔ نماز عشاء گھر کی خوبصورت مسجد البیت میں ادا کی اور دعا وسلام کے بعد ورجینیا کے لئے روانہ ہو گئے۔ رات گئے گھر پہنچے۔ چائے نوشی اور مختصر گفتگو کے بعد شاہ جی اپنی آرام گاہ تشریف لے گئے اور حاضرین مجلس بادلِ نخواستہ اجازت لے کر گھروں کو روانہ ہو گئے۔

اگلی صبح پھر نماز فجر کے بعد شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ذکر اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ دعا کے بعد میں نے اجازت لی اور شاہ جی نماز اشراق میں مشغول ہو گئے۔ آج پیر کا دن تھا۔ سارا دن گھر پہ ہی گزارا۔ مختلف اوقات میں احباب حاضر ہو کر نیاز حاصل کرتے رہے۔ مغرب کے بعد فقیر کے گھر پہ معمول کی ہفتہ وار محفل ذکر تھی۔ آج غریبوں کا نصیب عروج پہ تھا۔ شاہ جی خود میر مجلس تھے۔ محفل ذکر کا رنگ وکیف ہی کچھ اور تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی توجہ کی ضربوں سے دلوں کو دھو رہا ہو۔ روحیں آسمانوں پہ پرواز کر رہی ہوں۔ ذکر کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا اور پھر جب قبلہ شاہ جی نے دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے تو ایسے لگا جیسے سب اہل محفل کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ یہ خوف خدا تھا، محبت رسول تھی یا خود احتسابی اور احساس ندامت، کچھ بھی، زبانوں کے ساتھ ساتھ دلوں کی دھڑکنیں اور آنکھوں کے جھرنوں سے پھوٹتی آنسوؤں کی آبشاریں بھی آمین آمین یا رب العالمین کی صدائیں بلند کر رہی تھیں۔ دعا کے بعد جب دوبارہ روشنی ہوئی تو ایسے لگا روحیں ہلکی ہو گئی ہیں اور روحوں کے ساتھ چہرے بھی دھلے دھلے اور نکھرے نکھرے لگ رہے تھے۔ لنگر کے بعد حاضرین کو اجازت دے دی گئی مگر کچھ اہل جنوں پھر محبت کی زنجیروں میں بندھے بیٹھے تھے کہ جن کے لئے رہائی سے قید محبوب تھی۔ رات گئے تک سوال و جواب کی مجلس نور جمی رہی اور پھر نہ چاہتے ہوئے بھی ساتھیوں کو شاہ جی سے الوداع ہونا پڑا۔ اگلی صبح نور

کے تڑکے وہی روشنیوں کی پھوار تھی اور ذکر اللہ کے زمزمے۔ دوپہر تک گھر پہ رہے۔ نماز عصر کے بعد پیس مشن کے ساتھی مہر فاروق کے گھر پہ محفل میلاد منعقد ہوئی۔ الحاج اصغر سلطانی نے اپنی سریلی آواز میں بارگاہ رسالت میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے اور پھر شاہ صاحب نے ایمان افروز خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے اطاعت رسول ﷺ اور بچوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کی ضرورت واہمیت پر زور دیا۔

عشاء کے بعد رانا ارشد کے گھر پہ مختصری محفل ہوئی۔ حضرت شاہ صاحب نے محبت رسول کی گرمیوں سے دلوں کو پگھلا کر رکھ دیا۔ رات گئے فقیر کی کٹیا کی قسمت پھر چمکی اور قبلہ شاہ جی دوستوں کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔ ایک بار پھر چائے کے ساتھ چاہتوں کا گلشن مہکا اور شاہ جی کی پھول پھول باتوں سے قریہ ہائے جاں معطر ہونے لگے۔ دوستوں نے صبح پھر آنے کی اجازت کے ساتھ جانے کی اجازت لی اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ جمعرات 19۔ مارچ انٹرنیشنل پیس مشن کے لئے ایک تاریخی دن تھا کہ آج عالمی سیاست کے مرکز واشنگٹن ڈی سی میں کیپیٹل ہل پہ امریکہ کی تاریخ کی پہلی محفل میلاد منعقد ہونے جارہی تھی۔ سارا دن احباب سے ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا اور لوگوں کو فون پر دعوت بھی دیتا رہا۔ مغرب کی نماز جمعہ شاہ جی کی امامت میں امریکی کانگرس کی جوڈیشری کمیٹی کے کانفرنس ہال میں ادا کی اور پھر تاریخی محفل کا آغاز ہو گیا جو رات دس بجے تک جاری رہی۔ وہاں صلوٰۃ وسلام کی خوشبوئیں اور روشنیاں بکھیرنے کے بعد احباب ہمارے دوست اور پاکستان پوسٹ کے بیورو چیف کوثر جاوید کے گھر پہنچے۔ وہاں پھر محفل ذکر برپا ہوئی۔ نعت رسول کی پھوار برسی اور شاہ جی کی قوس وقزح کو شرماتی علم و معرفت کی دھنک رنگ گفتگو نے روحوں کو اجالنے کا سامان کر دیا۔ رات گئے وہاں سے واپسی ہوئی اگلے روز جمعۃ المبارک تھا۔

جمعہ کی نماز آج بھی حضور مفسر قرآن قبلہ شاہ جی کو ہمارے مرکز دارالسلام پیس ہاؤس ہی میں ادا کرنا تھی۔ لوگوں کا جوش وخروش اور ذوق وشوق دیدنی تھا۔ آج تو شاہ جی کی تشریف آوری سے بہت پہلے ہی ہال میں بہت سے لوگ حاضر ہو چکے تھے۔ آج بھی قبلہ شاہ جی نے دلوں کو گرما دینے اور فکر وشعور کو جلا بخشنے والا خطاب فرمایا۔ آپ نے لوگوں کو دوسروں کی غلطیوں سے درگزر کرنے اور زیادتیوں پر صبر و تحمل اور برداشت کی تلقین فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ حضور رحمت عالم ﷺ سے بڑھ کر کوئی صاحب عزت اور صاحب حیثیت نہیں۔ اس کے باوجود آپ سے بڑھ کر کوئی دوسروں کو معاف کرنے والا نہیں۔ مسلم

معاشروں میں آج تحمل، برداشت اور رواداری کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ نماز جمعہ کے بعد پیس مشن کے ساتھی چوہدری اسد وڑائچ کے گھر کھانے کا اہتمام تھا۔ سلطانی صاحب نے نعت پڑھی اور حضور مفسر قرآن نے اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کے موضوع پر مختصر سی گفتگو فرمائی۔ یہاں سے فراغت کے بعد گھر تشریف لائے۔ تھوڑی دیر ستائے، چائے پی اور پھر اگلے پروگرام کے لئے روانہ ہو گئے۔ آج شام کی عظیم الشان محفل میلاد النبی کا اہتمام سلور سپرنگ میری لینڈ کے احباب رشید خاں، ظفر، انور کمال، مظفر جمال نے لارک میری لینڈ کے معروف تعبیر ریسٹورنٹ کے پارٹی ہال میں کر رکھا تھا، مگر وہاں پہنچنے سے پہلے قبلہ شاہ جی میری لینڈ میں میجر زاہد، چوہدری آصف اور چوہدری عمران کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں چائے پی اور نماز مغرب ادا کرنے کے بعد جلسہ گاہ پہنچے۔ تعبیر ریسٹورنٹ کے ملک جاوید انجمن طلبہ اسلام کے سابق رہنما رہے ہیں۔ انہیں مل کر شاہ جی بہت خوش ہوئے، انہیں دعائیں دیں۔ محفل میلاد میں مظفر جمال، ذوالقرنین، سید منور شاہ اور الحاج اصغر سلطانی نے اپنے اپنے انداز میں گلہائے نعت پیش کیے۔ حسب سابق رات دیر سے فارغ ہوئے اور گھر پہنچ کر چائے پی اور تھوڑی دیر گفتگو کے بعد شاہ صاحب آرام فرمانے چلے گئے اور باقی احباب مہمان خانے میں محفل سجائے بیٹھے رہے۔

ہفتہ 21۔ مارچ کو انٹرنیشنل پیس مشن کی پہلی سالانہ میلاد رحمۃ اللعالمین کانفرنس تھی۔ اس کا اہتمام پیس ہاؤس ورجینیا ہی میں کیا گیا تھا۔ ہال کو رنگ برنگی جھنڈیوں، فانوسوں، قمقموں اور بینرز سے انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ حضرت مفسر قرآن قبلہ شاہ جی نے اپنے عرفانی و وجدانی خطاب میں فرمایا کہ حضور رحمت عالم ﷺ کے ظہور قدسی سے ظلم، جہالت، ناانصافی اور گمراہی و بدعقیدگی کی سیاہ رات کا خاتمہ ہوا اور آفتاب حق کے طلوع اجلال سے چار سو عدل، انصاف، علم پروری، انسانیت نوازی اور خدا پرستی کے اجالے پھیل گئے۔ آپ نے فرمایا کہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی کائناتِ ہست و بود میں تشریف آوری سے قبل اگر مصر و یونان، روم، ایران اور عرب و ہندوستان کی قدیم تہذیبوں کی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشکوۃ نبوت کی روشنیاں مدھم پڑتے ہوئے معدوم ہو چکی تھیں اور اپنے آپ کو علم و اخلاق کے اعلیٰ تہذیبی ورثے کی امین سمجھنے والی اقوام بھی ظلم و جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ افلاطون اور ارسطو کے دیس یونان میں کمزور اور بیمار پیدا ہونے والے بچوں کو اپنی مجبور ماؤں کے ہاتھوں پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھنکوا دیا جاتا تھا۔ ہندوستان کی بیوہ عورتوں

کو اپنے مرنے والے شوہروں کے ساتھ ستی کے نام پر زندہ جلا دیا جاتا تھا۔عرب میں عورتوں سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ بچیوں کو پیدا ہوتے ہی اپنے باپوں کے ہاتھوں زمین میں زندہ درگور ہونا پڑتا تھا۔ایران کے بادشاہ نوشیرواں کو عدل وانصاف کی وجہ سے تاریخ میں عادل کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے،لیکن اس کے انصاف کی اصلی تصویر دیکھنی ہو تو تاریخ کے صفحات میں ظالمانہ ٹیکس کے خلاف آواز اٹھانے والے ایک درباری کو قلمدانوں کی ضربات سے مرتا دیکھا جا سکتا ہے۔

حضرت مفسر قرآن نے کہا کہ پہاڑی سے گرتے ہوئے نوزائیدہ کمزور بچوں کی چیخوں، ان کی مظلوم ومجبور ماؤں کی آہوں، شوہروں کے ساتھ زندہ دفن ہونے والی بیواؤں کی سسکیوں اور قبروں میں زندہ گاڑی جانے والی معصوم بچیوں کی دلدوز صداؤں کے جواب میں اللہ رب العزت نے تمام مظلوم، مجبور، مقہور اور بے بس طبقاتِ انسانی کے لئے نوید جانفزا بنا کر اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ کریم ﷺ کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیج دیا۔آپ کی تشریف آوری سے ظلم کے ایوانوں میں زلزلے بپا ہو گئے اور جہالت، تعصب اور تکبر کے آتشکدے بجھ گئے۔مفسر قرآن حضرت سید ریاض حسین شاہ نے فرمایا کہ اللہ رب العالمین جل جلالہٗ نے حضور ختمی مرتبت ﷺ کے سر انور پر انسانی قافلوں کی قیادت و سیادت کا ایسا تاج سجایا کہ اگلوں نے پچھلوں نے آپ کی امامت کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔تا قیام قیامت ہر تہذیب، ہر تمدن، ہر معاشرہ، ہر قوم اور ہر انسانی گروہ اب آپ ہی کے نقوش پا سے پھوٹنے والی روشنی سے رہنمائی کا نور حاصل کرے۔کوئی رہبر، کوئی مفکر، کوئی رہنما آپ سے برابری، ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔بعد از خدا بزرگ انہی کی ذات ہے۔امی و دقیقہ دان عالم، بے سایہ وسائبان عالم کا لقب انہی کو زیبا ہے۔ہم میلاد منا کر ان کی عظمتوں کے حضور خراج عقیدت ہی پیش نہیں کرتے ان کے ذکر نور سے اپنے قلب وروح کو اجالنے کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔

انٹرنیشنل پیس مشن کے خادم کی حیثیت سے راقم الحروف نے کہا کہ پیس مشن کا کام انہوں نے حضرت شاہ جی کی ہدایت پر شروع کیا تھا اور پیس مشن کا نام مدینہ منورہ میں گنبد خضریٰ کے سائے میں تجویز ہوا تھا۔اسی کا فیضان ہے کہ یہ نیا مرکز پیس ہاؤس (دارالسلام) چھ ماہ کے مختصر عرصے میں اس قابل ہوا ہے کہ نماز پنجگانہ، نماز جمعہ، خواتین کا درس، خواتین کی محفل میلاد، بچوں کی روزانہ تعلیم قرآن اور سنڈے سکول ایسی سرگرمیاں شروع کر سکا ہے۔انہوں نے کہا کہ حضرت شاہ جی ہمارے سرپرست اعلیٰ

ہیں اوران کی رہنمائی میں ہم بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ اپنی جگہ پرعظیم دینی تعلیمی سماجی اور روحانی مرکز قائم کریں گے۔ ہمارا سرمایہ نسبت عشق رسول ہے۔ عشق نبی ہی ہمارا راستہ ہے اورعشق نبی ہی ہماری منزل ہے۔ہم شرکاء سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس قافلہ حب نبی میں شریک ہو کر اس دینی مشن کو آگے بڑھائیں۔اس سے قبل اسد ملک، کوثر جاوید اور اصغر سلطانی نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ اصغر سلطانی کی سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی آواز نے ایسا سماں باندھا کہ پوری بزم پر کیف وسرور کی کیفیت چھا گئی۔ بہت سے سامعین زار وقطار روتے رہے اور کئی ایک پر وجد طاری ہوگیا۔ یہ بزم نور ونکہت رات کے ایک بجے تک جاری رہی۔تقریب کے آخر پر ماہ ربیع الاول میں سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والے خوش نصیب واصف علی کو سیرت ضیاء النبی کا سیٹ پیش کیا گیا، جبکہ سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والے بچوں اور بچیوں میں قرآن حکیم کے انگلش تراجم کے نسخے پیش کئے گئے۔پیس مشن کے لئے اعلیٰ خدمات سرانجام دینے پر صادق خان، چوہدری عبداللہ وڑائچ اور کوثر جاوید اور عمار جاوید کو بھی ایوارڈ دیئے گئے۔

22۔مارچ کو حضرت مفسر قرآن مسلم فیڈریشن آف نیوجرسی کے سالانہ جلسہ میلاد النبی میں مہمان خصوصی تھے۔فقیر کو قبلہ شاہ جی نے حکماً ساتھ جانے سے روک دیا تا کہ علالت میں تھوڑا سا آرام کرلیا جائے۔ وہاں سے عامر بھائی آپ کو لے کر 23۔مارچ سوموار کو ورجینیا آ گئے۔آج پھر حسب معمول بعد نماز مغرب گھر پر ہی محفل ذکر اور محفل میلاد النبی تھی۔آج بھی کیف وسرور میں ڈوب کر حاضرین ذکر اللہ کی روح پرور محفل میں شریک ہوئے۔شاہ جی کی نورنور باتیں سنیں اور دعائیں سمیٹتے ہوئے گھروں کو لوٹ گئے۔

منگل 24۔مارچ کو پاکستان امریکن بزنس مین ایسوسی ایشن کے چیئرمین شیخ محمد صدیق نے پیس مشن کے سرپرست اعلیٰ مفسر قرآن حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ کے اعزاز میں ایک راوی ریسٹورنٹ میں ظہرانے کا اہتمام کیا، جس میں ورجینیا کی بزنس کمیونٹی اور صحافی برادری سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ وہاں اپنے خطاب میں قبلہ شاہ جی نے فرمایا کہ امریکہ میں آباد پاکستانیوں کے لئے اسلام، پاکستان اور امریکہ تین بنیادی حقیقتیں ہیں جن پر توجہ دے کر وہ اپنے مسائل حل کر سکتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ اسلام کی

مکمل تعلیم حاصل کریں۔ پاکستانی ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائض پورے کریں اور امریکی معاشرے میں گھل مل کر اپنے اچھے نقوش رقم کریں۔ پاکستانی امریکیوں کے مسائل اسی طرح حل ہو سکتے ہیں کہ وہ اچھے مسلمان، اچھے پاکستانی اور اچھے امریکن بنیں۔

ظہرانے کے بعد گھر تشریف لائے تھوڑی دیر آرام فرمایا اور پھر وڈ برج ورجینیا میں قیصر چیمہ کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں مختصر سا خطاب فرمایا اور نماز مغرب کے بعد چوہدری افتخار کے گھر سالانہ محفل میلاد میں تشریف فرما ہوئے۔ وہاں پر آپ نے شریعت و طریقت، ضرورت بیعت، مراقبہ اور ذکر و فکر پر سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں گفتگو فرمائی۔ واپسی پر ہمارے دوست اکرام چٹھہ نے پیس ہاؤس کی مستقل جگہ کے لئے ایک چرچ فار سیل کی جگہ دکھائی مگر قبلہ شاہ جی نے اسے پسند نہ فرمایا اور اس سے بہتر جگہ تلاش کرنے کا حکم فرمایا۔ رات گئے گھر لوٹے اور حسب معمول قبلہ شاہ جی اپنے کمرے میں اور دیگر مہمان، مہمان خانے میں آرام فرما ہوئے۔

بدھ 25۔ مارچ کو دوپہر ملک یوسف کے ہاں اور سہ پہر کو معروف براڈ کاسٹر خالد حمید کے ہاں تشریف لے گئے۔ گھر واپس آتے ہوئے نماز مغرب ڈاکٹر ذوالفقار کے دفتر میں ادا کی۔ کچھ دیر ان کے ساتھ ٹھہرے، گفتگو فرمائی، ذکر فرمایا اور پھر دعا کے بعد وہاں سے رخصت ہوئے۔

جمعرات 26۔ مارچ کو اختر، ساجد راجہ، چوہدری بشارت کے گھر پر پروگرام کا انعقاد ہوا۔ چوہدری بشارت نے حضور سرکار دو عالم ﷺ کے نعلین پاک کی آپ نے اس طرح تعریف فرمائی کہ ہر کوئی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا:

سر پہ رکھنے کو جو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

27۔ مارچ کو جمعۃ المبارک کی نماز پیس ہاؤس میں ادا فرمائی۔ ایمان افروز خطاب سے حاضرین کو نوازا۔ میزبانوں کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ پیس مشن کے ساتھیوں کو اپنی مستقل جگہ عطا فرما دے۔ نماز جمعہ کے بعد دوپہر کا کھانا انیس بھائی کے گھر کھایا۔ وہاں سے اپنے گھر تشریف لائے۔ نماز عصر ادا فرمائی اور رچمنڈ کے لئے روانہ ہو گئے۔ رچمنڈ میں نماز مغرب بابر بھٹی کے سلاٹر ہاؤس تکبیر حلال سے ملحقہ مسجد میں ادا کی۔ ان کی بچی کو بیماری سے شفا کے لئے دم کیا اور دعا دی۔ یہاں سے تیز بارش میں سفر کرتے ہوئے

کچھ تاخیر سے اپنے دوست چوہدری عصمت کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ وہاں رچمنڈ کی مسلم کمیونٹی کے بہت سے افراد جمع تھے، چونکہ لوگ بہت دیر کے منتظر تھے اس لئے حضور مفسر قرآن نے نماز عشاء کے بعد بڑی مختصر گفتگو فرمائی اور دعا کی۔ رات دیر سے گھر لوٹے اور شاہ جی آرام کے لئے تشریف لے گئے۔

ہفتہ 28۔ مارچ کو میری لینڈ میں مسجد فیضان مدینہ کا سالانہ جلسہ میلا دالنبی ﷺ تھا۔ اس میں جانے سے پہلے حماد شاہ، نعیم بٹ، واصف علی، اور ارشد کے گھروں میں پروگراموں میں شرکت کی اور رات عشاء کے بعد مسجد فیضان مدینہ میں خطاب فرمایا۔

29۔ مارچ کو نیو یارک میں جماعت اہل سنت کے جلسہ میلا دالنبی میں شرکت فرمائی اور رات علامہ عبدالقیوم کے ہاں قیام فرمایا۔

30۔ مارچ کا دن تھا اور جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی تھی۔ آخر بوجھل دل کے ساتھ شاہ صاحب نے اجازت چاہی۔ آپ نے شام کو لندن روانہ ہونا تھا اور ہم ورجینیا کے لئے چل پڑے۔

بظاہر تو ہماری گاڑی ورجینیا کی طرف بھاگی آرہی تھی مگر ہم میں سے ہر ایک کی کیفیت یہ تھی کہ ہمارے دل شاہ جی کے طیارے کے ساتھ ساتھ فضاؤں میں اڑ رہے تھے۔ بیس دنوں کی چاندنی جا چکی تھی اور اب پھر سال بھر کی رات منہ کھولے کھڑی تھی۔ خواجہ غلام فرید کی ایک کافی سہارا بن رہی تھی اور ہم اسی کے سہارے اداسیوں کا مداوا کرتے آئندہ سال کی امیدیں جگاتے سفر کر رہے تھے۔

ماہی آن وساوے جھوکاں
کیوں کرن سیالیں ٹوکاں
پیڈیاں سبز تھیون دل سوکاں
ونجاں لکھ واری لکھ واری
جیں دلبر دی دل بردی
تہیں باجھ فرید نہ سر دی
جڑ لائیں چوٹ اندر دی وہ زخم کللڑا کاری

❁❁❁

جماعت اہل سنت کراچی کے زیر اہتمام

تحفظ پاکستان علماء ومشائخ کنونشن

محمد احمد صدیقی

ماہنامہ دلیل راہ جولائی 2009

ملک پاکستان کے دگرگوں حالات، خودکش بم دھماکے، دہشت گردی، ظلم وتعدی اور ناانصافی پر ہر ذی شعور پاکستانی پریشان ہے۔ پاکستان کے وجودی منکر اس ملک کی باگ ڈور پر قابض ہو چکے ہیں۔

منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

جماعت اہل سنت سے وابستہ لوگوں کے اسلاف نے چونکہ پاکستان بنایا لہذا انہیں پاکستان کے اندرونی و بیرونی خلفشار کا شدت سے احساس ہے اور اسی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے جماعت اہل سنت نے 7۔جون 2009ء کو النساء کلب گلشن اقبال کراچی میں عظیم الشان 'تحفظ پاکستان علماء و مشائخ کنونشن کا انعقاد کیا۔ اس کنونشن میں ملک بھر سے جید علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر اسلام، مفسر قرآن پیر سید ریاض حسین شاہ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی جبکہ جماعت اہل سنت کراچی کے امیر معروف اسلامی سکالر علامہ شاہ تراب الحق قادری نے کنونشن کی صدارت کی۔ کنونشن کے پیغام کو عام کرنے کے لئے اس میں ہونے والے خطابات کو قارئین دلیل راہ کے لئے ان صفحات میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ امن ومحبت کا یہ پیغام چار دانگ عالم میں پھیل سکے۔

پیر سید ریاض حسین شاہ (مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان)

جماعت اہل سنّت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے اپنے خطاب دل پذیر میں کہا کہ شدت پسندوں نے علماء ومشائخ کو خدمت اسلام اور اعلاے کلمۃ الحق کی پاداش میں شہید کیا ہے۔ ان شہداء کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ جماعت اہل سنت حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ شہید ہونے والے علماء و مشائخ کو نشان پاکستان دیا جائے۔ مرکزی ناظم اعلیٰ نے کہا کہ ملک کی سالمیت کو داؤ پر لگا کر امریکی مفادات کا تحفظ اور امداد کے نام پر بھیک مانگنے کا سلسلہ ختم کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ وطن عزیز ڈرون حملوں اور شدت پسندوں کی صورت میں دوطرفہ سازش کا شکار ہے۔ شدت پسندوں کا امریکہ سے گہرا تعلق ہے۔ یہ پاکستان کے جوہری

ہتھیاروں کے خلاف امریکی حملے کا جواز فراہم کرنے کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ قومی سطح پر حساس معاملات کی بریفنگ میں امن پسند اور محب وطن علماء و مشائخ کو نظر انداز کرنا انتہائی غیر سنجیدہ عمل ہے۔حکومت قیام پاکستان کے مخالفین اور پاکستان کے ازلی دشمنوں کو پہچانے۔آج بھی وہی طبقہ پاکستان میں رہ کر ملک کے خلاف سازشوں کا جال بن رہا ہے جو تحریک پاکستان کا مخالف تھا۔انہوں نے کہا کہ جب تک محب وطن، امن پسند علماء و مشائخ کا استحصال کیا جاتا رہے گا پاکستان دشمن فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔انہوں نے کہا کہ علماء و مشائخ نے پاکستان بنایا بھی تھا اور آج پاکستان کو بچانے کے لئے جانوں کے نذرانے بھی علماء و مشائخ ہی دے رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ پاکستان کے چپے چپے کی حفاظت کریں گے۔علامہ ریاض حسین شاہ نے اعلان کیا کہ نفرتوں اور عصبیتوں کے خاتمہ کے لئے جماعت اہل سنت جمعہ سے ملک گیر محبت پاکستان مہم چلائے گی۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری (امیر جماعت اہل سنت کراچی)

انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شدت پسندوں کی کمانڈ امریکا، اسرائیل اور بھارت کے ہاتھوں میں ہے۔جس کا واضح ثبوت آپریشن کے دوران امریکی، بھارتی، اسرائیلی اور روسی ساخت کے اسلحے، گولہ و بارود کا پکڑا جانا ہے۔انہوں نے کہا کہ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جن ممالک کا اسلحہ پکڑا گیا ہے ان سے سفارتی سطح پر سخت ترین احتجاج کیا جائے۔علامہ شاہ تراب الحق قادری نے کہا کہ شمالی علاقہ جات میں موجود شدت پسند مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے شر پسندوں کا ٹولہ ہے، جو عوام المسلمین کو کافر اور واجب القتل قرار دے کر فتنہ برپا کر رہا ہے۔

مفتی منیب الرحمٰن (چیئر مین مرکزی رویت ہلال کمیٹی)

مفتی منیب الرحمان نے اپنے خطاب میں کہا کہ پوری قوم کو حالات کی سنگینی کا احساس کرنا ہوگا۔ آج پاکستان کو بیرونی نہیں بلکہ اندرونی دشمنوں سے خطرہ ہے۔ایسے صورتحال ملک میں پہلے کبھی نہ تھی، اس وقت فساد، خلفشار، دہشت گردی اور خانہ جنگی جیسی کیفیت کا سامنا ہے۔اسلام اور مسلمانوں کو آج سب سے زیادہ خطرہ جہاد کے نام پر فساد اور شریعت کے نام پر دہشت گردی کرنے والوں سے ہے۔ملکی بقا و سلامتی کے لئے طویل المیعاد اور دور رس اثرات کی حامل پالیسی اختیار کرنی پڑے گی۔انہوں نے کہا کہ امریکہ کا ڈرون ٹیکنالوجی پاکستان کو نہ دینا امریکی بدنیتی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔امریکی نمائندوں کے بار بار پاکستان آنے کا مقصد امریکی مفادات کا تحفظ ہے۔امریکا نہ ماضی

میں کبھی پاکستان کا مخلص تھا نہ مستقبل میں ہو سکتا ہے۔

حاجی حنیف طیب (سابق ایم این اے)

حاجی صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ حکومت میڈیا کے ذریعہ دنیا کو بتائے کہ کن کن ممالک اور عالمی اداروں نے کتنی امداد کا اعلان کیا ہے اور کن ممالک اور اداروں نے ایفائے عہد کیا ہے تاکہ زبانی جمع خرچ کرنے والے بے نقاب ہو سکیں۔ زمینی حقائق یہ بتاتے ہیں کہ تاحال متاثرین کی عملی امداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ متاثرہ علاقوں کے علاوہ خانقاہوں اور مدارس میں مقیم علماء و مشائخ، مدرسین اور طلباء تک بھی امداد کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

ڈاکٹر عبدالرحیم:

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ درود و سلام پڑھنے والے اور بزرگان دین سے نسبت رکھنے والے ہی اسلام پاکستان کے سچے سپاہی ہیں، وطن عزیز کی حفاظت کے لئے بھرپور صلاحیت اور ناقابل تردید قوت رکھتے ہیں۔

علامہ ابرار احمد رحمانی:

معروف عالم دین علامہ ابرار احمد رحمانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ عسکریت پسندوں کا امریکہ سے گہرا تعلق ہے دونوں ایک دوسرے کی ضرورت ہیں، جو مسلم ممالک کو تباہ و برباد کرنے کے لئے جواز فراہم کر رہے ہیں۔

مولانا ناصر خان قادری:

ساری انسانیت کے محسن اعظم ﷺ کا آفاقی اعلامیہ ہے کہ دنیا میں امن و سلامتی، محبت و اخوت کے چراغ روشن کئے جائیں۔

طارق محبوب:

طالبان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حکومت ملک کی تمام مذہبی و لسانی تنظیموں کو غیر مسلح کرے تاکہ ملک میں امن و امان کو یقینی بنایا جا سکے۔

ثروت اعجاز قادری:

سنی تحریک کے مرکزی صدر نے کہا کہ صوفیائے کرام کی تعلیمات ہی حقیقی اسلام ہیں اور

مسلمانوں کی عزت ووقار ان پر عمل کرنے ہی میں پوشیدہ ہے۔انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان دشمنوں کے عزائم کوکبھی پورانہیں ہونے دیں گے۔

کنونشن میں جماعت اہل سنت سندھ کے ناظم اعلیٰ علامہ محمد اکرم سعیدی، درگاہ قادریہ جیلانیہ خیرپورمیرس کے صاحبزادہ سید سردار احمد شاہ جیلانی، مفتی اسماعیل ضیائی، ڈاکٹر فرید الدین قادری،، مولانا خلیل الرحمان چشتی، محمد حسین لاکھانی، مفتی احمد علی شاہ سیفی، صوفی نثار الحق سیفی، مولانا نسیم احمد صدیقی، مفتی محمد بخش تونسوی، پروفیسر غلام عباس قادری، مفتی اقبال سعیدی، مولانا عبدالحفیظ معارفی، زاہد اشتیاق قادری، مولانا عباس قادری، مفتی احمر قادری، مفتی غلام نبی فخری، مولانا سید منظور شاہ ہمدانی، صاحبزادہ سید اظہر شاہ ہمدانی، حاجی احمد عبدالشکور، مولانا لائق محمد سعیدی، مولانا محمد ذاکر صدیقی، محمد عابد ضیائی، ملک محمد حسین، قاری عبدالقیوم محمود کے علاوہ سنی تنظیمات کے قائدین مدارس اہل سنت کے سربراہان، جید علماء کرام مشائخ عظام ودیگر دینی تنظیموں کے نمائندوں اور عوام اہل سنت نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔علماء ومشائخ کنونشن میں متعدد قراردادیں پیش کی گئیں۔

قراردادیں

1۔ ہم اس عزم کا اعادہ کرتے ہیں کہ پاکستان ہمارا ملک ہے ہم نے لاکھوں جانوں کا نذرانہ دے کر پاکستان بنایا ہے اس کی حفاظت کرنا ہم پر فرض ہے، جب تک پاکستان بنانے والے علماء ومشائخ کے وارث، ملک کی غالب اکثریت عوام اہل سنت زندہ ہیں، پاکستان کی بقاوسلامتی اور تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور پاکستان کے دشمنوں کے عزائم کوکبھی پورانہیں ہونے دیں گے۔پاکستان کے چپے چپے کی حفاظت کرنا علماء ومشائخ کا شعار ہے جس ہم کبھی دستبردار نہیں ہوں گے۔

2۔ جماعت اہل سنت پاکستان کی حفاظت اور عسکریت پسندوں کے خلاف آرمی آپریشن کی بھر پور حمایت کرتی ہے اور وطن عزیز کی خاطر جان قربان کرنے والے فوجی جوانوں کوخراج تحسین پیش کرتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ آپریشن میں شہید ہونے والے فوجیوں کوحسب مراتب اعزازات دیئے جائیں۔

3۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک دشمنوں کے خلاف آرمی آپریشن کورکوانے کے لئے

کسی بھی دباؤ کو حکومت ہرگز قبول نہ کرے اور پاکستان کی بقاوسلامتی کے لئے آخری دہشت گرد کی موجودگی تک آپریشن جاری رکھا جائے۔دہشت گردوں سے مذاکرات یا معاہدہ کرنے کی خواہش کا اظہار کرنے والے اسلام اور ملک کے غدار ہیں۔

4۔کنونشن کے شرکاء امریکی صدر بارک اوباما کی اس خواہش پر کہ ''پوری دنیا سے ایٹمی ہتھیار ختم ہونے چاہیئے''۔امریکہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ محض بیانات کے بجائے عملی اقدام کرے اور امریکہ دنیا سے معافی مانگے کے اس نے سب سے پہلے انسانوں پر ایٹم بم استعمال کیا ہے اور کڑوروں انسانوں کو ہلاک اور نسلوں تک کو معذور کردیا۔آج کا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ امریکا اپنے اور اسرائیل کو فراہم کردہ جوہری ہتھیاروں کو ختم کرنے کا اعلان کرے۔

5۔ ہم اقوام متحدہ کے دوہرے میعار کی سخت مذمت کرتے ہیں، چندلاکھ عیسائیوں کے لئے مشرقی تیمور کی ریاست کا وجود اس کی جانبداری کا کھلا ثبوت ہے لیکن نصف صدی سے زائد عرصہ سے مسئلہ کشمیر اور فلسطین اس کے ایجنڈے میں شامل ہونے کے باوجود ان پر کوئی قابل قدر پیش رفت نہ ہوسکی۔لاکھوں مسلمان کی ہلاکت پر اقوام متحدہ کی خاموشی مسلم ممالک کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔یہ اجتماع مسلم ممالک کے سربراہان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جرأت مندانہ کردار ادا کرتے ہوئے مسئلہ کشمیر اور فلسطین کے حل کے لئے اپنا عملی کردار ادا کریں۔

6۔ تحفظ پاکستان علماء ومشائخ کنونشن کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دہشت گردوں کو کسی قسم کی رعایت نہ دی جائے۔ان کی شناخت ،مکروہ عزائم ،ذرائع امداد، اسلحہ اور تربیت کی فراہمی سمیت دیگر تمام معاملات عوام کے سامنے لائے جائیں اور گرفتار شدت پسندوں کو سرعام سزائیں دے کر دنیا کے لئے نشان عبرت بنایا جائے

7۔ علماء ومشائخ کنونشن کا یہ اجتماع حکمرانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ غیر ملکی مفادات کی جنگ سے کنارہ کشی اختیار کریں اور جرأت مندانہ خارجہ پالیسی مرتب کی جائے۔فوجی آپریشن کے باوجود امریکی ڈرون حملے ملکی سلامتی کے لئے سوالیہ نشان ہیں،لہٰذا حکومت ڈرون حملوں کے خلاف واضح اور سخت ترین مؤقف اختیار کرے۔

8۔ دہشت گرد طالبان کے ہاتھوں صوبے سرحد سے عوام اہل سنت کو بے دخل کرنے ،

500۔ سے زائد علماء و مشائخ اور سنی مسلمانوں کو شہید کرنے، 10۔ سے زائد مزارت پر بم دھماکے، مساجد اور مدارس اہل سنت پر مسلح قبضے اور شعائر اہل سنت کی پامالی کی بھرپور مذمت کی جاتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ تمام مزارت اولیاء اور ان سے متعلقہ مساجد و مدارس کو فی الفور جماعت اہل سنت کی اتھارٹی کے حوالے کیا جائے اور شہید ہونے والے مزارت اور مساجد حکومتی خرچ پر از سر نو تعمیر کی جائیں۔

9۔ اہل سنت و جماعت علماء و مشائخ کا یہ اجتماع شدت پسندوں کی دہشت گردی کے نتیجے میں سوات، مالاکنڈ، دیر، بونیر سے لاکھوں کی تعداد میں نقل مکانی کرنے والوں کی قربانی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بیرون ممالک کی جانب سے اعلان کردہ اور حاصل شدہ امدادی رقوم کی تفصیل اور ان ممالک کی فہرست شائع کی جائے۔ یہ اجتماع انتہائی گرم موسم میں کھلے آسمان تلے رہنے والے متاثرین کو شیلٹر کی عدم فراہمی، ڈاکٹرز اور پیرمیڈیکل اسٹاف کی کمی، بنیادی اشیائے ضروریات زندگی کی قلت پر انتہائی افسوس کا اظہار کرتا ہے اور صوبہ سرحد اور وفاقی حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ آپریشن سے متاثرہ فی کس خاندان کو ایک لاکھ روپے دینے کا اعلان کرے اور عوام مصیبت کی اس گھڑی میں متاثرین کی بھرپور امداد کریں۔

10۔ تحفظ پاکستان علماء و مشائخ کنونشن کا یہ اجتماع اسلام اور پاکستان کے دشمن نام نہاد طالبان کے روپ میں موجود دہشت گردوں کو بے نقاب کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے پر الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

”مرکزی محفل نعت“ و ”درس حدیث“ کی مختصر روئیداد
نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا طریقۂ تبلیغ

حافظ محمد زبیر اعوان

چوب قلم ماہنامہ دلیل راہ جولائی 2009

تبلیغ دین اور دعوتِ اسلام اگرچہ امت مسلمہ کے فرائض میں شامل ہے، تاہم اس کے لئے باقاعدہ طریقہ کار کا نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت مطہرہ میں ایسے اظہار کیا گیا ہے کہ گویا اس حسنِ مجسم، فخر بنی آدم علیہ لسلام کے کردار کا ایک ایک گوشہ نور تبلیغ کی ایسی شمعیں روشن کر رہا ہو کہ ہر ہر گوشے کا اگر ایک ایک حصہ بھی اگر پوری کائنات پر بکھیر دیا جائے تو ظلمتوں کی دبیز گہرائیاں بھی اس نور سے ہدایت کی روشنی پالیں اور پوری کائنات رحمت اللعالمین کی عظمتوں کی گواہی دینے لگ جائے اور ڈھونڈنے سے بھی کوئی تاریکی نظر نہ آئے مگر یہ نظامِ قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار بھی خود انسان کو دے دیا کہ وہ اگر چاہے تو پہلے اپنے جسم وروح کو اپنے آقا ومولیٰ کے فیض سے منور کرے اور جب حکم کیا جائے تو اس فیض کو چہار دانگِ عالم میں پھیلانے کی سعی کرے۔ بات لمبی ہو جائے گی اور موضوع کہیں اور نکل جائے گا، اس لئے تبلیغ دین اور دعوات اسلام کا جو موضوع شروع ہوا ہے۔ اس کے تحت آج کل امت مسلمہ عجیب آزمائشوں سے دوچار ہے۔ ہندو یعنی بت پرستوں نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے اسلام کے خلاف ان اہل کتاب نامی لوگوں سے اتحاد کر لیا ہے، جنہیں کتاب لانے والوں کا پیغام بھی بھول چکا ہے۔ یہودی، عیسائی اور بت پرست عناصر امریکہ، برطانیہ، اسرائیل اور انڈیا کی صورت میں اسلام کی بظاہر واحد ایٹمی طاقت پاکستان کے خلاف متحد ہو چکے ہیں، مگر یہاں جنگ کی صورتحال مختلف ہے۔ فلسطین، عراق، بوسینیا، کوسووا اور افغانستان میں تو باقاعدہ لشکر کشی کی جاتی ہے، مگر پاکستان کی عسکری وقومی طاقت سے سپر پاورز بھی محتاط پالیسی اختیار کرنے پر مجبور ہیں، تاہم یہ غیر مسلم طاقتیں اس نظریئے پر قائم ہیں کہ اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو بدنام کیا جائے اور ہماری کفر وضلالت سے بھری سلطنتوں کی طرف اسلامی روحانیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا جائے، جس کا مرکز پاکستان بنتا جا رہا ہے، لہٰذا یہاں جنگ کا طریقہ کار تبدیل کیا گیا ہے اور زر خرید غلاموں کو مسلمانوں کا ظاہری آقا بنا کر ہر علاقے میں ہر غلام کو ٹارگٹ دے دیئے گئے ہیں کہ بظاہر اسلام کی تبلیغ وتعلیم بیان کی

جائے، مگر کردار میں ماسوائے لباس ظاہری کے اسلام کی تعلیمات کے خلاف ایسے عمل اور ایسی سختی کو فروغ دیا جائے جس سے عالمی سطح پر اسلام کے اصل تشخص پر پردہ پڑا رہے۔ اس سلسلہ میں میڈیا پر بھی خصوصی نوازشات کی گئی ہیں کہ وہ ایسے راہنماؤں کے منفی کردار کو بڑھا چڑھا کر پیش کرے اور اصل عقائد اسلامیہ سے لوگوں کی توجہ ہٹا دے۔

اس صورتحال نے مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے والے ان نوجوان بچوں اور بچیوں کے ذہنوں میں بھی عجیب عجیب سوالات پیدا کرنا شروع کر دیئے ہیں کہ وہ اپنی منزل کا کیسے تعین کریں کہ انہوں نے کس راستے، کہاں جانا ہے۔ ایک طرف دہشت گردی کو اسلام کے ساتھ منسلک کرنے کی صیہونی میڈیا مہم عروج پر ہے، تو دوسری طرف اس پروپیگنڈے کو صحیح ثابت کرنے والے راہنما بھی ہماری ہی صفوں میں موجود ہیں۔ نئی نسل کو سمجھ نہیں آتی کہ وہ کہاں جائے؟ اور کیا کرے؟ آج کی نسل یہ سوال کرتی نظر آتی ہے کہ کیا اسلام تلوار کے زور پر ہی پھیلایا جا سکتا ہے؟ ظاہر ہے جب کلمہ طیبہ لکھ کر اس کے نیچے نشان ہی تلوار کا دیا جائے گا، تو کیا تاثر پھیلے گا؟ جبکہ رسالت مآب ﷺ کا طریقہ تبلیغ کیا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ''میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام کی مٹی سے تخلیق کی جارہی تھی''۔ ایک طرف یہ مفہوم حدیث رسول ہے اور دوسری طرف آپ کی سیرت اور کردار کا یہ پہلو کہ آپ ﷺ نے چالیس سال زندگی میں صرف اپنے کردار سے لوگوں کو راغب کیا اور جب چالیس سال کے بعد آپ کو حکم الٰہی ہوا کہ اب اظہار نبوت کریں تو یہ معاملہ اور لمحہ غور کرنے والا ہے کہ آپ نے فوراً ہی اعلان نبوت نہ کر دیا بلکہ پہاڑی پر کھڑے ہو کر اس قوم کو مخاطب کیا جو مشرک تھی اور پوچھا کہ بتاؤ! تم لوگوں نے میرا کردار کیسا پایا؟ جواب آیا کہ آپ ''صادق اور امین'' ہیں، آپ نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا اور کبھی امانت میں خیانت نہیں کی، کبھی وعدہ خلافی نہیں کی، پھر پوچھا گیا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے آرہا ہے تو کیا تم یقین کرو گے؟ جواب پھر بھی ہاں میں آیا۔ روایت ملتی ہے کہ بات یہیں ختم نہیں ہوگئی، پھر پوچھا گیا کہ اگر تم جا کر دیکھو کہ پہاڑی کے پیچھے لشکر نہیں ہے تو میرے بارے میں کیا رائے رکھو گے؟ جواب آیا کہ اے محمد ﷺ! ہم اپنی آنکھوں پر یقین نہیں کریں گے، مگر آپ پر شک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تب اس نبی آخر الزماں نے اپنی نبوت اور اللہ کی توحید کا اعلان کیا، مگر زبردستی نہیں کی۔ نہ ماننے والے کئی سال نہ مانے، مگر تلوار نہ اٹھائی گئی، بلکہ ظلم وستم کے پہاڑ

بھی آپ نے ہنس کر سہے۔ کردار کی عظمت یہ تھی کہ جولوگ آپ پر ظلم کرتے، وہی اپنی امانتیں بھی آپ کے پاس رکھواتے۔ یہی وجہ تھی کہ کفار مکہ کے ظلم دیکھ کر جب آپ ہجرت کے لئے تیار ہوئے، تو تلواروں کے سائے میں اپنے داماد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو چھوڑ کر آ گئے کہ آپ صبح امانتیں لوگوں کے حوالے کر کے آجانا۔ کردار کی یہی عظمتیں تو تھیں کہ اقوام متحدہ کو بھی دنیا کی عظیم شخصیات کی فہرست میں مسلمانوں کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام سب سے اوپر لکھنا پڑا، مگر یہ کیا ہوا کہ اس نبی رحمت کے ماننے والوں کو دہشت گرد اور ان کے آفاقی نظام کو تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور مسلمانان عالم آپس میں باہمی فرقہ پرستی کی آگ میں کود کر اللہ اور اس کے رسول کریم کو چھوڑ کر اپنے علاقائی مذہبی راہنماؤں کی تقلید کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

ضلع ہری پور میں گذشتہ دنوں سے دہشت گردی کے کئی خفیہ ٹھکانوں پر چھاپے مارے جا رہے ہیں اور پورے شہر میں پولیس اور سیکیورٹی فورسز کا گشت بھی دیکھنے کو ملتا ہے اور لوگ سماجی تقریبات میں بھی بہت محتاط شرکت کرتے ہیں، لیکن 23۔ مئی 2009ء کو آفاق ہوٹل جی ٹی روڈ ہری پور کے بینکوئٹ ہال میں یہ کون سی تقریب ہے؟ جہاں ہال کے اندر کرسیاں بھی بھری ہوئی ہیں، لوگ زمین پر اور سیڑھیوں پر بھی بیٹھے ہیں اور ہوٹل کے باہر ایک بڑی ملٹی میڈیا سکرین آویزاں ہے، جہاں سے اندر کا پروگرام لوگ باہر لان میں کرسیوں اور دریوں پر بیٹھ کر بھی سن رہے ہیں اور جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے، عوام کے رش میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ بظاہر یہ شبان اہل سنت ضلع ہری پور کی ایک غیر معروف تنظیم کے زیر اہتمام ایک "محفل نعت و درسِ حدیث" کا پروگرام ہے۔ جس کی معاونت میں جماعت اہل سنت پاکستان کے بعض چیدہ چیدہ احباب بھی شامل ہیں۔ سٹیج پر ضلع ناظم ہری پور یوسف ایوب خان اور مقتدر علمی وروحانی شخصیات بھی بیٹھی ہیں کہ ایک آوازہ اٹھتا ہے کہ جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ سید ریاض حسین شاہ آ گئے ہیں اور محفل میں شریک ہر چھوٹا بڑا ان کے استقبال کے لئے اس طرح کھڑا ہو کر نعرے لگانے لگتا ہے، جیسے وہ اسی کے ہی قائد ہیں اور مزے کی بات یہ کہ ان کھڑے ہونے والوں میں یہ تخصیص نہیں ہے کہ وہ سب ہی اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی مسلک کے لوگ ہیں، بلکہ یہاں دیوبندی بھی ہیں، اہل حدیث بھی ہیں، اہل تشیع بھی ہیں، وکلاء کی نمائندگی سپریم کورٹ بار کے نائب صدر سعید اختر خان ایڈووکیٹ کر رہے ہیں۔ فیڈریشن آف پاکستان چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کی طرف سے جناب تحسین الحق اعوان بھی موجود ہیں، گویا کہ تقریباً ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد موجود ہیں، لیکن

یہاں اختلاف نہیں ہے۔ حیرانگی ہوئی کہ اس شخصیت میں وہ کیا راز ہے کہ ہر مکتبہ فکر نہ صرف ان کا احترام کرتا ہے، بلکہ انہیں سننے کا اور ان کے ساتھ بیٹھنے کا بھی متمنی ہے، حالانکہ یہ شخصیت سابق وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی رہائش گاہ ماڈل ٹاؤن لاہور کے پاس ہی مرکزی جامع مسجد اتفاق میں خطابت کرتی ہے، مگر وہاں بھی تخصیص نہیں ہے کہ PPP کے لوگ نہیں آئیں گے، بلکہ ہر سیاسی جماعت کا مذہبی فکر رکھنے والا سنجیدہ شخص وہاں بھی نمازِ جمعہ پڑھنے عقیدت واحترام سے جاتا ہے۔ آخر یہ کیا وجہ ہے؟ اور پھر یہ عقدہ کھلا کہ جب مفکر اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ کا نام خطاب کے لئے پکارا گیا اور انہوں نے ایک حدیث شریف پڑھ کر اس کی وضاحت شروع کی. آپ نے ابتدا ہی میں سرکار دو عالم ﷺ کا یہ پیغام جب حاضرین کو سنایا کہ خوشیاں بانٹو اور معاشرے میں خوشی ومسرت کے چراغ جلاؤ! تو حاضرین محفل نے یہ پیغام گویا پہلے نہ سنا تھا؟ پھر شاہ صاحب نے فرمایا کہ رسالت مآب ﷺ کیسے اپنے صحابہ کرام سے مزاح فرماتے اور انہیں خوبصورت خوبصورت القابات سے نوازتے، یہی نہیں بلکہ جو لقب سرکار دو عالم ﷺ نے کسی صحابی کو دیا وہ اس کی حیات اور تاریخ میں اس صحابی کے لئے مزاح کی بجائے وجہ افتخار بن گیا۔ گویا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام پس منظر میں چلا گیا۔ ابو تراب کو لوگ پھر ابو تراب ہی کہنے لگے، یعنی یہ بتایا گیا کہ خاتم النبیین ﷺ کی نجی مجلسیں بھی کتنی خوبصورت ہوتیں۔ گویا وہ حسن مجسم ہی نہ تھے، بلکہ ان کے کردار کی بھی اتنی خوبصورتی تھی کہ اس قدر ان کی عقیدت وعظمت کے معترف ہو گئے کہ آپ ﷺ کے وضو کا پانی بھی زمین پر پڑنے سے پہلے صحابہ کرام ہاتھوں میں لے لیتے تھے اور اسے اپنے چہروں پر مل لیتے تھے، حالانکہ خود حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو اس کا حکم کبھی نہیں دیا تھا۔ یہ عقیدتیں اور محبتیں کہاں چلی گئیں؟ مگر کیا ایسے راہنما بھی موجود ہیں؟ جو خود نہ کہیں، مگر ان کا کردار اتنا بلند ہو کہ لوگ خود ان کے ہاتھوں کو بھی چومیں اور ان کے احترام میں کھڑے بھی ہو جائیں۔ ہری پور میں آفاق ہوٹل کے ہال کے اندر منعقدہ اس محفل میں جو روحانی ماحول دیکھنے میں آیا۔ اس میں اس دور کی جھلک نظر آتی ہے کہ ہر مکتبہ فکر مفکر اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ کی عزت کرتا نظر آیا۔ جس کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ آفاق ہوٹل میں جن لوگوں نے یہ محفل منعقد کرائی۔ یہی منتظمین شبانِ اہل سنت کے زیر اہتمام پہلے چوک پرانی کمیٹی مین بازار میں چودہ سال سے محفل منعقد کراتے ہیں، جس میں ہر مکتبہ فکر بھرپور شرکت کرتا ہے اور تو اور اس مرکزی محفل نعت کی وجہ سے اس چوک پرانی کمیٹی کو میلاد النبی ﷺ چوک کا نام دے دیا گیا ہے۔ شبانِ اہل سنت کے نام پر محلہ سیشن ہاؤس سے ایک اور مکتبہ فکر نے شبانِ اہل سنت والجماعت بنا دی ہے۔ دیوبند مکتبہ فکر کے جو لوگ پہلے محافل نعت پر اپنے

خطبوں میں تنقید کرتے تھے، اب خود انہوں نے محافل حمد ونعت سجانی شروع کر دی ہیں۔ علامہ سید ریاض حسین شاہ کے بارے میں ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کا خیال یہی ہے کہ شاہ صاحب علمی میدان کے تاجدار ہیں اور آپ کے خطابات میں کبھی یکسانیت نہیں پائی گئی۔ انہوں نے کبھی مسلکی تعصب کو ہوا نہیں دی بلکہ اصلاح امت کا درس جرأت مندی سے دیا۔ کیا یہ درس جرأت مندانہ نہیں کہ علماء ومشائخ کے سامنے ان جھوٹے عاملوں کو مسترد کیا جو پیسے لے کر لوگوں کو کہتے ہیں کہ تمہارا یہ کام ہو جائے گا اور اتنے دنوں میں کردوں گا وغیرہ وغیرہ! آپ نے ان میلوں ٹھیلوں کا بھی رد کیا۔ جن میں طوائفوں کو بلوا کر قوالیاں اور رقص کرائے جاتے ہیں اور نام شریعت وطریقت کا دیا جاتا ہے۔ محفل میں قاری محمد شہزاد اسلام آباد والوں کے عارفانہ کلام اور قاری محمد مشتاق ایبٹ آباد والوں کی پر سوز انداز میں نعت شریف نے پہلے ہی حاضرین محفل پر رقت طاری کر دی تھی اور شاہ جی کے خطاب نے عجیب سماں باندھ دیا تھا، مگر محفل کو عروج اس وقت ملا، جب شاہ صاحب نے خفی طریق ذکر الٰہی سے محفل ذکر منعقد کرائی اور پھر اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت رو رو کر مانگی گئی۔ حاضرین محفل کی سسکیوں کی آواز جب شاہ صاحب کی دعا کے آخر میں آمین کے ساتھ ابھرتی تو عجب کیف وسرور طاری ہو جاتا۔ یہی وجہ تھی کہ جب محفل اختتام پذیر ہوئی تو ہر آنکھ نم تھی۔ مزے کی بات یہ کہ اس محفل میں باوجود اس کے کہ ضلع بھر میں خوف ودہشت کی فضا پھیلی ہوئی تھی۔ ڈسٹرکٹ پولیس کی طرف سے سیکیورٹی کا کوئی بھی اہتمام نہ تھا اور صرف 4 پولیس اہلکاروں کی روائتی ڈیوٹی لگائی گئی تھی، مگر پھر بھی منتظمین محفل ان کا شکریہ ادا کرتے نظر آرہے تھے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسی روحانی محافل کو فروغ وتحفظ دیا جائے جن سے اسلام کی حقیقی تعلیمات کی عکاسی ہوتی ہو اور میڈیا کو بھی ایسی محافل کی کوریج پر زیادہ زور دینا چاہیے۔ جن سے ملک میں امن وامان کی بحالی اور باہمی رواداری کو فروغ ملے۔

❁❁❁

اللہ کی اپنے بندے حضرت انسان پر کتنی مہربانیاں؟

قصہ ایک محفل ختم القرآن کی روداد کا

حافظ محمد زبیر اعوان

چوب قلم ماہنامہ دلیل راہ ستمبر، اکتوبر 2009

جب سے انسان کی تخلیق ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کی تعلیم و تربیت کا ذمہ اپنے خاص فضل کے ذمہ کرلیا ہے اور انسان کی پیدائش سے لے کر ان کے وصال تک یا یوں کہہ لیں کہ انسان کی ابتدا سے لے کر اس کی انتہاء تک کے جملہ امور کی نگرانی وحفاظت اللہ تعالیٰ نے ایسے کی ہے جیسے اس کائنات میں تمام تر مخلوقات میں سے انسان ہی وہ واحد مخلوق ہے جو اللہ نے اپنا گروپ ظاہر کیا ہے اور باقی سب مخلوقات کو انسان سے محبت کے ساتھ مشروط کر لیا ہے کہ حضرت انسان کے لئے اپنا آپ وقف رکھو۔ وہ تمہیں مار کر کھانا چاہے تو کھا سکتا ہے، تمہیں پال پوس کر نمائش کے لئے بھی رکھ سکتا ہے۔ وہ معدنیات، نباتات کو جیسے چاہے استعمال کر سکتا ہے۔ پہاڑوں کا کام ہے وہ اس کے لئے اپنے دہانے کھول دیں اور جیسے جیسے انسان پہاڑوں کے اندر جاتا جائے پہاڑوں کو پروں کا کام بھی سنبھالنا پڑے گا اور وہ اپنے ذرات و پتھروں کو اس پر گرنے سے روکتے رہیں گے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہم خود کوئی کونہ ایسا چھوڑ دیں جہاں سے پتھر نیچے ڈھلک آئیں ورنہ آج بھی پہاڑوں کے اندر انسان نے موٹر وے سڑکیں تعمیر کر رکھی ہیں، سرنگیں بنا رکھی ہیں، رہائشی بلاک بنائے ہوئے ہیں، مگر یہ پہاڑ انسان کو اپنی آغوش میں چھپا کر رکھے ہوئے ہیں۔ ہواؤں نے اپنی گود یں انسان کے بنائے ہوئے جہازوں اور مواصلاتی سیاروں کے لئے ایسے رکھی ہیں جیسے ماں کی گود میں بچہ ہر طرف ہمک کر بھی ماں کی آغوشِ پناہ میں رہتا ہے ورنہ ستارے جہاں ہیں انہیں اپنی مخصوص جگہوں سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔ جانوروں اور پرندوں تک کو حضرت انسان ہی کی تکمیل کے لئے رکھا گیا ہے۔ جیسے آج کل ہمارے گروپ بنتے ہیں تو جس گروپ میں ہم ہوں گے اس گروپ کے سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گروپ کے رہن سہن، تفریح طبع، لباس، خورد و نوش اور اس کی عزت و عظمت کا احساس و اہتمام رکھے۔ یہ عام دنیاداری کا گروپ ہے مگر اللہ نے جس طرح ہمیں اپنا گروپ بنا رکھا ہے اس طرح کوئی انسان کیسے ہمیں اپنے گروپ میں رکھ سکتا ہے۔ ہم تو اگر سربراہ گروپ یا بادشاہ کے خلاف سازش کریں تو

بغاوت کے مقدمے میں ضمانت ہو ہی نہیں سکتی اور اس کی آخری سزا موت ہی ہوتی ہے۔ گویا سربراہ مملکت یہ گوارا ہی نہیں کر سکتا کہ اس کی موت کے حوالے سے سوچنے والا بھی اس دھرتی پر زندہ رہے، مگر آئیں اس رب کریم کو دیکھیں جس کا مخالف اپنے تئیں اپنے رب کے بھیجے ہوئے نمائندوں کو بھی قتل کرنے سے نہیں ڈرتا، بلکہ خود اس رب کو بھی نعوذ باللہ ختم کرنے کی سازش کرتا ہے۔ اس کے خلاف جنت بناتا ہے، اس جیسی دوزخ بنانے کی کوشش کرتا ہے، اس کے انبیاء کو جھٹلاتا ہے، مگر یہ کیا ہے؟ رب کریم پھر بھی اسے اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ اس کی ڈانٹ ڈپٹ کرنی ہے یا اسے چھوڑنا ہے۔ جب بندہ مر جائے تو کچھ پتہ نہیں ہوتا وہ اپنے رب کے پاس ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ہاں اتنا ضرور پتا ہے کہ اگر انسان دیگر کسی مخلوق کے خلاف شرارت کرے تو معافی ہو سکتی ہے لیکن انسانیت کو گمراہ کرے انسانیت کے خاتمے کی کوشش کرے، یہ اللہ تعالیٰ برداشت نہیں کرتا۔ گویا اس ساری تمہید میں یہ واضح ہوا کہ ہم سب انسان اللہ کے خاص گروپ سے ہیں اور وہ ہماری ساری باتیں، خواہشات اور ضرورتیں پوری کرنے والا ہے۔ وہ ہماری مخالفت کرنے والے کسی انسان کو بھی نہیں بخشتا، بلکہ وہ فرشتوں میں بھی اگر کوئی انسان کو سجدہ کرنے سے انکاری ہوا تو یہ نہ دیکھا گیا کہ اس کی کتنے برسوں کی میرے ساتھ ریاضتیں اور عبادتیں منسلک ہیں بلکہ اسے بھی ہماری وجہ سے جنت سے نکالا گیا اور اس قدر سخت آرڈر ہوا کہ جو اس ابلیس کا ساتھ دے گا اسے بھی اس کا ساتھی سمجھا جائے گا۔ سوچئے کہ ابھی انسان نے اللہ سے اپنی گروپنگ اوپن نہیں کی، مگر اللہ نے انسان کے اوپر کتنا بڑا احسان کیا حالانکہ فرشتے کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ! یہ زمین میں فساد کرے گا مگر ہماری نمائندگی خود رب کر رہا ہے کہ نہ نہ، جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے، پھر فرشتوں کو انسان کی عظمت بتانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ اسماء بھی سکھائے جو فرشتوں کو لاکھوں کروڑوں سال کی بندگی سے نہ ملے، پھر رب کریم نے فرمایا کہ اے فرشتو! تم ذرا یہ اسماء تو بتاؤ، مگر فرشتوں نے عاجزی اور لاچاری محسوس کرتے ہوئے کہا کہ اے ہمارے رب! ہم کیسے وہ بتا سکتے ہیں جو آپ نے ہمیں سکھایا ہی نہیں، گویا سکھانے والا بھی تو ہی ہے اور جس کے منہ سے بیان کرانا چاہے اسے قوت گویائی دینے والا بھی تو ہی ہے، گویا اربوں کھربوں سالوں کی ریاضتیں اور عبادتیں ہی کیوں نہ ہوں بات تو اس کے کرم کی ایک نگاہ سے ہی بنتی ہے، جس کے ہم ہیں اور اچھا! یہ بھی دیکھئے! کہ شیطان نے ایک انکار کیا جس کی معافی ہے ہی نہیں مگر اللہ کے اپنے گروپ اور حضرت انسان کو دیکھئے کہ

بار بار انکار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معمولی سرزش کر کے پھر انبیاء بھیجتے رہے کہ چلو ذرا پھر ان کو سمجھاؤ، گویا ماں جیسے کہہ رہی ہو کہ خبردار آج مسجد نہ گئے تو گھر نہ آنا، کھانا بھی نہیں ملے گا، کپڑا بھی نہیں دوں گی، پیار بھی نہیں کروں گی، لیکن وہی بچہ جب اپنے ٹائم سے آدھا گھنٹہ بھی لیٹ ہو جائے تو ماں پورے محلے اور گھرانے میں واویلا ڈال دیتی ہے گویا کہہ رہی ہو کہ وہ سب تو میری غصے کی باتیں تھیں تم نے ان کا اثر کیوں لے لیا۔ میں جو تمہیں پیار کرتی ہوں وہ کیوں بھول گیا؟ اسے اپنا غصہ یاد ہی نہیں رہتا کہ کس بات پر آیا تھا۔ بس وہ اپنے آپ کو کوسنے لگتی ہے کہ کیوں میں نے اپنے بچے پر غصہ کیا اور جب بچہ واپس آتا ہے تو پھر اس کا کبھی ماتھا چومتی ہے، کبھی سر پر ہاتھ پھیرتی ہے، کبھی بلائیں لیتی ہے، کبھی نظر اتارتی ہے، بچہ بھی حیران ہوتا ہے کہ یہ وہی ماں ہے جو صبح کیا رنگ رکھتی تھی اور آج کیا حالات ہیں؟ میرا رب کریم فرماتا ہے کہ میں تو ماں سے بھی ستر گنا زیادہ مہربان ہوں۔ اے میرے بندے تو ایک قدم میری طرف آ، میں دو قدم آؤں گا، ارے تو ایک گناہ گار بن کر آواز تو لگا میں اگر بندہ مومن کی آواز پر ایک مرتبہ لبیک کہتا ہوں تو گناہ گار کی آواز پر تین مرتبہ لبیک یا عبدی کہوں گا۔ اے میرے بندے! میں نے جو اعزاز کسی کو نہیں دیا وہ بھی تو تمہیں ہی دیا ہے کہ کائنات میں کوئی مخلوق میری نمائندگی کا دعویٰ نہیں کر سکتی مگر صرف انسان بحیثیت رسول اور نبی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا نمائندہ ہوں اور انسان ہی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ برملا کہہ سکتا ہے کہ میں اللہ کا ہوں اور اللہ ہی کے پاس میری آخری رہائش ہے۔ اے میرے بندے! بتا نا کہ یہ اعزاز اور کس کو ملا ہے، یہ جنت بھی تیرے لئے ہی سجائی ہے، دوزخ تو ان کے لئے ہے جنہوں نے تمہیں مجھ سے دور کرنے کے لئے سازشیں کیں، مگر میں وہاں سے بھی اسے ضرور نکلواؤں گا، جس نے سچے دل سے کبھی رتی برابر بھی مجھ سے پیار کیا ہوگا۔ اسی لئے تو میں نے ایک کام تمہاری پیدائش سے بھی پہلے کر لیا تھا۔ اللہ گویا فرما رہا ہے کہ مجھے پتہ تھا کہ میری اپنی پیدا کردہ مخلوق ہی میرے اور میرے بندوں کے درمیان شیطانی فاصلے پیدا کرنے کی کوشش کرے گی۔ اسی لئے میں نے اپنے نور رحمت سے ایک رحمۃ اللعالمین بنایا۔ اپنے نور سے ایک نور پیدا کیا اور اسے ہر اس مادے سے محفوظ رکھا جس سے بددعا بھی نکل سکتی ہو۔ اسے خطاؤں اور گناہوں سے معصوم بنایا، اسے انبیاء کا بھی اور رسولوں کا بھی امام بنایا، گویا اسے ہر زمانے ہر مخلوق، ہر انسان اور کائنات کی ہر شے سے افضل بنایا۔ صرف اس لئے کہ کل جب قیامت میں میرا جلال عروج پر ہو تو اس کا جمال میرے جلال کو ٹھنڈا کرنے

میں نظر آئے۔ جب ہر انسان اپنی اپنی فکر میں لگا ہو۔حتیٰ کہ وہ ماں بھی جو دنیا میں اپنے بچے کے لئے میری رحمت کا مظہر نظر آتی تھی آج وہ بھی اپنی رحمت اپنی اولاد کو بھول کر صرف اپنی فکر میں لگی ہے، لیکن یہ میرا ہی نور تو ہے جو آج بروز قیامت بھی سجدے میں گرا ہوا ہے اور مجھ سے انسانیت کی بقا و رحمت الٰہی کی دعائیں کر رہا ہے۔ کیا یہ نبی رحمت میں نے ہی تمہیں عطا نہیں کیا۔ واہ کیا خوبصورت محفل عشق و مستی ہے۔ کائنات کا خالق و مالک اپنی مخلوق خاص پر اپنے عفو و کرم کو لٹانے کے لئے کیا، کیا حسن کے جلوے دکھاتا ہے اور کس کس رنگ میں اسے تربیت کے فیض سے نوازتا ہے۔ پہلے اسے فرماتا ہے کہ ان پتھروں کی پوجا چھوڑ دو۔ بندہ بڑی مشکل سے پتھروں سے ہٹتا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ پتھر بھی انسان کو سجدہ کرتے نظر آتے ہیں۔ جو خود مسجود ہونے کے دعویدار ہیں، لیکن یہ کیا کہ حکم ہوا تم اس گھر کو سجدہ کرو جسے میرے ایک بندے ہی نے بنایا ہے۔ بندہ حیران ہے لیکن حکم عدولی کی اجازت نہیں ہے انسان جب رب سے پیار کرنے لگتا ہے تو پھر حکم ہوتا ہے میرے بندوں سے پیار کرو۔ بندہ جب اپنا قبلہ رب کو بناتا ہے تو پھر حکم ہوتا ہے کہ تمھارا قبلہ تو مسجد اقصیٰ ہے اور پھر بیت اللہ ہے گویا رب اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ یہ میرا حکم مانے گا یا نہیں، لیکن دوسری طرف محسوس ہوتا ہے کہ نہ نہ یہ آزمائش تو نہیں، یہ تو تربیت تھی ورنہ یہ بھی تو اسی بندے نے کہا ناں، جس نے بندوں سے بھی پیار کیا، کعبے کو بھی سجدہ کیا، بیت اللہ کو قبلہ بھی تسلیم کیا اور اس کے بندوں سے عشق بھی کیا، پھر بھی کہا کہ اے اللہ میرا عشق وی ٹُو، میرا یار وی ٹُو، میرا دین وی ٹُو، ایمان وی ٹُو، میرا قبلہ، کعبہ، دین، دھرم ایمان وی ٹُو ۔۔۔۔۔۔۔ گویا ہر تربیت کی انتہاء پر اس رب کریم نے اپنے ہی جلوے سجا رکھے ہیں، اے میرے بندے! دیکھ ناں، جب تو اپنا سب کچھ چھوڑ کر میری طرف آتا ہے تو پھر میں تمہیں سیریں کراتا ہوں۔ کبھی عظیم مرشدوں کی طرف بھیجتا ہوں۔ جو تمہیں میری ہی باتیں سنا سنا کر تمہارا شوق چنگاری سے انگارے میں بدلتا ہے اور تم میرے قریب ہونے لگتے ہو، تو پھر تو میں کبھی کعبے میں بھیج دیتا ہوں، کبھی مسجد کا راستہ بتا دیتا ہوں، مجھے پھر تم بھلا نہیں پاتے ہو۔ میرا دشمن بھی تمہارے ساتھ ہوتا ہے، وہ تمہیں بھڑکاتا ہے کہ رب کو کیا ضرورت ہے نمازوں کی، روزوں کی، عقیدوں کی، اعمال صالحہ کی، وہ تو بے نیاز ہے، مگر تم بھی میری راہ سے نہیں ہٹتے اور اس امر پر قائم رہتے ہو کہ اپنے رب نے جو فرمایا ہے، وہ نہیں چھوڑوں گا۔ تب میں تمہیں اپنے اس محبوب کے در پر بھیجتا ہوں۔ اس کے جلوے تمہیں دکھاتا ہوں اور ساتھ ہی تمہیں اس کی اطاعت کا حکم بھی

دیتا ہوں۔ جیسے تم میری اطاعت کرتے ہو اور یہیں سے بندے کا کڑا امتحان شروع ہوتا ہے۔ اگر مرشد کامل ہو تو بندہ رب کے اس عظیم محبوب کی عظمت و محبت اور عشق و محبت کی سنہری اور خوبصورت دنیا میں قدم رکھ کر بھی رب کے ہی جلووں سے اپنے قلوب کو سجا لیتا ہے اور اگر مرشد کا فیض صحیح نہ ملے تو توحید ایک نئے عقیدے کے ساتھ اس کی روح میں ایسے چلی جاتی ہے کہ شیطان کے داخلی راستوں پر پابندی نہیں لگتی اور وہ شیطان جو اللہ کے مقابلے میں تو اپنا بس نہ چلا سکا، مگر اب یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوئی اللہ کی بات ماننے والا بھی باقی رہے۔ وہ انسان کو اللہ کے اس محبوب کے در پر جانے سے، اس سے عشق کرنے اور اس کی اطاعت کرنے سے روکتا ہے۔ اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، کیونکہ اسے پتہ ہے کہ یہ وہ در ہے جہاں اگر بندہ قبول ہوگیا۔ تو میرے ہاتھ سے ہمیشہ کے لئے نکل جائے گا۔ یہ اس مقام پر پہنچ جائے گا جہاں اللہ خود اس کے ہاتھ بن جائے گا۔ اللہ خود اس کے قدم بن جائے گا، لہٰذا وہ اپنی کوشش کرتا ہے اور رب کریم یہاں پھر اپنا حسن اس حسنِ مجسم کے پیکر میں ڈال دیتا ہے۔ جو کائنات میں ربِ کریم نے سب سے ایسا حسین بنایا ہے کہ خود رب نے اسے اپنا حبیب بتایا ہے۔ ہوسکتا ہے یہ جلوے شیطان ہی حاصل کر کے اپنے بندوں کو ورغلا لیتا، مگر یہاں رب کریم نے دائرہ لگا دیا کہ یہ وہ محبوب رب العالمین ہے جس کا پیکر شیطان تمام تر طاقتوں کے باوجود نہیں اپنا سکتا، کیونکہ یہ عام پیکر نہیں ہے۔ یہ تو وہ پیکر ہے جسے ایک نظر دیکھنے والا ہی بغیر کسی عمل کے دنیا کے تمام غوث، اقطاب و ابدال اور اولیائے کرام سے بھی افضل ہو جاتا ہے۔ کیا یہ کوئی عام انسان ہے نہ نہ یہ وہی تو ہے جسے رب کریم نے اس کائنات سے بھی پہلے اپنا نور دے کر پیدا کر دیا تھا، مگر ماسوائے چند مقرب فرشتوں کے کوئی اسے دیکھ کر پہچان بھی نہ سکتا تھا، کہ یہ ربِ کریم کے نور کا جلوہ ہے یا کوئی اور ہے۔ یہ تو صرف پہچان ہی اللہ کریم نے اسے عطا کی۔ جو اس کی اپنی تلاش میں پہلے ہی سرگرداں تھا۔ ہر کوئی تو اسے پہچان بھی نہیں سکتا تھا۔ حالتِ ایمان و پہچان میں پڑنے والی ایک نظر ہی تو تھی۔ جو عام انسان کو بھی صحابی رسول ﷺ کا درجہ عطا کر دیتی تھی۔ کسی نے تبھی تو کہا ہوگا:

جس مسلمان نے دیکھا انہیں ایک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

بات ہمیشہ کی طرح دور نکل جائے گی اور مقصد جس کے لئے لکھنا شروع کیا تھا وہ رہ جائے گا بلکہ

رہ گیا ہے، کیونکہ یہ قلم پکڑنا ہمارا کام ہے، اسے چلانا اس خالق کا کام ہے جس نے ہمیں پیدا کیا وہ جو چاہتا ہے، وہی ہوتا ہے۔وہ جو چاہتا ہے، ایسے ہی کراتا ہے۔نہ ہماری زبانیں اپنی، نہ ہمارے قلم اپنے، نہ ہمارے دماغ اپنے ، نہ ہمارے جسم اپنے ،نہ ہماری روح اپنی، نہ ہماری دنیا اپنی ۔۔۔۔۔۔بلکہ میں خود کہاں ہوں؟ مجھے تو یہ نہیں معلوم۔اے بندے کبھی تلاش کر کے تو دیکھ تو کہاں ہے؟ کہنے لگا، میں سامنے کھڑا ہوں۔ میں نے کہا یہ تو تیرا جسم ہے، تو کہاں ہے، کہنے لگا۔جسم کو میں ہی تو حرکت دے رہا ہوں۔ میں نے کہا حرکت تو تمہاری روح دے رہی ہے۔ یہ روح نکل گئی تو تیرا جسم تیرا نہیں رہے گا ،ایک لاشہ بن جائے گا،تو کہاں ہے؟ میں کہاں ہوں، یا یوں کہہ دو میں کون ہوں؟ اور تو کون ہے؟ یا میں کے اندر کون ہے اور تو کے اندر کون ہے؟ ارے ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ میں کہاں ہوں؟ اور کون ہوں؟ تو پھر یہ ”میں“ رکھنے والا شخص اس قابل کہاں ہو سکتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ جی ”میں“۔۔۔ اس دفعہ اپنے مرشد کے در پر ہونے والی محفل ختم القرآن کی روداد لکھوں گا اور اس کے اثرات پر تأثرات لکھوں گا۔ارے نااہل انسان اسی لئے تو ہر شخص کو جلوے نہیں دکھائے جاتے کہ ان کے پتے چھوٹے ہوتے ہیں اور وہ ہر بات باہر نکال دیتے ہیں۔ جب خود رب کریم نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو لیلۃ القدر کو کھل کر بیان کرنے کا حکم نہیں فرمایا، تو کس میں اتنی ہمت ہے کہ وہ یہ کہہ سکے کہ رمضان المبارک کی 25۔ویں شب موسم یک دم کیوں تبدیل ہو گیا تھا۔ادارہ تعلیمات اسلامیہ، خیابان سرسید راولپنڈی میں عظمت قرآن کے ساتھ ختم القرآن کی عظیم محفل کو یوم علی ؓ سے نسبت کیسے مل گئی؟ حالانکہ اس دن 21۔رمضان نہ تھی، پھر محفل میں شریک ہر شخص کی آنکھوں میں نمی تیرتی کیوں دکھتی تھی؟ کیوں اس رات بیماروں کو بیماری بھول گئی اور ہر شے میں برکتوں کے انبار لگ گئے۔ کیوں بی بی پاک سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا ذکر امت محمدیہ ﷺ کے دلوں میں یہ کیفیت پیدا کر رہا تھا کہ نظریں جھکا دو، ذکر دختر رسول کریم ہونے چلا ہے۔کہیں گستاخی یا بے ادبی نہ بن جائے اور یہ کیا؟ اور یہ کیا شاہ جی کا اندازِ گفتگو بھی تو آج بڑا محتاط ہے۔وہ جو خطاب میں شعلہ نوائیاں بکھرتی اور بجلیاں چمکتی نظر آتی ہیں، آج انداز بھی دھیما ہے اور انجکشن بھی ایسے لگایا جا رہا ہے کہ کہیں طاقتور ترین دوائے عشق الٰہی سے قلوب پھٹ نہ جائیں، گویا عشق الٰہی کا ٹیکہ کبھی مولا علی ؓ اور بی بی پاک رضی اللہ عنہا کے ذکر سے اور کبھی کلام الٰہی سے خاص آیات ربانی کے چناؤ سے بھگو بھگو کر لگایا جا رہا ہو اور مریض پھر بھی اپنے اندر جلالِ الٰہی کا وہ وجدان

محسوس کر رہا ہو کہ ابھی یہ دل پھٹا کہ پھٹا۔ اگر سامنے اس روز ہنستا مسکراتا چہرہ مرشد کریم کا نہ ہوتا تو شاید کیا ہوتا، لیکن محسوس یہی ہو رہا تھا کہ مرشد بھی جانتے ہیں کہ آج کیا ظہور ہے کہ وہ بھی مسکرا مسکرا کر دھیمے انداز میں ایسے گفتگو کرتے ہوئے نظریں چار کرتے جا رہے تھے۔ جیسے مریدین کے قلوب کی کیفیت سے سرشار ہو رہے ہوں اور دل میں اپنے رب کا شکر ادا کر رہے ہوں کہ اے میرے مالک! تیرا شکر ہے کہ میں کامیاب ہو گیا اور ان لوگوں کو خالق حقیقی کی اصل منزل سے روشناس کرانے میں کردار ادا کر سکا۔ یہ محسوس ہونے لگا کہ گویا اللہ نے جو فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں کا اشرف المخلوقات انسان کا ایک اعلان فرمایا تھا کہ جو میرے بندے ہوں گے وہ میرے ہی ہوں گے اور ان پر میرے انعام بھی ہوں گے۔ آج یہ بیٹھے ہوئے حاضرین محفل اپنے اس رب کریم کو پہچان گئے ہیں کہ ہمارے سروں پر ہماری طرف سے فرشتوں کے ساتھ بحث کرنے والا وہ کوئی اور نہیں بلکہ ہمارا اپنا خالق تھا جو آج بھی انتظار کر رہا ہے کہ کب میرے بھولے بسرے بندے اس مختصری دنیا کے جلووں سے نکل کر میرے جلووں میں اپنا مقصود حقیقی تلاش کریں گے اور میں انہیں نوازنے لگوں گا۔۔۔۔ واقفان حال کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کی 25۔ویں شب کے بارے میں معتکفین حضرات میں سے بھی بعض خیال کرتے ہیں کہ یہ لیلۃ القدر ہو سکتی ہے، تاہم اگر لیلۃ القدر آکر بھی پس منظر ہی ہے، تو ختم القرآن اور یوم علی ﷺ کی نسبتوں سے سجائی جانے والی یہ بزم بھی لگتا ہے کہ کچھ ایسی جگہ چلی گئی ہے جس کی روئیداد کو صفحہ قرطاس پر سجانا کم از کم راقم الحروف جیسے نا اہل آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ اسے شاہ جی کی قربتوں سے فیض یافتہ حافظ علامہ شیخ محمد قاسم یا علامہ مولانا لیاقت علی جیسے صاحب تحریر لوگ ہی باہر لا سکتے ہیں۔ اگر شاہ جی کا اس دن کا خطاب ریکارڈ ہو اور وہ من وعن شائع ہو جائے۔ بمع ان کی بے مثال سٹیج سیکرٹری شپ کے، تو عوام وخواص کے لئے ریکارڈ میں رکھنے والا سرمایہ ہو گا۔ ہمیں تو یہی سمجھ آتی ہے کہ ایسی محافل انہی محافل کا تسلسل ہیں، جو انبیاء ومرسلین نے معرفت الٰہی کی پہچان کے لئے سجائی تھیں اور آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تربیت والی ان محافل کو عروج بخشا تھا اور یہ وہی محافل ہیں، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کی تربیت فراہم کراتا ہے۔ ہم تو ان محافل میں شرکت کی دعا یا ان کا انتظار کر سکتے ہیں جیسا کہ اب 26۔دسمبر کا انتظار ہے جو شب عاشورہ ہے یا اس سے پہلے کی رات، لیکن اگر یہ رات بھی ادارہ تعلیمات اسلامیہ میں آ گئی تو عجیب یادگار ہو گی۔

❁❁❁

75۔ویں ماہانہ درس قرآن کی تقریب کے موقع پرعظیم الشان فروغِ فکر قرآن کانفرنس

عبدالقادر مصطفائی

ماہنامہ دلیل راہ دسمبر 2009

نیکی، امن اور محبت کے فروغ کے لئے سرگرم عمل جماعت اہل سنت پاکستان (حلقہ ٹانڈہ) کے زیر اہتمام ہر ماہ کے آخری ہفتہ کو بعد نماز مغرب منعقدہ ماہانہ درس قرآن کی 75۔ ویں عظیم الشان تقریب کے موقع پر تاریخ ساز فروغ فکر قرآن کانفرنس کا انعقاد ہوا، یہ عظیم الشان و بابرکت پروگرام اس اعتبار سے بھی انتہائی اہمیت کا حامل اور تاریخ ساز و یادگار ہے کہ اس پروگرام میں درس قرآن حکیم ارشاد فرمانے کے لئے عالم اسلام کی عظیم علمی و روحانی شخصیت مفسر قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان ٹانڈہ تشریف لائے۔ شاہ جی کی علالت اور دینی، تنظیمی و تحریکی مصروفیات، ملک میں پھیلی ہوئی بدامنی، دہشت گردی اور خودکش دھماکوں کی بھرمار کے باوجود شاہ جی کی درس قرآن کے لئے ٹانڈہ تشریف آوری کیسے ممکن ہوئی یہ ایک الگ کہانی ہے، بس یہ کہہ لیں کہ شاہ جی کی بے پناہ محبتوں اور شفقتوں ہی کی ایک داستان ہے۔ دلیل راہ میں ''یادیں بھی اور باتیں بھی'' لکھنے والے بھائی حافظ شیخ محمد قاسم اس بات کو شاید کبھی قرطاس وقلم کے حوالے کریں تو لطف آ جائے گا۔

بہر صورت شاہ جی کا ٹانڈہ تشریف آوری پر قادری چوک ٹانڈہ میں شاندار استقبال کیا گیا۔ شرکاء استقبال نے شاہ جی اور صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی پر پھول برسائے، ہار پہنائے اور اللہ و رسول کے فلک شگاف نعرے اور اھلاً وسہلاً مرحبا کہا۔ یا رسول اللہ کے نعروں کی گونج میں قادری چوک تا عیدگاہ کے سفر کے دوران شاہ جی اور ٹانڈہ میں منعقدہ ماہانہ درس قرآن کی تقریب کے روح رواں اور اہلیان علاقہ کو 4۔ جولائی 2003ء سے باقاعدگی سے قرآن حکیم کی تعلیم دینے والے ممتاز عالم دین علامہ صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی زیب سجادہ باؤلی شریف و دیگر معزز مہمانوں کو ڈاکٹر جاوید اختر چوہدری کی رہائش گاہ الحفیظ سنٹر پر چائے پیش کی گئی۔ ڈاکٹر جاوید اور اللہ رکھا منہاس کی رہائش گاہ پر شاہ جی نے دعا فرمائی، بعد ازاں عیدگاہ مسجد پہنچنے پر درس قرآن کے شرکاء، ممتاز علماء و مشائخ، اساتذہ، وکلاء، ڈاکٹرز، تاجر، طلباء و دیگر شرکاء نے بھرپور استقبال کیا۔

شاہ جی کی درس قرآن کی تقریب میں تشریف آوری سے مسجد و محفل کا ماحول اور حاضرین کے چہروں اور دلوں کی کیفیت بیان کرنا ازبس دشوار ہے۔ درس قرآن کی تقریب کے نقیب محمد اظہر اقبال نے طے شدہ پروگرام کے مطابق نماز مغرب کے فوراً بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز کروا دیا تھا۔ تلاوت قرآن حکیم کی سعادت حافظ محمد اویس اور قاری غلام سرور نے حاصل کی بارگاہ رسالت میں عقیدت کے پھول مقبول احمد قادری، قاری غلام سرور، زبیر احمد اور محمد گلفام علی نے نچھاور کیئے۔

سٹیج سیکرٹری نے خطاب ارشاد فرمانے اور شاہ جی کو دعوت خطاب دینے کے لئے صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی کو دعوت دی۔ صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی نے بڑے ہی خوبصورت اور عقیدت و محبت بھرے الفاظ و انداز میں باشعور سنیوں کے باشعور قائد مفسر قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ کو خطاب کے لئے دعوت دی۔

شاہ جی کا خطاب محفل میں موجود ہر ایک کے دل پر دستک دے رہا تھا، چونکہ شاہ جی کی مخاطب کسی نہ کسی اعتبار سے دینی وسماجی خدمت دینے والے اور ہر شعبہ زندگی سے وابستہ افراد تھے۔

شاہ جی نے خطبہ کے دوران تلاوت کردہ آیت یہ تھی:

ھو الحی لاالہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین . الحمدللہ رب العالمین

''وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا کوئی معبود نہیں سوائے اس کے پس اپنے دین کو اسی کے لئے خالص کرتے اس کی عبادت بجا لاؤ۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔

سورہ المومن: آیت نمبر 65، پارہ نمبر: 24۔ کے ضمن میں روشنیاں، نور اور دلوں کا زنگ اتارنے، اللہ کی عبادت اور رسول کریم ﷺ کی محبت و عظمت عطا کرنے والی منزل نواز و راہ ساز گفتگو فرمائی۔

درس اور پیغام کے طور پر اس بات پر زور دیا کہ اخلاص کے بغیر نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر عبادات و نیک اعمال کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ اپنی عبادتوں اور محبتوں کو اللہ کے لئے خالص کرنے والے ہی درحقیقت کامیاب و کامران ہیں اور اخلاص کے حصول کے لئے اپنے آپ کو کسی بندہ خدا کے حوالے کرو اس کے بغیر اخلاص کا حصول ممکن نہیں۔

شاہ جی نے سامعین پر زور دیا کہ مفاہیم قرآن کو سمجھنے کے ساتھ، اللہ کی بندگی اخلاص کے ساتھ بجالاؤ اور رسول کریم ﷺ کی محبت واطاعت کے حصول کے لئے درود وسلام کو وظیفہ حیات بناؤ۔ شاہ جی نے فرمایا کہ فتنوں فرقوں نے منہ کھولے ہوئے ہیں۔ اے اہل سنت! ہر دوکان پر نہ بکا کرو۔ قسم اللہ کی مسلک اہل سنت ہی کا سچا ہے اسی پر استقامت اختیار کرو۔ اپنے علم وعمل کو بہتر بناؤ اور محنت واخلاص کے ساتھ دین حق کے غلبہ وفروغ اور کفر کے خاتمہ کے لئے بھرپور محنت اٹھاؤ۔

درس قرآن کی تقریب کے اختتام پر سلام بحضور سرور کونین ﷺ سید علمدار حسین شاہ رانیوال سیداں نے خوبصورت آواز وانداز میں پیش کیا۔ شاہ جی نے رقت آمیز دعا فرمائی۔

شاہ جی کی منزل نواز گفتگو اور اختتام پر جذب ومستی اور محبت بھرے انداز میں لگائے گئے نعرے اب بھی یاد اور یاد آتے ہی رہیں گے:

نعرہ تکبیر	:	اللہ اکبر
نعرہ رسالت	:	یارسول اللہ
اسلام	:	زندہ باد
جماعت اہل سنت	:	زندہ باد

شاہ جی نے صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی کو ٹانڈہ اور دیگر مقامات پر دروس قرآن ارشاد فرمانے پر مبارک باد اور دعا دیتے ہوئے کہا کہ اللہ کریم صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی کے علم وعمل اور عمر میں مزید برکت ورحمت نازل فرمائے۔ درس قرآن کی تقریب میں علاقہ بھر کے ممتاز علماء ومشائخ، سادات کرام اور ہزاروں غلامانِ رسول نے قافلہ در قافلہ شرکت کی۔

سالانہ عرس مبارک حضرت باباجی

خواجہ محمد خان عالم رحمۃ اللہ علیہ

عبدالقادر مصطفائی

ماہنامہ دلیل راہ دسمبر 2009

روشن ضمیروں کے قافلہ کے عظیم داعی، مبلغ وقائد، مفسرِ قرآن پیر سید ریاض حسین شاہ کی ایک تحریر کے اقتباس سے پنجاب کی معروف وقدیم روحانی درگاہ آستانہ حضرت بابا جی خواجہ محمد خان عالم باؤلی شریف (گجرات) کے سالانہ عرس مبارک کی تقریب کی روئیداد لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ شاہ جی رقمطراز ہیں کہ:

"اسلام کا نور سینہ بہ سینہ، دل بہ دل، روح بہ روح اور نفس بہ نفس راحت اور سکون کا فیض بانٹ رہا ہے، اس میں شک نہیں کہ دین حق کی روشنیوں کو ارزاں اور اس کے اجالوں کو عام کرنے میں ہر طبقہ نے اخلاص سے محنت اٹھائی ہے، سپہ سالاروں کی براں شمشیریں، مفکرین کے تازہ افکار، ادیبوں کے درخشاں زرپارے، شعراء کی نغمہ گوئیاں، علماء کی نکتہ سنجیاں اور زاویہ نشینوں کی سکوت سامانیاں سب اس کا سرمایہ ہیں لیکن وہ عظیم کارواں جس کی کوششوں میں تسلسل، محنتوں میں حکمت، اسلوب میں تازگی، فیض میں فراوانی، دعوت میں تاثیر، افکار میں نتیجہ خیزی، عمل میں ثبات، تاریخ میں نسبت سامانی اور قلب ونفس میں جمعیت نظر آتی ہے، وہ صوفیاء کرام ہیں۔ دورِ اول ہی سے دین اسلام کو ایسے صوفی خادمین ملے جن کی خدمات اسلام کی لازوال تاریخ بن گئیں، اگرچہ ہر دور میں ان کا ذوق وشوق ہمہ جہت رہا لیکن پھر بھی ہر مشرب کے فیض یافتہ بزرگانِ دین چند مشترکہ اقدار کے حاملین اور امین رہے۔ یقین جانیے حق و صداقت کے ان عظیم علمبرداروں نے اپنے فکر وعمل کا سرچشمہ ایک ہی رکھا یعنی اللہ کی کتاب اور رحمت عالم ﷺ کی سنت مطہرہ"۔

صوفیاء کرام کے اس سلسلہ محبت کے عظیم راہی ومقتدیٰ حضرت بابا جی خواجہ محمد خان عالم کے سالانہ عرس مبارک کی تقریب کا انعقاد حضرت بابا جی کے مشن کے فروغ اور احیاء کی قابلیت وصلاحیت اور خوبیوں سے مالا مال شخصیت داعی فکر قرآن عالمی مبلغ اسلام صاحبزادہ پیر غلام بشیر نقشبندی زیب سجادہ باؤلی شریف کی زیرِ سرپرستی بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ ہوا۔

عرس مبارک کی تقریب میں تلاوت قرآن حکیم کی سعادت قاری کرامت علی نعیمی فیصل آباد نے

حاصل کی اور بارگاہِ رسالت میں عقیدت کے پھول الحاج محمد نواز مدینہ شریف، حافظ قاسم حسان فیصل آباد، قاری محمد نواز چشتی سیالکوٹ، حافظ تصور اقبال عطاری، محمد گلفام علی گجرات ودیگر نے نچھاور کیے۔

عرس مبارک میں خصوصی خطاب کے لئے مفسرِ قرآن، شیخ الحدیث پیر سید ریاض حسین شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان کا باؤلی شریف تشریف آوری پر شاندار استقبال کیا گیا۔ شاہ جی کے خطاب سے قبل صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی نے اپنے خطاب میں کہا کہ مریض دوا جتنی بھی اچھی اور مہنگی استعمال کرے مگر پرہیز نہ کرے تو صحت یاب نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اسلام کے دامن سے وابستہ مسلمانو! اسلام اور اسلامی تعلیمات واحکام کا فیض اور ثمر اسی وقت حاصل ہوگا جب ہم خلاف اسلام باتوں سے بچیں گے۔ جس شخص کا لقمہ حرام کا ہو وہ کبھی بھی اسلام کے فیوض وبرکات کی مٹھاس ولذت حاصل نہیں کرسکتا۔ اس لئے عرس مبارک کی محفل میں آج عہد کریں کہ حرام کھانے، بے نماز رہنے، فحش فلمیں ڈرامے دیکھنے اور شراب وزنا ودیگر خلافِ اسلام افعال اور اقوال سے پرہیز کریں گے۔ اپنی گفتگو کے آخر میں صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی نے مفسرِ قرآن پیر سید ریاض حسین شاہ کو دعوت خطاب دیتے ہوئے کہا کہ شاہ جی بلاشبہ اللہ کریم کی خاص نعمت ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں شاہ جی کی قدر کرنے اور فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

شاہ جی کے خطاب کا اعلان سنتے ہی پنڈال نعرہ تکبیر ورسالت سے گونج اٹھا، شاہ جی نے خطبہ کے دوران تلاوت کردہ احادیثِ مبارکہ کا ترجمہ، تشریح اور درس وپیغام بیان کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ محبت کرنا، محبت بانٹنا اور کسی کے دل میں اپنے لیے محبت والفت کے جذبوں کو تحریک دینا بڑا ہی محبوب وظیفہ ہے۔ صوفیاء کرام نے اپنے اخلاق وکردار سے لاکھوں انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کیا۔

آج پیران عظام، علماء وخطباء کرام کو اپنے اسلاف کے نقش کہن پر عمل پیرا ہوتے ہوئے احیاء وغلبہ دین کی زوردار تحریک اٹھانا ہوگی، ہمارے اسلاف نفرت وتعصب نہیں بلکہ محبت والفت کی خیرات تقسیم کرتے تھے۔ صوفیاء کرام کی محبت والفت اور اخلاق اس قدر بلند تھا کہ نوے نوے لاکھ غیر مسلم اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

شاہ جی نے مزید فرمایا کہ رحمتِ دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ توڑنے نہیں جوڑنے کا

پیغام دیتی ہے، آج جب کہ ہر طرف نفرت وتعصب کی آگ لگی ہوئی ہے:

اے اہل سنت آؤ!

قرآن اور سنتِ رسول کریم ﷺ کو مشعل راہ بناتے ہوئے اپنی زندگیوں کو حسین بنائیں اور نفرتیں نہیں محبتیں بانٹنے کا اہتمام کر کے رسول کریم ﷺ کی چوکھٹ کا سچا غلام وخادم ہونیکا ثبوت دیں۔

شاہ جی کے دلوں کے زنگ اتارنے اور محبتوں، الفتوں اور اخلاق حسنہ کو اپنی زندگیوں میں اتارنے کے جذبوں کو فروغ دینے والے فکر افروز خطاب کے بعد بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیہ درود وسلام اور دُعا و باجماعت نماز ظہر ادا کرنے کے بعد عرس کے تمام شرکاء کو بڑے ہی باوقار انداز میں لنگر پیش کیا گیا۔ عرس مبارک کی تقریب کے عظیم اجتماع سے جگر گوشہ شیخ الحدیث علامہ حافظ حامد رضا سیالکوٹی وزیر اوقاف آزاد کشمیر، مولانا حافظ مشتاق احمد سلطانی خطیب گوجرانوالہ ودیگر نے بھی خطاب کیا۔

عرس مبارک کی تقریب میں ملک کے طول وعرض سے ممتاز علماء ومشائخ، نعت خواں وعقیدت مندان باؤلی شریف نے قافلہ درقافلہ شرکت کی۔

ادارہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی کا

سالانہ درس حدیث

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ جنوری، فروری 2010

وطن عزیز میں امن وامان کے دگرگوں حالات نے دینی اجتماعی زندگی پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ بڑے بڑے ''دین کے جانثاروں'' کو جان کے لالے پڑ گئے ہیں اور سٹیج کے بڑے بڑے کھلاڑی ڈرائنگ رومز میں قید ہو چکے ہیں۔ سیکورٹی کے ان ابتر حالات میں اجتماع کا انعقاد کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے، لیکن جن کے اسلاف میدان کربلا میں پورا گھرانہ قربان کرنے کا درس دے چکے ہوں وہ ان بم دھماکوں سے کب ڈرتے ہیں؟ ان کے لئے تو زندگی حجاب اور موت وصل کا پیغام ہوا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ شاہ جی نے درس حدیث کا اعلان فرما کر ہمارے نیم مردہ جذبوں میں زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ شاہ جی کو اللہ تعالیٰ نے وہ ساتھی عطا کئے ہیں کہ انہیں جلسہ گاہ میں بم دھماکے کا شک تو کیا یقین بھی ہوتا تو وہ پھر بھی حاضر ہوتے اور زبان حال سے یہ کہتے کہ:

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

چنانچہ اعلان کے مطابق 21۔دسمبر 2009ء پیر کی شب ادارہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی میں درس حدیث سننے کے لئے حاضر ہونے والوں کا جم غفیر تھا۔ درس حدیث کی اس سالانہ تقریب کے انتظامی امور اپنی مثال آپ نظر آرہے تھے۔ ادارہ کے باہر دو مرتبہ سیکورٹی چیکنگ کا سخت انتظام تھا۔ ادارہ کے باہر بائیں جانب مستورات کے لئے باپردہ اہتمام کیا گیا تھا جبکہ مین گیٹ کے اندر ادارہ کے صحن میں بائیں جانب کتابوں کے سٹال لگائے گئے تھے جن پر لاہور کے سنگی ڈیوٹی دے رہے تھے۔ ان سٹالز پر شاہ جی کا ترجمہ قرآن اور کتابوں کے علاوہ ماہنامہ ''دلیل راہ'' اور ''محراب'' کی سی ڈیز بھی دستیاب تھیں۔ لاہور کے سنگیوں کے ذمہ اس تقریب میں سٹالز، مہمانوں کو کھانا کھلانے اور انٹرنیٹ پر پروگرام کی لائیو کوریج کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔ صحن کے دائیں جانب ایک بڑی سکرین آویزاں کی گئی تھی جہاں سے درس کی ساری کارروائی آسانی سے دیکھی جا سکتی تھی۔ مسجد کے ہال کے اندر دائیں طرف ساؤنڈ سسٹم، ریکارڈنگ اور انٹرنیٹ کی ٹیمیں اپنے فرائض منصبی نبھانے کے لئے اپنی اپنی ڈیوائسز کے ساتھ تیار بیٹھی تھیں۔ انٹرنیٹ پر درس حدیث کی براہ راست کارروائی نشر کرنے کے لئے طالب حسین مرزا اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصروف کار تھے۔

مسجد کے ہال میں دائیں جانب شمالی دیوار کے ساتھ سٹیج بنایا گیا تھا۔سٹیج کی بیک گراونڈ میں دائیں بائیں اسم گرامی ''اللہ'' نہایت حسین منظر پیش کر رہا تھا۔فضا میں حدیث رسول کی نورانیت اور محبت رسول کی چاشنی بخوبی محسوس کی جا سکتی تھی۔شاہ جی کے سنگی آنے والے مہمانوں کو مسکراتے چہرے سے خوش آمدید کہہ کر راہنمائی کر رہے تھے۔اس شاندار اور پر وقار محفل کی خصوصیات میں سادگی نمایاں طور پر نظر آ رہی تھی۔

رات کے 8۔بجے کا وقت ہوا تو شاہ جی نہایت سادگی اور خاموشی کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما ہو گئے۔مسجد کے وسیع وعریض ہال کا دامن تنگ محسوس ہونے لگا،لوگ مجبوراً باہر صحن اور گراونڈ میں بیٹھ کر آویزاں کی گئی سکرین کی وساطت سے شاہ جی کی زیارت کرنے لگ گئے۔سٹیج صرف ایک میز نما ڈائس اور کرسی پر مشتمل تھا۔شاہ جی بھی حاضرین کے ساتھ زمین پر ہی تشریف فرما ہو گئے۔اب بغیر کسی اعلان اور تکلفات کے محفل کی کارروائی کا آغاز ہو گیا۔سب سے پہلے لاہور کے سنگی معروف نعت خواں ظفر علی چشتی سٹیج پر تشریف لائے اور نہایت سادگی کے ساتھ سورۂ ماعون کی تلاوت اور نعت شریف پڑھی۔

شام غم کو نکھار لیتا ہوں
وقت اپنا گزار لیتا ہوں
مشکلیں جب بھی گھیر لیتی ہیں
میں نبی کو پکار لیتا ہوں

ان کے بعد محترم قاری مشتاق،حافظ اصغر منظور،سید ابرار حسین شاہ،شہزاد اور اختر بزمی نے تلاوت اور نعتیں پیش کر کے محفل میں عشق رسول کی فضا کو گرما دیا۔شاہ جی کے سنگی تو پہلے ہی رقیق القلب ہیں۔حضورﷺ کا ذکر آئے تو آنکھیں کیسے نہ بھیگ جائیں۔اعلیٰ حضرت کی نعت ''عرش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی'' کے دوران عشاق رسول کی حالت دیدنی تھی۔تلاوت اور نعت کے بعد 8:45 پر شاہ جی کے پیر بھائی اور نہایت پڑھی لکھی شخصیت ڈاکٹر رضا فاروقی سٹیج پر تشریف فرما ہوئے،انہوں نے اپنی گفتگو میں شاہ جی کی مبارک زندگی کے اوائل کا تذکرہ کیا اور حاضرین کو بتایا کہ شاہ جی نے شروع ہی سے دین کے لئے کس قدر محنت اور جدو جہد کی ہے۔اپنی 31۔سالہ رفاقت کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ شاہ جی نے راولپنڈی میں ٹینچ بھاٹہ کی مسجد المینار سے دینی کام شروع کیا۔دن اور رات آپ نے قرآن کا نور لوگوں میں تقسیم کیا۔لوگوں کو پکڑ پکڑ کر قرآن پڑھایا۔مسجد والے جو مالی خدمت شاہ جی کی کرتے آپ اس سے کئی گنا زیادہ رقم سے قرآن پڑھنے والوں کو چائے پانی پلا دیتے۔انہوں نے

بتایا کہ راولپنڈی کینٹ کے علاقے میں رات کے وقت یخ بستہ سردی میں جو فوجی ڈیوٹی دے رہے ہوتے شاہ جی ایک ایک کے پاس جا کر انہیں چائے پلاتے اور ساتھ ساتھ قرآن بھی پڑھاتے۔ ایک مرتبہ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے شاہ جی سے کہا کہ ہمارے فوجی دن میں 5,6 میل دوڑتے ہیں اور تھکنے کی وجہ سے رات کو قرآن نہیں پڑھ سکتے تو شاہ جی دوسرے دن فوجیوں کے ساتھ 5,6 میل دوڑے اور دوڑ کے بعد اس فوجی افسر سے کہا کہ اب تو حق ہے کہ یہ فوجی میرے ساتھ نماز اور قرآن پڑھیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس انداز اور محنت کے ساتھ شاہ جی نے قرآن کا نور لوگوں کے دلوں میں منتقل کیا، حتیٰ کہ کینٹ ایریا میں کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں شاہ جی کا کوئی شاگرد موجود نہ ہو۔ ماہنامہ "دلیل راہ" پر بات کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ یہ جریدہ ہماری تحریک کا ترجمان ہے۔ اس کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اسے خود پڑھیں اور دوسروں کو تحفے میں دیں۔ انہوں نے سامعین کو ایک لائن آف ایکشن دیتے ہوئے کہا کہ ہر گھر میں ایک چھوٹی سے لائبریری بنائی جائے جہاں شاہ جی کی کتب، رسائل اور خصوصاً ترجمہ قرآن رکھا جائے اور دوستوں، محلے داروں، عزیز و اقربا تک شاہ جی کی تعلیمات پہنچائی جائیں۔ ڈاکٹر رضا فاروقی کی گفتگو کے بعد تلاوت و نعت، منقبت حضرت امام حسینؓ اور ترانہ اہل سنت پڑھا گیا۔

یزید عصر کے آگے کھڑے ہیں سب خاموش
حسینؓ ہی جو چلائیں تو کوئی بات بنے
آل نبی کو ذات نبی سے جدا نہ جان
ہر موج کا وجود سمندر کے ساتھ ہے
بھیجوں نہ کیوں یزید پہ لعنت میں اے نصیرؔ
یہ دشمنی ہے اور تیرے گھر کے ساتھ ہے

9:45 پر شاہ جی بغیر کسی اعلان کے نہایت سادگی کے ساتھ سٹیج پر رکھی کرسی پر جلوہ افروز ہو گئے۔ آپ نے کالا عمامہ شریف اور کریم کلر کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ نہایت عجز و انکساری کا مجسمہ بنے آپ نے خطبے کا آغاز فرما دیا۔ شاہ جی کو دیکھ کر فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کی یاد آ گئی کہ حضور ﷺ نے بھی کالا عمامہ شریف زیب تن کر رکھا تھا اور حضور بھی اپنی اونٹنی پر سر جھکائے تشریف فرما تھے۔ سچ ہے کہ اہل اللہ کو دیکھ کر اللہ اور اس کے رسول کی یاد آ جاتی ہے۔

شاہ جی نے عربی خطبہ کے بعد رسول کریم ﷺ کی دو حدیثوں کی تلاوت فرمائی اور آنے والے حاضرین و سامعین کو خوش آمدید کہتے ہوئے احادیث کے متعلق فرمایا کہ ایک حدیث میں "احساس" ہے

جو کہ امت مسلمہ کی ضرورت ہے اور دوسری حدیث میں رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کو منزل پر پہنچنے کا سرمایہ عطا فرمایا ہے۔ اگر آج اس محفل میں ہم یہ احساس اور یہ سرمایہ دونوں دامن میں محفوظ کر لیتے ہیں تو ہماری خوش بختی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام ہوگا۔

احساس: کے متعلق بیان کرتے ہوئے شاہ جی نے ارشاد فرمایا کہ رحمت عالم ﷺ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے یہ حدیث نقل کی، آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جو ندامت کی روش اختیار کرے، محسوس کرے کہ زندگی میں کمی رہ گئی، گناہ ہو گئے، معصیت کا ارتکاب ہو گیا، راتیں اور دن خراب ہو گئے، اس احساس کے بعد دل میں ندامت پیدا ہو گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: کہ ایسا شخص گویا اللہ کی طرف سے رحمت کا انتظار کرتا ہے اور وہ شخص جس کے دل پر گرہ لگ گئی، خود پرستی آ گئی، سب کچھ اپنے آپ کو سمجھنے لگ گیا۔ کوشش ہی نہ کی کہ ایسے افق پر جھانکے جہاں تقدیر بنانے والے پر نظر پڑ جائے تو ایسا شخص اللہ کے غضب کا انتظار کرتا ہے۔ اللہ کے بندو! جان لو اس بات کو کہ ہر عمل کرنے والا اپنے عمل پر ضرور اٹھایا جاتا ہے۔ عمل پیش آتا ہے یعنی جس وقت موت آتی ہے تو جو زندگی میں کیا ہے وہ سب کچھ سامنے ہوتا ہے۔ زندگی کیسے گزاری، عقیدہ کیا تھا، ادھر عزرائیل سامنے آتے ہیں ادھر نامہ اعمال سامنے آ جاتا ہے۔

شاہ جی نے فرمایا کہ میں بہت (inspire) ہوا جب میرے ایک عزیز نے اپنے والد کا قصہ سنایا کہ 92۔ سال کی عمر تھی، جب موت کا وقت قریب آیا تو غسل کیا سب بچوں کو بلایا، بیٹھنے کے لئے کہا اور پھر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا یا اللہ! ہر وقت تیرے سامنے گردن جھکا کر زندگی گزاری ہے، کلمہ پڑھا اور پھر جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

شاہ جی نے حضور کا ارشاد سنایا کہ "اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے"۔ پھر حاضرین کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ احساس پیدا کریں کہ زندگی کو دھونا ہے، کوشش کریں کہ جس نے پیدا کیا اور جس کے لئے پیدا کیا گیا وہ خوش ہو جائیں۔ لوگو! اپنے آپ کو ضائع ہونے سے بچاؤ، منصوبہ بندی کرو، عالم ہو یا پیر، تاجر ہو یا زندگی کے کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھنے والے ہو، سوچو! کہ کس طرح بچ سکتے ہیں، اپنی زندگی کو سنت رسول کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرو، اس لئے کہ غلامی رسول میں بسر کی گئی زندگی کے پھریرے سر عرش لہرایا کرتے ہیں۔

احساس پیدا ہونے کے بعد اگلے مرحلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ جی نے ارشاد فرمایا کہ جب احساس دل میں پیدا ہو گیا کہ دن رات کیسے بچاؤں، فکر پیدا ہو گئی کہ برف کی مانند زندگی پگھل گئی،

زندگی ضائع ہوگئی، تو آیئے اب اس سرمائے کی تلاش کرتے ہیں جس کا ذکر حضور کی دوسری حدیث میں ملتا ہے، پھر شاہ جی نے دوسری حدیث تلاوت کی:

صحابی رسول حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول کریم ﷺ نے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان غدیر خم کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا تو پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر آپ نے ہم لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا "اے لوگو! قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ یعنی ملک الموت میرے پاس آئے تو میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو قبول کروں **و انا تارک فیکم الثقلین** "اور میں تم میں دو نفیس اور گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں"۔ **اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی النور** ۔ان میں سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید ہے جس میں ہدایت اور نور ہے تو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔

راوی حدیث حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قرآن پاک کے بارے میں لوگوں کو ابھارا اور رغبت دلائی پھر اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا:

و اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی، اذکرکم اللہ فی اھل بیتی

اور دوسری گراں قدر چیز میرے اہل بیت ہیں"۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں اور اس سے ڈراتا ہوں اور اس جملہ کو حضور ﷺ نے دوبار فرمایا۔

مطلب یہ ہے کہ میں تاکید کے ساتھ تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ان کے حق میں ہرگز کوتاہی نہ کرو۔ (مسلم شریف، مشکوۃ شریف)

محدثین کے طریقہ کے مطابق حدیث کے راوی کی زندگی پر بات کرتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ انصار کے خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ صغر سنی میں والد کا انتقال ہو گیا چنانچہ چچا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پرورش کی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے یوں محسوس ہوتا جیسے کوثر و تسنیم سے دھو کر الفاظ استعمال کرتے ہوں، لیکن ان کی خصوصیت یہ تھی کہ جب حضور ﷺ کے سامنے حضور ﷺ کی نعت پڑھتے تو عملی طور پر حضور ﷺ کا طواف کرتے اور حضور ﷺ کے گرد گھومتے گھومتے حضور ﷺ کی مدح و نعت بیان کرتے۔ حدیث کے راوی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے متعلق شاہ جی نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی نے کہا تھا کہ معاذ اللہ وہ حضور ﷺ کو مدینہ سے نکال دیں گے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو ساری بات عرض کر دی۔ حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ دونوں کو بلا کر پوچھا تو عبداللہ

بن ابی مکر گیا تو حضرت زید ﷺ کے چچا نے آپ کو تھپڑ لگایا کہ تو نے جھوٹ بولا، حضرت زید ﷺ فرماتے ہیں کہ میں گھر آ گیا اور رضائی کے اندر منہ دے کر رونے لگا حتیٰ کہ رونے سے رضائی بھیگ گئی، اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، دیکھا تو حضرت بلال ﷺ تھے اور فرما رہے تھے کہ حضور ﷺ نے طلب فرمایا ہے، چنانچہ میں بھاگتا ہوا مسجد نبوی میں حاضر ہوا، تو حضور ﷺ مسکرا رہے تھے، مجھے قریب بلایا اور شفقت سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اے زید! اللہ نے تجھے سچا کہا ہے اور فرمایا ہے کہ عبداللہ بن ابی جھوٹا ہے اور زید سچا ہے، چنانچہ ان کو اس طرح صداقت کی سند اللہ کی طرف سے عطا ہوئی۔ آپ حضرت علی ﷺ سے بہت محبت کرنے والے تھے۔ ساری زندگی مولا علی ﷺ کی غلامی میں گزار دی۔ کوفہ کی مسجد میں آتے تو یہی دعا کرتے کہ مولا! علی ﷺ کے وفاداروں سے اٹھانا۔ ایک مرتبہ آپ کے بڑھاپے کی عمر میں کسی شخص نے حضرت علی ﷺ کی شان میں کوئی نازیبا بات کہہ دی تو بڑھاپے کے باوجود آپ کے جسم میں بجلی کوند گئی۔ آپ نے فرمایا کہ زید کے سامنے مولا علی کو برا کہا، علی میرا دوست ہے، میرا استاد ہے اور میرے دل کی محبت ہے۔

حدیث شریف پر بات کرتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ حضرت زید بن ارقم ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ ہمارے درمیان خم کے موقع پر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ خم مدینہ سے مکہ کی طرف جائیں تو جہاں میقات ہے اس مقام کا نام ہے۔ حضرت علی ﷺ حضرت عثمان ﷺ کے زمانے میں مدینہ منورہ سے یہاں چلے آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا: یـــا ایهـــا الـنـــاس۔ حضور ﷺ کی مبارک آواز کی بات آئی تو شاہ جی نے اہل مغرب کی نئی ریسرچ کے متعلق بتایا کہ سائنس دانوں نے سوچا ہے کہ پچھلے زمانے کی آوازوں کو ریکارڈ کیا جائے، سائنسی تحقیق کے مطابق آواز فنا نہیں ہوتی بلکہ لہروں میں موجود ہوتی ہے۔ مثلاً پچھلے سال جو یہاں خطبہ دیا گیا وہ فنا نہیں ہوا بلکہ وہ ساری آوازیں اس فضا میں موجود ہیں، چنانچہ سائنس دانوں نے 4,4 ہزار سال پرانی آوازیں ریکارڈ کیں لیکن یہ سب آوازیں مکسچر بن چکی تھیں اور ان کو ایک دوسری سے الگ نہیں کیا جا سکا اور سائنس دانوں کو معلوم نہیں ہو سکا کہ کون سی آواز کس کی ہے۔ چنانچہ سائنس دانوں نے سوچا کہ مدینہ منورہ جا کر وہاں کی آوازیں ریکارڈ کی جائیں اس لئے کہ حضور ﷺ کی آواز کے ساتھ کسی کی آواز نہیں مل سکتی۔

حضور ﷺ کی حدیث شریف سناتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں سے کس کس کا ولی ہوں؟ پھر فرمایا کہ ''مـن کـنـت مـولاہ فعلی مـولاہ'' انہی الفاظ کو حضرت

جابر ﷺ بھی روایت کرتے ہیں حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ اونٹنی پر سوار تھے تو آپ نے یہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ شاہ جی نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے استاد حضرت مولانا محبّ النبی سے پوچھا کہ حضرت زید ﷺ نے کہا کہ غدیر خم کے موقع پر حضور ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی جبکہ حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ دراصل موضوع اتنا اہم تھا کہ حضور ﷺ نے بار بار یہ ارشاد فرمایا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں'' گویا یہ سبق ہے ہمارے لئے کہ جس کو رسول ''بھاری'' کہیں اسے تم ہلکا نہ سمجھو، کم از کم اتنی عزت تو دو جتنی رسول اللہ ﷺ نے دلائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں: ایک قرآن اور ایک میری عترت یعنی آل اولاد، شاہ جی نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے انسان کو روح اور بدن کا مجسمہ بنایا، مادی بدن کے لئے مادی رزق کا بندوبست کیا، ستارے، سورج، چاند، گھٹائیں، جھرنے، ندیاں، لہلہاتی فصلیں یہ سب مادی زندگی کی ضروریات ہیں لیکن روح کو سیراب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول بھیجے تاکہ ان کی تربیت سے روح کی بھوک دور ہو سکے۔ حضور ﷺ کے سینہ مبارک پر قرآن نازل ہوا۔ اللہ نے ہدایت انسانی کا سرچشمہ قرآن کو قرار دیا۔ اس قرآن کا ظاہر تو عام کتابوں کی طرح ہے لیکن باطن کے جلووں کا اندازہ لفظوں میں نہیں آسکتا۔ شاہ جی نے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بھی زبان پرانی ہو جائے تو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔500۔ سال پہلے کی انگریزی آج سمجھنا مشکل ہے۔ بابا بلھے شاہ کی پنجابی، وارث شاہ کا کلام، میاں محمد بخش کی سیف الملوک، سب کی سب سمجھ میں نہیں آتی لیکن یہ قرآن اور محمد عربی ﷺ کا اعجاز ہے کہ آج بھی حضور کی عربی زبان کروڑوں اربوں لوگوں کو سمجھ آتی ہے۔ وہی عربی آج بھی بولی جاتی ہے، سمجھی جاتی ہے اور پڑھی جاتی ہے۔ پچھلی کتابوں کی زبان بھی باقی نہ رہی لیکن محمد عربی ﷺ کا قرآن بھی باقی ہے اور ان کی زبان بھی باقی ہے تو جس کی زبان پر فنا نہیں اس کی کتاب پر فنا کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

شاہ جی نے سامعین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن سے تعلق مضبوط کرو۔ اسے پڑھو اور دنیا کے چپہ چپہ کو قرآن کی تعلیمات سے منور کر دو۔ انہوں نے کمپیوٹر کے ایک عربی پروگرام کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ انگریزوں نے عربی زبان کا ایک سوفٹ ویئر تیار کیا اس میں عربی زبان کا اگر کوئی غلط جملہ ڈالا جاتا تو وہ پروگرام بتا دیتا کہ اس میں فلاں غلطی ہے۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو اکٹھا کر کے

اس پروگرام میں قرآن پاک کوڈالا تا کہ اس کی معاذ اللہ اغلاط سے مسلمانوں کو شرمندہ کر سکیں لیکن کمپیوٹر کے پروگرام نے غلطی زیرو، زیرو، زیرو کا جواب دے کر قرآن کے اعجاز کی گواہی دی کہ انسان کے لکھے ہوئے میں غلطی ہو سکتی ہے لیکن خالق کے کلام میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی، گویا کمپیوٹر نے بھی تسلیم کیا کہ قرآن میں گرائمر کی بھی کوئی غلطی نہیں ہے اور یہ خالق کائنات کا کلام ہے۔

شاہ جی نے سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آج کا پیغام آپ کے نام یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ رشتہ مضبوط کرو، قرآن عظیم کو مضبوطی سے پکڑو۔

حضور ﷺ کی عترت:

حدیث نبوی کے مطابق دوسری بھاری چیز کے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے شاہ جی نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا دوسری چیز میری عترت یعنی آل اولاد ہے اور حضور نے اپنی اولاد کو سفینہ نوح کہا ہے:

الا ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجا و من تخلف عنها هلک۔

”آگاہ ہو جاؤ کہ میرے اہل بیت تم لوگوں کے لئے نوح (علیہ السلام) کی کشتی کے مانند ہیں، جو شخص کشتی میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوا“۔ (مشکوۃ شریف)

اس موقع پر شاہ جی نے نہایت حسین نکات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور ﷺ نے اپنے گھر والوں کو صرف کشتی نہیں کہا بلکہ سفینہ نوح کہا ہے، کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر کشتی کنارے لگے اور اپنے مسافروں کو منزل مقصود پر پہنچائے، لیکن قرآن شاہد ہے کہ سفینہ نوح کنارے لگا تھا اور اپنے مسافروں کو منزل مقصود پر پہنچایا تھا، یعنی آل بیت اطہار کی کشتی میں بیٹھنے والو! تمہیں مبارک ہو کہ یہ کشتی ضرور اور بالضرور کنارے لگے گی۔

مزید ایک نکتہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے شاہ جی نے کہا کہ باقی سواریوں میں مسافر کی اپنی حرکت بھی ہو سکتی ہے لیکن کشتی ایسی سواری ہے کہ جس میں سوار کی اپنی حرکت ختم ہو جاتی ہے اور سوار صرف کشتی کی حرکت پر انحصار کرتا ہے۔ یعنی آل بیت کی غلامی اختیار کرنے والوں کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو مکمل طور پر آل رسول کے سپرد کر دے اور ”غسیل کے ہاتھ میں مردہ“ کی طرح ہو جائے۔ تا کہ بغیر کسی

مشکل کے جلد از جلد منزل مقصود پر پہنچ سکے کیونکہ سفینۂ آل نبی کو حضور ﷺ خود چلاتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن اور میری عترت جدا نہیں ہوں گے اور فرمایا کہ میں اپنی اولاد کے معاملے میں تمہیں اللہ یاد کراتا ہوں۔ تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اللہ یاد کراتا ہوں، یعنی آل رسول ﷺ کے متعلق بات کرتے ہوئے احتیاط چاہیئے اور زبان کو قینچیوں کی طرح استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ شاہ جی نے مثالیں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب بھی دین رسول ﷺ پر کوئی مشکل وقت آیا تو آل رسول میں سے کسی نہ کسی نے اس دین کی چوکیداری کی۔ یزید کے مقابل حضرت امام حسین ؓ، گمراہ کن فلسفہ کے خلاف غوث اعظم، ہندوؤں کی مشرکانہ رسوم کے خلاف خواجہ اجمیر، یمن میں جادوگری کے مقابل سید آل یمنی، اوچ شریف میں فتنوں کا مقابلہ سید جلال الدین بخاری نے کیا، قادیانیوں کی سرکوبی کے لئے سید مہر علی شاہ اٹھے اور پاکستان بننے لگا تو پیر سید جماعت علی شاہ میدان عمل میں آئے۔ خطاب کے آخر میں شاہ جی نے نصیحتوں کو سمیٹتے ہوئے کہا کہ قرآن پڑھیں، قرآن یاد کریں، قرآنی تعلیمات پھیلانے کی کوشش کریں، قرآن پر عمل کریں اور قرآن کے ظاہر و باطن کا نور سمیٹنے کیلئے ''صحبت'' تلاش کریں اور حضور ﷺ کے صحابہ، آل بیت، اولیاء سب کے باادب بنیں۔

9:35 پر شروع ہونے والا یہ نورانی، وجدانی اور پُر خلوص درس حدیث 11:45 پر اختتام پذیر ہوا، پھر چند سنگیوں کو بیعت کرنے کے بعد محفل ذکر اور دعا ہوئی دعا کے بعد شاہ جی ہر ایک سنگی سے شفقت آمیز مسکراہٹ سے ملتے رہے۔ درس حدیث کی اس مبارک اور روحانی تقریب کی ایک خاص بات یہ تھی کہ شاہ جی نے اپنے خطاب میں جناب محترم حافظ شیخ محمد قاسم اور ان کے صاحبزادے شیخ محمد حسن کے متعلق فرمایا کہ ''مجھے ان سے محبت ہے''۔ یہ وہ جملہ تھا جس پر اپنی ساری زندگی قربان کرنے کو میرا دل چاہا، یہ انعام مجھے اپنی ساری زندگی کی عبادات کے عوض بھی ملے تو نہایت سستا سودا ہے، ویسے تو پہلے بھی شیخ قاسم ہم سب کے لئے محترم اور عزیز تھے لیکن آج سے واقعی ہمارے بھی محبوب بن گئے ہیں لہٰذا میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی ان سطور کا اختتام شیخ قاسم، شیخ حسن زندہ باد کے نعرے سے کروں، بلکہ میں شاہ جی کا فیضان محدود کیوں کروں، شاہ جی کے ہر سنگی کو میرا محبتوں بھرا اسلام، یعنی شاہ جی کا ہر سنگی زندہ باد۔۔۔

سالانہ درسِ حدیث کی جھلکیاں

☆ درس حدیث کی اس تقریب میں سادگی نمایاں طور پر محسوس کی جاسکتی تھی۔

- ☆ روایتی سٹیج سیکرٹری کی چکنی چپڑی باتوں سے پاک یہ محفل سچائی کے نور سے منور نظر آ رہی تھی۔
- ☆ شاہ جی کالے عمامے شریف اور کریم کلر کی چادر اوڑھے، مجسمۂ عجز وانکسار بنے خاموشی سے محفل میں تشریف فرما ہو کر نیچے مسجد کی چٹائی پر ہی بیٹھ گئے۔
- ☆ سٹیج صرف ایک ڈائس نما میز اور کرسی پر مشتمل تھا۔
- ☆ تقریب میں مجموعی طور پر 4۔ تلاوتیں اور 4۔ نعتیں پڑھی گئیں۔
- ☆ ہر قاری اور نعت خواں کو ''پھولوں والے بابا جی حاجی سلیم'' محبت وعقیدت سے ہار پہناتے رہے۔
- ☆ سخت سردی کے باوجود لوگ ادارہ کی گراؤنڈ میں بیٹھ کر پروگرام کی کارروائی دیکھتے رہے۔
- ☆ لاہور سے نعیم عصمت کی قیادت میں 3۔ بڑی بسوں، ایک فلائنگ کوچ اور تقریباً 35۔ کاروں پر مشتمل قافلے نے پروگرام میں شرکت کی۔
- ☆ لنگر کی تقسیم، کتابوں اور سی ڈیز کے سٹالز اور پروگرام کو انٹرنیٹ پر براہ راست نشر کرنے کی ذمہ داریاں لاہور کے سنگی نبھا رہے تھے۔
- ☆ ادارہ کے رفقاء پروگرام کے شرکاء کو خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ خوش آمدید کہہ رہے تھے جو ان کی اعلیٰ تربیت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔
- ☆ ادارہ کی گراؤنڈ میں پروگرام شروع ہونے سے پہلے بھی اور پروگرام ختم ہونے کے بعد بھی حاضرین کی پر تکلف کھانے اور چائے سے تواضع کی گئی۔
- ☆ شاہ جی کے اس درس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان:

1۔ کم از کم 1000 مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھے۔
2۔ جتنا آسانی سے ممکن ہو قرآن پاک کی تلاوت روزانہ کی جائے۔
3۔ جتنی دیر کے لئے ممکن ہو ذکر کے لئے ہر روز لازمی بیٹھا جائے۔
4۔ آلِ رسول سے محبت وعقیدت۔
5۔ انبیاء، صحابہ، اہلِ بیت اطہار اور اولیاء سب کا ادب کرے۔
6۔ اور اپنی عملی زندگی مضبوط کرے۔

پیر بخاری ہاؤس میں عظیم الشان محفل میلاد نبی اکرم ﷺ کا انعقاد

علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ

لاہوریات روزنامہ نوائے وقت لاہور 9۔مارچ 2010ء

فخر موجودات، باعث تکوین کائنات، نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت کے عظیم الشان تذکار و اظہار کے لئے محافل میلاد نبی اکرم ﷺ کا جو سلسلہ جاری ہے اس کی ایک خوبصورت کڑی وہ محفل میلادِ سرکارِ دو عالم حضرت محمد ﷺ بھی تھی جس کا اہتمام 5۔مارچ 2010ء کو "پیر بخاری ہاؤس" کینال ویو لاہور میں صاحبزادہ ڈاکٹر طاہر رضا بخاری نے کیا۔اس تقریب سعید میں ایک جید عالم دین اور شعلہ نوا خطیب اور مترجم قرآن مجید، فرقان حمید، سید ریاض حسین شاہ مہمان خصوصی تھے۔ ان کی آمد سے قبل جو شخصیات اس تقریب منور میں خوشہ چینی انوار و برکات الٰہیہ کے لئے موجود تھیں ان میں صاحبزادہ محمد علی حیدر بخاری، صاحبزادہ سید محمد رضا بخاری، زینت القرا قاری غلام رسول، سید علی رضا بخاری، مفتی محمد اقبال چشتی، سید محمد رمضان بخاری، قاری محمد عارف سیالوی، سید محمد احمد انجم بخاری، خواجہ طاہر ضیاء، حاجی محمد شفیع، قاری نذیر احمد قادری، حاجی شیخ مشتاق احمد، صاحبزادہ بدر الزماں قادری، قاری محمد ہاشم اور معروف نعت خواں نور سلطان صدیقی کے علاوہ بارگاہ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ میں اطاعت و عقیدت کا اظہار کرنے کے لئے دیگر فرزندان اسلام کی ایک بڑی تعداد بھی موجود تھی۔

یہاں یہ امر بھی معلومات افزا ہوگا کہ خانوادہ پیر بخاری کے موسس اعلیٰ پیر سید محمد ابراہیم بخاری اور پیر سید محمد فاضل شاہ بخاری آستانہ پیر بخاری نارنگ منڈی ہیں۔ان کا سلسلۂ نسب حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری اوچ شریف سے ملتا ہے۔ پیر سید محمد ابراہیم شاہ بخاری، شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے اکابر خلفاء میں سے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر رضا بخاری اپنے والد گرامی پیر سید محمد فاضل شاہ بخاری سجادہ نشین آستانہ پیر بخاری نارنگ شریف سے باقاعدہ بیعت اور صاحب اجازت ہیں جبکہ سید ریاض حسین شاہ سے ان کی دیرینہ نیاز مندی ہے چنانچہ آج بعد از نماز مغرب جب سید ریاض حسین شاہ اس محفل میلاد النبی ﷺ میں تشریف آور ہوئے تو پورے ہاؤس نے ایستادہ ہو کر ان کا خیر مقدم کیا اور درود و سلام کا ورد شروع ہو گیا۔ نعت خواں حضرات نے بھی انتہائی وفور اطاعت و عقیدت سے بارگاہ نبی آخر الزماں

حضرت محمد ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کیے جبکہ سید ریاض حسین شاہ کے انداز تخاطب ومخزن علم وتعلیم سے مستفید ومستفیض ہونے کے لئے بھی پوری محفل بے تاب تھی چنانچہ جب آپ کے چشمۂ اظہار وبیان نے ایک دریائے فصاحت وبلاغت رواں کیا تو تشنگانِ زمزمِ اطاعت کے سیراب وشاداب ہونے کا آغاز ہوا۔

سید ریاض حسین شاہ ابتداً اتنی دھیمی آواز میں اظہار مطالب کرتے ہیں کہ ہوا وفضا میں موجود فرشتگانِ مستور بھی شاید ہمہ تن گوش ہوئے بغیر متمتع نہیں ہو پاتے ہوں گے، مگر کچھ دیر کے بعد گلستان اظہار وبیان میں چلنے والے وہ جھونکے اتنی شدت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں کہ پھول جھڑنے لگتے ہیں۔ آج بھی وہی منظر تھا، شاہ جی نے صاحبِ قرآنِ مجید حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں اپنا نذرانہ الفاظ ومعانی پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی آخرالزماں حضرتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کے جمال وتجمل وکمال کا وہ عالم ہے کہ آپ ﷺ پورے عالم خلق ودنیائے مخلوق وکائنات خالق میں سب سے زیادہ حسین ترین ہیں۔ آپ ﷺ کے اجلال واکرام واکمال واوصاف حیطہ ستائش واطاعت گزاراں سے باہر ہیں، گویا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس وبابرکات نے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جو فضائل وکمالات عطا فرمائے ہیں ان کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات مجمع اوصاف وفضائلِ وافرہ ہے، اسی لئے ائمہ کرام و علمائے عظام وفقہائے اُمت نے ایمانیات کے باب میں بہ صراحت بیان فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو پاتا جب تک کہ وہ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بہ اعتبار صورت وسیرت، روئے زمین پر ابدالآباد تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں سے افضل واکمل تسلیم نہ کرے چنانچہ آپ ﷺ کے سراپائے حسن وجمال کے اظہار وبیان میں فصاحت وبلاغت کے دریا تو بہائے جارہے ہیں اور شاعروں نے بھی اپنی بساط کی حد تک تخیل وخیال کے توسنِ برق رفتار دوڑائے مگر مہبطِ حسن ازلی کی رعنائیوں کا احاطہ نہ کرسکے اور بالآخر اپنے عجز وکم مائیگی کا اعتراف کرلیا، اسی مقام پر تو نابغۂ روزگار مرزا اسداللہ خان غالب نے بھی فرمایا:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

❁❁❁

ادارہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی میں

سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ مارچ، اپریل 2010

محافل میلاد عشق رسول کے اظہار اور اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان:

1۔ واذ اخذ اللہ میثا ق النبین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جا ئکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ء اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالو اقررنا قال فا شھدو وانا معکم من الشھدین (اٰل عمران:81)

2۔ ومارسلنک الا رحمۃ اللعلمین (الانبیاء:107)

3. یا ایھا النبی انا ارسلنک شا ھدا ومبشرا ونذیرا (الاحزاب:45)

4۔ یا ایھا الناس قد جا ء تکم مو عظۃ من ربکم وشفا ء الما فی الصدور وھد ی ورحمۃ للمؤ منین (یونس:57)

5۔ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون (یونس:57)

6. ھو الذی بعث فی الا مین رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰ یتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کا نوا من قبل لفی ضلل مبین. (سورہ جمعہ:2)

7. ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لا تبعتم الشیطن الا قلیلا (النساء:83)

اسی طرح حضور ﷺ کا پیر کو روزہ رکھنا، ایک موقع پر بکری کا ذبح فرمانا، اپنی ولادت شریفہ کی روایات بیان کرنا یہ سب تذکرہ میلادِ رسول ﷺ ہی تو ہے، بلکہ جیسا کہ فتویٰ محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ میں ہے۔

ثابت ہوا کہ میلاد کی محافل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قرب کا ذریعہ ہیں، اسی لئے عاشقان رسول ﷺ سارا سال محافل میلاد کا انعقاد کرتے رہتے ہیں۔ خصوصاً ماہ ربیع الاول میں نیکیوں کے اس گلشن میں تازہ بہار آجاتی ہے، ہر زبان تذکارِ میلاد سے تر ہو جاتی ہے اور ہر دل عشق رسول ﷺ سے تروتازگی محسوس کرتا ہے، چنانچہ اسی ضمن میں ادارہ تعلیماتِ اسلامیہ راولپنڈی میں 22۔فروری بروز پیر بعد نماز عشاء محفل میلاد کا انعقاد ہوا۔ اس تقریب میں خصوصی خطاب قبلہ شاہ جی کا تھا۔ قاری حافظ اصغر منظور کی تلاوت اور محمد شاہ زیب، ادریس برادران ودیگر کی نعت کے بعد راجہ آصف کا خطاب تھا۔ انہوں نے ملک میں ہونے والی دہشت گردی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ:

''حضور ﷺ کا میلاد منانے والوں میں کوئی دہشت گرد نہیں، خفیہ ایجنسیاں دہشت گردی کرنے والوں کو بے نقاب کریں۔ انہوں نے کہا کہ سنی شیعہ کی لڑائی دراصل دیوبندی اور شیعہ کی لڑائی ہے۔ اہل سنت بریلوی نے کبھی کسی شیعہ کو نہیں مارا اور نہ ہی کسی شیعہ نے کسی سنی کو نشانہ بنایا ہے یہ فقط دیوبندیوں نے قتل وغارت کا بازار گرم کیا ہے۔ انہوں نے قبلہ شاہ جی کو ایک حسین خطاب سنیوں کے قائد اعظم کہتے ہوئے آپ کی وساطت سے حکومت سے مطالبہ کیا کہ دہشت گردی کے متعلق وائٹ پیپر شائع کیا جائے اور اہل سنت کا نام بلا تحقیق استعمال نہ کیا جائے''۔

راجہ آصف کے خطاب کے بعد ایک نعت اور پھر علامہ بشیر القادری کا خطاب ہوا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں میلاد کی روایات بیان کیں اور فرمایا کہ:

''بوقتِ ولادتِ رسول کریم ﷺ مشرق ومغرب روشن ہوگئے، حضرت آمنہ نے بصریٰ میں چلتے ہوئے اونٹوں کو ملاحظہ فرمالیا، ایک حسین نکتہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کسی روشنی میں اتنی طاقت نہیں کہ دیوار کے پیچھے دکھا سکے لیکن حضور ﷺ کے نورِ مبارک کی شان یہ ہے کہ حضرت آمنہ کو مکہ میں رہتے ہوئے بصریٰ اور شام کا نظارہ کرا دیا، اگر حضرت آمنہ کی وسعتِ نظر کا عالم یہ ہے تو سرکار دو عالم ﷺ کی شان کیا ہوگی''۔

اس کے بعد محفل میں وہ لمحات آگئے جس کے سب لوگ منتظر تھے۔ ادارہ تعلیماتِ اسلامیہ کا وسیع و عریض حال کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ تقریباً 10:30 پر شاہ جی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے آپ نے سفید سواتی ٹوپی

پہن رکھی تھی۔شاہ جی یوں گویا ہوئے:

اللہ کی تعریف وثنا،حضور کی ذات بابرکات پر ہدیہ درود وسلام،آپ کے آل واصحاب کے حضور سلام عقیدت عرض کرنے کے بعد علمائے کرام،مشائخ عظام،عمائدین شہر،برادران دین وملت اور انٹرنیٹ کے ذریعے دور دراز کے علاقوں میں گفتگو سننے والے مسلمان بھائیو اور قابل احترام بہنو!اللہ کا شکر ہے کہ حضور رحمت عالم کی ولادت کی خوشیاں ایک بار پھر نصیب فرمائیں۔آپ کی ولادت مبارک 12۔ربیع الاول کو ہوئی۔عجیب اتفاق کہ اللہ نے آسمانی کہکشائیں تخلیق فرمائیں تو ان کو بھی 12۔حصوں میں تقسیم فرمایا،قرآن نے فرمایا:

تبارک الذین جعل فی السمآء بروج و جعل فیھا سراج و قمرا منیرا.

علم ہیئت کے مطابق زمین کے کچھ حصے گرم ہیں اور کچھ ٹھنڈے،کہیں آگ اور کہیں پانی ہے۔ جغرافیہ دان اطلیس کے مطابق زمین کے بھی 12۔حصے ہیں۔حضور ﷺ مدینہ شریف سے پہلا لشکر لے کر حق کی پرچم برداری کے لئے بدر نکلے تو رمضان کی 12۔تاریخ تھی۔جب رفیقِ اعلیٰ سے ملے تو 12۔لاکھ مربع میل زمین پر مسلمانوں کی حکومت تھی۔

نبی کریم ﷺ کی ولادت سے قبل عربوں کے دستور کے مطابق حرم شریف کے اندر مسہری لگا کر صرف ایک ہستی بیٹھ سکتی تھی اور وہ حضرت عبدالمطلب تھے یعنی حضور کے دادا جان۔

ولادت کے روز ایک عورت تیز قدموں کے ساتھ حرم میں داخل ہوئی اور حضرت عبدالمطلب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے رئیس مکہ!اللہ نے تمہیں پوتا عطا کیا ہے۔آپ نے گھر جانے سے پہلے حکم کیا کہ اونٹ ذبح کیے جائیں اور کھانا تمام لوگوں میں تقسیم کیا جائے۔راستے میں عورت نے کہا کہ بچہ معمولی نہیں،قانون فطرت پلٹتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ زمین وآسمان روشنی میں ڈوبے ہیں۔حضرت عبدالمطلب نے حضور کو بانہوں میں اٹھایا اور ایک نعتیہ قصیدہ ارشاد فرمایا:

الحمد للہ الذی اعطانی......

"اس اللہ کا شکر کہ جس نے ایسا بچہ عطا کیا جو سب سے بازی لے گیا"۔

آپ تمام لوگوں کو علم ہے کہ حضور ﷺ کے والد کا نام حضرت عبداللہ ہے۔میں آپ کے ذہنوں پر دستک دیتا ہوں کہ حضور نے 40۔سال کے بعد اسلام کی دعوت دی تو آپ کے والد کا نام "اللہ کا بندہ" کس نے رکھا؟

دادا نعت پڑھے **الحمد للہ الذی اعطانی** "اللہ کا شکر جس نے مجھے عطا کیا"۔

یہاں ایک حسین نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب نے ''اعطا'' کہا ''اتا'' نہ کہا۔

ابن منظور لکھتے ہیں کہ ''اتا'' میں وسیلہ ہوتا ہے اور ''اعطا'' بغیر وسیلہ کے ہوتا ہے، یعنی باقی سو بنے حضور کے وسیلے سے ہیں اور حضور ﷺ اللہ نے خود عطا فرمائے۔

جب حضور ﷺ کا نکاح ہوا تو حضرت ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ **الحمد لله الذی جعلنا من سلالة اسماعیل** ، حضور ﷺ نے فرمایا میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا، یعنی نکاح جائز طریقے سے ہوتے رہے، دستور اسلام کے مطابق نکاح ہوتے رہے، گویا جس وقت تم دستور جانتے نہ تھے اس وقت بھی حضور کے آباء میں کوئی ایسا نہ تھا جو دستور جانتا نہ ہو۔

شاہ جی نے میلاد کا پہلا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

میلاد کی پہلی بات کہ جس طرح مولود پاکیزہ ہے اسی طرح والدین بھی پاکیزہ تھے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور ﷺ کی سیرت و جمال پر اتنی کتابیں ہیں کہ دنیا بھر کی شخصیات کو اکٹھا کرلیا جائے تو لاکھواں حصہ بھی نہیں بنتا۔ درخت قلم بن جائیں اور سمندر روشنائی، تو پھر بھی سرکار کی تعریف ختم نہ ہوسکے۔ دراصل جو بھیجنے والا ہے مقام بھی وہی جاننے والا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام صبر میں مشہور، حضرت یوسف علیہ السلام حسن میں، حضرت داؤد علیہ السلام لحن میں، حضرت سلمان علیہ السلام حکومت میں، حضرت آدم علیہ السلام کا نالہ مشہور، عیسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جلوہ، گویا کسی کا جمال، کسی کا جلال، لیکن واقدی نے کہا کہ حضور ﷺ کو صرف مظہر جمال یا مظہر کمال ہی نہیں کہا جائے گا اس لئے کہ حضور ﷺ کو جس زاویے سے دیکھو ہر زاویہ ایسا چمکا کہ دیکھنے والے دنگ رہ گئے۔ مولا علی ؓ نے کہا کہ آپ کی مثل نہ پہلے پیدا ہوا نہ قیامت تک ہوگا۔

خدا نے فرمایا:

وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین

رحمت کیا ہے؟ قساوت کی ضد، کسی کا دکھ دیکھا تو دل پسیج گیا۔ تکلیف دیکھی تو سینہ مہربانی سے بھر گیا۔ مصیبت والے کی ضرورت کو پورا کرنا، استحقاق سے زیادہ دینا، مفت دینا اور کہنا کہ ابھی تو کچھ نہیں دیا، یہ رحمت ہے۔

ایک نہایت حسین اور عشق سے لبریز نکتہ شاہ جی نے ارشاد فرمایا:

ماں کے پیٹ میں بچہ جس تھیلی میں ہوتا ہے اسے رحم کہتے ہیں، حضور رحمۃ اللعالمین ہیں، گویا ساری کائنات بچوں کی طرح ہے اور محبوب نے ساری کائنات کو آغوش رحمت میں لے رکھا ہے۔ وسعت اخلاق سے وسعت کمال کا اندازہ لگائیے کہ تمام کائنات میرے محبوب کی جھولی میں ہے اور میرے حضور ﷺ سب کو فائدہ پہنچا رہے ہیں، جو بندہ کسی کی مصیبت پر صرف تڑپے لیکن کسی کے کام نہ آئے وہ رحم دل نہیں ہوتا بلکہ رحم دل وہ ہوتا ہے جو کسی کی مصیبت پر تڑپے بھی اور اس کی مصیبت دور بھی کرے۔

امراء القیس نے جب اپنا قصیدہ کعبہ کی دیوار پر لگایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ''سورہ کوثر'' لگا دی۔ امراء القیس پریشان ہو گیا کہ محمد ﷺ سب سے آگے نکل گئے کہ ان کی زبان سے حسن ہی حسن نکلتا ہے، جمال ہی جمال نکلتا ہے۔ بادشاہوں کی دہلیز سے کریکٹر پیدا نہ ہوا لیکن حضور ﷺ کے دروازہ سے کردار کی دولت ہر ایک کو حاصل ہوئی، یہی وجہ ہے کہ متانت میں حضرت ابو بکر، انتظام میں حضرت عمر، حیا میں حضرت عثمان، علم میں حضرت علی، شرم و حیا میں حضرت فاطمہ، استقامت میں حضرت امام حسن و حسین، فقر میں حضرت ابوذر غفاری، اذان میں حضرت بلال، امانت میں حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مثال نہیں ملتی۔۔۔

صاحبو! اگر کریکٹر کی دولت لینا ہے اور حسن کردار کو اپنانا ہے تو حضور ﷺ کی دہلیز کو چوم لو۔

حضور ﷺ غزوہ خیبر سے فارغ ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعے کا دروازہ توڑا، مال غنیمت تقسیم ہوا، تو یہودیوں کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی زینب بھی مال غنیمت میں آئی، لوگوں نے کہا کہ سردار کی بیٹی ہے اس لئے حضور ﷺ اپنے نکاح میں لے آئیں، حضور ﷺ نے قبول فرمایا اور زینب نام تبدیل کر کے صفیہ رکھا، (اس لئے کہ زینب نام کی زوجہ محترمہ پہلے ہی حرم شریف میں موجود تھیں) علماء نے لکھا ہے کہ عربوں کی تاریخ میں ایسی ذہین عورت نہ گزری۔ وقت گزرتا گیا، حضور ﷺ کا وصال ہو گیا، صدیق رضی اللہ عنہ کا دور بھی گزر گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا، کسی نے شکایت کی کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جمعہ پر ہفتہ کو فضیلت دیتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سلام اللہ علیہا کی طرف پیغام بھیجا کہ مسلمانوں کا خلیفہ شرف باریابی کی اجازت چاہتا ہے۔ آپ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ میرے خلاف مقدمہ ہے لہٰذا میں کٹہرے میں حاضر ہوں گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مناسب نہ جانا اور جمعہ و ہفتہ کی فضیلت پر سوال عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب کفر کی حالت میں تھی تو قرآن نہیں پڑھا تھا تب ہفتہ کو ترجیح دیتی تھی لیکن اب قرآن حضور ﷺ سے پڑھا ہے اور جب سے

سورہ جمعہ پڑھی ہے، جمعہ کو ہی تقدیس مآب سمجھتی ہوں، شکایت غلط کی گئی ہے۔ جس لونڈی نے شکایت کی تھی حضرت عمرؓ نے اسے سزا دینا چاہی کہ اس نے ام المومنین پر الزام تراشی کی ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے قرآن میں پڑھا وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین۔ حضورﷺ تو دشمنوں کو معاف کر دیتے تھے۔ آپ بھی اس لونڈی کو معاف کر دیں، میں بھی معاف کر دیتی ہوں اور صرف معاف ہی نہیں بلکہ آج سے اسے آزاد بھی کرتی ہوں، اس لئے کہ میں تو خود رحمت کی آماجگاہ میں رہی ہوں۔

مزید نکات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ رحمت والا وہ ہوتا ہے جو استحقاق سے زیادہ دے، یعنی اگر بچہ 6۔ویں کلاس میں پڑھتا ہو تو سال کے بعد 6۔ویں کا سرٹیفکیٹ دینا، یہ استحقاق ہے لیکن سال کے بعد میٹرک کا سرٹیفکیٹ دے دینا استحقاق سے زیادہ دینا ہے اور ہمارے ہاں یہ مناسب نہیں کہ 6۔ویں کے بچے کو دسویں کا سرٹیفکیٹ دے دیا جائے۔ اب استحقاق سے زیادہ دینا کیا ہے؟ علامہ سہیلی نے فرمایا کہ حضور جس کو دیتے پہلے اسے اہل بناتے پھر اسے استحقاق سے زیادہ عطا فرماتے، گویا دامن طلب بھی حضور عطا فرماتے اور پھر بھیک بھی عطا فرماتے۔

فاروق اعظم آئے شہید کرنے، فرمایا آنے دو اس لئے کہ اس کے پاس تیر ہیں، نگاہ تو ہمارے پاس ہے۔

حضرت بلالؓ کی شکایت ہوئی کہ شین صحیح نہیں پڑھتے، فرمایا بلالؓ کی سین تمہاری شین سے زیادہ اچھی ہے۔ حضرت بلالؓ کو اتنا دیا کہ فرمایا بلالؓ! تیرے جوتوں کی آواز جنت میں آ رہی تھی۔ خود اندازہ لگائیں بلالؓ کو اتنا دیا تو صدیقؓ و فاروقؓ کو کتنا دیا ہوگا۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں حضورﷺ Most successful of all Prophets and Spiritual Leaders لکھا ہے۔ دراصل کامیابی انسانیت کو نوازنا ہے۔ حضور نے انسانیت کو نوازا اور انسانوں کو قرب خدا کی دولت سے سرفراز کیا۔ آخر میں علم اور علماء کی فضیلت پر شاہ جی نے بات ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ علم سے محبت کرو، کسی عالم دین کی دوات کے اندر روشنائی شہید کے خون سے اعلیٰ ہے۔

آخر میں ساری اسلامی تعلیمات کا نچوڑ شاہ جی نے اس شعر کے ذریعے ارشاد فرمایا:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

پیر سید بشیر احمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ختم چہلم کی عظیم الشان محفل

عبد القادر مصطفائی

ماہنامہ دلیل راہ مارچ، اپریل 2010

ضلع جہلم کی معروف روحانی درگاہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ رواتڑہ شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر سید بشیر احمد شاہ بخاری کے ختم چہلم کی عظیم الشان محفل کا انعقاد تحریک پاکستان کے عظیم رہنما امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کی درگاہ کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی کی زیر صدارت اور آستانہ عالیہ رواتڑہ شریف کے سجادہ نشین پیر سید عرفان شاہ کی زیر نگرانی ہوا۔اسے سادات کرام کی کرامت اور طرہ امتیاز ہی سمجھے کہ پیر سید بشیر احمد شاہ بخاری کے ختم چہلم کی محفل تبلیغ دین اور سید الشہدا حضرت امام حسین ؓ کے مشن کو فروغ دینے کا بہترین ذریعہ اور وسیلہ قرار پائی۔

ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اس محفل پاک میں بطور مہمان خصوصی خاندان رسالت کے چشم و چراغ قائد اہل سنت مفسر قرآن حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ مرکزی ناظمِ اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان تشریف لائے۔

پیر سید ریاض حسین شاہ نے رواتڑہ شریف کے سادات کرام کی اس عظیم درگاہ کے عظیم اجتماع سے محبت وعظمت اہلِ بیتِ رسول اور اصلاح نفس کے حوالہ سے تاریخ ساز گفتگو ارشاد فرمائی۔شاہ جی کی دلوں کو تسخیر کر لینے والی باتیں رازِ زندگی، حسن اعمال، اصلاحِ احوال، استقامت کردار، اللہ پرستی اور محبت رسول کا پیغام بانٹتی ہیں۔شاہ جی خیر کی خوشبو خیرات کرنے والے انسان ہیں۔پیر سید ریاض حسین شاہ نے اپنے ایمان فروز، روح پرور خطاب میں اس بات پر زور دیا کہ قرآن حکیم اور اہل بیت سے محبت و وفا دنیا وآخرت میں کامیابی و کامرانی کی ضمانت ودلیل ہے۔اہل سنت آہ حسین نہیں واہ حسین کہتے ہیں، واہ حسین کہنا منشورِ حیات۔ذکرِ علی مومن ومنافق کی پہچان کا پیمانہ ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ آج کا انسان سکون واطمینان کا متلاشی ہے معاشرہ کو امن وسکون دولت اور سلاطین نہیں بلکہ سکون واطمینان اولیاء کرام کی محبت وصحبت ہی سے مُیسر آسکتا ہے۔اہل اسلام کو شیطان سے تعلق ختم کرنا ہوگا تا کہ رحمٰن سے تعلق مضبوط ہو۔پیارے رسول ﷺ کے مقام کے تحفظ اور نظام کے غلبہ کے لئے محنت کو اپنی زندگی کا

مقصد بنانے والوں کو قرآن اطمینان دلاتا ہے کہ تمہارا منشور کبھی پست نہیں ہوگا اور پاک نبی ﷺ کی پاک جماعت کا جھنڈا اُٹھانے والے کبھی رسوا نہیں ہوں گے۔

اس بابرکت محفل میں ممتاز عالمِ دین علامہ صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی زیب سجادہ باولی شریف نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خانقاہی نظام درحقیقت امن ومحبت اور وفا کی تحریک کا نام ہے۔ اولیاء کرام نے ہمیشہ انسانیت کو دین حق پر استقامت اختیار کرنے اور اللہ و رسول ﷺ سے وفا کرنے کا درس دیا ہے کہ جو شخص اللہ اور رسول ﷺ سے وفا کرے اللہ و رسول ﷺ سے اپنے تعلق کو مضبوط بنائے اللہ کریم کبھی بھی ایسے شخص کو محروم نہیں فرماتا۔

ختم پاک کی محفل کے موقع پر پیر سید بشیر احمد شاہ بخاری کے صاحبزادے پیر سید عرفان میر شاہ کی دستار بندی بھی کی گئی۔ پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی نے صدارتی خطاب واختتامی دعا فرمائی۔

ختم چہلم کی تقریب میں وزیرِ اوقاف آزاد کشمیر صاحبزادہ حامد رضا سیالکوٹی، استاذ العلماء علامہ حافظ نور محمد بندیالوی، سید جاوید اقبال شاہ، مولانا منیر احمد، مولانا محمد اکرم و دیگر علماء ومشائخ وسادات کرام اور عقیدت مندان رواتڑہ شریف اور علاقہ بھر کے معروف علماء کرام وعوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔

چھالے شریف میں 60 ویں سالانہ
عرس مبارک کی عظیم الشان تقریب

عبدالقادر مصطفائی

ماہنامہ دلیل راہ مارچ، اپریل 2010

گجرات کے معروف قصبہ کڑیانوالہ کے نواح میں خاندان رسالت مآب کی عظیم روحانی درگاہ آستانہ عالیہ چھالے شریف پر غوث یگانہ پیر سید نصیب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، پیر سید والی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، پیر سید منظور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے 60۔ویں سالانہ عرس مبارک کی عظیم الشان تقریب کا انعقاد 5۔فروری بروز جمعۃ المبارک کووارث فیضان غوث یگانہ صاحبزادہ پیر سید انتصار الحسن شاہ کی زیر نگرانی ہوا۔

عرس مبارک کے عظیم اجتماع سے روح پرور وانقلاب آفریں خطاب ارشاد فرمانے کے لئے مفسر قرآن علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ (مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان) کی گجرات آمد پر باوقار وشاندار استقبال، عالمی مبلغ اسلام علامہ صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی سجادہ نشین باؤلی شریف ودیگر معزز علماء کرام نے کیا اور شاہ جی کے اعزاز میں پر تکلف عشائیہ دیا۔ جماعت اہل سنت پنجاب کے ناظم اعلیٰ مفتی محمد اقبال چشتی، علامہ محمد یاسر، علامہ محمد عثمان بھی اس موقع پر موجود تھے۔ بعد ازاں عظیم الشان قافلہ کی صورت میں قبلہ شاہ جی گجرات شہر سے آستانہ عالیہ چھالے شریف پر تشریف لائے۔ چھالے شریف آمد پر قائد اہل سنت کا صاحبزادہ سید اسرار الحسن شاہ، محمد اظہر اقبال، عبدالمصطفیٰ منہاس، علامہ محمد شہباز چشتی ودیگر نے شاندار استقبال کیا، عرس مبارک کی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ تلاوت قرآن حکیم کی سعادت استاذ القراء قاری سید صداقت علی شاہ نے حاصل کی، بارگاہ رسالت میں گلہائے عقیدت ملک کے نامور ثناء خوان رسول ﷺ نے پیش کئے۔

عرس مبارک کے عظیم اجتماع سے منزل نواز وروح پرور خطاب ارشاد فرماتے ہوئے مفسر قرآن پیر سید ریاض حسین شاہ نے اس بات پر زور دیا کہ انسانی معاشرت کی درستگی، بر واحسان کی اقدار کی بالادستی اور تہذیب نفوس کے لئے ضروری ہے کہ ہم دنیا وآخرت دونوں کی اصلاح کے لئے کسی شیخ کامل کی بیعت کریں جس کی سند حضور ﷺ تک متصل ہو۔ اہل اللہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دینا دراصل دستِ رسول ﷺ کی نسبت حاصل کرنا ہے، ہادی ومرشد حقیقت میں حضور انور ﷺ ہی کی ذات ہے۔ تمام سلاسل کے بزرگ مریدین کی نسبتیں حضور ﷺ ہی

سے جوڑتے ہیں اور ریاضتوں، اذکار اور اطاعتوں سے قربِ رسول ﷺ ہی کے منہاج تک پہنچاتے ہیں اور آقا و مولا تاجدار نبوت ﷺ معرفتِ کردگار کا وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ شاہ جی نے فرمایا کہ بیعت ہی وہ ذریعہ ہے جس سے شخصیت کو نکھارا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری بیعتوں کو نبی کریم ﷺ تک پہنچائے اور آپ ﷺ کے فیضان نظر سے ہمارے نفوس کا تزکیہ فرمائے تا کہ دینی اور دنیاوی دنوں کی کامیابیاں مقدر بن سکیں۔ اس موقع پر جماعت اہل سنت پنجاب کے ناظمِ اعلیٰ مفتی محمد اقبال چشتی، علامہ سید شمس الرحمٰن مشہدی، علامہ محمد حنیف قریشی ودیگر علماء وخطباء نے محبتِ اہل بیت عظام وادب صحابہ کرام اور ان عظیم المرتبت ہستیوں کی زندگیوں کو مشعل راہ بنانے کی خوبصورت انداز اور مستند واقعات واقوال کی روشنی میں ترغیب ودعوت دیتے ہوئے کہا کہ رسول کریم ﷺ کی آل وعزت کی محبت اعلیٰ ترین نیکیوں میں سے ہے، عزتِ پیغمبر ﷺ سے محبت وعقیدت ہر مومن کے لئے واجب ہے اور بخشش و مغفرت کا وسیلہ ہے اور وہ لوگ نہایت خوش مقدر ہیں جو اصحاب رسول اور آل مصطفیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔

عرس مبارک کی دن کی نشست میں خطبہ جمعۃ المبارک جماعت اہل سنت کے مرکزی نائب پیر سید خضر حسین چشتی نے ارشاد فرمایا۔ خواتین کے لئے عرس مبارک کی نشست حسب روایت 4۔ فروری کو منعقد ہوئی۔ خواتین کے عظیم اجتماع سے خصوصی خطاب دختر پیر سید حامد علی شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ، خطیبہ اسلام محترمہ مسز رفعت سیدہ المعروف بی بی جان نے ارشاد فرمایا۔ خواتین اور مردوں کے لئے الگ الگ محافل میں عقیدت مندان وجملہ اہل سنت نے قافلہ در قافلہ شرکت کی۔ بذریعہ قرعہ اندازی الگ الگ محافل میں خواتین ومردوں کے لئے عمرہ کے ٹکٹوں کا بھی انتظام اور تمام شرکاء کے لئے لنگر کا وسیع انتظام کیا گیا۔

عرس مبارک کی تقریب کے شرکاء سے صاحبِ سجادہ پیر سید انتصار الحسن شاہ نے اپنے صدارتی خطبہ میں احکام اسلامیہ پر کاربند رہنے اور خلاف اسلام باتوں سے بچنے کا عہد اور تلاوت قرآن اور حضور ﷺ کی ذات بابرکات پر ہدیۂ درود وسلام پیش کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ ہمارے تمام تر مسائل کا حل قرآن اور اسوۂ رسول کو رہنما بنانے میں ہے۔ قائدین جماعت اہل سنت و دیگر نے پیر سید انتصار الحسن شاہ کو مزارات، مسجد اور عظیم دینی درسگاہ کی جدید بنیادوں پر از سر نو تعمیر پر مبارک باد پیش کی۔ عرس مبارک کی تقریب کے اختتام پر سید انتصار الحسن شاہ نے دعا فرمائی۔

درس حدیث لاہور

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ مئی 2010

لاہور میں شاہ جی کے درس حدیث کا اعلان سن کر جتنی خوشی ہوئی اس کا اظہار شاید الفاظ میں ادا نہ ہو سکے۔ بہت عرصہ سے دینی فضا میں خاموشی کسی ایسی ہی بڑی تقریب کا تقاضا کر رہی تھی۔ راولپنڈی کے سنگی بہت خوش نصیب ہیں جنہیں شاہ جی کے اوائل کا زمانہ نصیب ہوا جب شاہ جی فرداً فرداً توجہ سے نوازر ہے تھے، مگر ہمارے لئے شاہ جی کا ذاتی و دینی مصروفیات، ناسازیٔ طبع اور پوری دنیا میں جماعت اہل سنت کی ذمہ داریوں کے باوجود لاہور میں جمعہ کا خطبہ، ہفتہ وار اور ماہانہ محافل ذکر میں تشریف لانا بھی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہی تو ہے۔ ہر انگریزی مہینے کی دوسری جمعرات کو ہونے والی ماہانہ محفل ذکر میں دعوت عام کا خاص اہتمام نہیں کیا جاتا مگر اس درس حدیث میں دعوت عام کی اجازت پا کر دل بہت خوش ہو رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سنگی نے اپنی بساط کے مطابق دعوت دینے کے فرائض ادا کئے۔ دعوتی کارڈ کے علاوہ sms, e-mail، پریس ریلیز اور موبائل فون ایسے پیغام رسانی کے جدید طریقے نہایت کارگر ثابت ہوئے۔ ہر خاص و عام کو دعوت دی گئی جس کا پھل درس حدیث کی تقریب میں لوگوں کے اژدھام کی صورت میں واضح نظر آ رہا تھا۔

8۔اپریل 2010 جمعرات کی رات اتفاق مسجد ماڈل ٹاؤن کی گراؤنڈ لوگوں سے کھچا کھچ بھر چکی تھی۔تقریب انتہائی سادگی اور وقار کی آئینہ دار تھی۔ گراؤنڈ کی زمین پر ہی سٹیج بنایا گیا تھا جو کہ سادگی اور خوبصورتی کا حسین امتزاج پیش کر رہا تھا۔ سٹیج پر صرف شاہ جی کی مسند حدیث رکھی ہوئی تھی۔ پھولوں اور گلاب کی پتیوں سے سجے اس سٹیج پر کوئی نمائشی شخص موجود نہ تھا۔ کسی سٹیج سیکرٹری کے بھاری بھرکم تمہیدی کلمات کے بغیر ہی قراء و نعت خواں حضرات تشریف لاتے رہے حتیٰ کہ شاہ جی نے اپنے اعلان کی اجازت بھی نہ دی اور خود ہی سادگی اور وقار سمیت ہر خوبی سے آراستہ ہو کر سٹیج پر تشریف فرما ہو گئے۔ شاہ جی نے سفید سوٹ (جو آپ کی عادت کریمہ ہے) گرے واسکٹ، موتیا رنگ کی چادر اور کالا عمامہ شریف زیب تن کر رکھا تھا۔

ویسے تو شاہ جی خود بھی اور آپ کا ہر انداز بھی خوبصورت ہے مگر آج حدیث رسول کے نور میں بھیگی ہوئی رات اور اس رات میں شاہ جی کا نورانی چہرہ بدلی سے نکلے چاند کی کیفیت پیدا کر رہا تھا۔ اگر میری ڈیوٹی رپورٹنگ کی نہ ہوتی تو شاید شاہ جی کا چہرہ ہی تکتا رہتا لیکن پھر دل کو سمجھایا کہ یہ ڈیوٹی بھی تو انہی کی ہے۔ ان الفاظ میں بھی تو جلوہ انہی کا ہے، ان سطروں میں بھی تو نور انہی کا ہے اور اس تحریر میں جاذبیت بھی تو انہی کی ہے اگر یہ باتیں شاہ جی کی نہ ہوں تو پھر اسے کون پڑھے گا؟ اگر یہ روایات شاہ جی کی نہ ہوں تو کون پذیرائی بخشے گا اور اگر ان الفاظ کو شاہ جی سے نسبت نہ ہو تو کون انہیں دل میں جگہ دے گا۔ گویا مقصد صرف نوکری کرنا ہے۔ کوئی انتظامی امور نبھا کر نوکری کر رہا ہے، کوئی سامعین میں شامل ہو کر نوکری نبھا رہا ہے، کوئی کیمرہ کے آگے تو کوئی کیمرہ کے پیچھے نوکری نبھا رہا ہے، کوئی کھڑا ہو کر تو کوئی بیٹھ کر نوکری نبھا رہا ہے، مقصد صرف شاہ جی کی نوکری ہے، وہ چاہیں تو لکھوانا شروع کر دیں، چاہیں تو بلوانا شروع کر دیں اور چاہیں تو زبان بندی کر دیں، ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں، ہمیں تو صرف نوکری کرنا ہے اور نوکری کر کے اپنے محبوب کو راضی کرنا ہے، ویسے یہ کوئی معمولی بات نہیں، میرے آقا حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ جس بندے سے محبت کرتا ہے اسے اپنے کسی ولی کی خدمت پر مامور کر دیتا ہے، گویا یہ نوکری تو قسمت والوں کو ملتی ہے اور یہ تو اللہ تعالیٰ کا کسی بندے پر سب سے بڑا انعام ہے، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں قبول کر لیا گیا اور جن کی گردنوں میں نسبت کا پٹکا ڈال دیا گیا، تو پھر کیوں نہ کہوں کہ مولا! ہماری عمریں بھی شاہ جی کو لگا دے، جنہوں نے ہم جیسے نکموں کو اپنی نوکری کیلئے قبول فرما لیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عزت افزائی سے کبھی محروم نہ کرے۔

مثالِ نقشِ قدم بیٹھ کوئے جاناں میں
مٹا تو دے تجھے کوئی مگر اٹھا نہ سکے

کتنا سچ کہا ہے میاں محمد بخش نے:

میں نیواں میرا مرشد اُچا ، تے میں اچیاں سنگ لگائی
صدقے جاواں اینہاں اچیاں کولوں جہاں نیویاں نال نبھائی

کبھی کبھی الفاظ کا دامن نہایت تنگ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ دل کی کیفیت کو سمجھ نہیں سکتے، یہ جذبوں کا بانکپن ظاہر نہیں کر سکتے، خلوص کے نور کا احصاء ان سے ممکن ہی نہیں، کیسے سمجھاؤں کہ دل چاہتا

ہے اپنے آئندہ ماہ و سال کا لمحہ لمحہ طشت میں رکھ کر شاہ جی کو پیش کر دوں اور شاہ جی کی ہر مشکل، ہر تکلیف خود لے لوں، لیکن یہ تو بڑی قسمت والوں کی شان ہے اور بڑے مقدر کی ''کھیڈ'' ہے۔ میرے لئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ مجھے شاہ جی کی نسبت حاصل ہے۔ اللہ میرے شاہ جی کی ہر خوبی میں مزید برکت عطا فرمائے اور آپ کے علم، عمل، عمر، عزت، وقار، حسن، رعنائی، جاذبیت، خلوص، پیار، توجہ، اور ''ہمارے لئے شفقت'' میں مزید اضافہ کرے۔ آپ کا سایہ ہمارے سر پر سدا قائم رہے۔ آمین۔

آج تو رپورٹنگ بھی جذبات کی رو میں بہہ گئی، حالانکہ رپورٹر تو خشک سے انسان ہوتے ہیں، رپورٹرز نے جو دیکھنا ہے وہی لکھنا ہوتا ہے، لیکن ہم نے جو محسوس کیا اسے لکھنا شروع کر دیا۔

دراصل آنکھیں دھوکہ کھا سکتی ہیں اس لئے ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ آنکھیں سراب کا شکار ہو جاتی ہیں، لیکن دل نہ جھوٹ بولتا ہے اور نہ کسی سراب کا شکار ہوتا ہے، یہ حقیقت حال کے بہت نزدیک ہوتا ہے، جبھی تو میرے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اپنے دل سے فتویٰ لو''۔ یہی وجہ ہے کہ دل تو ابوجہل کا بھی جانتا تھا کہ حضور ﷺ سچے نبی ہیں اور کافر بھی حضور ﷺ کو پہچانتے تھے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

یعرفونہ کما یعرفون ابنآء ھم

اسی لئے تو کہتے ہیں کہ کبھی کبھی عقل کے حصار سے نکل کر حریم عشق میں قدم بھی رکھنا چاہیے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

آیئے!!! پھر ریاضِ حدیث میں چلتے ہیں اور حدیث کے ثمر کی خوشہ چینی کرتے ہیں۔۔۔

8:30 پر قاری ریاض کی تلاوتِ قرآن اور نعت سے شروع ہونے والی اس تقریب میں قاری نصیر طارق، قاری افضال انجم، علامہ محمد وقاص، ظفر علی چشتی نے بھی نعت رسول مقبول پڑھنے کی سعادت حاصل کی، پھر قاری مشتاق احمد نے نہایت حسین انداز میں تلاوت کلام پاک اور نعت شریف پڑھی۔ اس دوران بھی شاہ جی سٹیج پر ہی تشریف فرما تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آپ قلبی ذکر کی وادیوں میں محو ہو کر تلاوت و نعت سماعت فرما رہے ہیں۔

قاری مشتاق احمد کی تلاوت و نعت کے بعد شاہ جی بغیر کسی اعلان اور نعرے کے مسند حدیث پر

جلوہ افروز ہو گئے اور سامعین پر حدیث رسول کا نور نچھاور کرنے لگے، آپ خطبہ میں مندرجہ ذیل حدیث شریف تلاوت کرنے کے بعد یوں گویا ہوئے:

عن ابی هریرة قا ل قال النبی ﷺ اذا اوی احدکم الٰی فراشه فلینفض فراشه بداخلة ازاره فا نه لا یدری ما خلفه علیه ثم یقول با سمک رب وضعت جنبی وبک ارفعه ان امسکت نفسی فا رحمها وان ارسلتها فاحفظها بما تحفظ به الصالحین

''حضرت ابو ہریرۃ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنے بستر پر جانے لگے تو اسے چاہیے کہ اپنے بستر کو اپنی چادر کے اگلے زائد حصے سے صاف کرے کیونکہ اسے کیا معلوم کہ اس کے بعد کیا چیز اندر آ گئی پھر کہے اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ میں اپنا پہلو بستر سے لگاتا ہوں اور تیری عنایت سے اٹھاتا ہوں اگر تو میری روح قبض فرمائے تو اس پر رحم کرنا اور اس کی حفاظت فرمانا جیسے تو نے نیک بندوں کی حفاظت فرمائی''۔

اللہ کی روحانی، مادی اور دیگر تمام نعمتوں پر شکر، حضور ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر درود وسلام کے بعد انتہائی عزت کے لائق سامعین باتمکین! آپ رحمت عالم کی باتیں سننے کے لئے تشریف لائے میں آپ کو مرحبا، خوش آمدید کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ اپنا خاص فضل وکرم، اپنی خاص رحمت اور اپنی خاص نوازش آپ کے اور میرے شامل حال فرمائے۔

ہم سب کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ اللہ نے اس کائنات میں اپنے بعد بزرگ ترین ہستی جناب رسالت مآب ﷺ کی بنائی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بڑی شانیں ہیں۔ آپ کے علم کی کوئی حد نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اگلوں اور پچھلوں کا علم رحمت عالم کے سینے میں رکھا۔ آپ کی روحانیت اتنی بلند اور مستحکم ہے کہ اللہ کے نور کے جلوے رحمت عالم نے عرش معلیٰ پر دیکھے۔ پہلے انبیاء کرام کو اللہ نے گنتی کے معجزے عطا فرمائے، لیکن رحمت عالم کی اک اک سانس کو اللہ تعالیٰ نے معجزہ بنا دیا۔ آیات بینات کے ایسے جلوے وجود حضور میں رکھے کہ جن کا احصاء کرنا ممکن نہیں، انسانیت اور آدمیت کی جو خدمات رحمت عالم کے نظام نے سرانجام دیں ہیں اس کی مثال مذاہب عالم پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ آپ کے اختیارات

کی دنیا اتنی وسیع ہے کہ فرمایا میرے دو وزیر آسمانوں پر اور دو وزیر زمینوں پر ہیں۔ جبرائیل ومیکائیل جن کے وزیر آسمانوں میں ہوں اور صدیق وفاروق زمین پر جن کی امانتوں کے امین ہوں اس آقا ﷺ کی اپنی شان کا عالم کیا ہوگا۔

جناب والا! آپ کی عظمتوں اور شانوں کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آج صرف چند ایسی باتیں کروں گا جن کا تعلق ایک عام مسلمان کی عام زندگی کے ساتھ ہے۔ کسی شخص نے کہا تھا کہ تمہارے رسول ﷺ کیسے ہیں کہ یہ تو پیشاب کرنے کے طریقے بھی سکھاتے ہیں تو صحابی رسول نے فرمایا کہ یہی تو قیادت کا کمال ہے کہ اونچی سے اونچی اور نیچی سے نیچی تربیت کے روشن نشانات عطا فرمادے۔ بلاشبہ قیادت کامل وہی ہوتی ہے جو جلوتوں سے خلوتوں اور بازاروں سے معبدوں تک زندگی کے کسی گوشہ کو تشنہ نہ چھوڑے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لخت جگر ﷺ نے یہ کارنامہ سرانجام کیا۔

جو حدیث شریف پڑھی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی ایک اپنے بچھونے پر آئے تو اپنی چادر کے کونے سے اپنے بستر کو تین مرتبہ جھاڑے اور جھاڑنے کے بعد کہے اے میرے رب! میں تیرے نام پر اپنے پہلوؤں کو بستر پر ڈال رہا ہوں اور جب اٹھوں گا تو تیرے ہی نام سے اٹھوں گا اور اگر تو نے میری روح قبض کرنے کا ارادہ فرمالیا ہے تو یا اللہ مجھے بخش دینا، یعنی اگر حریم قدس سے فیصلہ ہوگیا ہے کہ روح کو اپنے پاس بلانا ہے تو معاف فرمادینا۔ علامہ عینی نے لکھا کہ ''نفسی'' کا معنی ''روحی'' ہے ۔

حضور ﷺ نے شعور، فکر اور سوچوں کو حساس کر دیا تھا کسی دل میں خوف خدا پیدا کرنا کوئی چھوٹا کارنامہ نہیں۔ اس سے پوچھو جو صبح وشام انسانوں پر محنت کرتا ہے کہ انقلاب آئے۔ آج تو اپنے بیٹے کو بھی جوانی میں روکا نہیں جا سکتا کہ کہیں اسے فحاشی لوٹ نہ لے اور بے حیائی کا ناگ ڈس نہ لے، کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بچوں کے چہروں کی لالی کے اندر باپ کے خون جگر کی لالی ہوتی ہے، لیکن پھر بھی جوانی میں اولاد کو روکنا دشوار ہوتا ہے، تو عام لوگوں کو بدلنا کس قدر دشوار ہوتا ہوگا، میں دعوت دوں گا کہ سوچیئے! مکہ شریف میں لوگ بچیوں کو زندہ در گور کر دیتے، نو مولود بچوں کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیتے، کتنا سنگ دل معاشرہ تھا پانی کی بالٹی پر ڈیڑھ ڈیڑھ سو سال جنگیں ہوتیں، تاریخ میں جھانک کر دیکھیں تو جو معاشرہ بہیمیت کی تصویر نظر آتا ہے، میرے حضور ﷺ نے اس معاشرہ سے صدیق وفاروق، عثمان اور علم

کے امین علی المرتضٰی اور دیگر صحابہ پیدا کر دیئے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

برینٹنڈ رڈرسل نے کہا تھا کہ

''کائنات علی ﷜ جیسا پیدا نہیں کر سکتی تو محمد ﷺ تو ان کے بھی آقا ہیں''۔

آج تو صاف گاڑی کے ساتھ اگر کوئی میلا سا آدمی ہاتھ لگا دے تو چہروں پر شکنیں پڑ جاتی ہیں، حضور ﷺ نے بلال ﷜ کو رشک قمر بنا دیا، نئے ڈھب کے انسان پیدا کیئے، جن کی عظمت کے آگے ہیرے بھی ماند نظر آتے ہیں۔ امام جعفر نے فرمایا تھا کہ اصل میں ستارے ہم ہیں جو روشنی خاندان رسول نے دی ہے آسمان کے ستاروں میں وہ روشنی کہاں۔ میرے حضور نے انسانی معاشرہ کو دھویا۔

شاہ جی نے نبی کریم ﷺ کی غریب پروری پر بات کرتے ہوئے کہا کہ

ذوالقرنین بادشاہ کے سفروں کو میں نے پڑھا ہے وہ کسی غریب کی کٹیا میں نظر نہیں آتا اور ایسے بادشاہ جہاں جہاں سے گزرتے ہیں وادیوں کی وادیاں زیر وزبر ہو جاتی ہیں لیکن میرے حضور صرف زبر کرتے ہیں، حضور ﷺ نے زیر کسی کو نہ کیا۔ میرے حضور نے چوروں، ڈاکوؤں شرابیوں کو فرمایا کہ ادھر آؤ، میرا چہرہ دیکھو، کلمہ پڑھو، تمہاری ساری نحوست دور ہو جائے گی۔

ایک بہت خوبصورت اور معنی خیز جملہ شاہ جی نے ارشاد فرمایا:

صاحبو! محلوں کے اندر رکھے ہوئے پتھر چمک تو دے سکتے ہیں لیکن کٹیا کے اندر کے مسائل صرف میرے حضور ﷺ نے حل فرمائے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے انداز تربیت پر بات کرتے ہوئے شاہ جی نے کہا کہ:

حضور ﷺ نے ہاتھ پکڑ کر کھانا کھانے کے آداب سکھائے، بیٹھنا سکھایا، گوشت کی بوٹی چبانا سکھائی، چلنے کا طریقہ سکھایا۔

حضور ﷺ نے انسانوں کو دھویا، شعور پیدا کیا، بستر پر آنے والوں کو سکھا رہے ہیں کہ اسلام صفائی کا نام ہے، بستر پر بیٹھو تو جھاڑ کر۔ حضور ﷺ نے اپنی چادر کا حاشیہ ہاتھ میں پکڑا اور فرمایا یوں جھاڑو اور جھاڑ کر کہو یا اللہ معاف کر کے اٹھانا۔

پہلا پیغام:

شاہ جی نے اس حدیث پاک کی رو سے پہلا پیغام جو اپنے سامعین کو دیا کہ

اپنے اندر جھانکو، جو رسول بستر پر لیٹتے ہی گناہ بخشوا دیتا ہے اگر زندگی بھر کے لئے اس رسول ﷺ کے قدموں میں چلے جاؤ تو کیسی بہار آ جائے۔ گویا پہلا پیغام یہ ہے کہ جو کچھ بھی کیا ہے اللہ سے معافی مانگو، کہو کہ اللہ معاف کر دے تو اللہ معاف کر دے گا۔ مسلم معاشرے میں احساس پیدا ہونا چاہیئے، انسان خود کو دیکھے اور توبہ کرے، بُری زندگی سے ٹرن کریں، تو حضور ﷺ کی رحمتیں استقبال کریں گی۔

زمخشری نے کشاف میں لکھا کہ ایک شخص کہہ رہا تھا اللہ معاف کر دے تو مولا علی نے کہا کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ معافی مانگ رہا ہوں۔ مولا علی امر بالمعروف کا روشن نشان تھے فرمایا جھوٹی توبہ چھوڑ، یہ جھوٹوں کی توبہ ہے، سچے لوگوں والی توبہ کر، اس نے کہا کہ کیسی تو آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ سنیئے!

مولائے کائنات علی المرتضٰی ؓ نے فرمایا کہ جس توبہ میں چھ چیزیں ہوں وہ سچی توبہ ہوتی ہے۔

1۔ شرمسار ہو:

جب استغفر واللہ کہے تو سوچ کہ میں نے کیا کیا ہے؟ پھر اپنی غلطی پر نادم ہو۔ شرمسار ہو، حضور نے فرمایا کہ قیامت کو ایک شخص اٹھے گا جس کو نجات کا یقین نہیں ہوگا لیکن گردن جھکی ہوگی۔ اللہ پوچھے گا گردن کیوں جھکائی ہے تو کہے گا کہ مولا! شرمندہ ہوں اپنے گناہوں کی وجہ سے، تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ سب سے پہلے اس شخص کو جنت میں داخل فرمادے گا، اس لئے کہ شرمسار ہے، اگر بندہ شرمندہ ہو تو گناہ چاہے آسمان تک ہوں اللہ معاف فرمادے گا، گویا زندگی کو دھوؤ اور زندگی میں صفائی صرف حضور ﷺ کی نظر سے آئے گی۔

2۔ فرائض کی ادائیگی:

حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ توبہ کے لئے دوسری چیز فرائض کی ادائیگی ہے۔ توبہ کرنے والا نماز پنجگانہ اور دیگر فرائض کی بجا آوری کرے۔

شاہ جی نے دور حاضر کے فتنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم سخت آزمائش میں ہیں، اسلامی چینل بند کروائے جا رہے ہیں تاکہ حضور ﷺ کی حدیث اور قرآن لوگوں تک نہ پہنچ پائے۔ مدرسے بند کئے جا رہے ہیں لیکن میں دھیمے لہجے میں کہتا ہوں کہ ہم تو کمزور ہیں لیکن Isalm is Power Quran is Power۔

شاہ جی نے فرمایا کہ جو خدا عاد و ثمود پر پہاڑ اوندھے کر سکتا ہے، سرکشوں کو بھی اوندھا کر سکتا ہے، آپ نے ہمت بندھاتے ہوئے کہا کہ محمد عربی ﷺ کے دین کا جھنڈا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اونچا رہے گا۔

ایک اہم سبق:

شاہ جی نے سامعین کو ایک نہایت اہم سبق دیتے ہوئے فرمایا کہ

حضور ﷺ کے دین کے نوکر بن کر بیٹھ جاؤ اور دین کی تعلیمات گھر گھر پہنچاؤ۔ فرائض کی ادائیگی کرواس سے پاور Power آتی ہے اور نفس دھلتا ہے۔

3۔ حقوق کی واپسی:

توبہ کے لئے تیسری چیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمائی کہ:

اگر کسی کا کوئی حق مارا ہے تو اسے ادا کرو، کسی سے کوئی چیز چھینی ہے، تو واپس کرو۔

شاہ جی نے نہایت سبق آموز واقعہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا:

شاہ جی کے بچپن کا سبق آموز واقعہ:

اپنے بچپن کا واقعہ سناتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ میں چھٹی یا ساتویں کلاس میں پڑھتا تھا ایک دن میرے بیگ میں سے دو قلم (پن) نکلے۔ والدہ نے پوچھا کہ آپ کے پاس تو ایک قلم تھا یہ دوسرا کہاں سے آیا۔ میں نے کہا کہ ایک ساتھی طالب علم کا ہے انہوں نے کہا کہ اس سے پوچھ کے لائے ہو میں نے کہا کہ نادانستہ طور پر بیگ میں آ گیا ہے تو والدہ فرمانے لگیں کہ میں اس وقت تک تمہیں سونے نہیں دوں گی جب تک یہ قلم اس ساتھی طالب علم کے گھر پہنچا کر نہیں آؤ گے۔

دوسرا واقعہ:

شاہ جی نے فرمایا کہ میں بچپن میں اپنے گاؤں میں لوگوں کے خطوط لکھا کرتا تھا تو میری والدہ نے مجھے سختی سے ہدایات کر رکھی تھیں کہ ایک گھر کا کاغذ دوسرے گھر میں نہیں جانا چاہیئے یہ امانت میں خیانت ہوتی ہے۔

تیسرا واقعہ:

شاہ جی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ جنگل سے گزرتے ہوئے کسی کی بکری کا دودھ دوہنا چاہا تو میری والدہ نے میری سخت پٹائی کی اور فرمایا کہ حرام کا دودھ پی کر سینے میں علم کا نور کیسے آئے گا۔

شاہ جی نے ایک خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا کہ جن اور تعویذ کا علاج ممکن ہے لیکن کسی غریب کی بد دعا کا علاج نہیں، اس لئے اگر کسی کا کچھ کھایا ہے تو اسے واپس کر کے معافی مانگئے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کا واقعہ سناتے ہوئے شاہ جی نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے شہادت کے وقت فرمایا کہ میرے بھائیوں کو بلاؤ یعنی حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم، پھر انہیں کہا کہ میں امانت کا معاملہ تمہارے سپرد کرتا ہوں اور رونے لگے فرمایا کہ قیامت کی ہولناک چیزیں دیکھ رہا ہوں اگر ساری دنیا بھی فدیہ میں دے دوں تو وہ قیامت بڑی ہولناک ہے۔ حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ آپ دعائے رسولؐ ہیں، آپ نے دین کی خدمت کی، اللہ آپ کا انجام اچھا کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ انہی باتوں کی قیامت والے دن گواہی دینا۔ حضرت عمرؓ کا سر حضرت ابن عمر کی جھولی میں تھا۔ آپ نے فرمایا مجھے زمین پر لٹا دو۔ حضرت ابن عمر نے پنڈلیوں پر سر رکھ لیا، لیکن آپ نے فرمایا کہ نیچے مٹی پر میرا سر رکھ دو، پھر عاجزی اور انکساری سے کہنے لگے کہ اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں مجھے معاف فرما دے۔

شاہ جی نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کا حساس ہونا دیکھئے، ان کی دردمندی دیکھئے اسی عاجزی، انکساری سے، حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمایا کرتے تھے کہ کاش! میں کسی مومن کے سینے کا بال ہوتا۔

ہمارے ذہنوں پر دستک دیتے ہوئے شاہ جی نے کہا آج کتاب اللہ اور رسول اللہ سے ہمارا تعلق کیسا ہے، عقیدہ کیسا ہے، نمازیں کیسی ہیں۔۔۔

پھر شاہ جی نے ہمت بڑھاتے ہوئے فرمایا:

All of us repairable۔ ہمارے ڈینٹ نکلنے چاہئے اور یہ ڈینٹ کہاں سے نکلیں گے؟

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک۔ الآیۃ

یعنی معافی حاصل کرنے کا دروازہ صرف اور صرف ذات رسول پاک ہے۔

4۔ کسی پر ظلم کیا ہے تو معافی مانگ لو:

سچی توبہ کی چوتھی شرط حضرت علی المرتضےٰؓ نے ارشاد فرمائی کہ اگر کسی پر کوئی ظلم کیا ہے تو اس سے معافی مانگی جائے۔

شاہ جی کا ایک اور واقعہ:

شاہ جی نے فرمایا کہ جب میں نے آٹھویں کا بورڈ کا امتحان پاس کیا تو میرے استاد بابا کریم جن

کی عمر 95۔ سال تھی چھ میل کا فاصلہ طے کر کے میرے گھر آئے اور مجھے کہنے لگے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ کو مارا تھا اپنے نانا کا صدقہ مجھے معاف کر دو۔

گویا اندر کی انا کو ختم کرنا ہوگا، اندر کے سرکش انسان کو ہدایت کا راستہ دکھاؤ۔ اگر دو لفظوں سے قیامت کا بوجھ ختم ہو جائے تو ہمیں اور کیا چاہئے۔ عفو کی مثال دیکھنا ہو تو حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو دیکھئے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے کسی مدنی کو مکہ میں امیر نہ بنایا بلکہ مکہ کے رہنے والوں کو ہی امارت سونپ دی اور ان لوگوں کو عہدے دیے جنہوں نے حضور ﷺ کو مکہ سے باہر نکالا تھا گویا حضور ﷺ نے مکہ والوں کو صرف معاف ہی نہیں کیا بلکہ معافی کے ساتھ ساتھ عہدے بھی عطا کئے۔

شاہ جی نے ایک اور سبق دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ محکم مسلمان بنیں، بکھرا ہوا مسلمان نہ بنیں، اللہ اور رسول کے ساتھ صحیح ہو جائیں۔

5۔ عزم:

سچی توبہ کی پانچویں خصوصیت حضرت علی المرتضٰی نے ارشاد فرمائی کہ توبہ کرنے والے کا ارادہ ہونا چاہئے کہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا، یعنی بندہ عہد کرے کہ آج کے بعد اللہ و رسول کی رضا کے ساتھ زندگی گزاروں گا اور یہ عقیدہ ذہن میں رکھے کہ اللہ اور مدینے والا آقا دیکھ رہا ہے۔

6۔ اطاعت:

چھٹی شرط ارشاد فرماتے ہوئے حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ توبہ کرنے والا حضور ﷺ کی اطاعت کرے۔

ایسا نہیں کہ پرانے زمانے میں گناہ نہیں ہوتے تھے بلکہ گناہ ہوتے لیکن حضور ﷺ انہیں دھو دیتے، حضور کے ایک کفش بردار صحابی تھے، ایک مرتبہ حضور ﷺ نے انہیں کسی کو بلانے کے لئے بھیجا راستے میں جاتے ہوئے ان کی نظر کسی عورت پر پڑ گئی، فوراً نظریں نیچی کیں، بھاگ کر جنگل میں چلے گئے، روتے رہے اور کہتے کہ میں نافرمان ہوں، مجھ سے بدنظری کا گناہ ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو نازل فرمایا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ اسے ڈھونڈ کر لاؤ، آپ دونوں جنگل میں گئے۔ ایک چرواہے سے اس صحابی کا پوچھا اس نے کہا کہ ایک نوجوان ہے جو روتا رہتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پکڑ لیا تو وہ صحابی کہنے لگے کہ

مجھے حضورﷺ کی بارگاہ میں اس وقت پیش کیجئے گا جب حضورﷺ نماز پڑھ رہے ہو، جب ان صحابی کو حضورﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو وہ بیہوش ہو گئے، سلام کے بعد حضور نے فرمایا کہ یہ آیت پڑھ لیں تو اللہ گناہ معاف فرما دے گا۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النا ر

وہ صحابی گھر گئے انہیں بخار ہو گیا، حضورﷺ ان کی تیمارداری کے لئے گئے اور ان کا سر اٹھا کے اپنی گود میں رکھا، تو کہنے لگے کہ حضورﷺ! میں گندہ ہوں اور آپ صاف ہیں یہ کہہ کر وہ صحابی واصل باللہ ہو گئے۔ ان کے نماز جنازہ میں حضورﷺ پنجوں کے بل چل رہے تھے، جب آپ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ اس جنازہ میں فرشتے ہی اتنے ہیں کہ زمین پر تل دھرنے کو جگہ نہیں۔

یعنی اگر احساس پیدا ہو جائے تو حضورﷺ اب بھی گناہ دھوتے ہیں۔

آخر میں سامعین کے ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا:

صاحبو!

میری غرض دینی ہے، آج مغربی قوتیں دین اسلام کو دبانا چاہتی ہیں، سپین میں عیسائیوں نے اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کی، یہاں تک کہ اگر کوئی منہ دھوتا تو اسے گولی مار دیتے کہ یہ مسلمان ہے اور وضو کر رہا ہے۔ اسلام دشمنوں نے بچوں کو کاٹا، عورتوں کو بے عصمت کیا۔ آج وہ پھر خواب دیکھ رہے ہیں کہ دنیا سے مسلمانوں کو ختم کیا جائے، مسلمانوں کے تمدن اور تہذیب کو ختم کیا جائے، آج تعلیم کے نام پر Teen Aged بچوں کو مغرب دھڑا دھڑ ویزے دے رہا ہے تاکہ وہ بدکاری سیکھ کر یہاں آئیں اور صحیح معنوں میں مسلمان نہ رہیں۔ میں اپنے سامعین سے التماس کرتا ہوں کہ حضورﷺ کے غلام کی حیثیت سے زندگی گزاریں۔ یاد رکھئے کہ دنیا میں کوئی طاقت ایسی پیدا نہیں ہوئی جو حضورﷺ کے دین کو مٹا سکے۔

اس طرح یہ سبق آموز، ہمت آمیز درس حدیث کا خطاب ختم ہوا۔ خطاب کے بعد تھوڑی دیر کے لئے ذکر اور پھر بھیگی آنکھوں اور سسکیوں سے دعا کی گئی۔ یوں لوگ اپنے دلوں میں اللہ و رسول کی اطاعت، گناہوں پر ندامت اور خدمت دین کا جذبہ ایسی نعمتیں لے کر اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے۔

محبت اور پیار کا آبِ حیات

ماسٹر احسان الٰہی قصوری

ماہنامہ دلیل راہ مارچ، اپریل 2010

ابومحی الدین محمد بہاؤالدین ایک روز اتفاق مسجد میں بندہ ناچیز سے خوش طبعی فرماتے ہوئے کہنے لگے کافی عرصہ سے آپ کی کوئی تحریر ماہنامہ ''دلیل راہ'' کے لئے نہیں آئی تو میں خوش گوار حیرت اور مسرت کی ملی جلی کیفیت سے مسرور اور سرشار ہوگیا کہ میری بھی کوئی تحریر دلیل راہ کی زینت بن سکتی ہے کیونکہ میں نے آج تک کبھی کوئی تحریر کسی رسالہ، اخبار یا میگزین وغیرہ کے لئے نہیں لکھی۔ ایک دو تحریریں صرف دلی جذبات سے مغلوب ہو کر ''دلیل راہ'' کی نذر کیں جنہیں شرف قبولیت بخشا گیا۔ محمد بہاؤالدین کی طرف سے حوصلہ افزائی اور ترغیب پر پھر چند الفاظ ٹامک ٹوئیوں سے جوڑنے اور توڑنے میں مگن ہوں اور یہ بے تکی سی تحریر ایک بار پھر قارئین کی بصارتوں سے گزارنے کی جسارت کر رہا ہوں، مگر حقیقت اور صورتحال یہ ہے کہ میں کوئی ادیب ہوں اور نہ لکھاری اور نہ ہی گرائمر کی ابجد سے شناسا، بلکہ میں تو بڑے بڑے اہل علم و دانش کے سامنے طفل مکتب بھی نہیں ہوں۔ میری ایم۔اے، ایم۔ ایڈ وغیرہ کی ڈگریاں فقط ایک جز وقتی اعزاز، بھاگ بھرم شاید والدین کی دعاؤں کا ثمر ہیں، وگرنہ علمی اور تعلیمی لحاظ سے اگر کوئی میری ڈگریوں کے حوالے سے انٹرویو یا میرے نالج اور قابلیت کا امتحان لینا شروع کردے تو زبان گنگ اور قلم ساکت ہو جائے اور یہ قلعی کھل کر سامنے آجائے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

کیونکہ دوران حصول تعلیم لائق فائق اور قابل رشک طالب علموں میں شمار نہ ہوتا بلکہ ہمیشہ تعلیم اور سکول سے چھٹی اور فرار کی تدبیریں ڈھونڈا کرتا تھا۔ اب تو خدا نے کرم سے نواز دیا اور قسمت نے یاوری کی کہ مرشد کریم قبلہ شاہ جی کی نسبت اور غلامی نے اپنا پٹا ڈالنے کے لئے اس ناچیز کو اعزاز بخشا جس سے بے مقصد، بے معنی اور بے کار زندگی بامقصد اور بامعنی بن گئی تحریر تو حافظ شیخ محمد قاسم لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں۔ دلیل راہ کی باقاعدہ اور مسلسل تحریر ''یادیں بھی اور باتیں بھی'' ان کی عمدہ، نفیس اور

شاہکار تالیف وکاوش ہے۔ یادوں، باتوں اور واقعات میں جان ڈال دیتے ہیں۔ حضرت شاہ جی کے روحانی لمحات اور شب وروز کے معمولات کی معلومات سے مستفید اور محفوظ فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ محمد بہاؤ الدین اور حافظ محمد قاسم دونوں ہی ظلِ سلمان رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں اور ایسے نگینے ہیں کہ جیسے فطرت نے ازل ہی سے ان قابل ستائش حضرات کو شاہ جی کی خدمت اور وفاشعاری کے لئے چن رکھا تھا اور یہ نگینے ایک نہایت ہی خوبصورت، قیمتی، انمول، نفیس، دلکش، نایاب اور نادر الشال ہیرے پر ایسی نفاست سے سجے اور پھبن آمیز ہوئے جیسے سونے پہ سہاگہ۔ چشم بد دور!

محمد بہاؤ الدین اتفاق مسجد کے روح رواں، شاہ جی کے خادم خاص، خلیفہ مجاز اور پروگرام سیکرٹری کے حوالہ سے ایک مخلص، دیانت دار، بردبار، دور اندیش، تحمل مزاج اور ہنس مکھ شخصیت کے آئینہ دار ہیں۔ درویش منش، نیک سیرت اور شریف الطبع فطرت کے مالک ہیں، کم کھانا، کم سونا، کم بولنا ان کا معمول اور شیوہ ہے، انتھک اور محنتی ہیں، ہر وقت ہشاش بشاش اور چاق و چوبند رہتے ہیں۔ شاہ جی کی لاہور آمد کے شیڈول ومصروفیات، لوگوں کے جم غفیر اور ان کے سوال وجواب، ٹیلی فون کالز، خط وکتابت، اشاعت وطباعت ودیگر بے شمار امور سے عہدہ برآ ہونا اور ان سے سرخرو ہونا آپ ہی کا خاصہ ہے۔

اتفاق مسجد ماڈل ٹاؤن لاہور ایچ بلاک میں رہائش پذیر شریف برادران کے زیر انتظام لاہور اور گردونواح کے ہزاروں لوگوں کے لئے روحانی، اخلاقی، دینی، فکری تربیت کی ایک پر تاثیر آماجگاہ ہے۔ الحاج میاں محمد شریف مرحوم ومغفور جو کہ اتفاق انڈسٹریز کے بانی وچیئرمین ہیں۔ اپنے نام کی مانند شریف النفس، نیک سیرت، پابند صوم وصلوٰۃ وتہجد، متقی، پرہیزگار، اصول پسند اور درد دل رکھنے والے رحم دل شخصیت تھے۔

علامہ طاہر القادری کے بعد قبلہ شاہ جی کا انتخاب اور دریافت میاں محمد شریف کی بصیرت، دانائی اور فہم وفراست کا منہ بولتا ثبوت ہے، جس سے زندہ دلانِ لاہور کی قسمت اور مقدر کا ستارہ چمک اور جگمگا اٹھا اور لاہور کے درودیوار ایک ولی کامل، عالم باعمل، منبع علم وعرفان، فخر السادات اور مسند رشد وہدایت کے علمبردار کے وجود سے شاداں اور فرحاں اور رقصاں وبے خود ہو گئے اور اپنے اذہان وقلوب کو اللہ پرستی، رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور درس حسینیت سے آراستہ وپیراستہ ہونے کے سلیقے اور ڈھنگ سے روشناس ہو گئے۔ میاں محمد شریف کو اس کار خیر اور صدقہ جاریہ کا اجر وثواب تا قیامت اور اس کے بعد بھی

ہمیشہ کے لئے اخروی زندگی کی کامیابی کی ضمانت وسند بنتا رہے گا۔میاں محمد شریف حضرت قبلہ شاہ جی سے بے حد عقیدت رکھتے تھے اور شاہ جی کے ارشادات کو حرف آخر سمجھتے تھے اور اسی طرح شاہ جی بھی میاں صاحب کا دلی احترام کرتے تھے اور آپ سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو کروٹ کروٹ آسودگی اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام ومرتبہ عطا فرمائے۔میاں محمد شریف کی عدم موجودگی اور رحلت کے بعد دیگر شریف برادران بھی شاہ جی کی بے حد عزت وتکریم اور ان سے عقیدت کی حد تک محبت رکھتے ہیں اور مسجد کی تعمیر وترقی تزئین وآرائش،نمازیوں اور زائرین کی سہولت کے لئے اسی انداز بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے خانہ خدا کو آباد وشاد رکھنے کے لئے ہر وقت کمر بستہ اور کوشاں رہتے ہیں۔اپنی دنیوی وفانی زندگی میں ابدی واخروی زندگی کی کامیابی اور سرخروئی کے لئے ثمرات مہیا کر رہے ہیں۔

اتفاق مسجد میں بارہ ربیع الاول،شب قدر،شب برأت،رمضان المبارک میں اعتکاف وشبینوں جیسے روح پرور اجتماعات کا خصوصی انعقاد اور انتظام کیا جاتا ہے۔پوری مسجد کو چراغاں کر کے بقعۂ نور بنا دیا جاتا ہے اور شاہ جی کی معیت بابرکات میں محفل نعت،درود وسلام،خطاب،نوافل،ذکر،نماز تسبیح ودعا کے مناظر ایک عجیب کیف،سرور اور مسرت وانبساط کی روحانی خیرات بانٹ رہے ہوتے ہیں اور یہ تصور بہت فرحت بخش اور دل پذیر ہوتا ہے کہ ہم کتنے خوش نصیب اور بلند نجت ہیں کہ آلِ رسول ﷺ اور ایک سید زادے کی آغوش محبت اور دامانِ لجپالی میں آگئے ہیں۔اسی طرح مسجد کے در وبام بھی پر بہار اور دلفریب نظر آتے ہیں جیسے وہ بھی بول رہے ہوں اور خوشی کا اظہار کر رہے ہوں کہ ہم بھی دوسرے عام پتھروں جیسے تھے لیکن خانہ خدا کو آباد کرنے کے ساتھ شاہ جی کی زیارت باتسکین کے شرف سے ہم جیسے پتھروں میں بھی جان آگئی ہے۔

اتفاق مسجد کی عمارت،فضا اور ماحول دیکھ کر ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے یہ عمارت،یہ در ودیوار،پنکھے، قمقمے وغیرہ بھی بے جان ہونے کے باوجود جان رکھتے ہیں۔انسیت،احساسات اور جذبات رکھتے ہیں۔ان میں بھی ایک نور ہے،ایک چمک ہے اور ہر آنے والے کو متاثر اور گرویدہ کرتے اور دعوت طہارت فکر ونظر پیش کرتے ہیں۔یہ سارے رنگ شاہ جی کی اتفاق مسجد سے وابستگی کے مرہون منت ہیں۔

راولپنڈی سے لاہور ہر جمعۃ المبارک کو عرصہ چوبیس سال سے شاہ جی کی تشریف آوری بھی ایک زندہ و

جاوید کرامت ہے۔ اتفاق مسجد میں چوبیس سال سے مفکر اسلام، مفسر قرآن شیخ الاسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ کا خطاب جمعۃ المبارک، محققانہ درس حدیث وفقہ، ماہانہ محفل ذکر، شب برأت اور شب قدر جیسی روحانی نشستیں تشنگانِ طلب راہ حق کے لئے رحمتوں کی برسات، روحانی تشنگیوں کی تسکین، قلب و روح کی زنگ آلودگیوں کی صفائی اور عصر حاضر کی حشر بپا عشرت سامانیوں کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں روشنیوں کے مینار، شبنمی قطروں جیسی سکون اور طراوت اور بادِ نسیم کی مانند دلکش اور معطر ہلوں کا پیش خیمہ ثابت ہو رہی ہیں۔ ہر محفل، ہر خطاب، ہر درس، ہر تحریر اور ہر دعا ایک نئی انقلاب انگیز اور فکر انگیز جہت کے ساتھ خدائے بزرگ و برتر کی توحید، آقا علیہ السلام کی رسالت، قرآنی تعلیمات اور درس حسینیت کے پیغام کی صورت میں ناکام و نامراد، بکھری ولٹی پٹی دہشت زدہ انسانیت کی دنیوی واخروی کامیابیوں و کامرانیوں کے لئے حوصلہ بخش نوید ہے، جو ذہنوں، قلبوں، روحوں، سماعتوں اور بصارتوں میں رچ بس کر زندگی میں ایک نئی امنگ، امید اور تحریک پیدا کر کے ضمیر میں حقیقی روح اجاگر کرتی چلی جاتی ہے۔ بڑے بڑے سکالرز، مشائخ عظام، علماء، خطباء، وکلاء، ڈاکٹرز، انجینئرز، طلباء، صحافی، مذہبی وسیاسی اکابرین سمیت ہر مکتبہ فکر کے لوگ شاہ جی کی زیارت اور علمی وروحانی سوغاتوں کا نذرانہ لینے کے لئے دور دراز سے کشاں کشاں، جوق در جوق اُمڈے چلے آتے ہیں اور اپنی پیاسی روحوں کو روحانی زمزموں سے سیراب کر کے سکون اور راحت حاصل کرتے ہیں اور خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ میری اپنی دلی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ایک جمعہ کی ادائیگی کے بعد دوسرے جمعہ کا انتظار بڑی خوشگوار بے قراری اور تڑپ کا موجب اور وصال لازوال کا باعث بنتا ہے، اگر کسی ناگریز وجہ سے کسی جمعہ یا ماہانہ محفلِ ذکر سے غیر حاضری ہو جائے تو دل اداس اور مغموم ہو جاتا ہے اور تادیر قلق کا احساسِ زیاں مہمیز کرتا ہے جیسے کوئی بہت ہی قیمتی متاع گم ہو گئی ہو اور ازالہ حاضری پر ہی ممکن الحصول ہوتا ہے۔ اتفاق مسجد سے انسیت اور شاہ جی کا قرب فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ بس چلے تو دن رات کا ہر لمحہ ہر ٹک ٹک اتفاق مسجد، مرشد کریم شاہ جی اور محمد بہاؤ الدین کی غلامی اور چاکری کے لئے وقف کر دوں۔

سید ریاض حسین شاہ کی قابل تقلید حیات پر تحقیقی مقالہ قلم کی نوک سے اوراق کی زینت بنایا جائے تو بندہ ورطۂ حیرت میں گم ہو کر رہ جائے کہ بظاہر ایک عکس لمعہ نور کا انسان کس طرح وقت کے ایک ایک لمحہ، ایک ایک ساعت، ایک ایک گھڑی اور سیکنڈ کو اللہ تعالی کے احکامات کی بجا آوری اور رسول

اللہ ﷺ کی سنتوں کے عین مطابق حق اطاعت میں بسر کرتا ہے۔ یہ شاہ جی پر خدائے لم یزل کی خاص رحمت، رسالت مآب ﷺ کی خاص عنایت اور آفتاب نقشبندیت، مہتاب مجددیت محمد جمشید المعروف لالہ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور شفقت کا فزوں تر ارزانی کا منطقی نتیجہ ہے۔ عبادت و ریاضت، ذکر و اذکار، دروس و تدریس، تصنیف و تالیف، میل ملاقات، ملکی و غیر ملکی تبلیغی دورہ جات و دیگر بے پناہ مصروفیات و معمولات سے عادلانہ توجہات کے باوجود شاہ جی ہر دم، ہر آن خوش و خرم، رنجان مرنج اور تازہ دم نظر آتے ہیں۔ چہرے پر شکن کی سلوٹیں نہ تھکاوٹ کے آثار اور نہ بیماری کی ظاہری علامات۔ ہمہ وقت شگفتگی اور مسکراہٹوں کی تحریک اور سیلان رحمت ہیں کہ بندہ بار بار ملنے کی تمنا اور خواہش رکھے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ڈنکے چار دانگِ عالم بجانے اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور رحمۃ للعلمین کے چشموں سے خیر الناس من ینفع الناس کے جام پلانے کی جستجو میں مصروف کار رہتے ہیں۔ حضرت قبلہ شاہ جی کی فکر قرآن سے مزین و مرصع اور عشق رسول ﷺ سے معمور بہت سی تصانیف کے علاوہ اتفاق اسلامک سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور سے ماہنامہ ''دلیلِ راہ'' کا اجراء مدتوں سے گم گشتہ اور بھٹکی ہوئی انسانیت کے نام ''صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہ کہو'' کا مژدہ ہے۔ خاص طور پر دلیل راہ کی تحریر گفتنی و ناگفتنی کا لفظ لفظ، حرف حرف وقت کے فرعونوں، متکبر حکمرانوں اور شاہی ایوانوں کے لئے صحت مند اور جرأت مندانہ للکار ہے۔ راہ حق کو چھوڑ کر ہندو و یہود کی باطل اور سرکش قوتوں سے ڈر ڈر، سہم سہم اور سرنگوں ہو کر زندگی گزارنے والے مردہ ضمیروں کے نام سبق آموز درس ہے کہ اپنا ناطہ محمد عربی ﷺ سے جوڑ لو اور اپنا بستر اس گلی میں لگا لو جس کوچے میں ہر گدا جلالِ سکندری اور تاج و تخت سلیمانی کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔

تخت سکندری پہ وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں
کس چیز کی کمی ہے آقا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

الغرض بھٹکی اور ٹھکرائی ہوئی انسانیت کے لئے امان اور سر اٹھا کے عزت و وقار سے جینے کی سلیقہ مندی کا راز صرف محسن انسانیت و کائنات تاجدار کون و مکاں کے در کا سچا غلام بننے اور امام عالی مقام کے عزم و

استقامت اور قربانی کے جذبے کو اپنا مشن بنانے میں پنہاں ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا اور التجا ہے کہ وہ وجہ تخلیق کائنات، فخر موجودات، تاجدار نبوت علیہ التحیۃ والثناء کے قدموں کی خیرات اور ان کے وسیلہ جمیلہ سے حضرت شاہ جی، اتفاق مسجد اور وبستگانِ اتفاق مسجد کا یہ نورانی، وجدانی، روحانی ماحول اسی طرح قائم ودائم رکھے اور اس میں مزید بے شمار رحمتوں، برکتوں، فضیلتوں کا نزول فرمائے۔ اس رنگ ونور کی فضا کو ہمیشہ کے لئے نظر بد سے محفوظ رکھے۔ تمام عالمِ اسلام اور اس میں بسنے والی امتِ مسلمہ کو اپنی پناہ اور حفظ وامان میں رکھے۔

آمین! ثم آمین! بجاہ سید المرسلین

سنی کانفرنس کلکمنگ ضلع ایبٹ آباد متصل مظفر آباد

سفرنامہ

حافظ محمد زبیر اعوان

ماہنامہ دلیل راہ جون 2010

یہ 29۔مئی 2010ء بروز ہفتہ شام کا وقت تھا اور ہم 30۔مئی بروز اتوار یعنی اگلے دن ہونے والے پروگرام ''سنی کانفرنس'' کلمنگ میں شرکت کرنے کے لئے مشاورت کر رہے تھے کہ ''شاہ جی'' کی مشاورت ٹیلیفون پر موصول ہوئی'' کہ پروگرام میں شرکت کے لئے قافلے کو بڑا نہ کیا جائے اور ساتھیوں کے ہمراہ راستے میں ناشتہ یا لنچ کرنے کے لئے کچھ اہتمام کر لیا جائے کہ ہو سکتا ہے پروگرام میں تاخیر ہو جائے ،مگر ہم اپنے وقت پر ان شاء اللہ پروگرام میں پہنچ جانا چاہتے ہیں تا کہ میزبان محفل علامہ محمد اسحاق صدیقی پریشان نہ ہوں۔ یہ مشاورت ہمارے لئے حکم کا درجہ ٹھہری اور ساتھ ہی اپنے مرشد کریم کے ہمراہ ''پکنک'' منانے کا خوبصورت بہانہ بھی'' البتہ اس کی مصلحت ہمیں پروگرام میں شرکت کے بعد پتہ چلی ،جس کا ذکر آخر میں کرنا بہتر ہے ،قبل اس کے کہ ہم پروگرام میں شرکت کریں۔

اس پروگرام کی اہمیت پر ایک نظر ڈالنا ضروری خیال کرتا ہوں۔علاقہ کلمنگ اگر چہ ضلع ایبٹ آباد کا ہی علاقہ ہے مگر اس کی جغرافیائی حدیں اسے مظفر آباد آزاد کشمیر سے جا ملاتی ہیں۔ایبٹ آباد سے اپنی گاڑی پر سفر بھی دو گھنٹوں سے زائد وقت میں طے ہوتا ہے۔اوپر سے سڑک زیر تعمیر ہے اور سونے پر سہاگہ کہ تمام راستہ چڑھائی کا ہے،لہذا عام گاڑی اس راستے پر لے جانا محال ہے ،مگر یہ راستہ علامہ محمد اسحاق صدیقی کے گھر کو جاتا ہے اور صدیقی صاحب سے ہمارے ''شاہ جی'' پیار کرتے ہیں اور یہ اعزاز کسی کو حاصل ہو جانا ہی بڑی حیرت اور خوشی کی بات ہے، جبکہ بندہ ''شاہ جی'' کے سنگیوں میں نہ ہو کر بھی سنگیوں کی دوڑ میں اتنا آگے نکل جاتا ہو کہ اس حالت عشق میں اسے صرف دیوانہ ہی کہا جا سکتا ہو۔علامہ محمد اسحاق صدیقی ایبٹ آباد اور حویلیاں کے درمیان شاہراہ قراقرم پر واقع قصبہ سلہڈ کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب و امام ہیں اور ساتھ ہی بچوں اور بچیوں کا حلقہ درس بھی چلا رہے ہیں۔ یہ مسجد بھی عین جی ٹی روڈ کے اوپر واقع ہے۔یہی وجہ ہے کہ اگر کبھی شاہ جی ان کی مسجد کے پاس سے خیالوں میں بھی ان کے نوٹس میں لائے بغیر گذر جائیں تو صدیقی صاحب خفا ہو جاتے ہیں اور یہ اظہار محبت صرف وہی کر سکتے ہیں ورنہ یہ اور بات ہے کہ کوئی شکوہ بھی نہ کر سکے۔

محروم زیارت تو کئی بار رہا ان کے قدموں کی یہ علامہ محمد اسحاق صدیقی کی جملہ اہل بیت اطہار اور ان کی آل سے محبت سمجھی جائے یا ہر سوموار کو با قاعدگی سے ایبٹ آباد سے راولپنڈی جا کر محفل ذکر میں شرکت کرنے کا صلہ" یا" ان پر خاص فضل الٰہی کہ حضور قبلہ مفکر اسلام علامہ پیر سید ریاض حسین "شاہ جی" مدظلہ العالی نے انہیں 30۔مئی کا وقت لکمنگ میں "درس حدیث" کے لئے دیا۔ جو علامہ صدیقی کی دیرینہ خواہش کی تکمیل تھی، مگر جب اشتہار سامنے آیا تو یہ "درس حدیث" کی محفل "جماعت اہل سنت علاقہ" لکمنگ" کی عظیم الشان "سنی کانفرنس" میں تبدیل ہو چکی تھی اور اس میں 100۔ کے قریب دیگر علماء کرام و مشائخ عظام اور قائدین اہل سنت کے نام شامل تھے۔ نظر بد سے بچانے کے لئے اشتہار میں انہیں بھی جگہ دی گئی، جن کی نقابتیں اور صحافتیں آج کل "گمشدہ" ہیں مگر وہ اشتہار کی "دھونی" کے طور پر اشتہار میں شہنشاہ نقابت بن کر اشتہار کی رونقوں کو دھندلا رہے تھے۔ یوں جو پروگرام لیا گیا وہ اشتہار میں پس منظر میں تھا۔ مگر شاہ جی منظر اور پس منظر سے مکمل طور پر واقف تھے۔

یہی وجہ تھی کہ آپ راولپنڈی سے 30۔مئی کو صبح آٹھ بجے ہی ہری پور کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ جس سے اس پروگرام کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، ورنہ دس بجے نماز چاشت کے بعد آپ کے ناشتے کا وقت ہوتا ہے اور اس کے بعد کہیں روانگی کا پروگرام بنتا ہے۔ ہری پور سے اشتیاق حسین کی گاڑی میں راجہ شمیم، انور اویسی، صاحبزادہ عبدالسلام ساجد، آغا عبدالرحمٰن ہزاروی ایک ڈرائیور کو لے کر شاہ جی کے سنگ ہو گئے، جبکہ بلال پردہ کلاتھ سے بھائی غلام مصطفیٰ کی محبتوں اور دعاؤں کو لے کر ساجد بھائی اور مودی بھائی بھی اپنی سوزوکی کیری وین میں علامہ طاہر شاہ، صفدر نواز خان، قاری منظور اور اشتیاق کو لے کر ہمراہ چلے۔ ایبٹ آباد سے اس قافلے میں علامہ بشیر القادری، ڈاکٹر محمد سلیم خان جدون، قاری مشتاق، محمد حنیف عباسی، حضرت شاہ، شفا شاہ، محمد نواز بھائی اور دیگر ساتھی دو مزید گاڑیوں میں ہمراہ ہو گئے۔ شاہ جی کے ساتھ تین گاڑیاں پہلے ہی پنڈی سے آئی تھیں، جنہیں شاہ جی کے اتنے قریب ترین سنگی چلا رہے تھے کہ ان کے نام لکھتے ہوئے قلم بھی کئی بار احتیاط کی سیڑھیوں کو غور سے دیکھتا ہے کہ کہیں بے ادبی میں لغزش نہ کر بیٹھوں کہ حافظ شیخ محمد قاسم ہوں، محمد عبدالحفیظ بھائی ہوں یا پھر برادرم یاسر فاروق علوی ہوں، یہ لوگ شاہ جی کے سامنے تحریر و بیاں میں احتیاط کرتے ہیں۔ اس دوران سندھو گلی سے قاضی صاحب اور جبڑی شریف سے صوفی باصفا علی الرحمٰن بھی سنگیوں کے ہمراہ تشریف لے آئے اور یوں یہ

قافلہ اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔ راستے میں ایک جگہ تقریباً 12 بجے دوپہر ناشتہ کم لنچ کیا گیا اور کیسے کیا گیا؟ یہ بیان تو کیا جاسکتا ہے، تحریر کرنا مشکل ہے۔ ویسے بھی اگر سفر کی ایک ایک بات لکھی جائے تو یہ علیحدہ کتاب بن سکتی ہے۔ بس اتنا کافی ہے کہ اصل جلسہ اور محفل یہی تھی جو پہاڑ کی اس چوٹی پر انعقاد پذیر ہو چکی تھی، آگے تو حاضری مقصود تھی، کیونکہ یہاں تلاوت ونعت کے ساتھ شاہ جی نے دورہ حدیث شریف کے سبق کا بھی ایک ساتھی کو آغاز کرا دیا تھا اور شاہ جی نے کیا درس دیا، اس پر روشنی صرف قاسم بھائی ہی ڈال سکتے ہیں، ہمیں تو اتنی سمجھ آئی کہ شاہ جی فرمار ہے تھے کہ یاد رکھو! ''مخلوق کے سامنے بادشاہ ہو کر رہنے سے خالق کے سامنے فقیر بن کر رہنا زیادہ بہتر ہے''۔

راقم الحروف نے اس طالب علم ساتھی کو غور سے دیکھا کہ کہیں اس ساتھی کے نصیب میں بادشاہت کا دروازہ تو نہیں کھلنے والا۔۔۔ کیونکہ کبھی ایک ایسی ہی بات علامہ محمد الیاس علوی کو بھی کی گئی تھی، جو اس سفر میں ہمراہ تھے اور آج کل جرمنی میں ہوتے ہیں اور پاکستان آ کر بھی اس قدر مصروفیت رہتی ہے کہ سنگیوں سے ملاقات کا وقت بھی نہیں ملتا۔ دعوت قبول کرنا تو بڑی بات ہے۔ علامہ الیاس علوی جن دنوں جرمنی کے لئے روانہ ہونے والے تھے اور شاہ جی سے ملنے تشریف لائے تھے تو شاہ جی نے انہیں تین نصیحتیں فرمائی تھیں جن پر وہ کاربند ہیں۔ ان میں سے ایک نصیحت یہ بھی تھی کہ ''رزق کی فکر مت کرنا کیونکہ وہاں بھی روزی اس رب نے دینی ہے جو کوشالی کے پہاڑوں اور ایبٹ آباد کی وادیوں میں رزق پہنچا تا رہا ہے اور منڈی کے بیوپاریوں کی طرح بولیاں مت لگانا''۔ آج ہم الیاس علوی کو دیکھتے ہیں تو سمجھ آتی ہے کہ ''شاہ جی'' نے اس وقت کیوں یہ نصیحت لگائی تھی۔ اللہ تعالیٰ علامہ الیاس علوی کو استقامت عطا کرے اور انہیں مرشد کریم کی باتوں پر قائم رکھے کہ آج کل ان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم ہے اور ہم سوچتے ہیں کہ شاید اسی وقت کے لئے انہیں یہ نصیحتیں تحفہ کی گئی تھیں۔

خیر یہاں سے قافلہ آگے چلا اور کچھ دیر سفر اور نمازِ ظہر کی راستے میں ادائیگی کے بعد جب ککمنگ پہنچے تو علامہ محمد اسحٰق صدیقی اور اہل علاقہ کی محبتوں کا جم غفیر نظر آیا۔ ہر طرف اشتہارات اور خیر مقدمی بینرز کا سایہ نظر آرہا تھا۔ مسجد کے بجائے پروگرام کھلے میدان میں کیا گیا تھا، مگر ہزاروں افراد کا اجتماع اپنے میدان سے نکل کر مکانات کی چھتوں اور سائیڈوں پر کھلی اراضی میں پھیل چکا تھا۔ مظفر آباد گڑھی حبیب اللہ، بوئی، بیسال اور دیگر علاقوں کی پہاڑیوں سے بھی لوگ اس قدر تعداد میں جمع تھے کہ یوں لگتا

تھا جیسے آج ان کے من کی مراد بر آئی ہو۔ وہ شاہ جی کی ایک جھلک دیکھنے کے بھی متمنی تھے۔ آپ کے خطاب سے پہلے قاری محمد مشاق کی نعت تھی، جس کی دعوت دینے جب علامہ اسحٰق صدیقی کے بیٹے محمد سلیم صدیقی آئے، توانہوں نے اہل بیت اطہار کے پانچ خصائص اور آلِ پاک میں سے جگر گوشہ آلِ رسول حضور قبلہ سید ریاض حسین شاہ جی کے بارے میں اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔ علامہ اسحٰق صدیقی نے سپاسنامہ پیش کیا۔ اس سے قبل صبح 9۔ بجے سے 4۔ بجے تک علمائے کرام نے مختلف موضوعات پر بیانات کئے، مگران میں سے خصوصی خطاب مناظرِ اہل سنت فاضلِ نوجوان علامہ مفتی محمد حنیف قریشی کا رکھا گیا تھا۔ جنھوں نے اہل سنت و جماعت کا مفہوم سریلے انداز میں جب واضح کیا تو عوام جھوم اٹھی۔ مسکراہٹیں عوام کے لبوں سے اڈرہی تھیں۔ مفتی صاحب کا ایک کمال یہ بھی دیکھا کہ جس آستانہ عالیہ طوری شریف پر ان کی بیعت کا رشتہ ہے۔ ان سب صاحبزادگان ومشائخ عظام کے سامنے انہوں نے بہت کھل کھلا کر خطاب کیا، سٹیج پر بڑی بڑی قابل قدر ہستیوں نے جب شاہ جی کو اپنی محبت کے جھرمٹ میں خطاب کی دعوت دی تو سورج بھی بڑی بڑی کنوپیوں اور شامیانوں کی حدود کراس کر کے براہِ راست شاہ جی اور سامنے بیٹھے عوام کو دیکھنے کی پوزیشن میں آچکا تھا۔ سواچار سے وقت اوپر ہوگیا تھا عوام صبح سے لنگر کے بغیر لنگر انداز تھے۔

آستانہ عالیہ طوری شریف سے پیر الشاہ محمد کمال کاظمی، آستانہ عالیہ ہنگی شریف سے سید غلام مرتضٰی شاہ، مانگل شریف سے سید عارف حسین شاہ گیلانی گولڑہ شریف کے خادمِ خاص برائے تقسیم لنگر شریف سید غلام مصطفٰی شاہ اور جماعت اہل سنت کے مختلف سطحوں کے عہدیداران، علماء کرام ومشائخ عظام کا جم غفیر سٹیج پر اس طرح جلوہ افروز تھا کہ سٹیج خود ایک جلسہ گاہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ ایسے میں لگ یہ رہا تھا کہ یہ عوام اب بیٹھے والی نہیں۔ شاہ جی کے خطاب کے درمیان ایک مرتبہ بجلی چلی گئی۔ تو خطاب روکنا پڑا اور دوسری مرتبہ اذانِ عصر سننے کے لئے شاہ جی چپ ہوگئے گویا یہ اعلان تھا کہ جو چاہے اٹھ کر چلا جائے مگر یوں لگتا تھا کہ اگر شاہ جی مزید دو گھنٹے بیٹھے رہتے تو عوام وخواص نے نہ اٹھنا تھا۔ ویسے بھی ماحول تو اس وقت مسکراہٹوں سے ہٹ کر آنکھوں میں آنسوؤں کی رم جھم کی لڑیاں سب کے لئے پرو چکا تھا۔ جب شاہ جی نے اس سیدزادی کا قصہ چھیڑا جسے تقسیم ہند کے وقت سکھ اٹھا کے انڈیا لے گئے تھے اور اس سے ایک نے شادی کر لی تھی اور پھر برطانیہ میں اسی سیدزادی کے بیٹے نے اپنی ماں سے ٹیلیفون پر

شاہ جی کی بات کرائی، تو 72۔لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔نہ جانے یہ ذکر شاہ جی نے وہاں کیوں چھیڑا؟ کہیں آج کی علیت اور پیری بھی ایسے لوگوں کے ہتھے تو نہیں چڑھ گئی؟ جنہیں خود اس مقام کا اندازہ نہیں ہے۔شاہ جی نے سٹیج پر بیٹھے بلند اقبال مشائخ وعلماء کرام سے معذرت کی اور آلِ پاک کا تذکرہ کرتے ہوئے اشارہ کیا کہ ان لوگوں کی بیعت کرو کہ جب تک یہ ذائقہ چکھو گے نہیں تو مزہ کیسے لو گے۔آپ نے اپنے خطاب میں اس اسی سالہ بوڑھی عورت کا بھی حوالہ دیا جس نے اپنی عقیدت میں ان کے ہاتھ کو بوسہ دے دیا تھا، مگر شاہ جی نے اس کا بُرا منایا تو عورت نے کہا کہ میں تو اسی سالہ بوڑھی ہوں۔مگر شاہ جی نے فرمایا کہ ''میرے حضور ﷺ کی شریعت تو جوان ہے''۔

آپ کے درس حدیث اور ذکر وفکر کی گفتگو نے نہ جانے کتنے ضمیروں کو جھنجوڑا، کتنے بند تالے کھلے اور کتنے انا کے بت پاش پاش ہوئے۔آپ کی گفتگو مختلف مسائل کا احاطہ کئے ہوئے تھی۔یہی وجہ تھی کہ ہر مکتبہ فکر کے لوگ بڑی گہری ساعتوں کے ہمراہ ان کی گفتگو کو دلوں میں جگہ دے رہے تھے۔

برادرم شیخ محمد قاسم کا قلم ہوتا تو شاہ جی کی گفتگو کا ایک ایک لفظ کمپیوٹر کی طرح کاغذ پر رونقیں بکھیر رہا ہوتا، مگر یہ قلم تو اس ہاتھ میں ہے جسے عمر کے چوالیسویں سال میں کمرۂ امتحان میں بٹھا دیا گیا ہے، نہ صحافت باقی رہی ہے، نہ تحریر میں مزہ رہا ہے، نہ بیان کے لئے زبان باقی رہی ہے، نہ علم ہے، نہ عمل ہے، بس اک شوق ہے کہ ''کوئی بولتا رہے میں لکھتا رہوں، کوئی سامنے رہے میں دیکھتا رہوں، کوئی شفقتیں لٹاتا رہے اور میں سمیٹتا رہوں۔شاید میں بھی اسی عوام میں سے تھا جو صرف دیکھنے اور سننے آئی تھی مگر جاتے جاتے وہ کچھ چھوڑ گئی اور کچھ لے گئی۔صبح سے شروع اس ''عظیم الشان سنی کانفرنس'' کا اختتام ایسے ہی ہونا شاید مقدر تھا کہ شاہ جی نے درود وسلام کے بعد دعا کرائی تو میزبان محفل کو بھی پتہ نہ چل سکا کہ شاہ جی آئے تو ایبٹ آباد کی طرف سے تھے مگر بغیر کھانا کھائے وہ اچانک کہاں چلے گئے؟ بس اتنا پتہ چلا کہ ان کی گاڑی گڑھی حبیب اللہ بوئی کے راستے پر مڑ گئی۔ایک پہاڑی کے دامن سے نکلنے والے چشمے کے پاس نماز عصر ادا کی گئی تو لالہ جی علیہ الرحمۃ کے شاہ جی کی زبان سے نکلے ہوئے وہ تذکرے یاد آئے کہ کبھی پہاڑوں کے دامن میں اور کبھی پہاڑی چشموں کے کنارے وہ محفل ذکر اور نماز کی ادائیگی کے لئے بیٹھا کرتے تھے اور عشاق ان کے گرد حلقہ بنائے توحید الٰہی کے جلووں سے سرشار ہوا کرتے تھے، یہیں سے پھر ایسی تیزی کے ساتھ سفر جاری ہوا کہ صرف اہل لوگ اور اہل سواریاں ہی ساتھ رہ

سکیں، نااہلوں کوتو پہلے بھی چلنے کا سلیقہ نہ تھا وہ کس کے ہمراہ بیٹھ کراتراتے تھے، آج اوقات کا پتا چل گیا، نااہلی آڑے آ گئی تھی۔شاہ جی کی گاڑیاں بالاکوٹ کی طرف مڑ گئیں اور نااہلوں کی سواریاں مانسہرہ کی طرف مڑ گئیں، یوں لگتا تھا کہ کمزوروں کی آزمائش کا دن تھا علامہ اسحٰق صدیقی وسیع لنگر تیار کروا کر بھی اپنے خاص مہمانوں کی تواضع سے محروم رہے اور نہ جانے کب تک یہ داغ سینے میں لے کر چلتے رہیں اور ادھر نااہلوں کا ٹولہ اپنی قسمت پر ماتم کرتا رہا، مگر شائد اس میں بھی ان کے لئے سبق تھا اور سبق کا پتہ لگ جائے تو لینے میں دیری کرنا بدنصیبی ہے۔سمجھ آ گئی کہ کیوں اس دفعہ راستے کے لئے ابتداء ہی سے تناول ماحضر ہمراہ رکھا گیا مگر کیا کریں ہر انسان کی عادات اور مزاج جدا جدا ہیں۔جس طرح ہم جیسے نااہل لوگوں کی بھی عادات جدا جدا ہیں۔محبت کی پکی پکائی روٹی کی عادت پڑ جائے تو اپنا آٹا گوندھنا مشکل لگتا ہے۔علامہ اسحٰق صدیقی کو بھی یہ عادت تو پڑ ہی گئی تھی کہ وہ خدمت کا موقع جی ٹی روڈ پر بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے چہ جائیکہ ان کے آبائی گاؤں سے شاہ جی اور ان کے ہمراہی ویسے ہی واپس آ جائیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کوتاہی کا ازالہ ہو اور صرف خفیہ محفل ذکر الٰہی کے لئے شاہ جی کو راضی کیا جائے۔جس میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔صرف ہری پور کے سنگی ہوں اور لکنمگ کا لنگر ہو، جو شاہ جی کے ہمراہ ہو کہ کچھ غریبوں کے ٹوٹے دل جڑ جائیں گے۔اس میں سرکار کی آل پاک کے وسیع قلب میں کیا کمی واقع ہو گی۔قرارداد ہماری مگر منظوری کرانا توفیق الٰہی سے صدیقی صاحب کی دیوانگی کا کام ہے۔

محبت میں ہے منزل سے بھی خوشتر جادہ پیمائی

تاجدار صداقت کانفرنس

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ جولائی 2010

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی ذات گرامی عظمت و بلندی کا وہ مینارہ نور ہے کہ خود آقا حضورﷺ نے فرمایا: ''میری امت پر واجب ہے کہ میرے صدیق سے محبت کرے''۔ گویا محبت صدیق سے جو سینہ خالی ہوگا وہ محبت رسول کے نور سے جگمگا نہیں سکتا اور جہاں نورِ عشق محمدﷺ کے جلوے نہ ہوں وہاں محبتِ الٰہی جنم نہیں لے سکتی یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف اکثر و بیشتر جناب سیدنا صدیق اکبرؓ کے ذکر کی محافل سجاتے رہے تاکہ گلشن محبت کی آبیاری ہوتی رہے اور اگلی نسلوں تک یہ پیغام پہنچتا رہے کہ ہمیں سیدنا صدیق اکبرؓ سے محبت کرنا ہے، ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہے اور ان کے دامنِ صدق و وفا میں پناہ لینی ہے۔

اسی مقصد کے پیش نظر دربار حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے احاطہ میں جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام 12۔جون 2010 کو''تاجدار صداقت کانفرنس'' کا اہتمام کیا گیا، جس میں جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی امیر جگر گوشہ غزالی زماں پروفیسر پیر سید مظہر سعید کاظمی اور مرکزی ناظمِ اعلیٰ مفسر قرآن، مفکر اسلام پیر سید ریاض حسین شاہ کے علاوہ علامہ قاری خالد محمود، پروفیسر محمد عبدالعزیز نیازی، پیر سید شمس الدین بخاری، صاحبزادہ محمد رفیق شاہ جمالی، ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، مفتی محمد رمضان سیالوی، قاری عارف سیالوی، پیر سید ناظم حسین شاہ، علامہ ظفر محمود فراشوی، قاری محمد نذیر قادری، قاری فیروز صدیقی، مولانا سلیم ہمدمی، پیر نور الٰہی انور، قاری رب نواز، قاری اسلم نواز سعیدی، و دیگر کثیر علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ کانفرنس کے روحِ رواں اور منتظم خطیب عصر حضرت علامہ مفتی محمد اقبال چشتی تھے جبکہ مہمان خصوصی پیر سید اصغر علی گیلانی (چن پیر)، پیر میاں محمد معروف اور پیر انتصار الحق شاہ تھے۔

تلاوت و نعت کے بعد سب سے پہلے ملتان سے تشریف لانے والے علامہ صادق سیرانی نے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا لقب آسمانوں میں عتیق ہے۔ آپ کی صحابیت کا ذکر قرآن میں صراحتاً موجود ہے۔ تاریخ التواریخ میں ہے کہ امام باقرؓ سے تلوار پر

چاندی کا دستہ لگانے کا سوال کیا گیا تو آپ نے دستہ لگانے کی اجازت دے دی اور فرمایا سیدنا صدیق اکبر نے لگایا تھا، پوچھا گیا کہ آپ بھی صدیق کہتے ہیں تو فرمایاہاں وہ صدیق ہیں، صدیق ہیں، صدیق ہیں۔

جماعت اہل سنت لاہور ڈویژن کے امیر پروفیسر عبدالعزیز نیازی نے کہا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اگر صدیق اکبر کا نام محبت سے لیا جائے تو گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ صدیق پر اسلام ناز کرتا ہے۔ ایمان لانا ہے تو صدیق کی طرح لاؤ۔

جماعت اہل سنت پنجاب کے نائب امیر رفیق شاہ جمالی نے کہا کہ حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہجرت کی رات اپنا ہمسفر بنایا۔ راستے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو کاندھوں پر اٹھالیا اور اس حالت میں حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سر پر تھے، یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سر پر حضور ﷺ کا سایہ ہے اور صدیق اکبر حضور ﷺ کی سواری ہیں۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فاروق سلطان نے کہا کہ میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت اور آپ کا شکر ہر امتی پر واجب ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کو اگر ایک پلڑے میں رکھا جائے اور باقی سب لوگوں کے ایمان کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلڑا سب سے بڑھ جائے گا۔

ملتان سے تشریف لانے والے دور حاضر کے معروف خطیب حافظ فارق خان سعیدی نے کہا کہ دنیا میں ایک ارب 30۔کروڑ کے قریب مسلمان پائے جاتے ہیں، مسلمانوں کی کئی حکومتیں ہیں، وسائل وذخائر ہیں لیکن آج کلمۃ الحق کہنا مشکل ہے، لیکن ساڑھے چودہ سو سال پہلے کفر وشرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی آواز پر لبیک کہا اور تبلیغ اسلام کا کارنامہ احسن انداز سے پورا فرمایا۔

جماعت اہل سنت لاہور کے امیر معروف عالم دین، یادگار اسلاف پیر سید شمس الدین بخاری نے کہا کہ ہمیں اللہ کے سب بندوں سے محبت ہے، اہل بیت، صحابہ، اولیاء سب سے ارادت، عقیدت اور محبت ہے، اس لئے کہ صحابہ ستارے ہیں، اہل بیت کشتی، کامیابی اسی میں ہے کہ ستاروں پر نظر رکھتے ہوئے اہل بیت کی کشتی پر سوار ہوا جائے، جو صدیق کو نہ مانے وہ لا الہ الا اللہ کا قائل نہیں۔ پیر شمس الدین بخاری کے خطاب کے بعد قاری عبدالغفار نقشبندی نے محبت بھرے انداز سے تلاوت کلام پاک سے حاضرین کو محظوظ کیا اس کے بعد علامہ فیض بخش رضوی نے خطاب کیا انہوں نے کہا کہ حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا اہل ایمان کے ایماندار ہونے کی نشانی ہے۔ سید ضیاء محی الدین قادری الگیلانی نے کہا کہ حضور اللہ کی طرف سے سچ لے کر آئے اور اس سچ کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تصدیق فرمائی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ رہے، اگر حضور مکہ میں ہیں تو صدیق مکہ میں، حضور مدینہ میں ہیں تو صدیق مدینہ میں، حضور بازار میں ہیں تو صدیق بازار میں اور اگر حضور مزار میں ہیں تو صدیق مزار میں بھی ساتھ ہیں۔

جماعت اہل سنت پنجاب کے امیر معروف عالم دین استاذ العلماء علامہ قاری خالد محمود نقشبندی نے کارکنان کو ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ جماعت اہل سنت کے لئے وقت اور مال کی قربانی دیں تا کہ مسلک حق اہل سنت و جماعت ترقی پذیر ہو۔ آپ نے شرکاء کو کانفرنس میں شریک ہونے پر خلوص دل سے ہدیہ تبریک پیش کیا۔ اس کے بعد عالم اسلام کے شعلہ بیاں مقرر، جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ اور صداقت اسلام کانفرنس کے روح رواں جناب مفتی محمد اقبال چشتی نے کہا کہ حضرت صدیق اکبر حضور ﷺ کے ساتھ سایہ بن کر رہے۔ انہوں نے فرقہ واریت کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے کہا کہ کچھ لوگوں نے صدیق رضی اللہ عنہ کو لیا اور علی کو چھوڑ دیا جبکہ کچھ لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کو لیا اور صدیق رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا، انہوں نے کہا کہ صدیق رضی اللہ عنہ کو پیار کرو علی رضی اللہ عنہ کا امام سمجھ کر اور علی رضی اللہ عنہ کا حیا کرو صدیق رضی اللہ عنہ کا مولیٰ سمجھ کر۔ انہوں نے کہا کہ مصطفےٰ کریم ﷺ کے ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ اور سب صحابہ لاجواب ہیں۔ ہمیں سب سے محبت کرنی چاہیے۔

برطانیہ سے تشریف لائے ہوئے عالم اسلام کے مشہور و معروف سکالر علامہ ظفر محمود فراشوی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فتنوں کی سرکوبی کے لئے محبت اہل بیت بھی ضروری ہے اور محبت صحابہ بھی ضروری ہے۔ یہود و نصاریٰ کی جانب سے گستاخانہ کارروائیوں پر بات کرتے ہوئے علامہ ظفر محمود فراشوی نے کہا کہ یہود و نصاریٰ گستاخانہ خاکوں سے ہماری غیرت کو چیلنج کر رہے ہیں، 23 سالوں میں حضور ﷺ نے جس جماعت کی تربیت کی جناب صدیق رضی اللہ عنہ اسی جماعت کے امیر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ جس کو اللہ اور رسول نے ہمارے دین کے لئے چنا، ہم نے اپنی دنیا کے لئے اسی کو چن لیا۔ جناب ظفر فراشوی نے کہا کہ دور صدیق اکبر میں مسیلمہ کذاب سے جنگ کے دوران حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ''یا محمداہ'' کا نعرہ لگوایا۔ جناب علامہ ظفر محمود فراشوی کے خطاب کے بعد

جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام تقریری مقابلہ میں اول دوم اور سوم آنے والے طلباء میں انعامات بھی تقسیم کیئے گئے، جن کے نام ترتیب وار درج ہیں، ادارہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی کے طالب علم عامر عثمان نے مقابلے میں اول پوزیشن حاصل کی، جڑانوالہ سے اعجاز المصطفیٰ نے دوم اور فیصل آباد سے رانا محمد بیدار بخت نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ خصوصی انعام کے حقدار فدا المصطفیٰ قرار پائے۔ اس کے بعد جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر اسلام مفسر قرآن پیر سید ریاض حسین شاہ کو مفتی محمد اقبال چشتی نے دعوت خطاب دی۔ سارا مجمع گویا ہمہ تن گوش ہو گیا شاہ صاحب یوں گویا ہوئے:

قافلہ اہل سنت کے قائد، جگر گوشہ غزالی زماں، فخر السادات حضرت علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی، قاری خالد محمود، خطیب الاسلام مفتی محمد اقبال چشتی، عظیم مشائخ عظام، ساداتِ کرام، علمائے کرام اور برادران دین وملت! صوبہ پنجاب کو خوبصورت اجتماع پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس زمانے میں 2۔ آدمی بھی اکٹھے کرنا محبتوں کا امتحان ہے یہ اجتماع ان کی اعلیٰ قیادت کی دلیل ہے۔ آج ہم داتا صاحب کے روضے کے سائے میں بیٹھے ہیں۔ داتا صاحب نے صدیق رضی اللہ عنہ سے پیار کا اظہار ایک روایت سے کیا ہے۔ رحمت عالم کے مزاج شناس اور حضور ﷺ کے خادم خاص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو! دنیا فانی ہے، احوال عارضی ہیں، سانسیں گنی چنی ہیں لیکن ہم میں سستی موجود ہے۔ آج ہمیں اس قول کی روشنی میں اپنے احوال کا جائزہ لینا چاہئے۔ پرسوں جلسہ میں شرکت کے لئے جانے لگا تو چڑھائی تھی ایک آدمی نے کہا شاہ صاحب! اس دنیا میں ایک دفعہ آئے ہیں ہمت سے چلو۔ دوبارہ زندگی نہیں ملے گی۔

ارشاد گرامی کی روشنی میں احتساب کرو کہ دین کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

کبھی شام کے وقت سورج دیکھو تو چھوٹا نظر آتا ہے، حالانکہ چھوٹا نہیں ہوتا دراصل آپ دور ہیں، بڑے آدمی کو چھوٹا وہی سمجھتا ہے جو دور ہو یا پر غرور ہو۔

صدیق کو چھوٹا سمجھنے والا خود چھوٹا ہے، عزت والا چھوٹا نہیں ہو سکتا۔ عمر ابوبکر کی نیکیوں سے ایک نیکی ہے۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ کے لئے مشاورت کی تو عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بھیجوں یا نہ بھیجوں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ابوبکر! وقت نہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جہالت کے زمانے میں تو بہت مضبوط تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا 16۔ سال کے اسامہ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر عمر رضی اللہ عنہ راہ جہاد کو نکلے گا۔ حضور ﷺ کے وصال کے وقت جب تمام صحابہ کے اوسان خطا ہو چکے تھے جناب صدیق نے فرمایا:

وما محمد الا رسول

یعنی حضور ﷺ ادھر رہیں تو بھی رسول ہیں اور روضہ میں ہوں تو بھی رسول ہیں۔

انداز حکمرانی کیا تھی ؟ کوئی بادشاہ دیکھا ہے جو شہریوں کی بکریوں کا دودھ دھو دیا کرے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سوائے انبیاء کے پہلوں اور پچھلوں میں سب سے افضل ہیں۔

شاہ جی کے خطاب کے بعد جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی امیر حضرت علامہ پیر سید مظہر سعید کاظمی صدارتی خطاب کے لئے تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محفل سجاتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی محفل ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحیح معنوں میں پروانۂ رسالت تھے بلکہ گھر کے ہر فرد کو پروانہ بنادیا تھا۔ غزوہ تبوک میں سارا سامان لے آئے تھے، لیکن یہ ایک مرتبہ نہیں بارہا ایسا ہوا۔ جب ابوقحافہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بچوں سے کہا کہ ابوبکر سارا سامان لے گیا ہے اور تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑا تو بیٹی نے پتھروں پر چادر ڈال کر کہا کہ دیکھیں یہ سامان ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے ابھی اعلان نبوت نہیں فرمایا تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یمن میں تجارت کے لئے گئے، ایک شخص نے غور سے دیکھا اور پوچھا کہ کیا آپ اہل حرم سے ہیں؟ فرمایا: ہاں، پوچھا قبیلہ بنی تیم سے ہیں؟ فرمایا: ہاں، کہنے لگا کہ اپنا پیٹ دکھاؤ آپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ عالم ہوں، آخری نبی کی نشانیاں معلوم ہیں، دو شخص ایسے ہیں جس سے سارے عالم کو فائدہ ہوگا ایک پکی عمر کا اور ایک جوان ہوگا اور اس کے پیٹ پر ناف کے اوپر کالا تل ہوگا۔ ابوبکر نے قمیض اٹھائی تو کالا تل موجود تھا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ مبارکباد دیتا ہوں کہ نبی ﷺ کے صدقے جو شان تمہیں ملے گی کسی کو نہیں ملے گی، اس کے بعد اس شخص نے نعت پڑھی۔ ادھر حضور نے اعلان نبوت فرمادیا۔ مکہ کے کافروں نے کہا کہ ابوبکر کا انتظار کرو جو کہے گا عمل کریں گے، ابوبکر پہنچے رات کو کفار آگئے اور حضور ﷺ کے اعلان نبوت کا بتایا صبح حضور کے پاس گئے، بچپن کے ساتھی تھے، اعلان نبوت کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ایک ہے دلیل پوچھی تو فرمایا یمن کا شیخ دلیل ہے، جس نے نعت پڑھی تھی تو آپ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔

امیر اہل سنت کے خطاب کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا اور امیر محترم کی دعا کے ساتھ ہی یہ نورانی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

حرمین کی یادیں۔۔۔شاہ جی حرمین میں

دست گیرِ بندۂ خاص الہ

صاحبزادہ حسنات احمد مرتضے

ماہنامہ دلیل راہ اگست 2010

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ ہر صاحب حیثیت مسلمان پر اس کی ادائیگی لازم ہے۔ حج ادا کرتے ہی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ حدیث شریف کے مفہوم کے مطابق حاجی گناہوں سے یوں پاک ہوتا ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوتا ہے۔ حج کردار سازی کے لئے انتہائی اہم وسیلہ ہے۔ اس کے فرض ہوتے ہی اس کو ادا کرنے کی سعی کرنا اور حرمین شریفین کی حاضری ایک مسلمان کے لئے سرمایہ حیات بھی ہے اور وسیلہ نجات بھی۔

کوئی چاہے مجھ کو لینا
تو حوالہ دے انہی کا
مرا مدتوں سے اب تو
یہی دام چل رہا ہے

عبادت وریاضت میں منزل آشنا کرنے والے راہبر وراہنما کا میسر آنا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہی ممکن ہوتا ہے، وگرنہ کتنے لوگ خود ہی ہادی ومربی کے بغیر بہت دور جا بھٹکتے ہیں اور بہت سے صراط مستقیم کی آشنائی کے تصور سے بھی بعید، خود بھی اور دوسروں کو بھی غفلت کے اندھیروں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ بہرحال ان لوگوں کو اپنے الہ کا شکر ادا کرنا چاہئے جن کو منزل مقصود کی راہوں میں ڈالنے والے ہادی ومرشد نصیب ہو جاتے ہیں۔ شاکرین کی جماعت کا ادنیٰ اور تہی دامن خادم ہونے کے اعتبار سے رب کریم کا شکر بجالاتا ہوں کہ مجھ جیسے نکمے کو بھی قائد اہل سنت علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ ایسے راہبر وراہنما اور مرشد ومربی کی غلامی نصیب ہوئی۔ 1991ء میں پہلی بار قبلہ شاہ جی صاحب کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی وقت سے آپ نے اپنی نوکری میں قبول فرمایا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب بھی اپنا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے تو اپنے دامن میں قبلہ شاہ جی صاحب کی غلامی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ زندگی کے وہی لمحے کامیاب ہیں جو حضرت شاہ جی کی صحبت، زیارت، معیت میں گزرتے

ہیں۔ ہمیشہ آرزو ہوتی ہے کہ شاہ جی کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ گھڑیاں گزارنے کی سعادت مل جائے۔ اپنی غفلتوں کے باوجود بھی قبلہ شاہ صاحب کی نظر عنایت، شفقت، نوازش اور مہربانیوں کا ایک ایسا دراز سلسلہ ہے جسے الفاظ کے قالب اور جملوں کی تراکیب میں ڈھالنے کی ہرگز سکت اور جرات نہیں۔

دست گیرد بندۂ خاص الٰہ
طالبان را می برد تا پیشگاہ

اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ دستگیری کرتا ہے۔ وہ طالبوں کو اللہ تعالیٰ کی درگاہ تک لے جاتا ہے۔

خانوادہ رسالت مآب کے عظیم چشم و چراغ حضرت شاہ صاحب کے دیدار میں یادِ الٰہی کے نظارے ہی مقدر سنوارنے کے لئے خوش قسمتی کی علامت ہے لیکن حرمین کا سفر قبلہ پیر و مرشد کی قیادت میں نصیب ہونا اللہ کریم کا بہت بڑا فضل اور اس کی عطا ہے۔ تین بار عمرہ اور اب حج بیت اللہ کی سعادت حضرت شاہ جی کی سیادت میں مقدر ہوئی۔ گزشتہ چند سالوں سے یہ بات سننے میں آ رہی تھی کہ حضرت مفسر قرآن حج کے لئے روانہ ہوں گے۔ سینکڑوں سنگیوں کی طرح میرے دل میں بھی یہ تڑپ اور آرزو پیدا ہوتی کہ قائد اہل سنت کی قیادت میں حج نصیب ہو جائے تو حج کا مزا پھر ہی آئے گا، لیکن دوراول کی یادوں کو تازہ کرنے والے حضرت شاہ جی ہا ہو، ہٹو بچو اور خواہ مخواہ لاؤ لشکر کے طریقوں کی ہمیشہ حوصلہ شکنی فرماتے ہیں۔ آپ عاجزی، انکساری، سادگی اور یادگار اسلاف کا عملی پیکر ہیں۔ سنگیوں کو اس وقت خبر ہوئی جب کاغذات جمع کروانے کی تاریخ گزر چکی تھی مجھے بھی آخری لمحات ہی میں یہ موقع ملا۔ حضرت شاہ صاحب کی معیت میں اس بار حافظ محمد قاسم شیخ محمد بہاؤالدین، فاروق احسن، لیاقت علی اور راقم کو سفر حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ کے ساتھ جو حج پر روانہ ہو گا
شاہ جی اس کا سفر کتنا سہانا ہو گا

مناسک حج رب کریم کے محبوب بندوں کی یادوں اور نسبتوں کو تازہ کرنے کا ایک اہتمام بھی ہے۔ حاجی قدم قدم پر ان نسبتوں کی خیرات حاصل کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قبلہ شاہ صاحب کے سفر حج کا آغاز بھی انہی نسبتوں کے ساتھ ہوا۔ 22۔ نومبر 2009ء کو نور و رحمت کی چادر اوڑھے، ایک سنجیدہ سہ پہر، وقار و متانت کے پیکر حضرت شاہ صاحب اپنے گھر سے ادارہ تعلیمات اسلامیہ کی جامع مسجد غوثیہ کی عقبی

جانب سے ہوتے ہوئے سادات کے مزارات پر دست بدعا ہوئے۔دعا کے بعد طلبا میں کثیر رقم تقسیم فرمائی اور ائرپورٹ جانے کے لئے ایمز کے گراؤنڈ میں کھڑی گاڑی میں تشریف فرما ہوئے۔اہل محبت خواہش رکھتے تھے کہ اسلام آباد ہوائی اڈے پر اپنے محبوب قائد کو الوادع کیا جائے ،لیکن ایک دن پہلے ہی سنگی درس،محفل ذکر،زیارت اور ملاقات کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ملکی حالات اور سیکورٹی کے مسائل نہ بھی ہوں پھر بھی حضرت شاہ صاحب جلوسوں کے ہنگاموں اور شہرت کے انداز کی بجائے خاموشی ،سادگی اور فقیرانہ اطوار کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔

پاکستان کے دارالحکومت کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر بورڈنگ کی کاروائی سے فراغت کے بعد قبلہ شاہ صاحب نے احرام کی سفید چادروں کو اپنے وجود سے مس ہونے کی سعادت بخشی ۔احرام میں ملبوس،مہندی لگی داڑھی ،درمیان سے سنت کے مطابق مانگ ،نور بانٹتی کشادہ پیشانی ،روشن چہرہ ، شمشاد قد،خوبصورت ودلکش وجود،میں شاہ جی کی شخصیت دلوں میں اترتی اور روحوں میں کھبتی جارہی تھی۔جی چاہ رہا تھا کہ کیمرے میں ان خوبصورت یادوں کو محفوظ کرلیا جائے ،لیکن دل،دماغ اور ذہن ہی نے یہ مرحلہ نبھایا۔شاہ جی وی آئی پی لاؤنج کی بجائے سنگیوں کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے ۔نماز عصرو مغرب کی ادائیگی ،جہاز میں سوار ہونے کا مرحلہ،دوران سفر مختلف شخصیات سے ملاقات،جہاز میں بظاہر سونے کی کیفیت لیکن حقیقت ہم بے سمجھوں کی سمجھ سے بالا،دوران سفر تاخیر سمیت کئی مرحلوں میں بے مثال صبروتحمل اور بردباری کے عملی نمونے کی کئی داستانیں رقم کی جاسکتی ہیں۔

ہر کہ صبر آورد گردوں بر رود
ہر کہ حلوا خورد واپس تر رود

جو صبر اختیار کر لیتا ہے آسمان سے بلند ہوجاتا ہے،جس نے حلوا کھایا (لذائذ جسمانی سے انسان کا تنزل ہوتا ہے) وہ لوٹ جاتا ہے۔

انتظار و علالت مشکل اور صبر آزما مرحلے ہیں ،خصوصاً جب منزل محبوب کا آستاں ہو۔جدہ ائرپورٹ پہنچے تو انتظار کی طوالت سے دوچار ہوئے۔گھنٹوں پر محیط انتظار کا یہ سلسلہ نہ جانے کب ختم ہونا تھا۔حضرت قبلہ شاہ صاحب کی طبیعت پہلے ہی ناساز تھی،اگرچہ ڈاکٹر نے تجویز بھی کیا کہ آپ سفر نہ فرمائیں،لیکن قبلہ شاہ صاحب کا موقف ہے کہ جب تک سانسوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے،

حیات کا ہر لمحہ دین رسول کے لئے ہی وقف رہے اور محبوب کے آستاں پر حاضریوں کا سلسلہ جاری رہے۔ بات طبیب کی چلی تو یہ بھی عرض کروں کہ چند سال پہلے حضرت شاہ جی کو جب قلب کا عارضہ لاحق ہوا تو اس موقع پر بھی طبیبوں نے تقاریر اور خطبات میں کمی لانے کے مشورے دیے، لیکن اپنی زندگی کا لحظہ لحظہ غلامی رسول کے لئے وقف کرنے والے حضرت شاہ جی نے اپنے خطبات کے دورانیے کم کرنے کی بجائے بڑھا دیئے۔ توقع یہ تھی کہ نصف شب یا سحری میں عمرہ کی ادائیگی ہو جائے گی، لیکن جدہ میں انتظامات کے مرحلے اس قدر بڑھے کہ رات بیتی، اگلا دن بھی گزرا اور پھر آئندہ رات عمرہ کے لئے حرم کعبہ کی طرف بڑھے۔

جدہ کا ائر پورٹ ہو یا حج ٹرمینل عازمین حج کو خاصے مشکل مراحل سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ حضرت شاہ جی کی علالت بڑھی اور طبیعت زیادہ بوجھل ہوئی تو انتظار گاہ کی مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ احرام کی پابندیوں میں ہی شفا خانے کی بجائے مسجد کی چٹائی پر دراز ہوئے۔ خدام نے عرض کیا، شاہ جی اگر اجازت ہو تو ڈاکٹر کا بندوبست کیا جائے، لیکن آپ نے ہسپتال کے ڈاکٹروں کے پاس جانے کی بجائے طبیبوں کے طبیب ہی کی بارگاہ میں عرض کناں ہونے کو ترجیح دی۔ ویسے بھی خیال یہ گزرتا ہے کہ مقربین کی زندگی کے مختلف مرحلوں میں مختلف حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ والوں کی علالت و بیماری بھی اختیاری اور کئی رازوں پر محیط ہوتی ہے۔ جان کائنات کا فقر اختیاری ہو تو اسوہ حسنہ کو اپنانے والوں کی علالت و بیماری بھی اختیاری ہو سکتی ہے۔ سنابل نور میں شاہ جی نے اپنے پیر و مرشد قبلہ حضرت لالہ جی کا ذکر فرمایا کہ اپنی پہلی بیوی کی شدت مرض کی وجہ سے ایک موقع پر آپ دعا فرمانے لگے تو صابرہ، شاکرہ زوجہ نے کہا رہنے دیں اس لئے کہ بیمار سے تو فرشتے ہاتھ ملاتے ہیں۔ اسی طرح علالت میں یہ حکمت بھی پنہاں ہو سکتی ہے کہ ہم جیسے عاصیوں اور غفلتوں میں ڈوبے ہوئے ہر وقت صحبت کے سرمائے کی تلاش میں ہوتے ہیں، لیکن مقربین الٰہ نے اپنا بہت سا وقت صرف اور صرف مطلوب و مقصود کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہوتا ہے، فلہٰذا علالت و بیماری میں دنیا و مافیہا کے ہنگاموں سے کٹ کر وہ اپنے مقصود سے قرب کی لذتوں اور لطافتوں کو حاصل کرتے ہیں۔ قبلہ شاہ جی نے منٰی میں اپنی گفتگو کے دوران اس بات کا انکشاف بھی فرمایا کہ جدہ ائر پورٹ پر خفیف حملہ قلب (Mini Heart attack) لاحق ہوا اور ہسپتال جانے سے اس لئے پرہیز کیا کہ چیکنگ کے مرحلے طوالت اور تاخیر

اختیار کر گئے تو مناسک حج کی مکمل ادائیگی نہ ہو سکے گی۔ ساتھ ہی ساتھ ہلکے پھلکے انداز میں قبلہ شاہ جی نے ان روحانی کیفیتوں اور لطافتوں کا بھی تذکرہ فرمایا جو انتظار گاہ کی مسجد میں ناسازی طبع کی وجہ سے بظاہر سوتے ہوئے منزل مقصود کی حاضریاں عطا کی گئیں، لیکن ان حقیقتوں کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنا از بس دشوار بھی ہے اور ہماری رسائی سے بالا بھی ہے۔ یہ محب و محبوب، عاشق و معشوق کے راز و نیاز کی باتوں کو وہی زیادہ جانتے ہیں، جو ان حلاوتوں کو حاصل کرتے ہیں۔

میرے افکار کی زینت ہے دیار طیبہ
میرے ہر سانس میں ہے شہر کرم کی نکہت

قیام مکہ کے دوران رہائش عزیزیہ (مکہ شریف کا ایک محلّہ) میں تھی۔ وہاں سے حرم پہنچنے کا راستہ تقریباً بیس سے تیس منٹ کا ہے، لیکن حج کے دوران ہجوم اور ٹریفک کے زیادہ ہونے کی وجہ سے قریباً تین گھنٹوں میں حرم میں حاضری ہوئی۔ ہماری معلومات کے مطابق یہ پہلا موقع تھا کہ حضرت شاہ جی علالت کی وجہ سے گاڑی سے اترنے کے بعد عمرہ کی ادئیگی کے لئے ویل چیئر پر تشریف فرما ہوئے۔ قبلہ شاہ جی حرم پہنچے تو منتظر سنگیوں کو قبلہ شاہ جی کی معیت و راہنمائی میں عمرہ کی ادائیگی نصیب ہوئی۔ طواف کے سات چکر ہوں یا صفا و مروہ کی سعی، خدام کو ویل چیئر کے ذریعے خدمت کا موقع نصیب ہوا۔ حضرت شاہ جی دوران طواف بڑے ہی پرسوز لہجے میں اس دعا کا ورد فرماتے:

اللهم انی اسئلک راحة عندالموت والعفو عند الحساب

طواف و سعی کے لئے دوسری منزل کا ہی انتخاب کیا گیا۔ حجر اسود کے بوسے کے لئے حضرت شاہ جی اپنا ہاتھ بلند کر کے استلام فرماتے اور آپ ہمیشہ یہی فرماتے ہیں کہ شریعت میں ہجوم اور بھیڑ کے موقع پر دوسروں کو زحمت اور دھکے دے کر حجر اسود کا بوسہ لینے سے منع کیا گیا ہے۔ دور سے ہی استلام کرنے سے وہی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے جو لبوں کو حجر اسود سے مس کرنے سے نصیب ہوتی ہے۔ طواف، مقام ابراہیم پر دو رکعت، آب زم زم نوش کرنے، صفا و مروہ کی سعی، دعا و مناجات اور حلق کی سنت ادا ہوتے ہی عزیزیہ روانہ ہو گئے۔ آٹھ ذوالحج حاجیوں کو منیٰ میں نماز ظہر ادا کرنا ہوتی ہے۔ آقائے کریم ﷺ نے بھی حج کے موقع پر نماز فجر حرم کعبہ اور نماز ظہر منیٰ میں ادا فرمائی۔ بعد نماز فجر ہی منیٰ کی طرف روانگی مسنون ہے۔ بہت سے لوگ عدم واقفیت، کثرت ہجوم، مناسب راہنمائی کے فقدان، انتظامی لوگوں کی مجبوریوں کی وجہ سے ایک رات پہلے ہی

منٰی پہنچ جاتے ہیں،لیکن قبلہ شاہ جی کی راہنمائی میں آٹھ ذوالحج کو بعداز اشراق ہی عزیز یہ سے منٰی کے خیموں میں جانے کے لئے گاڑی میں سوار ہوئے۔طارق رشید، مبشر رشید، مدثر رشید برادران نے شاہ جی کے لئے ایام حج میں ڈرائیور و گاڑی مخصوص کر رکھی تھی ،قبلہ شاہ جی گاڑی میں تشریف فرما ہوئے تو یہ کلمات پڑھانے لگے:

لبیک اللھم لبیک، لا شریک لک لبیک ، ان الحمد و النعمة لک و الملک ،لا شریک لک

رب کی بارگاہ میں حاضری کے ورد کے ساتھ ہی باران رحمت کا نزول ہوا۔چھما چھم بارش میں گاڑی منزل کی طرف بڑھی ہی تھی کہ ٹریفک کنٹرول کرنے والوں کی بادشاہی کا شکار ہوگئے وہ کہنے لگا دوسرا راستہ اختیار کرو،دسری جانب سے تیسرے اور تیسری جانب سے چوتھے راستے کو اختیار کرنے کا کہا گیا۔سعودی شرطوں کی من موجی کے کیا کہنے کہ کسی کو جانے دیتے اور کسی کو روک کر دوسرے، تیسرے، چوتھے اور پانچویں راستے کو اختیار کرنے کا حکم مسلط کیا جاتا۔یار محمد نے ہر راستے کو اختیار کیا لیکن واپس کر دیا جاتا شہر مکہ کے مختلف راستوں پر دیوانہ وار گاڑی چلائی جا رہی تھی۔آخری راستے پر حکومتی نمائندوں نے گاڑی واپس ،تو ڈرائیور نے گاڑی کا چکر کاٹا اور پھر کوشش کی لیکن پھر ناکامی ہوئی۔آخر تھک کر یار محمد ڈرائیور نے اگلی ہی سیٹ پر تشریف فرما قبلہ شاہ جی کی خدمت میں عرض کیا۔پیر جی مجھے مکہ میں کئی سال سے گاڑی چلانے کا موقع ملا ہوا ہے۔ہر راستے سے واقف ہوں، ہر راستے سے ناکامی ہوئی اور اس راستے سے بھی دو بار کوشش کر چکا ہوں لیکن معاملات آپ کے سامنے ہیں اور شرطوں کو یہ بتایا جائے کہ میرے پاس اجازت نامہ بھی ہے تو پھر بھی یہ نہیں مانتے، اپنے ساتھی کا ذکر کرنے لگا کہ اس نے اجازت نامہ دکھایا تو ٹریفک کنٹرول کرنے والوں نے اس کو لے کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔اب پیر جی آپ ہی توجہ فرمائیں تو کام بن سکتا ہے۔یار محمد نے قبلہ شاہ جی کی خدمت میں عرض کیا کہ پیر جی تین چار گھنٹوں سے شدید طوفانی بارش میں گاڑی چلا رہا ہوں۔اب تیسری بار اسی راستے سے چکر لگا کر کوشش کرتا ہو،آپ توجہ فرمائیں گے تو آپ کی دعاؤں ہی سے یہ مشکل مرحلہ آسان ہو جائے گا ۔یہ کہنے کے بعد اس نے گاڑی تیسری بار اسی راستے پر ڈال دی، اب کی بار گاڑی گزرنے میں کامیابی ہوئی ۔میں سوچنے لگا کہ چار گھنٹے تک خود بیسیوں کوششیں کیں ،جب ہر کوشش رائیگاں گئی تو پھر شاہ جی کی خدمت میں عرض کیا گیا۔یہ پہلے ہی کہہ دیتا لیکن ایسا نہ ہوا اور شاہ جی بھی خاموشی

سے تشریف فرما ہے لیکن مختلف راہوں پر سے گزرہوتے ہوئے احساس ہورہا تھا کہ یہ وہ شہر جہاں محبوب کا میلاد ہوا، بچپن اور جوانی گزری، حیات نور کے چالیس سال اور پھر اعلان نبوت کے بعد بھی تیرہ سال انہی راستوں کو نعلین مصطفےٰ کو چومنے کی سعادت ملی۔ باران رحمت میں شاہ جی کی صحبت میں ہمیں بھی بار بار **لا اقسم بھذا البلد** کے راستوں پر دیوانگی ووارفتگی کا موقع ملا۔

جسم آداب کے سانچے میں ڈھلا رہتا ہے
حرم پاک کی ہر دل میں ہے ایسی عظمت

منیٰ خیمے میں پہنچتے ہی قبلہ شاہ جی نے نماز ظہر ادا فرمائی۔ شاہ جی والا خیمہ تو پانی سے محفوظ رہا لیکن بہت سے خیموں کو بارش کے پانی نے خوب سیراب کیا۔ ادھر ہی خبر سنی گئی کہ بارش اس قدر شدید کہ جدہ میں انعکاس کے مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے سیلاب آیا، جس میں تقریباً چار سو لوگ سیلاب کی نذر ہو گئے۔ بارش کی شدت کی وجہ سے تمام لوگ خیموں میں ہی موجود تھے۔ شاہ جی کی علالت نے ایک حملہ پھر کیا کچھ دیر تک خیمے میں سبھی لوگ بہت فکر مند ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم فرمایا جلد ہی طبیعت سنبھل گئی۔ ساتھیوں نے اطمینان کا سانس لیا، اس لئے کہ ہر ایک کے زبان ودل سے یہی دعائیں جاری تھی کہ اے رب ہمارے پیارے شاہ جی کو صحت عطا فرما۔ طبیعت سنبھلی تو خیمہ میں موجود ہر ساتھی اس بات کا منتظر تھا کہ حکمت و دانائی کے موتی اپنے دامن میں سمیٹے۔ شاہ جی کے سادہ سادہ انداز اور عام گفتگو میں بھی سننے والوں اور صحبت حاصل کرنے والوں کے لئے ہر قسم کی راہنمائی موجود ہوتی ہے، بلکہ دل میں پیدا ہونے والے سوالوں کا جواب بھی مل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ جی کے مزاج سے آشنا لوگ بہت کم سوال کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ صبر کیا تو خود ہی جواب مل جائے گا، لیکن سوال کرنے والوں کو بھی شاہ جی تسلی بخش جواب عطا فرماتے ہیں، بلکہ بعض اوقات تو ایسے بھی ہوتا ہے کہ کسی نے کچھ پوچھا تو وہ مکمل نشست اسی کے جواب کی نذر ہو جاتی ہے۔ کئی کئی گھنٹے تک شاہ جی اسی عنوان پر مختلف انداز سے علم وحکمت کے موتی ارزاں فرماتے ہیں۔ قبلہ شاہ جی فرمانے لگے کہ جس وقت میرے پاس کوئی سنگی حج یا عمرہ پر جانے سے پہلے حاضر ہوتا ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ حرمین کی حاضری میں اگر بیمار ہوئے تو پریشان نہ ہونا، اس لئے کہ حج یا عمرہ کے دوران بیمار ہونا قبولیت کی علامت ہے، ہر ایک سے کہتا ہوں تو اب یہی کیفیت خود کو بھی مل گئی ہے۔

پھر آپ فرمانے لگے، کہ دکھائی یہ دیتا ہے کہ رب کریم نے ہمارے حج کو قبول فرما لیا ہے۔ایک سنگی نے کہا شاہ جی ساتھ والوں کا کیا بنے گا۔قبلہ شاہ جی فرمانے لگے ”رب کی بارگاہ میں کیا کمی ہے، وہ ساتھ والوں کا بھی قبول فرمالے گا“۔ سچی بات تو یہی ہے کہ شاہ جی کے اس جملے نے اطمینان پیدا کر دیا اس لئے کہ خود تو کوئی ایسا عمل نہیں اور نہ ہی مناسک حج اس انداز سے ادا کر سکے کہ لمبی چوڑی امیدیں وابستہ کرلیں، مگر شاہ جی کی قیادت اور معیت میں مناسک حج کا ادا ہونا ہی ہمارے لئے امیدوں کا ایک تازہ جہاں پیدا کرتا ہے۔

بارش تھمی تو شاہ جی تازہ وضو کے لئے تشریف لے گئے ۔ خیمے میں ہی جماعت کا سلسلہ قائم ہوا۔حافظ محمد قاسم شیخ اور راقم کو ایام حج میں مصلی امامت پر ذمہ داری نبھانے کا حکم ہوا۔علامہ محمد اکبر حاضر ہوئے تو جماعت کا حکم ملا۔نماز کے بعد شاہ جی نے ان سے احوال دریافت فرمائے انہوں نے کچھ مسائل پر راہنمائی حاصل کی اور اجازت لے کر اپنے خیمے میں روانہ ہوئے۔کچھ اور سنگی بھی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ایک سنگی جانے لگا تو قبلہ شاہ جی نے اس کو کچھ رقم عطا فرمائی۔وہ جانے ہی لگا کہ آپ اس سے فرمانے لگے اگر پیسوں کی ضرورت ہو تو بتا دینا۔سنگیوں کے احوال سے ہمہ دم باخبر رہنے والے شاہ جی فرمانے لگے کہ اس پر حج فرض تو نہیں تھا لیکن اس کا ٹکٹ نکلا اور اس کو حرمین کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

شاہ جی خیمے سے باہر تازہ ہوا کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ تا حد نگاہ خیموں کی دنیا آباد تھی۔شاہ جی فرمانے لگے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حاجیوں کے لئے بہت سی سہولتوں کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔پرانے زمانے میں اس طرح مستقل بنیادوں پر خیمے نہیں لگائے ہوئے تھے بلکہ عارضی بندوبست کیا جاتا تھا۔قبلہ شاہ جی نے پھر اپنے اس حج کا ذکر فرمایا جس میں آپ کی والدہ صاحبہ نے بھی فریضہ حج ادا فرمایا۔شاہ جی فرمانے لگے کہ دور دور رہائش ملتی۔سہولیات نہ ہونے کے برابر تھیں۔پانی بھی دور سے بھر کے لانا پڑتا۔شاہ جی فرمانے لگے ہمارے ساتھ جتنے بھی حاجی ٹھہرے میں ان کے لئے پانی لاتا، پانی اٹھا اٹھا کر تھک جاتا تو والدہ صاحبہ اس بات کو دیکھ کر دعائیں دیتیں۔شاہ جی فرمانے لگے جوانی کے اس زمانے میں میں حاجیوں کی خوب خدمت کرتا۔جس کو جو ضرورت ہوتی اس کی اس ضرورت کو پوری کرنیکی کوشش کرتا۔شاہ جی کی ان باتوں کو سن کر دل و دماغ میں جان کائنات کا وہ نور پرور قول تازہ ہونے لگ گیا:

خیر الناس من ینفع الناس

منیٰ میں رات گزارنے کے بعد قیام عرفات کے لئے قافلے رواں دواں ہوتے ہیں۔ 9۔ ذوالحج کی صبح ہی قبلہ شاہ جی عرفات کی طرف بڑھے، رش کے باوجود عرفات میں جلدی پہنچ گئے، لیکن خیمے تک پہنچنے کے لئے کافی کوشش کی گئی۔ عرفات کے میدان میں خیمے تک پہنچنے کے لئے کافی راستوں کے چکر لگے۔ آخر قبلہ شاہ جی نے سائق سے پوچھ ہی لیا کہ خیمے میں جانے کی کیا وجہ ہے؟ وہ عرض کرنے لگا پیر جی وہاں سب کو دوپہر کا کھانا ملتا ہے۔ قبلہ شاہ جی نے فرمایا جو اللہ پاک نے رزق مقرر فرمایا ہے وہ تو نصیب ہو ہی جاتا ہے۔ اگر مقررہ خیمے تک جانے کی صرف یہی وجہ ہے تو پھر صرف اسی کے لئے راستوں کے بند ہونے کی بنا پر بار بار چکر لگانا اور وقت کا یوں گزارنا مناسب نہیں۔

عرفات میں سڑک کے کنارے گاڑی کھڑی کی گئی اور عارضی خیمہ خود ہی نصب کر لیا گیا۔ یار محمد نے چولہا نکالا اور چائے تیار کی۔ فاروق احسن اور لیاقت علی نے تواضع کے لئے فروٹ اور دیگر لوازمات حاضر کئے۔ قبلہ شاہ جی نے چائے نوش فرمائی۔ ظہر و عصر وہیں ادا کی گئیں۔ آپ نے عرفات کے میدان کی مسنون دعائیں تلاوت فرمائیں۔ ذکر کی محفل ہوئی، نعت سنی گئی اور قبلہ شاہ جی نے تمام سنگیوں کے لئے دعا فرمائی۔

حج کا اعظم رکن قیام عرفات ہے۔ حاجی 9۔ ذوالحج کا دن عرفات میں ذکر و اذکار اور دعا و مناجات کرتے ہیں۔ مغرب کے وقت گولے کی آواز کے ساتھ ہی تمام حاجی عرفات سے مزدلفہ کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں۔ قبلہ شاہ جی گاڑی میں تشریف فرما ہوئے تو آدھ یا پون گھنٹے میں مزدلفہ پہنچ گئے۔ اتنی جلدی مزدلفہ پہنچے تو لیاقت علی کہنے لگے کہ گزشتہ سال حج کیا تو عرفات سے مزدلفہ تک کا سفر مغرب سے لے کر فجر تک طے کیا گیا جب کہ اس بار قبلہ شاہ جی کی برکتوں سے فوری طور پر مزدلفہ پہنچ گئے۔ اس بار بھی فجر کے بعد تک حجاج کے قافلے مزدلفہ پہنچتے رہے۔ مزدلفہ میں خیموں کا اہتمام نہیں ہوتا۔ کھلے آسمان تلے ہی رات گزارنی ہوتی ہے۔ مزدلفہ پہنچ کر رمی جمرات کے لئے کنکریاں جمع کی گئیں۔ احمد بھائی نے گرما گرم پلاؤ حاضر کیا قبلہ شاہ جی کے ساتھ سنگیوں نے کھانا تناول کیا۔ مغرب و عشاء ادا کی گئی۔ قبلہ شاہ جی فرمانے لگے کہ مزدلفہ میں رات سو کر بسر کرنا ہی مسنون ہے۔ نبی علیہ السلام نے مزدلفہ میں رات آرام کر کے ہی بسر فرمائی، اس لئے کہ آپ نے صبح اٹھ کر قربانی کی ادائیگی فرمائی

تھی۔آپ ﷺ نے ایک سو اونٹ نحر فرمائے، ساٹھ سے زیادہ اپنے دست مبارک سے اور پھر حضرت علی ؓ کو حکم فرمایا۔خلاصہ کلام یہ کہ مزدلفہ میں آرام کرنا ہی سنت ہے۔قبلہ شاہ صاحب سنت کی ادائیگی کے لئے محو آرام ہوئے۔

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد ﷺ کے کرم کا
اس بزم میں محروم تمنا نہیں کوئی

9۔اور10۔ذوالحج کی درمیانی شب مزدلفہ کے ناہموار مقام پر بسر ہوئی۔چٹائی پر قبلہ شاہ جی محو آرام ہوئے۔آمد ورفت کی وجہ سے گرد وغبار اور قدموں کی آوازیں نیند میں مخل تو ہوتی ہیں، لیکن منیٰ سے عرفات اور پھر مزدلفہ پہنچنے کے مراحل پتھروں اور آنے جانے والوں کے شور کے باوجود نیند پر مجبور کرتے ہیں۔آنکھ کھلی تو دیکھا کہ قبلہ شاہ جی اپنے رب کے بارگاہ میں تہجد، ذکر اور مناجات میں مشغول ہیں۔تمام سنگی بھی پیر و مرشد کی اقتدا میں مصروف ہوئے۔نماز فجر کی ادائیگی کے بعد رمی جمرات کی ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہوتا ہے۔10۔ذوالحج (عیدالاضحیٰ) کو دنیا بھر کے مسلمان نماز عید کے لئے بڑھ رہے ہوتے ہیں۔حاجیوں کو اس دن نماز عید کی بجائے شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا آغاز کرنا ہوتا ہے۔رمی جمرات، قربانی، حلق اور طواف کی ادائیگی کرنا ہوتی ہے۔قبلہ شاہ جی نماز فجر کے بعد سواری پر سوار ہوئے اور یہ قافلہ رمی جمرات کے لئے بڑھنے لگا۔شاہ جی کے گھر والے بھی اس مبارک سفر میں قبلہ شاہ جی کے ہمراہ تھے اور انہوں نے علالت کے باوجود شیطان کو کنکریاں مارنے کے لئے طویل پیدل سفر اختیار فرمایا کیونکہ گاڑی تو کافی دور ہی روک لی جاتی ہے۔شیطان کو کنکریاں مارنے کے ساتھ ہی شاہ جی کے حکم کے مطابق قربانی کرنے والے کو اس سنت کی ادائیگی کے لئے کہا گیا۔رمی جمار کے بعد قربانی کی سنت ادا کرنا ہوتی ہے۔

رمی جمار کے بعد قبلہ شاہ جی کی معیت میں تمام لوگ مکہ شریف کے معروف پاکستانی ریسٹورنٹ میں کھانے کے لئے پہنچے۔کسی نے کہا کہ چند دن قبل وزیر اعظم گیلانی بھی یہی آئے تھے۔اندر گئے تو راولپنڈی خیابان سید کے علاقے کے ایم پی اے ضیاالحق، طارق رشید، مبشر رشید اور دیگر نے شاہ جی کا استقبال کیا۔یہ تمام لوگ کھانے کے لئے پہلے ہی یہاں پہنچ چکے تھے۔قبلہ شاہ جی نے ماحضر تناول فرمایا۔بعد ازاں حلق کروایا گیا۔رات کو قبلہ شاہ جی نے طواف فرمایا اور منیٰ کی جانب روانہ ہوئے۔

بارھویں کی شام تک رمی جمار، قیام منیٰ اور طواف وداع سمیت تمام مناسک کی تکمیل ہوئی۔ مناسک حج کی تکمیل کے ساتھ ساتھ قبلہ شاہ جی کی صحت بہتر ہوتی گئی۔ لگتا تھا کہ حج کے مخصوص ایام میں مخصوص کیفیات کے حصول کے لئے یہی زیادہ مناسب اور بہتر تھا، خصوصاً یوم عرفہ کو قبلہ شاہ جی کی طبیعت میں یک دم خاصی بہتری محسوس کی گئی۔ 13۔ ذوالحج کا دن مکہ شریف میں گزرا، اس لئے کہ چودہ کو ہی مدینۃ الرسول کی جانب عازم سفر ہونے کے لئے طے پایا تھا۔

منیٰ، عرفات، مزدلفہ سے واپسی پر قبلہ شاہ جی صاحبزادہ صاحب کے ہاں تشریف فرما ہوئے، اس لئے کہ صاحبزادہ سید فیصل ریاض شاہ کی رہائش مکۃ المکرمہ میں ہی ہے۔ صاحبزادہ صاحب کے ہاں قبلہ شاہ جی کے معمولات کے حوالے سے حافظ محمد قاسم ؒ نے جناب فیصل شاہ جی کے حوالے سے لکھا:

> ''ایام بیض کی راتیں شاہ جی نے اسکان کی عقبی پہاڑیوں پر گزاریں۔ فیصل شاہ جی سے پوچھا شاہ جی راتوں کو وہاں کیا کرتے تھے۔ تنہائی، جنگل اور پھر چاند سے جیسے دیرینہ آشنائی ہو، خاموش، متجسس قیام، آہوں، سسکیوں اور دلدوز چیخوں کی آوازیں سکوت شب میں تھوڑی دیر مخل ہوتی لیکن ابو جی پھر محو مراقبہ ہو جاتے۔ وقفوں وقفوں کے ساتھ جیسے شاہ جی کسی سے باتیں کر رہے ہوں۔ کون اس جنگل میں شاہ جی کا شریک سفر تھا۔ یہ راز ہے جسے شاہ جی ہی خود جانتے ہیں، لیکن صبح تین تین بجے تک غار حرا کے اس پار دوسرے پہاڑ کی چوٹی پر کسی سے کیا لیتے اور کسی کو کیا دیتے''۔

دو جہاں چھوڑ کر ملو اس سے
وہ کہ رہتا ہے دو جہاں سے الگ
آؤ آپس میں فیصلہ کر لیں
کس کو ہونا ہے اب کہاں سے الگ

ایام بیض کی راتوں میں تو فیصل شاہ جی ہی ساتھ تھے، لیکن تیرھویں کی نماز مغرب شاہ جی نے عزیزیہ میں ہی ادا فرمائی۔ بعد از مغرب دستر خوان لگایا گیا۔ شاہ جی تشریف فرما ہوئے۔ شاہ جی مہمانوں کے لئے تو مختلف نعمتوں کا اہتمام فرماتے ہیں جب کہ خود دال ہی کو زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ حقیقت یہ

ہے کہ زندہ رہنے کے لئے کھانے کا درس آپ سے ہی سیکھا جاسکتا ہے۔ کھانے کے دوران ہی آپ نے فرمایا کہ کسی نے عرفات میں عرض کیا کہ مجھے میری بیوی سے تیسری شادی کے لئے اجازت لے دیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ کا لہجہ بہت ہی پرسوز ہو گیا اور فرمانے لگے کہ موجودہ دور نے اخلاق اور کردار کی تباہی مچا رکھی ہے۔ غیر اخلاقی حرکات حد سے تجاوز کرنے لگ گئی ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں گھر والوں کی مرضی کے بغیر ہی شادی رچا لیتے ہیں، بلکہ گھروں سے کالج جاتے ہیں اور پھر باہر باہر ہی شادی کی ہوتی ہے۔ نہ گھر والوں کو خبر اور نہ اجازت۔ آپ نے فرمایا نکاح سنت ہے لیکن اس کے ساتھ دیگر سنتوں کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ اخلاقی اقدار کو نبھانا بھی لازم ہے۔ آپ نے فرمایا موجودہ دور میں الیکٹرانک میڈیا (موبائل، انٹرنیٹ، کمپیوٹر) نے تھرکتی تصاویر اور نہ جانے کیا کیا دکھا کر جوانوں کو اخلاق باختہ بنا دیا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو سوچنا اور سمجھنا چاہئے کہ معاشرے اور والدین کے حقوق ہیں اور شادی ایسے اہم معاملے میں ان کو اعتماد میں لینا ضروری ہے۔ شاہ جی نے دھیرے دھیرے انداز میں شریعت کو پائمال کرنے والوں کو سرزنش کرنے کا بھی اظہار فرمایا۔ علامہ اسحاق صدیقی نے حج پر جانے سے قبل شاہ جی کی خدمت میں عرض کیا تھا:

جہاں امت کی زبوں حالی کی باتیں ہوں گی
ہم گناہ گاروں کا بھی حال سنانا ہو گا

دستر خوان سمیٹنے کے ساتھ ہی یہ نشست برخاست ہوئی۔ یہ رات انتظار کی کیفیات میں بسر ہوئی اس لئے کہ اگلی صبح مدینۃ الرسول کی جانب عازم سفر ہونا تھا۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ کعبہ کے سامنے مقام ابراہیم پر آج جب یہ سطور سات ماہ بعد قلمبند کی جا رہی ہے تو دوبارہ عمرہ کے لئے حاضری نصیب ہوئی ہے اور صبح پھر مدینہ شریف حاضری کے لئے روانہ ہونا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ آج سے سات ماہ قبل حج کے بعد قبلہ شاہ جی کی قیادت وصحبت میں حاضری ہو رہی تھی اور آج وہ صحبت کے بابرکات لمحات میسر نہیں، لیکن شاہ جی کی باتیں لکھتے ہوئے بھی اپنا ہی مزا محسوس ہوتا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بارہا ایسا ہوا کہ کسی دوست کے سامنے شاہ جی کا ذکر چھڑ جائے اور آپ کی باتیں زبان پر جاری ہوں تو ایسا سکون اور اطمینان ملتا ہے جس کو الفاظ میں بیان کرنا میرے لئے ناممکن ہے، بلکہ نعیم عصمت صاحب کا کہنا تو یہ ہے کہ غفلتوں اور بے چینی کو دور کرنے کے لئے شاہ جی کا نام لیتا ہوں تو پیرو مرشد کا نام لینے سے ہی سکون و

سکینہ کی کیفیات نصیب ہو جاتی ہیں۔

تو در آ در سایہ آں عاقلے
کش نتاند برد از راہ ناقلے
پس تقرب جو بدو سوئے آلہ
سر مپیچ از طاعت او ہیچ گاہ
زانکہ او ہر خار را گلشن کند
دیدۂ ہر کور را روشن کند

''تو اس عقلمند (عارف) کے سایہ میں آجا، جس کو راستہ سے کوئی ہٹانے والا نہ ہٹا سکے
اس سے ذریعے اللہ کا قرب طلب کر، کسی وقت بھی اس کی فرمان برداری سے منہ نہ موڑ
اس لئے کہ وہ کانٹے کو پھول بنا دیتا ہے، ہر اندھی آنکھ کو روشنی عطا کرتا ہے''۔

کعبۃ اللہ کی جانب نظروں کو اٹھائے یہ التجا ہے اے رب کعبہ جلد اور بار بار قبلہ شاہ جی کی معیت میں حرمین کی حاضری نصیب فرما۔

نور و رحمت بانٹتی صبح شہر نور مدینہ شریف کے لئے سفر کا آغاز ہوا۔ وہ برکتوں والا شہر جس کو ملائکہ گھیرے رہتے ہیں اور حفاظت کرتے بھی ہیں اور کرتے بھی رہیں گے حتیٰ کہ دجال بھی مدینۃ النبی میں داخل نہ ہونے پائے گا۔ کسی بدبخت اور خبیث کو اس شہر کی سکونت حاصل نہیں ہو سکتی اور یہ اتنا کرم اور فضل والا شہر کہ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جس میں استطاعت ہو وہ مدینہ میں موت طلب کرے اس لئے کہ اس میں مرنے والے کی شفاعت خود رسول کریم ﷺ فرمائیں گے اور مدینہ شریف بھٹی کی مانند خبث کو دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے خبث (زنگ) کو دور کرتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو میرا امتی مدینہ طیبہ کی تکلیف اور شدت پر صبر کرے گا (اگر وہ گناہ گار ہوگا) تو میں قیامت کے روز اس کا شفیع ہوں گا (اگر وہ نیکوکار ہوگا) تو میں اس کا گواہ ہوں گا''۔

آرزو کرے تو آدمی مدینے کی
ہو ہی جائے گی اک دن حاضری مدینے کی
مصطفےٰ کے تلووں کو چوما ہے تو جی بھر کے

جھومتی ہے قسمت پر ہر گلی مدینے کی
عاشقوں سے سنتے تھے خود بھی جا کے دیکھا
زندگی مدینے کی بندگی مدینے کی
شمس اور قمر دونوں دو جہاں کو دیتے ہیں
روشنی مدینے کی چاندنی مدینے کی

شہر مکہ سے باہر چیک پوسٹ پر پاسپورٹ اور اندراج کے مراحل حج کے موقع پر کئی گھنٹوں پر محیط ہوتے ہیں۔ حاجیوں کو یہاں بھی صبر سے کام لینا پڑتا ہے۔ قبلہ شاہ جی یہاں پر بھی خاصی دیر گاڑی ہی میں تشریف فرما تھے۔ فیصل شاہ جی اور ان کے ننھے منے صاحبزادے سید عبداللہ بھی ساتھ ہی تھے۔ چار گھنٹے کا سفر پورا دن جاری رہا۔ رات کو حرم مدینہ داخل ہوئے۔

سحری قبلہ شاہ جی مسجد نبوی میں تشریف فرما ہوئے۔ نماز فجر سے پہلے اور بعد میں بھی شاہ جی مسجد نبوی ہی میں تفسیر لکھتے رہے۔ تفسیر کا سلسلہ ختم ہوتے ہی مراقبہ جاری ہو گیا۔ قبلہ شاہ جی مسجد نبوی میں خاصی دیر تک مراقبہ فرماتے ہیں، بلکہ 2004 کی بات ہے کہ دوران عمرہ خدمت میں حاضری کا بہت ہی موقع نصیب ہوتا۔ ایک دن مسجد نبوی میں شاہ جی نے نماز عصر سے مغرب اور پھر نماز مغرب ادا کرنے کے بعد عشاء تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ عشاء کی نماز کے بعد رہائش پر تشریف فرما ہوئے۔ تو فرمانے لگے آج سرکار نے بڑے ہی کرم سے نوازا ہے، پھر خود ہی فرمانے لگے میں سویا تو نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا نہیں، پھر فرمانے لگے کہ ہاں نہیں سویا تھا آج تو بیداری میں جاگتے ہوئے محبوب کی بارگاہ میں حاضری ہوئی، پھر دریائے رحمت، اکابرین سلسلہ، دستار بندی اور دیگر تذکرے فرمائے۔ لیکن مجھے تو وہ الفاظ ہی نہیں آتے کہ جن کلمات سے میں ان نور ورحمت باتوں کا ذکر کر سکوں، لیکن اس حقیقت میں شک نہیں کہ شاہ جی کا شمار ان مقربین خاص میں ہوتا ہے جن کو معبود و محبوب کی بارگاہ میں بے حجاب حاضریاں ہوتی ہیں۔ خیر بات ہو رہی تھی کہ مسجد نبوی میں قبلہ شاہ جی کو تلاوت، درود شریف، مراقبہ یا تفسیر لکھتے ہوئے ہی دیکھا گیا ہے۔ شاہ جی عام طور پر مسجد نبوی میں ایسی ہی جگہ کا انتخاب فرماتے ہیں جہاں آمد و رفت کم ہو، تا کہ کوئی پہچان نہ پائے۔ زیادہ سے زیادہ وقت انہی کی بارگاہ میں حاضری ہو۔ مراقبہ کے بعد دعا فرمائی اور پھر باب السلام سے ہوتے ہوئے مواجہ شریف کے سامنے حاضر ہوئے۔ دربانوں نے جلدی

گزرنے کا کہا تو شاہ جی سلام عرض کر کے باہر تشریف لائے۔ جنت البقیع کے سامنے دعا فرمائی اور کمرے میں تشریف لائے۔ جب کمرے میں پہنچے تو ویل چیئر کی خدمت میرے حصے میں تھی۔ بیڈ تک چیئر لے گیا تو شاہ جی خوش ہوئے اور اس موقع پر علم، عمل، دولت اور آخرت کی بہتری کی چار دعائیں راقم کے لئے کی اور حقیقت یہ ہے کہ اس سفر میں شاہ جی کی یہی دعا میرے لئے عظیم سرمایا ہے۔ پھر فاروق احسن، لیاقت علی، محمد بہاؤالدین، شیخ قاسم اور دیگر سنگیوں کے لئے بھی دعا فرمائی۔ فاروق بھائی کا کہنا ہے کہ شاہ جی کی معیت میں بارہا حرمین کی حاضری ہوئی لیکن اس بار تو کیفیات اور انداز ہی جدا ہے بار بار دعا کے لئے ہاتھ بلند ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ جب بھی کسی نے دعا کے لئے کہا یا کوئی خدمت کی، تو شاہ جی اس کے لئے اسی لمحے ہی جہاں بھی ہوئے دست بدعا ہو جاتے ہیں۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست
دست او جز قبضۂ اللہ نیست
غائباں را چنیں خلعت دہند
حاضراں از غائباں لاشک بہند

''پیر کا ہاتھ غیر حاضر لوگوں سے (بھی) کوتاہ نہیں ہے، اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ ہی کا ہاتھ ہے۔ جب وہ غیر حاضر لوگوں کو ایسا انعام دیتے ہیں تو لامحالہ حاضر لوگ، غیر حاضروں سے بہتر ہیں''۔

کھڑکی سے پردہ ہٹایا گیا اور سامنے گنبد خضریٰ تھا۔ فرمانے لگے یہ بھی سرکار کا کرم ہے، بہت اچھی جگہ نصیب ہوئی، پردہ ہٹاؤ تو سامنے سرکار کا نور بانٹتا گنبد خضریٰ، پھر شاہ جی نے روضہ شریف کی جانب رخ کر کے کچھ اس انداز سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں سلام پیش کیا کہ اب بھی اس کا تصور آتے ہی ایک عجیب کیفیت ہو جاتی ہے۔

السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا حبیب اللہ، السلام علیک یا رحمۃ العالمین، السلام علیک یا ابا لفاطمہ، السلام علیک یا جد الحسنین، السلام علیک یا امام الاولین، السلام علیک یا امام الاخرین، السلام علیک یا امام المتقین، السلام

علیک یا حب ابی بکر ن الصدیق ، السلام علیک یا محبوب عمر ابن الخطاب ، السلام علیک یا مقصود عثمان ابن عفان، السلام علیک یا مطلوب علی المرتضی ، السلام علیک یا رسول اللہ،السلام علیک یا حبیب اللہ.

مختلف صیغوں اور کلمات کے ساتھ صلوۃ وسلام نے رحمتوں کی برسات کا ماحول پیدا کر دیا، خصوصاً یہ کلمات تو اب بھی سماعتوں میں گونجتے ہیں۔ یا رسول اللہ ہم مساکین اور فقرا کا سلام قبول فرمائے ہم آپ کے باب کرم پر حاضر ہیں۔

یارسول اللہ، الوقت القلیل،الوقت المحدود ورحمتک لا محدود،یارسول اللہ نحن من المساکین والفقرالی بابک الکرم والی بابک الرحمہ

حقیقت یہ ہے کہ شاہ جی نے سب کی جانب سے جب سلام پیش کیا تو اس وقت یوں محسوس ہوا کہ بارگاہ محبوب میں قبولیت ہوگئی ہے۔

یہاں پر پھر کہوں گا کہ وہ کیفیات نا قابل بیان ہیں۔

سرکار ﷺ کی رحمت نے مگر خوب نوازا
یہ سچ ہے کہ خالد سا نکما نہیں کوئی

مدینہ شریف قیام کے دوران شاہ جی تمام ساتھیوں کی دعوت کا اہتمام ضرور فرماتے ہیں۔اس بار بھی قاسم بھائی کو فرمانے لگے کہ شام کو دوستوں کو میری جانب سے بہت اچھا سا کھانا کھلاؤ۔آپ فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف میں زیادہ خرچ کرنے سے اللہ تعالی زیادہ برکتیں عطا فرماتا ہے۔موون پک انوار مدینہ میں میں اس بار قیام تھا۔شاہ جی اپنے کمرے میں تشریف فرماتے اور کھڑکی سے پردہ سرکا ہوا تھا۔ روضہ رسول نگاہوں کے سامنے تھا۔آپ فرمانے لگے یوں تو اس دور کی ہر چیز کو ختم کر دیا،اس لئے کہ مسجد نبوی کی توسیع اس قدر ہوئی کہ آج جہاں مسجد نبوی ہے اس دور کا مدینہ شریف اتنا ہی تھا، پھر آپ نے کمرے سے دائیں جانب اشارہ کیا تو سامنے ایک باغ تھا۔آپ فرمانے لگے کہ یہ باغ اس دور کا ابھی تک محفوظ ہے۔یہ وہ باغ ہے جہاں رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد انصار جمع تھے۔حضرت ابوبکر

صدیق ﷺ اور حضرت عمر فاروق ﷺ آئے اور پھر حضرت ابوبکر ﷺ نے خلافت کے لئے بیعت لی۔

زندگی کے خوبصورت لمحات نے شاہ جی کے ساتھ مدینہ شریف میں سعادت حاصل کی اور آخر وہ گھڑیاں بھی آئیں جب نور ورحمت والے شہر سے جدا ہونے کے لئے روضہ شریف پر حاضری ہوئی۔ سلام پیش کیا، اجازت طلب کی، بار بار حاضری کی درخواست پیش کی۔ درودوسلام کے ساتھ ہی پاکستان کے لئے روانہ ہوئے۔

بیٹھے تھے نیازی کبھی مصطفٰے کی چوکھٹ پر
یاد آ رہی ہے وہ گھڑی مدینے کی

یارب العالمین ،یا ارحم الرحمین

مفسر قرآن، مفکر اسلام، حضور قبلہ شاہ جی کی معیت وصحبت میں بار بار حرمین کی حاضریاں نصیب فرما۔

اے اللہ، اے معاف کرنے والے
اپنے مقرب شاہ جی کے طفیل
ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔
اے کریم آقا، اے فضل کرنے والے
حضرت شاہ جی کے وسیلے سے دین کی راہوں میں استقامت عطا فرما۔
اے دلوں کو پاک کرنے والے رب
پیرومرشد قبلہ شاہ جی کے طفیل
شیطان اور نفس کے فتنوں سے محفوظ فرما۔
یا الٰہ العالمین
اپنے خاص دوست قبلہ شاہ جی کے وسیلہ سے دنیا وآخرت حسنہ بنادے۔
امین بجاہ النبی الامین ﷺ

شہدائے داتا دربار کے چہلم کے موقع پر سنی اتحاد کونسل کی معرکہ آراء کانفرنس

علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ

لاھوریات روزنامہ نوائے وقت لاہور 10۔اگست 2010ء

پاکستان سنی اتحاد کونسل نے شہدائے داتا دربار لاہور کے چہلم کے موقع پر 8۔اگست 2010ءکو داتا دربار کے سامنے کھلے چوک میں ایک ایسی عظیم الشان اور معرکہ آراء کانفرنس کا انعقاد کیا جس نے واقعتاً ثابت کر دیا کہ اہل سنت و جماعت ہی وہ سوادِ اعظم ہیں اور وہی ایک ایسی عظیم الشان اسلامی قوت ہیں جو عالمی سطح پر بھی اور پاکستان کے اندر بھی اُمتِ مسلمہ کے تمام مسائل پر تدبر و تحمل سے غور کر کے ان کو پر امن انداز میں گفت و شنید اور افہام و تفہیم سے حل کرتے رہنے کی کاوش کو بروئے کار لانے کا ایک گراں قدر جذبہ و شعور رکھتے ہیں اور تاریخی طور پر اس حقیقتِ ثابتہ کو ایک بار پھر اظہر من الشمس کر دینا چاہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی بھی طاغوتی طاقت اپنے تمام تر ہتھکنڈوں کو استعمال کر لینے کے باوجود مسلمانوں کو تسخیر و تزویر کی زنجیر کا اسیر نہیں کر سکتی۔آج داتا دربار کی جبینِ درخشاں کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق بلند کرنے والے فرزندانِ توحید کا متلاطم سمندر اس ناقابلِ تردید حقیقت کا بین ثبوت تھا کہ وہ وقت دور نہیں جب پاکستان کے اندر پاکستان کو دہشت گردی کے ذریعے زیر کر دینے کا طاغوتی منصوبہ اس طرح ناکام و نابود ہو جائے گا کہ پاکستان کے قیام اور اس کی ابدی تحفظ و سلامتی کا حصار، مجاہدین اسلام کی ضربِ کاری کا نشان بن کر قائم و دائم رہے گا۔آج اس اجتماع میں پیکرِ شریعت، فانوس رشد و ہدایت حضرت علی بن عثمان المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار اقدس پر یکم جولائی 2010ءکو رات تقریباً پونے گیارہ بجے تین خودکش حملوں کے ساتھ سانحۂ فاجعہ میں جام شہادت نوش کر جانے والے فرزندانِ توحید کی بلندئ درجات کی دعا کرنے کے بعد پیکرانِ الفاظ و معانی جید علمائے کرام و مشائخ عظام نے واضح کیا کہ دہشت گردی کو ہر مقام پر للکارا جائے گا۔اس کی ٹوہ لگائی جائے گی،اس کا مقابلہ کیا جائے گا اور بالآخر اس کو اس طرح نابود کر دیا جائے گا کہ پاکستان اپنے عہدِ سابق کی طرح گہوارۂ امن و امان بن جائے گا۔

آج اس اجتماع میں پاکستان کے گوشے گوشے سے فرزندانِ توحید اور ارادت کیشانِ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے قافلے اپنے دل و جان کا نذرانہ لے کر حاضر ہوئے تھے اور وہ تاریخی جلسہ سنی اتحاد کونسل کے چیئرمین صاحبزادہ فضلِ کریم ،علامہ سید ریاض حسین شاہ، پروفیسر مظہر سعید کاظمی اور دیگر

اکابرین اہل سنت و جماعت کی تنظیمی صلاحیت اور فقید المثال کاوشِ اتحادو یگانگت کا ثبوتِ وافر فراہم کر رہا تھا۔

سید ریاض حسین شاہ واقعی ایک خطیب با کمال اور طوطئ خوش مقال ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے بھی انہوں نے خدمتِ اسلام کے میدان میں ایک گراں قدر نقش ثبت کیا ہے اور آج بھی ان کی تقریر کیا تھی وہ الفاظ و معانی کا ایک بحرِ بیکراں متلاطم تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے فضائے بسیط میں ان کے اعلائے کلمۃ الحق کا نعرہ گونج رہا تھا۔ واقعی وہ پیکرِ تدریسِ قرآن وسنت واحادیثِ نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ ہیں اور جب بولتے ہیں تو مفادات ومصالح کے پر نچے اڑا کر رکھ دیتے ہیں۔ وہی عالم صاحبزادہ فضل کریم اور دیگر اکابرین اہل سنت و جماعت کا بھی تھا جن میں مفتی محمد اقبال چشتی، جماعت اہل سنت کے امیر پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی، سنی اتحاد کونسل کے سیکرٹری جنرل حاجی محمد حنیف طیب، عالمی تنظیم اہل سنت کے امیر پیر محمد افضل قادری، سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری، پیر سید محمد حبیب عرفانی آف سندر شریف، پیر حاجی محمد شفیق کیلانی اور پیر عظمت علی شاہ بخاری کے علاوہ متعدد دیگر ایسی عظیم شخصیات بطور مقررین، جواہرات زبان وبیان نچھاور کر رہی تھیں جن کے اسمائے گرامی ہم تنگئ دامانِ ''لاہوریات'' کے باعث تحریر کر دینے سے قاصر ہیں ورنہ اپنے مقام ومرتبت کے اعتبار سے وہ بھی یکساں اہمیت کے حامل شعلہ نوا ہیں۔

اس کانفرنس کے سامنے دہشت گردی کے مکمل خاتمے اور امن وامان کے مستحکم قیام کے باب میں جو مطالبات پیش کئے گئے کانفرنس نے ان کی منظوری دی اور ایک تازہ عزم صمیم کے ساتھ اپنے کاروانِ حق وصداقت کو سوئے منزل روانہ کرنے کا عہد کیا گیا اور اس حقیقت کو بھی واشگاف الفاظ میں واضح کر دیا گیا کہ پاکستان میں نظامِ نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کا نفاذ کر دینے کے باب میں کوئی دقیقہ فروز گزاشت نہیں کیا جائے گا اور سنی اتحاد کونسل، اسلامیان پاکستان کے اس عزم کو پیکر عمل میں ڈھال دینے کے لئے 16۔ اکتوبر 2010ء کو لاہور سے اسلام آباد تک لانگ مارچ کرنے کا اہتمام کرے گی۔ کانفرنس نے فیصلہ کیا کہ لانگ مارچ سے قبل صوبائی سطح پر امن مارچ اور کنونشن منعقد ہوں گے۔ اس پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے اپنی صدارتی تقریر میں صاحبزادہ فضل کریم نے وہ بھی فرمایا کہ دہشت گردی کے حامی، پاکستان کے غدار اور امریکہ کے وفادار ہیں۔ اس کانفرنس میں کچھ اور قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔

اٹھ کے ظلمت ہوئی پیدا افق خاور پر

عظمت داتا گنج بخش ریلی

ڈاکٹر منظور حسین اختر

ماہنامہ دلیل راہ ستمبر 2010

سانحہ دربار داتا گنج بخش نے ہر دردمند دل کو مغموم اور ہر آنکھ کو پرنم کر دیا ہے۔ داتا کے دیوانے اس روز سے سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی سرد مہری زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔ اس المناک سانحہ کے مجرموں کی عدم گرفتاری اور دہشتگردوں کی پشت پناہی نے حکومت پنجاب کے متعلق ان گنت سوالات پیدا کر دیئے ہیں۔ داتا کا ہر دیوانا اپنے اپنے دائرہ کار میں احتجاج کر رہا ہے۔ جماعت اہل سنت نے اس معاملہ میں بھی قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے عظمت داتا گنج بخش کانفرنسز اور 30۔ جولائی بروز جمعہ 4۔ بجے سہ پہر ناصر باغ داتا دربار عظمت داتا گنج بخش ریلی کا انعقاد کیا۔ اس ریلی کی تیاریوں کے سلسلہ میں 12۔ عدد عظمت داتا گنج بخش کانفرنسز کا پروگرام بنایا گیا لیکن یہ سلسلہ بڑھ کر 20۔ سے زائد کانفرنسز تک جا پہنچا۔ تقریباً ہر کانفرنس میں مفتی محمد اقبال چشتی، پیر سید شمس الدین بخاری، پروفیسر عبدالعزیز نیازی، قاری نذیر قادری بذاتِ خود تشریف لے جاتے رہے اور لوگوں کو 30۔ جولائی کو عظمت داتا گنج بخش ریلی، 5۔ اگست کو عظمت داتا گنج بخش کارواں اور 18۔ اگست کو شہدا کے چہلم کی دعوت دیتے رہے۔ یہ ہمارے قائدین کی محنت اور قربانیوں کا ہی نتیجہ تھا کہ 30۔ جولائی کو لوگوں کا جم غفیر ناصر باغ کے مقام پر اکٹھا تھا۔ متذکرہ بالا قائدین کا اپنی تقریروں کو چھوڑ کر داتا صاحب کے لئے بے لوث پروگراموں میں تشریف لانا ان کے خلوص کی دلیل ہے۔

30۔ جولائی جو 4۔ بجے ناصر باغ کے باہر سب سے پہلے مفتی محمد اقبال چشتی ایک بہت بڑے جلوس کے ساتھ تشریف لائے اور پھر یکے بعد دیگرے قائدین کی آمد کا سلسلہ جاری ہو گیا حتیٰ کہ دیکھتے ہی دیکھتے دو رویہ سڑک لوگوں سے بھر گئی۔ ناصر باغ کے مین گیٹ کے سامنے قائدین کی تقریروں کا آغاز ہوا۔ قاری نذیر قادری سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ اب ریلی کا آغاز ہو چکا تھا۔ لوگ قافلوں کی صورت میں ریلی میں شامل ہو رہے تھے۔ مختلف تقاریر کے بعد یہ ریلی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کچہری چوک تک پہنچی۔ یہاں رک کر شرکاء ریلی سے پروفیسر عبدالعزیز نیازی، مولانا محمد علی

نقشبندی، پیر سید شمس الدین بخاری، ریلی کے منتظمِ اعلیٰ مفتی محمد اقبال چشتی اور دیگر علماء و مشائخ نے خطاب کیا۔ مفتی محمد اقبال چشتی نے کہا کہ ملک کی سالمیت سے کھیلنے والے موت کے سوداگروں، کرائے کے قاتلوں اور امریکہ کے ایجنٹوں کے خلاف جہاد فرض ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قوم دہشت گردوں کی مذمت کرتے ہوئے اگر مگر کا سہارا لینے والے سیاست کے فرعونوں کا سوشل بائیکاٹ کرے۔

پیر سید شمس الدین بخاری نے کہا کہ سرگودھا کے حالیہ ضمنی الیکشن میں مسلم لیگ ن کی شکست دراصل سانحہ داتا دربار پر مجرمانہ غفلت کی سزا ہے۔ پروفیسر عبدالعزیز نیازی نے کہا کہ بارود والوں کی شکست اور درود والوں کی فتح نوشتہ دیوار ہے۔ اب ''قلم کتاب زندہ باد کلاشنکوف مردہ باد'' کی فکر عام کی جائے گی۔

جماعت اہل سنت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات محمد نواز کھرل نے کہا کہ دہشت گردوں سے ڈرنے والی مسلم لیگ ن اپنا انتخابی نشان شیر تبدیل کرلے۔ انہوں نے کہا کہ داتا دربار غریبوں کی پناہ گاہ ہے۔ اسے ویران کرنے کی سازش کرنے والے ظلمات فروش اور ان کے سرپرست برباد ہو جائیں گے۔

شرکاء ریلی نعرہ تکبیر و رسالت، داتا تیرے جانثار بے شمار بے شمار، دہشتگردوں کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے، دہشت گردی بند کرو، جیسے نعرے لگا رہے تھے۔

ریلی کچہری چوک میں تھی کہ جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر اسلام، مفسر قرآن پیر سید ریاض حسین شاہ ایک بہت بڑے قافلے کے ساتھ ریلی میں تشریف لے آئے۔ آپ کی آمد سے ریلی میں گویا جان سی آگئی، شرکاء ریلی کے جوش و خروش میں یک دم اضافہ ہو گیا۔ شاہ جی نے دعا سے ریلی کا آغاز فرمایا اور اس طرح عظمت داتا گنج بخش ریلی کچہری چوک سے داتا دربار کی جانب روانہ ہوئی۔ دربار شریف پہنچنے پر ریلی سے شاہ جی نے خطاب کرنا تھا اور ہر شخص اس مرکزی خطاب کا منتظر تھا۔ مفتی محمد اقبال چشتی نے جب شاہ جی کے خطاب کا اعلان کیا تو ریلی پر عجیب خاموشی چھا گئی، ہر شخص پر سکوت ہو کر اپنے قائد کا خطاب سننا چاہتا تھا۔

شاہ جی نے اس عظیم الشان ریلی کے انعقاد پر اظہار اطمینان کرتے ہوئے کہا کہ صوبہ پختونخواہ میں دہشت گردوں نے علماء و مشائخ کو شہید کیا، مزارات کی بے حرمتی کی گئی اور اب اسلام و پاکستان دشمنوں کا رخ پنجاب کی طرف ہو گیا ہے۔ شاہ جی نے فرمایا کہ دہشتگرد بارود اور بموں کے ذریعے لوگوں کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ وہ دین کے خادم ہیں حالانکہ دین کے سچے خادم تو داتا علی ہجویری تھے جو گدڑی

پہن کر اور ہاتھ میں تسبیح پکڑ کر برصغیر میں آئے تھے۔شاہ جی نے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی، نواز شریف اور شہباز شریف تینوں لیڈروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں قائد حزبِ اختلاف نہیں ہوں، میں صرف یارسول اللہ کہنے والوں کا نوکر اور خادم ہوں اور میں کئی مرتبہ اقتدار کی آفر کو رد کر چکا ہوں میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ مجھے وزارت نہیں محمد عربی کے قدم چاہئیں۔آپ نے فرمایا کہ تمہاری خلوتیں میری ان باتوں کی گواہ ہیں۔شاہ جی نے وفاقی وصوبائی حکومتوں میں شامل اہل سنت علماء ومشائخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حکومت سے کہا کہ علماء ومشائخ تمہاری حکومت میں فیکٹریوں اور جائیداد کے لئے نہیں آئے بلکہ محمد عربی کے دین کی خدمت کے لئے حکومتوں میں شامل ہوئے ہیں۔

شاہ جی نے وفاقی وصوبائی دونوں حکومتوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک لافانی اور تاریخ پاکستان میں ہمیشہ یاد رکھے جانے والا جملہ ارشاد فرمایا کہ میں بددعا نہیں دے رہا لیکن لوحِ محفوظ سے بصیرت کے ساتھ حقائق پڑھ کر آپ کو سنا رہا ہوں کہ داتا صاحب کے ساتھ جس نے بھی بے وفائی کی اس کا حشر برا ہوا۔آپ نے اشارۃً فرمایا کہ جب جماعت اہل سنت داتا صاحب کے دربار پر دائیں طرف سے آئی تھی تو ''ان'' کی حکومت ٹوٹی اور جب بائیں طرف سے آئی تو ''اِن'' کی حکومت ٹوٹی اور آج ہم سامنے سے داتا صاحب کے قدم چومنے آئے ہیں۔آپ نے حکومتی عہدوں سے اظہار نفرت کرتے ہوئے فرمایا کہ فقیر کل بھی گدڑی میں رہتا تھا اور آج بھی گدڑی میں رہتا ہے، مستقبل بھی گدڑی میں ہوگا۔

شاہ جی نے ایوانِ اقتدار میں بیٹھنے والوں کے ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا کہ کرسیِ اقتدار پر بیٹھنے والو! اگر آج تم داتا صاحب کے کام نہ آئے تو کل قیامت والے دن داتا صاحب بھی تمہارے کام نہ آئیں گے۔شاہ جی نے فرمایا کہ ہمارے پاس ووٹ نہیں ہیں لیکن داتا صاحب کی چوکھٹ ضرور ہے۔ حکومتی بنچوں میں دہشتگردوں کے حمایتیوں کی موجودگی کے خلاف بطورِ احتجاج شاہ جی نے فرمایا کہ حکومت والو! اگر تم اقتدار میں رہنا چاہتے ہو تو وہ وزیر جو گستاخ ہیں اور دہشت گردوں کی پناہ گاہ بنے ہوئے ہیں ان کو اپنی صفوں سے باہر نکالو اور داتا کے دربار پر حاضری دے کر کہو کہ داتا کل بھی تمہارے تھے آج بھی تمہارے ہیں۔

صوبائی وزیر۔۔۔رانا ثناء اللہ کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ رانا ثناء اللہ کوئی اتنا بڑا نام نہیں ہے غیرت والا ہے تو خود استعفیٰ دے دے اور میاں صاحب کو بھی امتحان میں نہ ڈالے، اس لئے

کہ میاں صاحب رانا ثناء اللہ کی بجائے داتا صاحب کے وفادار ہیں اور اگر میں غلط کہتا ہوں تو میاں صاحب کو تردید کرنی چاہیے تا کہ پتہ چل جائے کہ کون کس کا ہے اور پھر ووٹ کس کو ملتے ہیں۔

اہل سنت کے اتحاد پر بات کرتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا کہ ہم اہل سنت متحد ہیں اور سنی اتحاد کونسل کے پلیٹ فارم پر اکٹھے ہیں۔ان کی قیادت کے لئے پہلا ووٹ دینے والا میں ہوں۔آپ نے فرمایا قدم بڑھاؤ فضل کریم ہم تمہارے ساتھ ہیں۔شاہ جی نے کہا کہ ہمیں قیادت کا کوئی شوق نہیں، ہم حضور کی عزت ناموس کی خاطر اپنی جان ہتھیلیوں پر رکھ کر میدان عمل میں نکلے ہیں اور قربانی کے لئے تیار ہیں۔8۔اگست کو شہداء کے چہلم میں شرکت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت اہل سنت چہلم میں بھرپور شرکت کرے گی اور حاجی فضل کریم کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے۔آپ نے حاجی فضل کریم سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ اگر ووٹ بائیکاٹ کی مہم بھی چلائیں گے تو ہم گلی گلی، محلے محلے جا کر لوگوں سے کہیں گے کہ اگر غیرت والے ہو تو اس شخص کو ووٹ نہ دینا جو داتا صاحب کے تقدس کو نہیں مانتا۔شاہ جی نے ایک مجذوب کی بات سناتے ہوئے کہا کہ سید لوگ تاج نوچ کر کسی دوسرے کے سر رکھنا بھی جانتے ہیں۔وہ بھی ایک سیدزادہ تھا جس نے ایک چونی کے عوض اقتدار شیر شاہ سوری کو دے دیا تھا۔

غیرت وعشق کے جذبوں کو مہمیز عطا کرنے کے بعد شاہ جی نے اپنا خطاب ختم فرمایا اور شاہ جی کی دعا کے بعد یہ عظیم الشان ریلی اختتام پذیر ہوگئی۔

❁❁❁

ہے میرے باغِ سخن کے لئے تو بادِ بہار

نائمہ منظور

ماہنامہ دلیلِ راہ ستمبر 2010

شب برأت کے موقع پر اتفاق مسجد میں سیدی ومرشدی شاہ جی کے سایے میں منعقد ہونے والی محفل میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ دل کو اس وقت بہت خوشی ملتی ہے جب چند گھڑیاں شاہ جی کی باتیں سننے کا موقع ملتا ہے جی چاہتا ہے کہ وہ کلام کرتے جائیں اور ہم سن کر فیض حاصل کرتے جائیں اور پھر ایسا وقت بھی آتا ہے جب ہم شاہ جی سے دور ہوتے ہیں لیکن شاہ جی کی محفل کی یادیں ہمیں ان سے دور نہیں کر سکتیں۔ شاہ جی کی یادیں ہمیں پل پل تڑپاتی ہیں کہ ہم ہر وقت ان کو یاد کرتے جائیں۔

ہمارے پیارے شاہ جی کی خوشبو برساتی گفتگو!

سیدی ومرشدی کے ساتھ گزرے ہوئے چند لمحات!

ہر غم کو خوشی میں بدل دیتے ہیں، بے سکونی کو سکون میں بدل دیتے ہیں، رنج وغم کو راحت میں بدل دیتے ہیں، تنہائی کو محفل میں بدل دیتے ہیں، بڑی خوشی ملتی ہے شاہ جی کی یادوں کو اپنے دماغ میں تازہ رکھ کر۔

شاہ جی کی ذاتِ والا صفات وہ ہے جن کی سانسوں میں اللہ، اللہ کی صدائیں ہیں۔ جن کے دل کی دھڑکنوں میں اللہ، اللہ ہے۔ وہ ہر جگہ، ہر وقت اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا نور بانٹتے ہیں۔ ان کی زندگی عشقِ رسول پر قائم ہے۔ خدا کا ذکر، نبی پر درود اور قرآن پاک کی تلاوت ان کی زندگی گزارنے کے اصول ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں جن کے پاس بیٹھو تو کبھی نہ اٹھنے کو جی چاہتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے ہر جگہ محبت ہی محبت، سکون ہی سکون، شفقت ہی شفقت ہے۔ ہاں! بالکل ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم مدینہ کی بستی میں چلے گئے ہوں جہاں سکون ملتا ہے۔ دل کو تسلی ملتی ہے۔ غم کے ماروں کو غم سے چھٹکارا ملتا ہے اور ہاں ایسا محسوس کیوں نہ ہو؟ کیونکہ شاہ جی کی ذات وہ ہے جن کی نسبت سرکارِ دو عالم ﷺ سے ہے اور جو حضور ﷺ کو چاہے جانے کا درس دیتے ہیں۔ شاہ جی کی باتوں سے کتنے مردہ دل زندگی پاتے ہیں۔ شاہ جی نے نہ جانے کتنے غافل لوگوں کو یہ احساس دلایا کہ لوگو! اٹھو! بیدار ہو جاؤ، دیکھو! سمجھو! ہماری زندگی کا

مقصد کیا ہے؟ ہم کس مقصد کے لئے اس دنیا میں آئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اشرف المخلوقات کے شرف سے کیوں نوازا ہے؟ ہم سب سے بہترین امت کیوں ہیں؟ اپنے آپ کو پہچانو، اپنے اندر کے انسان کو جگاؤ۔ غرض انہوں نے ہر پہلو سے انسان کی اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس دن موسم بھی بہت کمال تھا! ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں اور ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی ہو رہی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اپنے بندوں پر بارش کے ان قطروں کی صورت میں برسا رہا ہو۔

لوگوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا۔ مسجد کی چھتیں بھی لوگوں سے بھری پڑی تھیں۔ لوگ جوق در جوق محفل میں شرکت کے لئے آ رہے تھے۔ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی آمد میں بھی کوئی کمی نہ تھی۔ انتظامیہ کی جانب سے سیکورٹی کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ مردانہ و زنانہ ہر گیٹ پر چیکنگ کے لئے رضا کار تعینات تھے۔ مسجد کی چھت پر سیکورٹی کے لئے رضا کار چاک و چوبند ہو کر اپنے فرائض سر انجام دے رہے تھے۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ وہ شب برأت کی یہ گھڑیاں شاہ جی کے ساتھ گذارے اور ان سے فیض حاصل کرے۔

آیئے!

اب! شاہ جی کی باتیں سنتے ہیں! محفل کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد نعت شریف پڑھی گئی۔ نعت شریف کے بعد بغیر کسی اعلان کے شاہ جی سٹیج پر تشریف لائے اور اپنی گفتگو سے ہمارے دلوں کو سکون پہنچانے لگے۔ شاہ جی نے اپنے خطاب کا آغاز قرآن پاک کی ان آیات سے کیا:

افمن یعلم انما انزل من ربک الحق کمن ہو اعمی انما یتذکر اولو الاباب

پھر شاہ جی یوں گویا ہوئے!

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس کی روحانی، مادی نعمتوں پر اس کا شکر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات اور آپ کی آل پر درود و سلام۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آج کی بابرکت رات ہم سب کو ایمان کے مضبوط کرنے اور طرزِ عمل کو درست کرنے کے لئے عطا فرمائی۔ سورۃ الرعد سے آج کی گفتگو کے لئے چند آیتیں بطور کلام منتخب کیں ہیں۔ تمام احباب سے گذارش ہے کہ وہ قرآن حکیم کا پیغام دل و دماغ اور

روح میں اتاریں اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا:

افمن یعلم انما انزل من ربک الحق کمن ھو اعمٰی انما یتذکر اولو الالباب.

''کیا ایسا شخص جو جانتا ہے یقیناً وہ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا حق ہے اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جو نابینا ہو تحقیق عقل والے ہی سمجھ حاصل کرسکتے ہیں''۔

یہاں ابنِ عاشور لکھتے ہیں کہ قرآن حکیم کا جو بنیادی موضوع ہے وہ یہ ثابت کرنا ہے کہ جو کلام اللہ کو اللہ کی طرف سے برحق ماننے والے ہیں اس کا علم رکھنے والے ہیں وہ نہ رکھنے والوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف علم رکھنے والے اور دوسری طرف اندھے اور نابینا شخص کو بیان فرمایا۔

ایک مفسر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مسلمانوں کے دل کو ٹٹولتا ہے احساسِ ذمہ داری، فکری زندگی، ہم دنیا کو کیا سمجھتے ہیں اور دنیا کے بعد کی زندگی کا تصور کیا ہے یہ سب ہمیں اللہ کا کلام سکھاتا ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا جو علم رکھتے ہیں وہ اندھوں کے برابر نہیں ہیں اس لئے کہ نابینا شخص اور اندھا شخص کسی چیز کا ادراک نہیں کرسکتا وہ لوگ جو قرآن کی باتوں کو حق سمجھتے ہیں وہ بصیرت کا نور رکھتے ہیں اور جو نہیں سمجھتے وہ بصارت سے محروم ہیں اور ایسے لوگ اندھوں کی زندگی گزارتے ہیں۔

میرے پیارے دوستو!

میرا پہلا پیغام

اپنی زندگی ٹٹولیں

فیصلہ کریں

کہیں ایسا تو نہیں کہ ساری زندگی اندھوں کی طرح گزار دی۔

خطاؤں کا لباسِ ذلت تو نہیں پہنایا!

گناہوں کا لباسِ ذلت تو نہیں پہنایا!

بصارت نام کی کوئی چیز ہے بھی کہ نہیں!

قرآن تحریک دیتا ہے!

بیدار کرتا ہے!

ہمیں اپنی طرف بلاتا ہے!

جیسے کسی پلیٹ فارم پر کوئی سو جائے اس کی گاڑی چھوٹ جانے کا خدشہ ہو تو پاس بیٹھا ہوا کوئی بھائی بلائے کہ اٹھ جا تیری گاڑی چلنے والی ہے، بالکل ایسے ہی قرآن بیدار کرتا ہے، اسے زندگی کا احساس دلاتا ہے وہ دیکھو محمد عربی کی سواری جا رہی ہے وہ دیکھو! کہیں ایسا نہ ہو ایمان واعتقادات کی دنیا میں تو پیچھے رہ جائے۔ فہم وذکاء کے دروازے کھولتا ہے۔

قرآن کو جاننے والا!

قرآن کا علم رکھنے والا!

حضور کو ماننے والا!

وحی کا جاننے والا!

اندھے کی طرح نہیں ہوسکتا!

وہ لوگ جو محمد ﷺ کے آستانے سے دور ہیں!

اندھے ہیں!

اور جو آستانے پر آگئے وہ سارے بصارت والے ہیں۔

قرآن سے نصیحت تو وہ حاصل کرسکتے ہیں جن کے عمل سلامت ہیں، جو بے وقوف نہیں ہیں۔

میرا پہلا سبق!

یہ شعور پیدا کرو کہ مسلمان ہو۔

زندگی گزارو اس احساس کے ساتھ کہ تم مسلمان ہو۔

تمہیں روشنی اور اندھیرے کا پتا چل جائے گا۔

بس ایسے سمجھو کہ ایک بلب روشن ہے، ایک آدمی اس کے نیچے بیٹھا ہے اور ایک شخص جو اس سے دور بیٹھا ہے کیا روشنی دونوں طرف برابر ہے؟ یہی معاملہ اس شخص کا ہے جو حضور ﷺ کے آستانے میں بیٹھا ہے اور ایک جو حضور ﷺ کے آستانے پہ آیا ہی نہیں، کیا وہ شخص دوسرے شخص کے برابر ہے؟

آج کی شب یہ فیصلہ کرو کہ حضور ﷺ آج سے زندگی آپ کی ہوگی۔

حضور ﷺ قرآن کی روشنی میں زندگی گزاروں گا۔

حضور ﷺ آپ کا غلام بن کر رہوں گا۔

یہ 45،50۔دن خاص ہیں ایک ورکشاپ کی طرح ہیں قرآن مجید نے ہولڈ کیا ہوا ہے ان دنوں کو آج سے ان دنوں کا آغاز ہو رہا ہے۔

مجھے اتنا ہجوم دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔خوشی ہو رہی ہے کہ احساس کے تار ہل رہے ہیں تو آپ تشریف لائے ہیں۔ہم نے تو نہ کوئی اشتہار چھپوائے ،نہ کوئی دعوت نامے ہی بانٹے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے تار ہلائی اور آپ سب لوگوں کو بھیجا ہے تو آئیں اس وقت سے استفادہ کریں اور علم کی تحریک پیدا کریں اگر ان پڑھ ہو تو قرآن مجید سیکھو اور اگر پڑھے لکھے ہو تو قرآن مجید کی تفسیر سیکھو۔

یہ نہ سوچنا کہ میں چالیس دفعہ پڑھ چکا ہوں۔قرآن جب بھی پڑھیں گے یہ کچھ نہ کچھ دے گا۔ قرآن تو ایسا چشمہ ہے کہ اس سے آنے والے لوگ فیض پاتے جاتے ہیں لیکن یہ کبھی نہ ختم ہونے والا چشمہ ہے قیامت آجائے گی لیکن محمد ﷺ کا قرآن فیض بانٹتا رہے گا۔

ایک درد اپنے سینے میں پیدا کرو کہ محمد ﷺ کے دین کا چراغ جلتا رہے گا اپنی زندگیوں کے اندر علم کی تحریک پیدا کرو۔

ایک مرتبہ میں مدینہ شریف میں سورۂ طارق کی تفسیر لکھ رہا تھا کہ ایک عالم نے پوچھا کیا کر رہے ہو؟ میں نے کہا قرآن پاک کی تفسیر لکھ رہا ہوں۔اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے، میں نے پوچھا رو کیوں رہے ہو؟ کہنے لگے جیسا گھاس ہوتا ہے کاٹو پھر اگ جاتا ہے کبھی ختم نہیں ہوتا۔لوگ جوق در جوق آکر اس چشمے سے پانی پی کر قبروں میں اترتے جا رہے ہیں لیکن قرآن پاک کا فیض ابھی تک جاری ہے۔ میں نے کہا ایک بات کہوں اگر بری نہ لگے تو؟ ہم لوگوں کو کافر مٹانا چاہتے ہیں، مسلمان ختم، تہذیب ختم، تمدن ختم، ان کے رخ مدینہ سے موڑ دو، ان کے نفسوں کو بھٹکا دو، مصطفیٰ کریم کی رہی چھین لو! جس وقت کریکٹر خراب ہو جائے گا۔۔۔۔۔یہ لوگ خود ہی ختم ہو جائیں گے، لیکن آج بھی جب میں آیا راستے میں دیکھتا آ رہا ہوں کہ مسجدوں سے نعتوں کی آوازیں آ رہی ہیں، قرآن بیان ہو رہا ہے، دراصل مسلمان محمد ﷺ کے علم کی روشنی کو بانٹتا رہے گا۔

میں انگلینڈ میں تھا کہ ایک مائی کا فون آیا۔وہ نوے سال کی ایک بوڑھی عورت تھی۔ کہنے لگیں ریاض حسین آپ کا نام ہے میں نے کہا ہاں میرا ہے۔ کہنے لگی اللہ ہمارے وطن کو سلامت رکھے، کہنے لگی

مجھے 45۔سال ہوگئے ہیں میں وطن واپس نہیں گئی۔میں نے کہا میرے ساتھ کیا کام ہے؟ کہنے لگی میں نے سنا ہے آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے۔آپ جتنے پونڈ میں دیتے ہیں مجھے دے دیں، میں نے پڑھنا ہے میں نے پوچھا آپ نے کبھی کوئی اور ترجمہ پڑھا ہے؟ کہنے لگی میں نے کبھی نہیں سوچا کس مولوی نے لکھا ہے میرا تعلق مدینے والے سے ہے جب بھی کوئی نیا ترجمہ آتا ہے میں پڑھ لیتی ہوں، میرا کام تو مدینے والے کو راضی کرنا ہے۔

حضور ﷺ کے ایک صحابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سارا دن حضور ﷺ کی خدمت کرتے اور رات ہوتی تو اپنے رخسار حضور ﷺ کی چوکھٹ پر رکھتے اور انتظار کرتے کہ اگر آپ ﷺ کبھی آواز دیں تو کہیں آنے میں دیر نہ ہو جائے۔ایک مرتبہ آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ آواز آئی ہے۔

بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام جب آپ ﷺ کے دروازے پہ آتے آواز نہ دیتے، صرف ناخن رگڑتے تاکہ پتا چل جائے کہ کوئی غلام دروازے پر ہے۔ربیعہ کی سانسیں جب تیز ہوئیں تو بابِ کرم کھول دیا حضور ﷺ تشریف لائے پوچھا یہاں کیسے؟ کہا ہر رات ایسے ہی گذار دیتا ہوں۔دن کو تو نوکری کرتا ہوں رات کو اگر کوئی کام ہو اور ہم غیر حاضر ہو جائیں تو کہیں عذاب نازل نہ ہو جائے۔میں ساری رات رخسار چوکھٹ پر رکھ کر بسر کر لیتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ربیعہ آج میرا حکم ہے جا شادی کر لے۔ حضور ﷺ کو تو پتا تھا شادی کر کے مسجد میں آنا مشکل ہے۔معاش، معاشرت، روزی، بچوں کی مجبوریاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا آؤ علاج کرتے ہیں، آپ ﷺ تو **"اتنا فی الدنیا حسنة او ر فی الآخرة حسنة"** بھی دیتے تھے فرمایا! جاؤ شادی کرو۔آپ رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے، حضور ﷺ نے فرمایا شادی کوئی ایسی چیز ہے جس سے سن کر رونا آئے؟ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا دو نقصان ہو جائیں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا؟ ایک تو یہ ساری رات آپ کی چوکھٹ پر گزارتا ہوں اگر شادی کر لی تو بیوی بچوں میں مصروف ہو جاؤں گا تو پھر کیسے یہ چوکھٹ نصیب ہوگی؟ دوسری سارا دن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن سیکھتا ہوں۔میرے شب و روز اس کتاب میں گزرتے ہیں جس کا نزول آپ کے سینے میں ہوا۔آپ ﷺ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے فرمایا شادی کرو نہ محمد ﷺ چھوٹے گا اور نہ محمد ﷺ کا قرآن چھوٹے گا۔آپ ﷺ نے سند دے دی۔حضور ﷺ نے تو یہ شوق پیدا کیا۔میری آپ سے گذارش ہے کہ قرآن سیکھو میں اب بھی الحمد للہ اللہ پاک قبول کرے ہفتے میں قرآن پاک ختم کر لیتا ہوں۔

ایک سید صاحب اعتکاف بیٹھے تھے مجھے پیغام بھیجا کہ مجھے ملنے کے لئے آئیں۔ میں دیہات میں ان سے ملنے گیا۔ مجھ سے کہنے لگے آپ دعا کریں میں پہلے کی طرح قرآن پڑھنا شروع کر دوں۔ اس دفعہ اس طرح تلاوت نہیں ہو سکی میں نے کہا اس طرح اس طرح کا کیا مطلب؟ کہنے لگے پچھلی دفعہ بس 20۔ مرتبہ قرآن پاک پڑھا اس مرتبہ صرف 18۔ بار پڑھ سکا ہوں۔ میں نے کہا قرآن پاک تو تین دن میں ختم کرنا چاہئے آپ کیسے ختم کر لیتے ہیں؟ انہوں نے کہا سیداں دا حساب الگ اے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ مجھ سے عمارؓ نے پوچھا زندگی میں سب سے مزیدار بات کیا ہے؟ میں نے کہا سارا دن حضورﷺ کے ساتھ رہنا، مسواک اٹھانا، جوتے سینے کے ساتھ لگانا، آپ کا عصا مبارک اٹھانا، آپ کے لئے چادر بچھانا تاکہ حضور آرام کریں اور کیا یہ میری خوش قسمتی نہیں کہ میں آپ ﷺ کو قرآن سناتا ہوں۔ آپ ﷺ کے وصال کے وقت آپ ﷺ نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ سورۃ نساء سناؤ۔ حضور ﷺ سن رہے تھے اور رو رہے تھے۔

شاہ جی نے سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ:

عشق کی آگ پیدا کرو!

حضور کی اطاعت کرو!

قرآن پاک پڑھو!

ذکر اللہ کا

درود مصطفیٰ کا

تلاوت قرآن پاک کی

ان تینوں سے تعلق مضبوط کرو۔

داتا علی ہجویری کشف المحجوب میں لکھتے ہیں:

''جو شخص ان تینوں سے اپنا تعلق مضبوط کر لیتا ہے اللہ کی رحمتیں اسے اپنی بانہوں پر اٹھا لیں گی''۔

پرانے زمانے میں میرے والد صاحب نے ایک تھیلا رکھا ہوا تھا، کچھ پیوند لگے ہوئے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے غربت کی زندگی بھی دی اور اس میں بھی اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق بخشی۔ میں نے

یہ والد صاحب سے کہا کہ ایک بریف کیس پیش کروں تو کہنے لگے کہ نہیں ''اے تھیلا ہی ٹھیک اے'' فرمانے لگے میرے والد صاحب بھی تھیلا ہی رکھتے تھے۔ میں نے کہا والد صاحب اگر اجازت ہو تو دیکھ لوں اس کے اندر کیا ہے؟ میں نے تھیلا کھول کر اندر دیکھا تو روزہ کھولنے کے لئے تین کھجوریں، دلائل الخیرات اور قرآن مجید۔ کہا ان کھجوروں سے روزہ افطار کرتا ہوں، قرآن مجید پڑھتا ہوں اور دلائل الخیرات سے درود پڑھتا ہوں۔ موت کے وقت بچوں کو بلایا فرمانے لگے میری روح پاؤں سے گھٹنوں تک آ گئی ہے تم درود پڑھو۔ میں یٰس پڑھتا ہوں۔ انہوں نے یٰس، سورہ المزمل اور کلمے پڑھے اور بڑے بیٹے کو کہا کہ تم گواہ رہنا میں نے تمام کلمے پڑھے ہیں میں اللہ کو مانتا ہوں اور کہا کہ گھر میں چراغ نہ بجھنے پائے، میں نے کہا کیا مطلب کون سا چراغ؟ کہنے لگے وہ سید سید نہیں جو اپنا پورا دن گزار دے اور وہ ہزار دفعہ درود شریف نہ پڑھے، ذکر نہ کرے، چھ سپارے قرآن کے نہ پڑھے۔ جس کی زندگی ذکر میں نہ گزرے۔

وہ مسلمان مسلمان نہیں ہے جس کی بیعت حضور ﷺ کے ساتھ نہیں ہے۔ قرآن مجید نے کہا کہ اس بیعت کو نہ توڑو۔ راہِ ہدایت پر قائم رہنے کا عزم کرو اور اپنے اس دین کی حفاظت کرو۔ یہ سب آج کی رات سے کرنا سیکھو۔ یہ دیکھو کہ بحیثیت مسلمان زندگی کیسی گزرتی ہے؟ زندگی روزانہ چیک کرتے رہو۔ دعا کرتے وقت اپنے اندر کے انسان کو بیدار کر کے معافی مانگو کہو کہ میں اپنا عہد زندہ رکھوں گا۔ حضور ﷺ کا بن کر رہوں گا۔ اگر مسلمان اس میثاق کی حفاظت کا عہد کرتے ہیں تو مسلمانوں کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا، تو مسلمانوں کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ یہ جملے دو دفعہ اس لئے کہے کہ ایک مرتبہ چھ صحابہ کو آپ ﷺ نے جہاد پر بھیجا۔ جن میں سے پانچ شہید ہو گئے۔ میں نے یہ طبقات ابن سعد میں پڑھا اور ابھی ایک صحابی کی سانس باقی تھیں، گھسٹ گھسٹ کر حضور ﷺ کے قدموں میں تشریف لائے۔ چہرہ مبارک حضور ﷺ کے قدموں میں رکھ دیا، کلمہ پڑھا اور کہا کہ اے اللہ! تیرے بغیر کوئی معبود نہیں اور تیرا شکر ہے کہ میری جان حضور کے قدموں پہ نکلی۔

زندگی میں امنگ ترنگ پیدا کرو کہ ساری زندگی اس طرح گزرے جیسے ہمارا چہرہ حضور ﷺ کے قدموں پر ہے۔ غلامی کی زندگی بسر کرو۔

داتا صاحب صرف تھیلے میں قرآن لے کر لاہور تشریف لائے۔ لاہور میں ان کا کوئی واقف نہ تھا

لیکن ہزاروں لوگ ان کے نفوس قدسیہ سے اسلام میں داخل ہوئے۔ جس وقت بم دھماکہ ہوا میں انگلینڈ میں تھا مجھے وہاں لوگ کہنے لگے لگتا ہے کہ اب وہاں کوئی جمعہ پڑھنے نہیں آئے گا، لیکن خدا کی شان دیکھو اس نے لوگوں کی تعداد میں چار گنا اضافہ کر دیا اور اس نے چار گنا زیادہ لوگ داتا کے آستانے پہ بھیجے۔ میرے داتا کے آستانے کی یہ بات ہے تو محمد ﷺ کے آستانے کا کیا حال ہوگا؟ بموں سے بندوں کو بھٹکایا جا سکتا ہے لیکن ایمان بموں سے نہیں چھٹتا۔ خودکش حملہ ایمان کو اڑا نہیں سکتا۔ اگر آگ جلانے والی ہوتی تو منصور جل جاتا ان کی خاک سے آواز آتی ہے کہ ہم حضور ﷺ کو ماننے والے ہیں۔ میری کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے، مذہبی تقریر کرتا ہوں کوئی فرقہ واریت بھی نہیں کر رہا۔ جو جہاں بھی بیٹھا ہے بس یہی کہوں گا کہ بندے اللہ کے ہو، نوکر مصطفیٰ ﷺ کے اور ماننے والے قرآن کے ہو۔ موت کا تو جو وقت متعین ہے اسی وقت آنی ہے۔ مجھے میاں صاحب نے کہا کہ شاہ جی! انگلینڈ چلے جائیں اور وہاں جا کر کچھ دیر رہیں، یہاں تو بم دھماکے ہوتے رہتے ہیں میں نے کہا کہ اگر بچنا ہوتا تو حسین ؓ موت سے بچ جاتے، موت نے تو جہاں آنا ہے وہاں آ کر ہی رہنا ہے، موت سے نہ ڈریں۔ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کے چوکیدار ہیں۔ مر جائیں گے لیکن محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین پر کوئی آنچ نہ آنے دیں گے۔ اللہ سے تعلق کو جوڑو، حضور ﷺ سے تعلق جوڑو، صحابہ سے تعلق جوڑو، آلِ محمد ﷺ سے تعلق جوڑو۔ آج پیوند کی رات ہے جس کا تعلق جدھر کٹا ہوا ہے اس تعلق کو جوڑنے کی رات ہے۔ جس بیٹے کا تعلق باپ سے ٹوٹا ہوا ہے اسے چاہئے کہ جا کر اپنے باپ کو منائے اور باپ کو بھی چاہئے کہ شفقت کا سایہ اس کے سر پر رکھے۔

کتنا بڑا معجزہ ہے یہ کہ آفتاب حضور ﷺ کی انگلی پہ پلٹا۔ لوگوں نے کہا کہ کوئی عملی معجزہ دکھاؤ تو کیا یہ معجزہ نہیں کہ جس شہر میں آپ ﷺ داخل ہوئے آپ ﷺ نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑا، رشتہ داروں میں محبتیں ڈالیں، بھائیوں میں محبتیں ڈالیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

''اور تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے''۔

راضی کرو سب کو اور معاف کر دو، یہ بہت بڑا کام ہے ایک تجربہ بتاتا ہوں۔

یہاں مسجد میں دو نفل نماز پڑھو پھر گھر جا کر جس سے ناراض ہو اس کو مناؤ تم خود دیکھو گے جو عبادت دل جوڑ کر کرنے کا مزا ہے وہ ٹوٹے ہوئے دلوں کی عنایت میں نہیں ہے جو دل جوڑ کر اللہ کے سامنے جاتا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے آ جا میں نے تجھ کو اپنے ساتھ جوڑ لیا۔ اللہ کی ذات سے ڈرو۔ قیامت

کے دن اگر دوزخ میں چلے گئے تو کیا کرو گے؟ کوشش کرو کہ اللہ آخرت ٹھیک کرے۔ فکرِ آخرت پیدا کرو۔

جنید بغدادی سے پوچھا گیا سوکھا (آسان) حساب کس کا ہوتا ہے۔ جنید بغدادی کہتے ہیں یہ بات حسن بصری سے پوچھی گئی حسن بصری نے کہا کہ مولا علی سے پوچھی گئی مولا علی نے کہا میں نے یہ بات حضور ﷺ سے پوچھی تھی حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو ذکر کرتا ہے، درود پڑھتا ہے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے، اللہ قیامت کے دن اس کا حساب آسان فرمادے گا''۔

برادران!۔۔۔۔۔ ان جذبوں کے ساتھ خدا سے مانگنا!

امام زین العابدین ؓ نے شبِ قدر میں دعا کرتے ہوئے کہا کہ:

''اے اللہ! تو نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعے ساری اچھی باتیں سکھائیں۔ اے اللہ! مجھے پتا ہے کہ گناہ کرنا اچھی بات نہیں۔ اپنے نفس کی شکایت کرتا ہوں میں بندہ ہوں تیرا، تو مجھ سے اچھی اچھی باتیں کروالے اور مجھے معاف فرمادے''۔

میں دعا کرتے وقت امام زین العابدین ؓ کی اس دعا کو اپنی دعا کا حصہ بناؤں گا کہ اے اللہ گناہ کرنا بری بات ہے تو بخش کر اچھی بات کردے۔

اللہ بندگی نصیب کرے، اعمال اچھے کرے، اس رات کا فیض نصیب فرمادے۔

شاہ جی کے خطاب کے بعد صلوٰۃ التسبیح پڑھائی گئی۔ شاہ جی کے پیچھے نماز پڑھنے کا عجب لطف ہے وہ تو شاہ جی کے پیچھے نماز پڑھنے والے ہی بتا سکتے ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح کے بعد سرکارِ دو عالم، سرورِ کائنات ﷺ کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا گیا۔ درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد شاہ جی نے ذکر کروایا۔ ذکر کرتے وقت ہال کی لائٹیں بند کردی گئیں تاکہ ہر کوئی اپنے رب کو حاضر و ناظر جان کر پوری دلجمعی سے خدا کو اپنے دل کی دھڑکن میں محسوس کرے اور اس کے دل کی دھڑکن کی صدا ہی اللہ، اللہ ہو۔ پوری مسجد میں ایک دم خاموشی چھا گئی ایسے لگ رہا تھا جیسے ہر ایک شخص اپنے اللہ کی یاد میں کھو گیا ہو۔

اس کے بعد خدا سے مانگنے کا وقت آیا۔ شاہ جی کچھ اس انداز میں دعا مانگتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے جیسے شاہ جی صرف میرے ہی لئے دعا مانگ رہے ہیں، کہنے کا مطلب ہے کہ شاہ جی ہر ایک کے دل کی دعا مانگ رہے ہیں۔ ان دعاؤں کو بیان کرنا تو بہت مشکل ہے۔ شاہ جی کے الفاظوں میں وہ روانی تھی

جیسے سمندر کا بہتا ہوا پانی۔شاہ جی نے مسجد میں آئے ہوئے ہزاروں لوگوں کی آنکھوں کو اشک بار کیا اور خود بھی بہت روئے۔ یہ اللہ کو منانے کا انداز بھی کوئی شاہ جی ہی سے سیکھے۔شاہ جی نے اللہ سے اس مبارک رات میں اس انداز سے مغفرت کی دعا مانگی کہ محسوس ہوا جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بخش دیا ہو۔اللہ تعالیٰ تو بہت رحمان اور رحیم ہے اگر وہ ہمیں نہیں بخشے گا تو ہم کس کے در پر جا کر معافی مانگیں گے۔بس اسی سوچ کو دل میں رکھ کر اللہ سے رو رو کر معافی مانگی اس کے پیارے محبوب ﷺ کے وسیلے دے دے کر مغفرت کی دعائیں مانگیں۔

آخر میں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شاہ جی کے مبارک سایے میں زندہ رکھے۔شاہ جی کو ہماری عمر لگ جائے اور ہمیں یہ بھی چاہیے کہ شاہ جی کے مرید ہونے کے ناتے،ان سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے ہم ان کی کہی ہوئی باتوں پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین۔۔۔۔۔۔

گزر گیا ہے کوئی گل بدن اس آنگن سے

لیاقت علی مفتی

ماہنامہ دلیل راہ اکتوبر 2010

جی ہاں! ٹمبر بازار کے انتہائی اہم دینی مرکز ''جامع مسجد المینار'' کے منبر ومحراب سے 35۔ برس پہلے قال اللہ اور قال الرسول کی ایک انتہائی جاندار آواز گونجی تھی جو صرف چار سال کے مختصر عرصے میں پورے وطن پر چھا گئی۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ اس وقت مسجد کے سامنے سے لوگ گردنیں جھکائے گزرتے تھے۔ کسی سوزوکی والے کی جرأت نہ تھی کہ وہ اونچی آواز سے ٹیپ ریکارڈر آن کر کے مسجد کے سامنے سے گزر سکے، وہاں کی گلیاں اور محلے ذکر خدا اور ذکر رسول ﷺ کی دلآویز خوشبوؤں سے مہکتے تھے۔ نوجوان نام خدا اور نام رسول پر کٹ مرنے کا جذبہ رکھتے تھے اور بابوں کی آنکھیں بھی محبت رسول ﷺ سے پرنم رہتی تھیں۔

المینار مسجد کے قریب رہنے والے ایک بزرگ حاجی محبوب الٰہی یہ باتیں کرتے کرتے اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور بڑی حسرتوں کے ساتھ ان لمحوں کو یاد کرنے لگے جب ہر نماز کے بعد مسجد میں درس قرآن یا درس حدیث کی محفل سجتی تھی۔ بڑے بڑے علماء وہاں قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ منطق وفلسفہ کی ادق کتابیں پڑھنے بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ ''سکندر ہوٹل'' والے کی چائے بھی اسی مسجد کے دم قدم سے علاقہ میں مشہور ہوئی۔ ''حاجی صاحب'' ٹمبر بھاٹہ کے ماضی قریب کی یہ خوبصورت تاریخ یاد دلا رہے تھے اور سننے والوں کا تجسس لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا تھا کہ آخر وہ ہستی کون تھی جس کی دینی محبت، خدا پرستی اور زہد وتقویٰ کے اثرات آج بھی وہاں محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے حاجی صاحب بولے پنڈی والے جانتے ہیں کہ یہ سارا فیضان خاندان رسول ﷺ کے چشم وچراغ مفکر اسلام مفسر قرآن حضرت علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ کا ہے۔ شاہ جی نے یہاں اپنی جوانی کی پانچ بہاریں اس طرح گزاریں کہ درودیوار بھی ایسے لگتا تھا جیسے مدینہ کے ماحول کی تصویر بنے ہوں۔ جمعہ والے دن مسجد کے تینوں ہال اور چوتھی چھت بھر جانے کے بعد سامنے کی مارکیٹوں کی چھتیں اور سڑکیں بھی نماز پڑھنے والوں سے بھر جاتی تھیں۔ یہ سب لوگ

اردگرد سے صرف اور صرف شاہ جی کو سننے کی تڑپ لئے آتے تھے۔ انہوں نے یہ باتیں قصہ پارینہ کے طور پر ذکر کیں مگر مشاہدہ اب بھی یہی ہے کہ آج تک یہاں کے لوگ شاہ جی کے نام پر تمام مصروفیات چھوڑ کے انہیں سننے کے لئے بے تاب ہو جاتے ہیں۔ گزشتہ برس کی ''پیغام حسین کانفرنس'' کے بعد کئی مرتبہ بہت سے احباب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وقت کافی گزر چکا ہے شاہ جی کے مبارک قدموں سے ٹھٹھ کے خطے کو فیض بار ہوئے، لہٰذا عرض کی جائے کہ شفقت فرماتے ہوئے وقت عنایت فرمائیں تاکہ لوگ اس چشمۂ فیض سے سیراب ہوسکیں۔ اس خواہش کا اظہار قبلہ شاہ جی سے کیا گیا۔ آپ کی جانب سے کوئی جواب نہ ملا۔۔۔۔۔۔ حد ادب کا پاس کہ دوبارہ عرض کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔۔۔۔۔ سوچا شاید ابھی کسی جلسے کا انعقاد خلاف حکمت ہو مگر دوسرے روز صبح آنکھ کھلی تو موبائل پر قاسم بھائی کا پیغام موصول ہوا جو انہوں نے رات اڑھائی بجے بھیجا تھا۔ وہ پیغام صرف پیغام ہی نہ تھا بلکہ ٹھٹھ والوں کے لئے ایک عظیم خوشخبری تھی۔ لکھا تھا

''شاہ جی نے آپ کو 3۔ رمضان المبارک یوم سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وقت عنایت فرمایا ہے''۔

پیغام موصول کر کے اس محاورے کی صداقت پر یقین اور مستحکم ہوا کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں اور کاتب تقدیر ان کی تقدیر کے فیصلے لکھ رہا ہوتا ہے۔

ویسے بھی شاہ جی قبلہ کے قریب رہنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ رات کے پچھلے پہر جب لوگ خواب غفلت میں ہوتے ہیں آپ اس وقت دینی کام کی ترتیب و تنظیم اور منصوبہ بندی فرماتے ہیں اور دن کو جب دنیا والے دنیاوی دھندوں میں مشغول ہوں آپ رات کی منصوبہ بندیوں کو تکمیل عطا کرنے کے لئے مصروف عمل دکھائی دیتے ہیں۔ اس رات بھی اسی تنظیم و ترتیب کے دوران ٹھٹھ والوں کے سوتے میں ان کی قسمت جاگی۔ اس پیغام محبت سے وہاں کے گلیوں محلوں میں ایک ہلچل سی محسوس ہوئی۔ ہر کوئی منتظر تھا 3۔ رمضان المبارک کا۔

سبھی جانتے ہیں کہ رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی لوگوں کے تمام معمولات یکسر تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس حوالے سے عام تاثر یہی تھا کہ رمضان المبارک میں دن بھر کی بھوک پیاس، نماز تراویح کی تھکاوٹ اور پھر بوقت سحر اُٹھنے کی فکر ایسے معاملات شاید محفل میں پبلک کی شرکت میں رکاوٹ بنیں،

مگر یہ سارے اندازے غلط ثابت ہوئے اور نماز تراویح کے دوران ہی خلاف معمول المینار مسجد کے تینوں ہال نمازیوں سے بھر گئے۔لوگوں نے ان تمام معاملات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سیدہ زھرا بتول سلام اللہ علیہا کی عظمتوں کو سلامیاں پیش کرنے کے لئے محفل میں بھر پور شرکت کی۔تل دھرنے کی جگہ نہ ہونے والا محاورہ ایسے لگا جیسے بنا ہی اسی محفل کے لئے ہو۔سیدہ فاطمۃ الزھرا سلام اللہ علیہا کے حوالے سے سجائی گئی اس تقریب میں لوگوں کی والہانہ شرکت نے ثابت کیا کہ زمانوں میں سے ہر زمانہ اہل بیت اطہار کا ہے۔یہ کتنی دلچسپ تاریخی حقیقت ہے کہ تاریخ،مورخ،لشکر،سپاہ،قوت،طاقت،حکومت اور اقتدار سب کچھ دشمنان اہل بیت کے قبضے میں رہا۔انہوں نے جو چاہا اسے تاریخ کا حصہ بنایا اور جہاں سے چاہا تاریخ مسخ کی مگر اس کے باوجود آج بھی عوام کی تڑپتی عقیدتوں اور سلگتی محبتوں کا مرکز ومحور خاندانِ نور اور خانوادہ رسول ﷺ ہی ہے۔

اہل بیت اطہار پر ڈھائے جانے والے مظالم کی داستانیں پڑھتے ہوئے تاریخ کا طالب علم لرز لرز جاتا ہے۔۔۔۔انہیں شکست دینے کے مکروہ ارادوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا گیا۔۔۔مگر اللہ تو اللہ ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔۔۔ایک موقع پر کسی حکمران نے اپنے ایک بھیکے ارادے کی مخالفت پر مخالفت کرنے والے سے پوچھا تھا۔۔۔۔میرے ارادے میں کون حائل ہوسکتا ہے؟ تو کتنا خوبصورت جواب تھا ان کا''وہی ذات جو انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے''۔۔۔۔۔بلا شبہ ان مکروہ ارادوں کی تکمیل میں بھی وہ کبریائی والی ذات کیسے حائل ہوئی۔3۔رمضان المبارک کی یہ محفل اس کا ایک واضح ثبوت تھی۔۔۔۔کوئی مانے نہ مانے مگر حقیقت یہی ہے کہ''**وتعز من تشاء وتذل من تشاء**''کی عظمتیں رکھنے والے اللہ نے تا قیامت رفعتیں خانوادہ رسول کے نام کر دی ہیں۔

نماز تراویح کے بعد حسب روایت تلاوت کلام پاک سے محفل شروع ہوئی۔۔۔۔۔اس کے بعد نعت ومنقبت کا سلسلہ ابھی جاری ہی تھا کہ

اہل سنت میں حُبِ رسول کی تحریک اٹھانے والے!

انہیں خدا پرستی اور آخرت سازی کا درس دینے والے!

اور فکر قرآن کو قریہ بہ قریہ،کو بکو اور سو بسو پھیلانے والے عظیم قائد مفکر اسلام مفسر قرآن حضرت علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ مدظلہ العالی تشریف فرما ہوئے۔

شاہ جی کی آمد پر حاجی سلیم کے ساتھ مل کر تمام شرکائے محفل آپ پر عقیدتوں اور محبتوں کی گلاب پتیاں نچھاور کرنے لگے۔ آپ کے تشریف فرما ہونے کے بعد محترم علامہ سید ابرار حسین شاہ نے بارگاہ بتول میں منقبت پیش کی۔ منقبت کے بعد نعرۂ تکبیر و رسالت اور نعرۂ حیدری کے یزیدیت شکن نعروں سے خطاب کا اعلان ہوا۔ جس کے بعد قبلہ شاہ صاحب رونق افروز منبر ہوئے۔

قرآن کا نور بکھیرتی آواز۔۔۔۔۔قرآن و حدیث کا نور بکھرنے لگا۔۔۔۔۔شاہ جی کی زبان سے حقائق علوم کے چشمے ابلنے لگے۔۔۔۔۔اور سامعین محفل ''گوش بر آواز'' کے مصداق سماعت میں منہمک ہو گئے۔۔۔۔۔۔عربی خطبہ اور صلوٰۃ وسلام کے بعد قبلہ شاہ صاحب فرمانے لگے۔

برادران دین وملت!

آج آپ جس عظیم نام اور عظیم تاریخ کی خوشبو سونگھنے کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں ان کے حضور اپنی نمازوں کی طرح اسی محبت سے درود وسلام پیش کریں۔ شاہ جی کے یہ فرماتے ہی محفل میں درود وسلام کی گونج پڑ گئی اور ایسے لگا جیسے ہر کوئی گھرانہ رسول کے حریم میں محبت میں کھڑا عقیدتوں کے سلام اور محبتوں کے تحفے پیش کر رہا ہے۔ بعد ازاں بات آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا:

یہ بات مدینہ شریف کی ہے اور اسے حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم کی جلالت شان پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ ان کی روایات کو ہر زمانے میں حجت تسلیم کیا گیا آپ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی نور نظر اور لخت جگر سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا سے پوچھا:

بیٹی! کیا تمہیں معلوم ہے میں نے تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا؟

بی بی پاک نے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم۔

اللہ نے آپ کو جو حکمتیں عطا فرمائیں وہ آپ ہی جانتے ہیں لیکن اگر آپ ان حکمتوں سے پردہ کشائی فرمادیں تو آپ کی بیٹی کا دل خوش ہو جائے گا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بیٹی! اللہ رب العزت نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ایک برگزیدہ خاتون ہو گی جس کا نام فاطمہ ہو گا اور میں نے تمہارا نام فاطمہ رکھ کر فاطمہ اور اس کی قیامت تک آنے والی اولاد کے دوزخ سے نجات پا جانے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اس روایت کو ان الفاظ میں بھی بیان کیا۔

حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی جناب میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنی صاحبزادی کا نام فاطمہ کیوں رکھا؟۔۔۔۔۔

سرکار ﷺ نے فرمایا:

ان اللّٰہ عزوجل قد فطمھا و ذریتھا عن النا ر یوم القیامۃ

''بے شک اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو اوران کی اولاد کو قیامت کے دن آگ سے دور کر دیا ہے''۔

رسول کریم ﷺ نے بی بی پاک کا نام جب فاطمہ رکھا تو یہ بھی ارشادفرمایا تھا ''**انا ابن الفواطم ولعواتک**'' میں فواطم کا بیٹا ہوں اور میں عواتک کا بیٹا ہوں۔فواطم فاطمہ کی جمع ہے اورعواتک عاتکہ کی جمع۔لسان العرب نے یہ بھی لکھا کہ عاتکہ وہ خاتون ہے جس کے آباؤ اجداد میں اللہ رب العزت نے طہارت و پاکیزگی رکھی ہو۔اور فاطمہ کا معنی چھڑا دینا، آزاد کر دینا، دور کر دینا رکھا گیا، اس اعتبار سے فاطمہ وہ ہوگی جس کو نار جہنم سے آزاد کر دیا گیا ہو یا وہ جسے ہر طرح کی گندگی سے دور کر دیا گیا ہو یا وہ جسے بدفکری سے محفوظ بنا دیا گیا ہو۔اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ جس کو ہر طرح کی نسبی پستی سے بچا کے حسب و نسب کا علو عطا کر دیا گیا ہو وہ فاطمہ ہے۔حضور ﷺ کے اس فرمان ''**انا ابن الفواطم والعواتک**'' کے مفاہیم کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ میں ان کا بیٹا ہوں جن کے آباؤاجداد من اول الی الآخر پاکیزہ واطیب ہیں، نہ شرک کی غلاظت نہ حسب ونسب کی پستی، نہ بدفکری کے زوال اور نہ ہی برے انجام کی فکر۔اللہ نے ہر شے سے انہیں محفوظ بنا دیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے ''**الفواطم والعواتک**'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں انہوں نے واضح کیا کہ رسول کریم علیہ السلام کے ددھیال ونھیال پر نظر ڈالیں تو تیرہ فاطمہ ددھیال میں اور تیرہ فاطمہ نھیال میں نظر آئیں گی۔حضور ﷺ نے نسبتوں کی انہی عظمتوں کے باعث سیدہ پاک کا نام بھی ''فاطمہ'' ہی منتخب فرمایا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ بی بی پاک کی ولادت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی رفیقۂ حیات سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ کیا کہ اپنی اس نور عین اور سکون دل کا نام کیا ہونا چاہیے؟ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میرا دل چاہتا ہے کہ اس کا نام میری ماں کے نام پر رکھا جائے۔

حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے پوچھا تمہاری ماں کا نام کیا ہے انہوں نے کہا ''فاطمہ''۔حضور ﷺ نے شفقت آمیز تبسم کے ساتھ فرمایا میری ماں کا نام بھی تو فاطمہ ہے۔فاطمہ بنت اسد۔گویا وہ ایمان کی پیکر خاتون صرف مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ؓ ہی کی ماں نہ تھیں بلکہ حضور علیہ السلام نے بھی انہیں اپنی ماں قرار دیا۔

الفواطم والعواتک کا مطالعہ کرتے جائیں معلوم ہوگا کہ حضور ﷺ کی پالنے والی ماں کا نام بھی فاطمہ،سیدہ خدیجہ کی والدہ کا اسم گرامی بھی فاطمہ،مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ بھی فاطمہ، شعب ابی طالب میں حضور علیہ السلام کو نگاہوں میں رکھنے والی بھی فاطمہ،زبیر بن عوام کی پرورش کرنے والی بھی فاطمہ، ہاشم کی ماں بھی فاطمہ اور زینب کی دادی بھی فاطمہ گویا حضور ﷺ کی لخت جگر۔۔۔فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔۔۔اور نسبتوں کا یہ ہجوم'' **واللّٰہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم**'' ۔ حافظ ابن کثیر دمشقی نے البدایہ والنہایہ میں لکھا اور سب جانتے ہیں یہ چھوٹا بندہ نہ تھا بہت بڑا آدمی تھا،لہٰذا چھوٹوں کو بھی کم از کم ان بڑے لوگوں ہی کے اسلوب کی خیرات لینی چاہیے اور ان مقامات سے ادب کے ساتھ گزرنا چاہیے۔ابن کثیر لکھتے ہیں کہ مکہ کے تمام روسا اور بڑے بڑے سردار اکٹھے ہوئے ان سب میں ایک بڑے ٹھاٹھ باٹھ والا سردار مطعم بن عدی بھی تھا۔اس نے ان سب کو اکٹھا کر کے کہا آج فیصلہ ہو جانا چاہیے اور یہ روز روز کی اذیت ختم ہو جانی چاہیے جس میں محمد ﷺ نے (**العیاذ باللہ**) ہمیں مبتلا کر رکھا ہے مشاورت کے بعد وہ لوگوں کے ایک ہجوم کے ساتھ جناب ابوطالب کے پاس آیا۔اس قافلے میں کُرتا پوش ایسا آدمی تھا جس نے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کو پہچاننا ناممکن تھا۔السلام علیکم کا رواج تو نہ تھا البتہ اس زمانے کی روایت ملاقات نبھائی گئیں۔حال احوال کے بعد انہیں بٹھایا گیا۔ہاشمی طور طریقے سے ان کی تواضع کی گئی۔ستو میں پسی کھجوریں کھانے اور زم زم کے ساتھ جگر کو ٹھنڈا کرنے کے بعد مطعم بن عدی کہنے لگا۔اے ابوطالب آج ہم تمہارے پاس ایک حاجت لے کر آئے ہیں جناب ابوطالب نے پوچھا حاجت کیا ہے؟ کہنے لگا اے ابوطالب!!

انت رئیس العرب انت صاحب الجمال و صاحب الکمال وانت مرجع الناس مزید کہنے لگا لوگ مشکل میں ہوں تو رجوع تمہاری طرف ہی کرتے ہیں،تم ہی یتیموں کے سر پر دست شفقت رکھنے والے ہو،تمہاری ہیبت اور حسن عربوں کے ہاں مسلمہ ہے،وعدہ کرو آج ہماری بات

مانو گے اور ہماری حاجت پوری کرو گے؟ جناب ابو طالب فرمانے لگے او پنڈلیوں پر پیشاب کرنے والو! کیا تم آج اس لئے آئے ہو کہ جذبات میں مبتلا کر کے ابو طالب کو اپنی سوچوں کی گرفت میں لے لو گے اور اپنے افکار کی رسیوں میں جکڑ لو گے؟ میں وعدہ نہیں کرتا۔ پہلے یہ بتاؤ وہ برقع پوش اور نقاب پوش کون ہے؟ اور اسے ساتھ کس مقصد کے لئے لائے ہو؟ جب تم پردہ ہٹاؤ گے ابو طالب پھر تمہیں تمہارے سوال کا جواب دے گا۔

مطعم ابن عدی نے مایوسی کے ساتھ کہا میں باتوں کی جنگ تو ہار گیا۔ یہ کہنے کے بعد اس نے دستور کے مطابق جناب ابو طالب کی تعریف کی اور پھر آواز ماری یاعمارة بن ولیدا ے عمارہ بن ولید چہرے سے پردہ ہٹا۔ اس نے نقاب ہٹایا عمارہ کا خوبصورت چہرہ دیکھنے والوں کو Attract کر رہا تھا۔ یہ عمارہ حضرت خالد بن ولید کا چھوٹا بھائی تھا اور کہتے ہیں کہ عربوں میں اس خاندان اور قبیلے سے بڑھ کر کوئی حسین قبیلہ نہ تھا۔ ہاشمی بھی خوبصورت لوگ تھے لیکن ان کا سفید رنگ گندمی تھا جس میں ملاحت زیادہ ہوتی ہے اس کے مقابلے میں عمارہ کا خاندان گوراچٹا زیادہ تھا۔ مطعم بن عدی آج اپنے ساتھ اس خوبصورت خاندان کا وہ حسین نوجوان لے کر آیا جس کی زلفیں حسین حسین ------ جس کا چہرہ ابھرتا ابھرتا------ جس کی آنکھیں مقناطیسی مقناطیسی ------ اور جس کی نظریں شربتی شربتی ------ گویا حسن و جمال میں اپنی مثال آپ ---- جناب ابو طالب نے پوچھا اس نوجوان کو ساتھ کیوں لائے ہو؟ وہ کہنے لگا ہمارے ساتھ ایک سودا کر و تم ہم سے حسین وجمیل عمارہ لے لو اور اپنا محمد ﷺ ہمیں دے دو------؟ جناب ابو طالب نے پوچھا میں عمارہ کو لے کر کیا کروں گا اور تم محمد ﷺ کو کس لئے لو گے-----؟ وہ کہنے لگا عمارہ تم لے لو، یہ تمہاری آنکھوں کا سکون بنے گا ہمیں اپنا محمد ﷺ دے دو تا کہ آج جتنے عرب سردار یہاں آئے ہیں سارے مل کر معاذ اللہ محمد ﷺ کو شہید کر دیں تا کہ دین کی دعوت کو ابھرنے پھیلنے سے پہلے منقطع کر دیا جائے۔ یہ سنتے ہی جناب ابو طالب نے جلالت مآب چہرہ ان کی جانب اُٹھایا اور فرمانے لگے------ واللہ ''اللہ کی قسم'' ---- قسم اُٹھانے کا انداز یہ بتاتا ہے کہ ابو طالب کی پرانی عادت تھی اللہ اللہ کرنے کی۔ صرف یہی نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے 25۔ ویں سال میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور علیہ السلام کے نکاح کا خطبہ پڑھتے ہوئے بھی تو آپ کے الفاظ ایسے ہی تھے۔ الحمد للہ الذی جعلنا من ذریة ابراھیم و سلالة

اسماعیل۔ یقیناً لات ومنات اور عزیٰ وہبل کی قسمیں اٹھانے والے زمانے میں نام خدا کی قسمیں اُٹھانا اور اللہ رب العزت کی تعریف میں رطب اللسان رہنا بہت سے حقائق کو بے نقاب کرتا ہے۔

جناب ابوطالب فرمانے لگے قسم اللہ کی ایسا نہ ہوسکے گا۔ **انغذو ابنکم وتقتلو ا ابنی محمداً** ’’میں تو تمہارے عمارہ کو غذا دوں پرورش کروں اور تم میرے محمد ﷺ کو قتل کرو۔۔۔۔۔۔یہ کہاں کی دانائی ہے۔۔۔؟ اس موقع پر جناب ابوطالب نے حضور علیہ السلام کی شان اقدس میں وہ طویل قصیدہ لکھا جس کا ایک مشہور شعر ہے:

وابیض یستسقی الغمام بوجہ

ثمال الیتامی عصمۃ للا رمل

’’وہ گورے چٹے سوہنے چہرے والے محمد ﷺ جن کے چہرے سے بادل بھی بارش کی خیرات مانگے وہ جو یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی عزتوں کے محافظ ہیں‘‘۔

اس قصیدے میں یہ مفہوم بھی شامل تھا کہ تم نے اپنا عمارہ دیکھا ہے اب میرے محمد ﷺ کو دیکھو، عمارہ تمہیں محمد ﷺ کی قدموں کی دھول جیسا بھی نہ لگے گا۔ جب جناب ابوطالب نے یہ کہا تو مطعم غصے میں آیا اور کہنے لگا۔ قسم ہے لات کی ہم محمد ﷺ کو شہید کر کے دم لیں گے۔ ابوطالب کا ہاشمی خون جوش غیرت سے کھولنے لگا اور انہوں نے للکار کہا:

’’قم یا محمد بین اعدائنا‘‘

اے محمد آؤ ذرا اپنے دشمنوں کے درمیان کھڑے ہو۔

میں دیکھوں تو سہی کون تمہاری جانب بڑھنے کی جرأت کون کرتا ہے۔ عمارہ نے جب رسول کریم ﷺ کا پر جلال چہرہ دیکھا اور جناب ابوطالب کی پر ہیبت للکار سنی تو وہی کالی چادر چہرے پر ڈال کر بھاگنے لگا۔ ابوطالب فرمانے لگے دیکھو تمہارا حسن تو بھاگ گیا مگر میرے محمد ﷺ کا حسن غالب آ گیا ہے۔ بعدازاں جناب ابوطالب نے تاریخی الفاظ ارشاد فرمائے جن کا مفہوم یہ ہے کہ اے محمد ﷺ جدھر مرضی ہے جاؤ جس میلے میں دل کرے جاؤ جس قبیلے کے دروازے پر مرضی ہے دستک دو، اپنے خدا کی توحید کی دعوت دیتے چلے جاؤ جب تک ابوطالب زندہ ہے کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔

اب ایک اور واقعہ عرض کروں چونکہ بی بی پاک کو یہ ساری تاریخ معلوم تھی اس لئے جب رسول

کریم ﷺ کے وصال مبارک کا وقت آیا تو پہلے دن جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے اپنا ہاتھ حضور ﷺ کے ہاتھ میں رکھا۔ رسول کریم ﷺ نے آنکھیں کھولیں اور ان کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا بیٹی! تیرے ہاتھ سے محمد ﷺ کے سینے میں ٹھنڈ پڑتی ہے۔ بی بی پاک کہنے لگیں بابا! آپ کی شدت غم مجھے نڈھال کیے جا رہی ہے اور آپ کی تکلیف میرے لئے بھی نا قابل برداشت ہے۔ حضور علیہ السلام فرمانے لگے میری آنکھوں کے نور تمہارے بابا کو صرف یہی تکلیف ہوگی اس کے بعد اللہ ہر تکلیف کو اٹھا لے گا۔ دوسرا دن آیا رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ میں بی بی پاک پھر حاضر ہوئیں۔ آج سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے سامنے عربی قصیدہ پڑھا۔ وہی قصیدہ جو جناب ابوطالب نے مطعم بن عدی کے سامنے پڑھا تھا:

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامی عصمۃ للا رامل

حضور ﷺ نے وابیض کے الفاظ سنے تو آنکھ کھولی اور فرمایا بیٹی یہ شعر تو میرے چچا ابوطالب کے ہیں۔ محل فکر ہے کہ حضور علیہ السلام نے تو دنیا سے جاتے ہوئے بھی جناب ابوطالب ہی کو یاد کیا۔

قبلہ شاہ نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد انتہائی پرسوز انداز میں جو جملے ارشاد فرمائے وہ سن کر ہر آنکھ اشکبار تھی۔ محفل کا ایک عجیب رنگ تھا اور ایسے لگ رہا تھا جیسے اللہ کی رحمتیں محفل کو اپنی آغوش میں لئے ہوں۔ شاہ جی فرمانے لگے: لوگو! تم تو ایک ہی کربلا کی تاریخ جانتے ہو لیکن بی بی پاک نے ایک کربلا تو بیٹوں کی دیکھی تھی اور اس سے قبل ایک کربلا اپنے بابا کی بھی دیکھی تھی۔ وہ کربلا۔۔۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جلتے کوئلوں پر لٹایا گیا۔۔۔۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو تپتی ریت پر گھسیٹا گیا ۔۔۔۔۔۔ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور آل یاسر پر مظالم ڈھائے گئے۔۔۔۔۔۔ بی بی پاک یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں اور سب سے بڑھ کر وہ کربناک لمحات جب رسول کریم ﷺ کی مبارک پیٹھ پر حالت سجدہ میں غلاظت بھری اوجڑی ڈال دی گئی اور غزوہ احد میں آقا کریم ﷺ کا چہرہ انور زخمی ہوا، دندان مبارک شہید ہوئے۔ ایک یہ کربلا تھی اور دوسری مرشد حسین رضی اللہ عنہ والی کربلا۔ بی بی پاک کی عظمتوں کو سلام کہ وہ یہ سب کچھ حوصلے سے برداشت کرتی رہیں۔

شاہ جی آج ایسے تسلسل کے ساتھ روایات بیان فرما رہے تھے کہ پتہ چل رہا تھا علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا علوم

حیدری کی خیرات دنیا والوں میں بانٹ رہا ہے۔ ہر کسی کی آنکھ میں تشنگی تھی جو بجھنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ مجمع اس طرح شاہ جی کی مٹھی میں تھا کہ اگر یہ گفتگو سحری تک جاری رہتی تو بھی مرورِ وقت کا احساس کسی کو نہ ہوتا۔ آپ کا اندازِ خطابت ہے ہی ایسا کہ سامعین دائیں بائیں سے بے نیاز انہی کی ذات میں مستغرق دکھائی دیتے ہیں۔ جذبات کو ہمالیہ کی بلندیوں پر پہنچا کر پھر یکدم آہوں اور سسکیوں کا ماحول پیدا کر دینا شاہ جی کی خطابت کا خاصہ ہے۔ بی بی پاک کے پہاڑ جیسے حوصلوں کا بیان سنتے ہوئے چونکہ پورا اجتماع مضمحل ہو چکا تھا۔ اچانک انداز تبدیل ہوا اور اضطرابات کو خوشیوں سے بدل دینے کا لاشعوری اہتمام کیا گیا۔ شاہ جی فرمانے لگے:

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ ایک دفعہ ایک صحابی سے پوچھنے لگے۔ کیا تم اس خاندان کو جانتے ہو جس کی مدد کے لیے آسمان سے فرشتے اترتے ہیں؟ عرض کی اللّٰہ و رسولہ اعلم یا رسول اللہ ﷺ آپ ارشاد فرما دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی کو علی ؓ کے گھر بھیج دے۔ واپس آئے تو اس سے پوچھ اندر کیا دیکھا اس نے؟ وہ بیوی کو لے کر مولا علی ؓ کے دروازے پر چھوڑ آئے۔ بیوی اندر گئی اور کچھ دیر بعد واپس آ گئی۔ وہ بیوی کو لے کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ جو حکم آپ نے دیا تھا اس کی تعمیل ہو گئی۔ علی ؓ کے گھر والوں کو سلام کر کے واپس آ گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعہ کا وقت ہونے والا ہے۔ جب جمعہ کے بعد سارے اکٹھے ہو جائیں تو اس وقت بتانا۔ حضور ﷺ نے سوال کا جواب نہ لیا۔ جمعہ ہو گیا۔ جمعہ کے بعد سارے صحابہ کا معمول تھا کہ نماز ختم ہو جانے کے بعد وہ صلوۃ و سلام پڑھتے جاتے اور حضور ﷺ کے ہاتھ اور قدم مبارک بھی چومتے جاتے۔ آج صحابہ صلوۃ و سلام پڑھنے لگے تو رحمۃ العالمین علیہ التحیۃ والثناء فرمانے لگے۔ یا معشر المسلمین ذرا ٹھہرو میں نے ایک آدمی کو اندر بھیجا تھا علی ؓ کے گھر۔ اس کی گواہی اسی کی زبانی سنو، پھر حضور ﷺ نے آواز لگائی کدھر ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ میں حاضر ہوں، آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے ارادہ فرمایا۔ کیا دیکھا علی ؓ کے گھر؟ عرض کی یا رسول اللہ اندر بی بی پاک پر تو میری نظر نہ پڑی لیکن چکی تھی کہ گھومے جا رہی تھی۔ میں حیران ہوا کہ چکی گھمانے والا کوئی نہیں تو یہ گھوم کیسے رہی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تمہاری نظر نہیں پڑی فاطمہ ؓ ادھر ہی نماز پڑھ رہی ہو گی۔ شاہ جی نے یہاں ایک روایت کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ نظر کیسے پڑتی؟ بی بی پاک پر تو میدان محشر میں بھی نظر ڈالنے کی کسی کی جرأت نہ

ہوگی۔ وہاں بھی آپ پل صراط سے گزریں گی تو اللہ رب العزت ستر ہزار حوروں کی جماعت میں بی بی پاک کو بھیجے گا اور اعلان ہوگا محشر والو! نگاہیں جھکا لو محمد عربی کی بیٹی فاطمہ گزر رہی ہے۔

جب اس شخص نے اظہار حیرت کیا کہ چکی خود کیسے گھوم رہی تھی تو رسول کریم ﷺ فرمانے لگے: فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چکی کو گھمانے کے لئے آسمان سے فرشتے اترتے ہیں۔ مسلمانو! سوچو جس کی چکی کو گھمانے کے لئے فرشتے آئیں اور جس کی سواری تیار کرنے کے لئے فرشتے اتریں محمد عربی کے اس عظیم گھرانے کا مقام کیا ہوگا۔

انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیراً

شاہ قبلہ کے یہ الفاظ سب کے لیے بالعموم اور سادات کرام کے لیے بالخصوص راہِ عمل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس بار ماہِ رمضان میں جلسوں میں نہ جانے کا ارادہ تھا مگر عزیزم لیاقت نے بی بی پاک کے نام کا حوالہ دے دیا۔ میں نے سوچا کہ ہماری رگوں میں خون ہے علی پاک کا اور ہمارے ذمہ قرض ہے اس خون کا اور ان عظیم نسبتوں کا۔ وہ قرض اتارنے کے لیے یہاں چلا آیا۔ تو سنیئے ایک اور روایت عرض کروں۔

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا جب آخری وقت آیا تو رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔ مناسب سمجھیں تو تھوڑا وقت عنایت فرمائیں ایک درخواست پیش کرنا چاہتی ہوں رسول کریم علیہ التحیۃ والثنا اپنی وفا شعار زوجہ محترمہ کے سرہانے تشریف فرما ہوے۔ بی بی پاک کی آنکھوں میں آنسو آئے۔ عرض کی یا رسول ﷺ جب آپ نزول وحی کے بعد پہلی مرتبہ غار حراء سے تشریف لائے تو آپ نے حکم ارشاد فرمایا تھا **زملونی زملونی** (مجھے چادر اوڑھاؤ مجھے چادر اوڑھاؤ) یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی چادر آپ کے اوپر ڈالی تھی۔ آج جب میرا دنیا سے جانے کا وقت ہے تو مہربانی فرما دیں کفن کے لیے اپنی چادر عطا فرما دیں۔ رسول رحمت ﷺ نے اپنی چادر عطا فرما دی کفن کے لیے۔

اسی اثناء میں جبریل آئے۔ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اے خدیجہ! یہ جبریل آئے ہیں یہ تو ایک اور خبر لائے ہیں۔ عرض کی وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا "جبریل کہہ رہے ہیں آپ ان کے کفن کو رہنے دیں ان کا کفن جنت سے اللہ رب العلمین نے بھیجا ہے۔ مسلمانو! غور کرو جس کی ماں کا کفن جنت سے آئے اور جس کے بابا کے سر پر تاج نبوت سجایا جائے اور جس کا سرتاج مولود کعبہ ہو اس فاطمہ

کا مقام کیا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سبحان اللہ

سیدہ خدیجہ ؓ پھر عرض گزار ہوئیں یارسول اللہ ﷺ میری فاطمہ کے معاملات کسی اور کے سپرد نہ کرنا۔ اس کا جہیز اپنے ہاتھ سے تیار کر کے رخصت کرنا۔ یہ میری امانت ہے۔ حضور علیہ السلام نے وفاؤں کی پیکر بیوی سے فرمایا یہ تیری ہی نہیں مجھ محمد ﷺ کی بھی بیٹی ہے، غم نہ کھاؤ۔ سیدہ خدیجہ پھر عرض کرنے لگیں یارسول اللہ ﷺ ایک تیسری عرض بھی ہے کہ آپ طواف کر آئیں میں اپنی بیٹی سے ایک بات کرلوں۔ رسول رحمت علیہ السلام تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی لخت جگر بی بی پاک کو گلے لگا لیا۔ جناب! سوچئے وہ منظر کیسا ہوگا جب ایک بیٹی وقت نزع ماں کے گلے لگ کے رو رہی ہوگی اور اس کے آنسو چھلک رہے ہوں گے۔ یہ فاطمہ تو وہ فاطمہ ہیں جنہوں نے اپنے بابا کو رخصت کرنے کا صدمہ اُٹھایا اپنی والدہ کے وصال کا دکھ جھیلا، اپنی بہنوں کے درد اٹھائے اور بھائیوں کے انتقال کے دردناک لمحات دیکھے۔ سیدہ خدیجہ اپنی لخت جگر سے فرمانے لگیں بیٹی! میں نے اپنی ساری دولت تیرے بابا کے قدموں پر نچھاور کی، جب انہیں کوئی ماننے والا نہ تھا اس وقت بھی میں نے انہیں تنہا نہ چھوڑا۔ جب آپ پر کوئی ایمان نہ لایا تھا میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ آپ تنہا نہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ غریبوں مسکینوں کے سہارا ہیں۔ ان کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اس وقت سے لے کر آج تک میں وفاداری کے ساتھ ان کے قدموں میں رہی ہوں۔ میری بیٹی! میرے بعد وفا کی یہ ذمہ داری تم نے نبھانی ہے۔ میں تمہارے بابا کے معاملات تمہارے سپرد کر کے جا رہی ہوں۔ بیٹی نے کہا اے ماں بے غم ہو جائیں۔ جب موقع آیا محمد ﷺ کی بیٹی محمد عربی ﷺ کے ساتھ ہوگی اور سب جانتے ہیں کہ اُحد میں اپنے بابا کے زخم کس نے دھوئے تھے اور حرم کعبہ میں اپنے بابا کی پیٹھ سے اوجڑی کس نے ہٹائی تھی؟ انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ غم کی جس بھٹی میں آقائے دوجہاں کھڑے تھے ان کے ساتھ ان کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی تھیں۔

عظیم شخصیات کے حوالے سے منعقدہ تقریبات میں زیادہ تر مقررین فضائل و کرامات پر مبنی مشہور روایات ہی بیان فرماتے ہیں، مگر شاہ صاحب قبلہ کی خطابت کا ایک حسن انتخابِ عنوان اور روایات و دلائل کی انفرادیت بھی ہے۔ یہ منفرد روایت برقرار رکھتے ہوئے آج بھی دوران خطاب آپ فرمانے لگے۔ بی بی پاک نے صرف چوبیس سال ظاہری زندگی پائی مگر اس دوران جب کبھی کسی نے بھی

حضور ﷺ کے قدموں میں کانٹے بچھائے۔سیدہ پاک نے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے وہ کانٹے چُنے۔۔۔ جس وقت کسی نے حضور علیہ السلام کی راہوں میں گند ڈالا سیدہ نے ان راہوں کی صفائی کی۔۔۔۔۔۔ حضور ﷺ جب حرم کعبہ میں نماز ادا کرتے تو ساڑھے چار سال کی فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بابا کے ارد گرد بجلی کے شعلے کی مانند گھومتی اور نگہبان بن جاتیں۔۔۔۔۔۔ پاسبان بن جاتیں۔۔۔۔۔۔۔ گویا جناب ابو طالب اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کی بولی میں یہ بھی حضور ﷺ سے یہی کہتی ۔ آپ جدھر چاہیں جائیں دعوت دیں لوگ کانٹے بچھائیں گے فاطمہ کانٹے اٹھائے گی۔۔۔۔۔۔۔ لوگ گند ڈالیں گے فاطمہ گند ہٹائے گی۔۔۔۔۔۔ اس لئے کہ فاطمہ کو اللہ نے پیدا ہی اپنے بابا کے لئے کیا ہے۔

شعب ابی طالب میں محصور مسلمانوں کو جب بھوک ستاتی تو غشیاں پڑتیں جناب ابو طالب خود کہتے ہیں کہ کتنی بار میں نے جعفر کو بے ہوشی کے عالم میں اپنے ہاتھوں پر اٹھایا۔۔۔۔۔۔ کتنی بار عقیل کو اٹھایا ۔۔۔۔۔۔ ایک طرف یہ مناظر۔۔۔ مگر دوسری طرف سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حوصلے دیکھو۔ حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں کہ شعب ابی طالب کی ان کٹھن راتوں میں جب میں لیٹتا تو میری ننھی فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ننھے ہاتھ میری زلفوں میں ڈال کر کہتی۔ بابا! آپ آرام کر لیں میں جاگ لوں گی۔ یقیناً اسی لئے حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

فاطمة بضعة منی

"فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے"۔

اللہ رب العلمین نے جو فضائل و کرامات سیدہ فاطمہ کو عطا کیے رسول کریم ﷺ نے ایک موقع پر بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"جس نے زمین والوں میں سب سے افضل بندہ دیکھنا ہے وہ علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے اور جس نے زمین والی عورتوں میں سب سے افضل کو دیکھنا ہے تو میری فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ لے"۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی یہ عظمتیں اور رفعتیں ان کے علو مرتبہ کا اظہار تو ہیں ہی ساتھ قیامت تک آنے والی عورتوں کے لئے بھی باعث عزت شرف ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایک ایسا معاشرہ جس میں بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ رسول رحمت ﷺ نے اس معاشرہ میں اپنی فاطمہ کو عزت دے کر اور ان کی ولادت کی خوشی منا کر پوری دنیا کو یہ پیغام دیا تھا کہ فاطمہ کی عزتیں دیکھ کر اندازہ کر لو دین

محمد ﷺ کس قدر کامل واکمل دین ہے۔

سیدہ فاطمہ کے آنے پر کھڑے ہو کر اور ان کا ماتھا چوم کر حضور علیہ السلام نے اظہار کیا کہ عورت کو جو عزت محمد عربی ﷺ نے دی ہے وہ کوئی دوسرا نہیں دے سکتا۔

آج اگر ہم ایک مسجد میں بی بی پاک کا دن منا رہے ہیں تو یہ ادائے حق نہیں۔ ان کا تذکرہ تو مسجد مسجد ہونا چاہیے اور ان کی عظمتوں کا بیان محراب و منبر کی صدا بن کر ابھرنا چاہیے۔ مصائب زمانہ اور مشاکل و مسائل سے افسردہ انسانیت کو حصولِ سکون کا ایک خوبصورت روحانی نسخہ بتاتے ہوئے شاہ جی نے فرمایا:

''جس بندے کی جو بھی حاجت ہو وہ خلوت میں جائے۔ قرآن پاک کا کچھ حصہ تلاوت کرے پھر درود شریف پڑھ کر بی بی پاک کو ایصال ثواب کرے اور اس کے بعد مدینہ کی طرف منہ کر کے کہے یارسول اللہ ﷺ آپ کو آپ کی پیاری فاطمہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ مصیبت سے نکالیں۔ اللہ کی قسم! ہر دعا رد ہو سکتی ہے مگر ردائے بتول کے تصدق سے مانگی دعا کبھی رد نہیں ہو سکتی''۔

اپنی خوبصورت پرسوز اور دلائل و نکات سے آراستہ گفتگو کا اختتام شاہ صاحب نے اس خوبصورت نکتے پر فرمایا:

''اللہ نے بی بی پاک کو جنتی عورتوں کی سردار بنایا، پھر جنت کھینچ کر ماں کے قدموں تلے کر دی۔ مردوں سے کہا تم اپنی ماں کے قدموں میں رہو تا کہ اس واسطے سے تم بی بی پاک سلام اللہ علیھا کے قدموں میں پہنچ جاؤ، جب وہاں پہنچ گئے تو اللہ تمہیں جنت میں حضور علیہ اسلام کی معیت عطا فرما دے گا''۔

خطاب کے بعد صلوٰۃ و سلام بحضور سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء پیش کیا گیا اور دعا کے ساتھ ڈیڑھ بجے شب یہ خوبصورت محفل اختتام پذیر ہوئی۔

''اتفاق خاندان''
کے آخری بزرگ بھی رخصت!

سید انور قدوائی

قلم کی آواز روزنامہ جنگ لاہور، 21 نومبر 2010ء

اتفاق خاندان کے آخری بزرگ میاں معراج دین اس جہانِ فانی میں 84۔سال گزار کر پیر کی رات رخصت ہو گئے۔ یہ سات بھائیوں کا خاندان تھا جنہوں نے امرتسر کے نواحی علاقے جاتی امراء سے ہجرت کر کے لاہور میں محنت مزدوری سے زندگی کے سفر کا آغاز کیا تھا۔میاں شہباز شریف نے ''عزم واستقلال کی داستان'' کے عنوان سے اپنے خاندان کی عظیم جدوجہد پر ایک کتابچہ تحریر کیا تھا جس میں سات بھائیوں کے اتفاق اور اتحاد کی برکتوں کا بڑے فخر سے ذکر کیا گیا ہے۔میاں محمد شریف مرحوم کا اگر چہ ان میں چوتھا نمبر تھا لیکن انہی کی قیادت میں لوہے کی ایک چھوٹی سی بھٹی سے اتفاق گروپ کا ایک بڑا صنعتی خاندان بن گیا۔اتفاق فاؤنڈری کا شمار برصغیر کی بڑی فاؤنڈریز میں ہوتا تھا۔جس میں فوج کے حساس پرزوں کے علاوہ شوگر ملز کی مکمل مشینری تیار کی جاتی تھی۔ماڈل ٹاؤن میں ایک ساتھ سات کوٹھیاں تعمیر کی گئیں تو اس کا نام بھی اتفاق کالونی رکھا گیا۔کشمیریوں کے اس خاندان میں سب سے بڑے میاں برکت علی تھے۔اس کے بعد میاں محمد شفیع ، میاں عبدالعزیز،میاں محمد شریف،میاں محمد بشیر،میاں معراج دین اور سب سے چھوٹے میاں سراج تھے جن کا سب سے پہلے1966ء میں انتقال ہوا اور اس طرح چوالیس سال کی مدت میں یہ ساتوں بھائی دنیا سے رخصت ہو گئے۔میاں محمد شریف کا 2004ء میں جدہ میں انتقال ہوا جہاں وہ اپنے صاحبزدوں میاں نواز شریف ،میاں شہباز شریف ، میاں عباس شریف اور خاندان کے دوسرے افراد کے ساتھ جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ یہ اپنی نوعیت کی انوکھی جلاوطنی تھی کہ آمروقت نے خواتین اور بچوں سمیت سارے خاندان کو جبرا جلاوطن کر دیا۔اس خاندان کے سرکردہ افراد کا شمار ملک کے بڑے صنعتکاروں میں ہوتا ہے۔میاں معراج دین ایک گروپ آف کمپنیز کے چیئرمین تھے۔میاں محمد شفیع کے بیٹے بھی کئی فیکٹریوں کے مالک ہیں۔اس اتفاق خاندان نے فلاحی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اتفاق ہسپتال اور شریف میڈیکل کمپلیکس کے علاوہ متعدد تعلیمی ودینی ادارے قائم کیے۔میاں محمد شریف بڑی پابندی سے کروڑوں روپے کی زکوۃ

یتیموں، بیواؤں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ ہزاروں مریضوں کو مفت طبی علاج کی سہولت فراہم کی جاتی تھی اور اب بھی یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ متعدد مساجد و مزارات تعمیر کرائے۔ حاجی طارق شفیع نے دلّی میں ایک مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ ضلع جھنگ میں حضرت سلطان باہو کے مزار سے ملحقہ ایک پرانے قبرستان میں حضرت پیر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا مقبرہ تعمیر کرایا۔ حضرت پیر عبدالرحمٰن رسول اللہ ﷺ کے رشتے میں پوتے تھے اور ان کا سلسلہ نسب حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ہفتہ اتوار کو میاں معراج دین کے نواسے حسنین طارق کی شادی کی تقریبات تھیں اور اس سے اگلے روز وہ زندگی کا سفر مکمل کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ میاں محمد نواز شریف کے چچا اور میاں شہباز شریف کے سسر تھے۔ ان کی نمازِ جنازہ اور رسمِ قل میں ہر طبقہ زندگی کے لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی کہ یہ "سیاسی" اجتماع میں تبدیل ہو گئے۔ میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف نمازِ جنازہ اور رسمِ قل میں شریک ہوئے۔ جماعت اسلامی کے سابق امیر قاضی حسین احمد، سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ کے علاوہ فرید پراچہ اور امیر العظیم نے بھی شرکت کی۔ پیپلز پارٹی کی نمائندگی عزیز الرحمٰن چن، سید ناظم علی شاہ، منیر احمد خان، زکریا بٹ اور مصباح الرحمٰن نے کی۔ قومی اسمبلی کے سابق رکن چوھدری ذوالفقار ایک مدت بعد نظر آئے۔ ان دنوں انہوں نے اپنے آپ کو دارالشفقت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ راجہ ظفر الحق، اقبال جھگڑا، یعقوب ناصر خاص طور پر شرکت کرنے اسلام آباد سے آئے تھے۔ میاں محمد اظہر بھی موجود تھے جو ایک طویل مدت کے بعد نظر آئے۔ اعلیٰ سول حکام، قومی وصوبائی اسمبلیوں کے ارکان، صوبائی وزراء کے علاوہ مسلم لیگ (ن) کے فدائین کی بڑی تعداد موجود تھی۔ اگرچہ میاں برادران کے لئے سخت حفاظتی اقدامات کیے گئے تھے اس کے باوجود سینکڑوں لوگ اپنے قائد سے ہاتھ ملانے کے لئے بے چین تھے اور ان سے اظہارِ تعزیت کیا۔

حضرت سید ریاض حسین شاہ نے یہ بھی دعا کی کہ رب تعالیٰ میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف کو ملک میں نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کی توفیق دے اور ہمت عطا کرے۔ یہ ملک کے عوام کی اکثریت کی آرزو اور خواہش ہے۔ یہ پکی بات ہے کہ ملک کو درپیش تمام مصائب و مسائل کا حل اسی اللہ کے نظام کے نفاذ میں ہے۔ جب ایسا ہوگا تو اللہ کی نعمتیں اور برکتیں اس ملک وقوم پر نازل ہوں گی اور ساری دنیا کے لئے نمونہ عمل بن جائے گا۔ ہم سیلاب زندگان کی امداد کے یورپ، امریکہ اور ساری دنیا سے بھیک

مانگتے پھر رہے ہیں، کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ایک بار خالق کائنات کے آگے ہاتھ پھیلائیں وہی ہمارا رزاق، خالق و مالک ہے۔اس کا ارشاد ہے کہ ہم سے مانگو ہم تمھاری مراد پوری کریں گے۔